



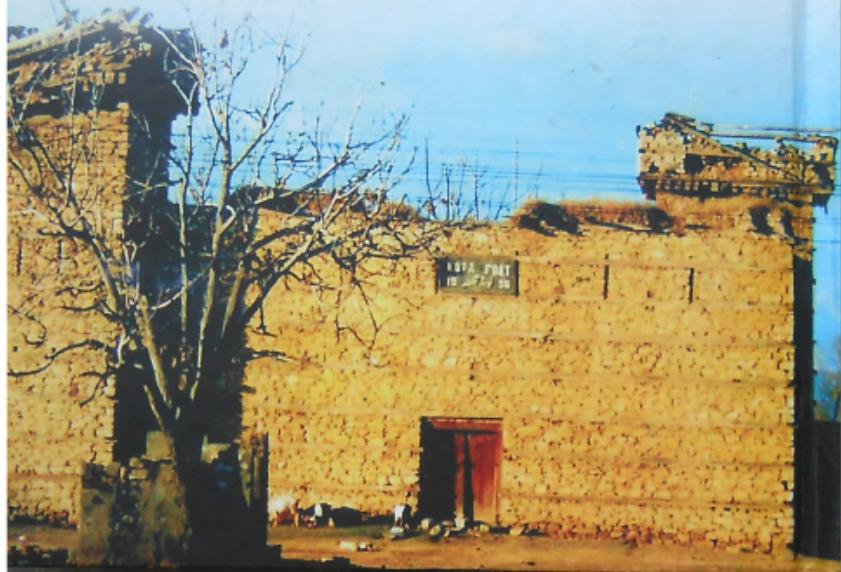
ریاستِ سو ات

(1915ء تا 1969ء)

ترجمہ

پروفیسر احمد فواد

ڈاکٹر سلطانِ روم



—

ریاستِ سوات

(1915ء تا 1969ء)

ڈاکٹر سلطانِ روم

ترجمہ

پروفیسر احمد فواد

شاعر بیہن نز پبلیشورزائینڈ بکسیلز
جن فر روزہ منگروہ، سوات

کتاب یا اس کا کوئی بھی حصہ صرف کی باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کی جاسکتا۔ پھر صورت دیگر قانونی چارہ جوئی کا حق محفوظ ہے۔

روایتیات (1915ء، 1969ء)

کتاب	
صفت	ڈاکٹر سلطان درم
زیرم	پروفیسر احمد فراو
ناشر	فضل ربانی
ہائی	عبد الرحمن نوید
کپڑہ	اعلیٰ عالم
پہلی اشاعت	2013ء
طبع	دنیم یونیورسٹی لالہور
قیمت	450 روپے

SHOAIB SONS PUBLISHERS & BOOKSELLERS

G. T. Road Mingora, Swat (Pakistan) Ph: 0946-729448, 722517

Email: shoaibsons@yahoo.com

اپنے والدین کے نام

فہرست مضمایں

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	عرض ترجم	5
2	اعتراف	8
3	تعارف	13
4	چھڑائیں اور تاریخی ناظر	25
5	رباست کا قام	42
6	احکام: پہلی مرحلہ	62
7	احکام: دوسرا مرحلہ	81
8	توسع	104
9	امور خارجہ	114
10	انتظام و انصرام	145
11	ساتھ اور شاخی پبلو	176
12	ادعاء	219
13	بعد از ادغام	244
14	انقسام	259
15	سماز	269

Click on any of Chapter's Title*

عرض مترجم

ڈاکٹر سلطان روم کا نام اڑتے اڑتے میرے کاؤں تک بھی آپنچا۔ ایک خاص فائل بک ایک ہی ست کے راہی ہونے کے ناطے پیک ٹرانپورٹ میں آئنے سائے یا ساتھ ساتھ بینچے کو سفر کرنے کے موقع بھی شاید ملتے رہے ہوں لیکن اجنبیت کی دیوار نے ایک سرسری سی علیک سلیک سے بات آئے گے یہ حانے کی ضرورت کا احساس کمی نہ ہونے دیا درس و مدرسیں کے ایک ہی پیش سے خلک ہونے کی وجہ سے ایک تم کی انسیت کا پیدا ہونا بھی یقیناً اُمر حال نہ تھا لیکن یہ جان کرتب بھی ایک قلبی سرت ملی کہ ہم دونوں مختلف اوقات میں ایک ہی مادر علی (جامعہ کراچی) کے سامنے عافظت میں پرداں چڑھے ہیں بلکہ ایک ہی شبہ اور یکساں اساتذہ کی رہنمائی سے مستفیض ہوتے رہے ہیں لیکن ان باتوں کا بھی علم ان کی کتاب "ریاست سوات" میں آنے کے بعد ہوا۔

جلد کراچی کے شعبہ تاریخ کا تیس پہنچتیں سال پر اتنا تھا ذہن میں گھوم گیا۔ ڈاکٹر یا پشاں الاسلام، پروفیسر عبدالرحمن، ڈاکٹر طاہرہ آتاب کے چہرے یادوں کے اُنقش پر سربراہیاں بن کر جگ گئے۔ سوتا مائی رسمی ہی جوار دو پڑھنا نہیں جانتی تھیں، اس لئے مجھ سے میرے ہم جماعتوں کے پیچ پڑھوا کر انھیں نہ بردھی تھیں۔ ان سایہ دار بیڑوں کی مہربانی چھاؤں نے شب و روز کی خلخلتی پیٹھانی پر اپنی خندنی الہام رکھ دی۔ ذہن ان باتیں کی بھول ہمجنوں میں ٹکر گیا۔ تاریخ کی کتابیں پڑھنے کا شوق تو لڑکیوں سے تھائیں بھی اصل عشق تو شعرو ادب سے تھا اس لئے وسط سفر میں پڑی بدل کر انگریزی ادبیات میں ماسٹر کیا۔ پر شعبہ تاریخ سے اپنائیت کا رشتہ برقرار رہا۔ پروفیسر عبدالرحمن کی یہ بات "بھی تم یونیورسٹی میں کہیں نظر آ جاؤ تو میں تمہاری حاضری لگا دیتا ہوں" آج بھی نہیں بھولی۔

یادوں کی کتاب کی ورق گردانی دراصل عمر عزیز کے کھوئے ہوئے خزینے کو واپس پانے کی خواہش کے سوا کچھ نہیں۔ ہمکن کو ملک بنانے کی یہ کوشش کسی نہ کسی صدک سرو رانگیز تو ضرور ہوتی ہے۔ کچھ دری کے لئے کامرانی کا احساس رگ و پے میں دوڑ کر سرشار کر دیتا ہے۔ لگتا ہے کھوئے ہوئے رات دن لوٹ آئے ہیں۔ میں بھی کچھ دونوں نکل اُس دور کی بے ٹکری و بے اختیاری کے اختیار میں رہا۔ اس رو میں اس کتاب کو پڑھا چلا گیا۔ شاید اس دوران

پہلی بار یہ خیال آیا ہو کہ اس کتاب کے دروازے اُس دیکھنے اور دو دن طبقہ کے لئے بھی کھول دینے چاہئی جو شوق، ذوق، رکھنے کے باوجود انگریزی میں استفادو ای کی جو سے اس کتاب کی بہت لطف محتاجت سے ابھی تک خودم ہے۔ پھر اپنے بہت سے مشتعل رکھنے والے دستوں کو اس بات پر نجیہدہ دیکھ کر ان کی مشکل کو آسان کرنے کی خانہ ہی ل۔

یہ ابادی سو اس جس کے خون کا چچ پاز پان زخم خاص و عام رہا ہے، نہ جانے کہ سے اور کہاں کہاں سے مشتعل ہیں دشمنان جمال یہاں دیکھ دل کی سیرابی کی غرض سے آتے رہے ہیں۔ آج جس کا حال پا کستان کا مستقبل بچانے کے لئے خونم خون ہے اور ایک بھرمان ابھاں ملفوظ ہے لیکن اس کے ماضی کے بارے میں انتہائی عرق ریزی اور رفتہ نظر سے کام لے کر ہالی گئی اس تھی تصور یہ کہ آسان رسائی یقیناً اس دادی کے دل زدہ باشندوں کے ساتھ ساتھ سب اہل وطن کا حق ہے۔ اور باتوں کے علاوہ شاید اس بات نے بھی مجھے ترجمہ کی اس ابادی پر خارش ندم رکھنے پر آتا ہو کیا۔ معلوم تھا کہ یہ جان جو کھوں کا کام ہے۔ اس بھاری تھر کو جب اخنیا تو کہی باری خوم کروں ایس اسی پجر رکھنے کی صدائیں خاتمه دل سے اٹھی لیکن دوست و احباب کے سلسلہ استخارے کیاں پیچے، کتنا کام رہ گیا اور کتنا انتشار کرنا ہو گئے جو حلقوں میں شدید۔ حالانکاں دو دن ہماری دربری کا عذاب جاری تھا، اور اسکن و سکون کی نیزل بھی کسوں درجی، جو ایسے کام سر انجام دینے کے لئے لازم ہے۔ جب ترجمہ کمل ہوا، تو کپڑے مگک کا ایک طریل ہبڑا زمار طشر درع ہوا۔ تھس سے پیچے مجھوٹ گئے۔ خدا گر کے یہ نیزل بھی آئی گئی۔

خین اتفاق سے سلطان روم کا چادر بھی اسی کا لائج میں ہو گیا تھا جہاں میں پڑھاتا ہوں۔ جس سے باہمی مشاورت کا گل آسان ہو گیا۔ انہوں نے تحقیق و تصنیف کی اپنی دیگر صور و فیات کو معطل کر کے پروف پڑھنے میں مدد کے علاوہ ناناوس ناموں کی سمجھ ادا ٹھیک اور سب ہم مقامات کی وضاحت و صراحت کے لئے وقت نکالا۔ جس کے لئے میں ان کا مکثہ رہوں ہوں۔

ترجمہ کے اس لپے سفر میں جویں رفاقت اگر کسی شخص نے صحیح معنوں میں ادا کیا تو وہ جتاب شہان الحکم مرحوم ہیں، جن کی او اسکرڈ اگریزی اور دوڑ کشتری نے پیشانی پر مل ڈالے بغیر ہر سوال کا برداشت ہو اسے کر اس مشکل راست کے سفر کو آسان بنادیا۔

اس کتاب کے خون و دمچ پر رائے زنی میرے لئے نقیع وقت کے زمرے میں آئے گی۔ پتو زبان کی ایک مشہور کہاadt ہے ”چنچام ٹھی دے نواسم کدے“ یعنی میرے جویں صورت کے ہوتے مجھے کس بات کی کی؟ البتہ اس کتاب کو ارادہ ترجمہ میں پڑھنے والوں کو میں یہ بتانا ضروری گردانہ ہوں کہ اس کتاب کی تحریک، تحقیق و جستجو اپنائی دلیل مشکل را ہوں سے گذر کر ہوئی ہے۔ مصنف نے خاتون جانے کے لئے کسی برسوں تک سلسلہ جگ دووی کی ہے۔

کوئی بات بغیر کسی معتقد والہ کے نہیں کی ہے۔ ریسرچ کے کسی دعیے کام کے لئے حقیقت مدد و دعویٰ کا پوری طرح سے خیال رکھا ہے۔ اس لئے فصل درفصل کتابیات و حوالہ جات کی تفصیل دی گئی ہے۔ میں نے ان کی اجازت سے عام تاریخ کی سیوں تک کوہنہ نظر رکھتے ہوئے ہر باب کے بعد وی گئی اس تفصیل کو نظر انداز کر کے صرف ان اندر اجات کے ترجیح سکھ خود کو مدد و دعویٰ کر رکھا ہے، جن میں کوئی تی بات یا کسی بات کی مزید صراحت کی گئی ہو۔ حقیقت کی راہ پر کامن تاریخ اصل انگریزی کتاب میں اس پوری تفصیل کو پڑھ سکتے ہیں۔ جو ہر باب کے آخر میں حوالہ جات کی صورت میں موجود ہے۔ بعض صورت میں یہ سکھردوں اندر اجات پر مشتمل ہے۔ اصل کتاب کے آخر میں مانند کی جو تفصیل درج ہے، اُسے البتا اس اردو ترجیح میں بھی برقرار رکھا گیا ہے۔

پروفیسر احمد فواد

اعتراف

اس کتاب کی بنیاد میرزا بیہقی کا مقابلہ پر عنوان 'سوات سنیت اندر دی والیز' (1917-69) ہے جسے یونیورسٹی آف پشاور کے شعبہ تاریخ میں پیش کیا گیا تھا۔ حالانکہ تاریخ سے کوئی زیادہ رغبت نہیں تھیں لیکن جلد اگرچہ میں بجزل ہستہ ذپیارٹمنٹ کے میرے اساتذہ کرام خصوصاً پروفیسر سید عبدالرحمن، ذاکر نہ طاہرہ آفی اور ذاکر خوبی غلام اصغر نے اس سے دل چھپی پیا کرنے میں میری مدد کی۔ ان کی توجہ اور حوصلہ افزائی نے تحقیق کام کے لئے میری صلاحیت اور محنت کو جلا بخشی۔ سید عبدالرحمن نے تحقیق سے میری دل چھپی کارخانے سوات اور ریاست سوات کی تاریخ اور وہاں کے لوگوں اور اس علاقہ کے حالات کے بارے میں پوچھ پوچھ کر اس کی جانب مودودیا۔ 1987ء میں انہوں نے جلد کراچی کے بجزل ہستہ ذپیارٹمنٹ کے میکرین پاسٹ اینڈ پرینٹ کے لئے ریاست سوات کے بارے میں مضمون لکھنے کے لیے کہا۔ میکرین تو آس سال شائع نہ ہوا لیکن اس کے لئے لکھائیا مضمون میرے پر ایجڑی کے مقابلے کا پیش رو تابت ہوا۔ اسی وقت سے میں نے اس موضوع پر اپنی تحقیق کو جاری رکھا اور اس پر کمی تحقیق مفاہیں شائع کئے۔ موجودہ کتاب 1987ء کے بعد اس ضمن میں میری مسلسل تحقیق کا نتیجہ ہے اور یہ دراصل اسی غیر مطبوعہ مضمون کی مکمل اور مفصل شکل ہے۔ تحقیق بیشتر سے ہی ایک دقت طلب کام ہے اور خصوصاً اگر موضوع کا تعلق اپنے علاقہ اور ماضی قریب کے واقعات سے ہو۔ اس میں اگرچہ تحقیق اس لحاظ سے فائدہ میں رہتا ہے کہ موضوع سے متعلق اس کا علم اور فہم نہیں بہت بہتر ہوتا ہے لیکن اس لحاظ سے اس کی مشکلات بڑھ جاتی ہیں کہ موضوع سے متعلق بعض کردہ ایجگی موجود ہوتے ہیں جن کی رائے اور نقطہ نظر اس سے مختلف ہو سکتے ہے۔

میں نے مکمل حدیثک دیانت داری اور غیر جاہب داری سے کام لیا ہے اور اس تحقیق کی سچائی پر کسی کو اثر انداز ہونے سے روکنے کے لئے خوب کوہ دقت چوک رکھا ہے۔

میں جانتا ہوں کہ سابقہ محکموں اور ریاست کے حامیوں اور غالیفین میں سے بعض لوگ اس تحقیقی مطالعہ سے بالعموم خوش نہیں ہوں گے، لیکن میں نے کسی خاص فرمان، گروہ یا نقطہ نظر کی ترجیحی و حمایت کی جگہ خود کو ایک تحقیق

کے لئے مقرر اصول و معاویہ پرچم سے کار بندر بننے کو ترجیح دی جائے۔ اس کتاب کا مقصود اسی کو تبیر و تحریک کرنا اور کسی کو پرے لے درج کا بد محتوا نہ ہا کر کپیں کہ تباہ ہرگز نہیں ہے۔ شکر کے کو خوف اور لامع اس مشکل کام کو پاٹھیں تکمیل پہنچانے کے لیے درکار ایمان و اداری اور دیانت کو گزندہ پہنچانے میں کامیاب نہیں ہوئے اور میری بررسیوں کی کاوشوں نے بالآخر اس کتاب کا زور دھار لیا ہے۔

اکبر علی (انچارخ، ڈسٹرکٹ ریکارڈ روم، گل کرہ، سوات)، سیف الرحمن (لاہوریین، ڈیپارٹمنٹ آف
ہسٹری، یونیورسٹی آف پشاور)، ناہید جہاں (لاہوریین، یا قات مسیوریل لاہوری، کراچی)، توبیہ سجاد (لاہوریین،
ڈیپارٹمنٹ آف آرکیولوگی، گورنمنٹ آف پاکستان، کراچی)، مغرب خان اور اکرم خان سروت (ڈیپارٹمنٹ آف
آرکیولوگیز ایمڈ لاهوریین، پشاور)، رستم علی قربالاش اور عرفان اللہ خان (ریسرچ افسرز، راہگل فیکٹریز ریسرچ سٹبل،
پشاور)، عبدالحیید (لاہوریین، اسلامیہ کالج، پشاور)، شاہ مراد خان (چیف لاهوریین، ڈیپارٹمنٹ آف آرکیولوگیز
ایمڈ لاهوریین، پشاور)، نصر اللہ خان (لاہوریین، پاکستان عدالتی سٹریٹ، یونیورسٹی آف پشاور)، محمد سیال (لاہوریین،
ڈیپارٹمنٹ آف آرکیولوگی، یونیورسٹی آف پشاور)، سرفراز خان سروت (لاہوریین، پتوہ کائیڈی، یونیورسٹی آف
پشاور)، جات جنو (انچارخ، ڈسٹرکٹ مال خان، سید و شریف، سوات) اور ان مقامات پر موجود گجر علی، اسی طرح مختلف
ڈکومنڈیشن سینٹر اسلام آباد کے عمل، منتشر لاهوری (یونیورسٹی آف پشاور)، لاهوری آف وی ڈیپارٹمنٹ آف
سوشیال لوگی (یونیورسٹی آف پشاور)، بیکھل میوزیم لاهوری (کراچی)، ڈاکٹر محمود حسین لاهوری (یونیورسٹی آف
کراچی) اور لاهوری سروسز اکیڈمی (پشاور) کے اسٹاف نے میرے اس تحقیقی کام کے دوران مجھ سے بھر پور تعاون
کیا۔

بہت سے لوگوں نے اس کام میں دل چھکی لی اور اس مطالعہ کے سلسلہ میں اپنی مدد فراہم کی۔ ان میں جہزل
ہسٹری ڈیپارٹمنٹ، کراچی یونیورسٹی کے میرے اساتذہ کرام پروفیسر سید عبدالرحمٰن، پروفیسر ڈاکٹر طاہرہ آفتاب،
پروفیسر ڈاکٹر غلام اصغر، خانہ فرمگنگ ایران پشاور کے میرے استاد سید غبور حسین، پروفیسر سیف الرحمن (جنکورہ،
سوات)، ششاد خان، حیات خان اور محمد نواز خان (شعبہ تاریخ، پشاور یونیورسٹی، پروفیسر لیاقت الرحمن (ایبٹ
آباد)، بہروز خان (بلوچستان، یونیورسٹی)، پروفیسر میاں نور نواب (کابوچ، سوات)، پروفیسر بخت جبان (چارباغ،
سوات)، پروفیسر ڈاکٹر فخر الاسلام (پشاور)، سیف الرحمن (اوڈی گرام، سوات)، نجیب الرحمن (مدھ، سوات)،
پروفیسر سلطان عالم (ڈینیہ ور، سوات)، منظور احمد (سمب جم، سوات)، پروفیسر شباب الدین (اشاڑے، سوات)،
پروفیسر امین و بارود (جنپروا، پروفیسر فضل معبود (اسلام پور، سوات)، یار خان (علی گرام، سوات)، محمد سیم (اسلام
پور، سوات)، سیف الرحمن (اسلام پور، سوات)، اختر ایوب ایٹھ وکیت (کانچ کالوئی، سید و شریف، سوات) پروفیسر

ڈاکٹر اے زینہ بلالی (پشاور)، ڈاکٹر راج دلی شاہ و نیک (پشاور)، بہادر خان المسروف بہادر (بڑارہ، سوات)، دلادر جان المسروف والوہ خان (بڑارہ، سوات)، محمد جاوید المسروف جاوید (بڑارہ، سوات)، فرمان علی المسروف فرمان (بڑارہ، سوات)، آفتاب علی (بڑارہ، سوات)، نوشیر وان خان ایڈو کیت (کوئی، سوات)، بہادر خان (سچ پور، سوات) اور فضل مجدد المسروف بابو (سید و شریف، سوات) شامل ہیں۔

میری اس تحقیق کے لئے مقرر گران کشمکشی کے ارکان پروفیسر ڈاکٹر نلام قی بلش، پروفیسر ڈاکٹر فضل الرحمن مردود اور پروفیسر ڈاکٹر سید منہاج الحسن اور اسی طرح پروفیسر ڈاکٹر اعلیٰ بہا (پشاور)، پروفیسر ڈاکٹر انصار زادہ خان (کراچی) اور پروفیسر ڈاکٹر محمد فاروق سواتی (پشاور) نے بہت تعاون کیا اور کئی نکات پر اپنی معلومات سے مستفیض ہونے کا موقع دیا۔

عبدالحليم ایڈو کیت (غائیقی، سوات)، شاہ سلم خان ایڈو کیت (گل کدہ، سوات)، سر جن محمد خان ایڈو آر ای اس (سید و شریف، سوات)، پروفیسر انور علی شاہ (دمقار، سوات) اور پروفیسر خوشید (بڑارہ، سوات) نے اس کام میں دل چھکی لی اور معاونت کی۔ مسودہ کے مسئلہ میں ان کی کمکت گفت گو اور تحقیقی جانچ پر کھاولان کے میش بہا مشور سے بعد کارآمد ہے۔ اس نے یقیناً اس منزل دشوار کی راہ ہم وار کی۔

پروفیسر عبدالواہب خان (روزیال، سوات) اور ماہر تیرات شوکت علی شرار (سلیمانی، سوات) کامیں بہ طور خاص ذکر کرنا چاہوں گا اس لئے کہ انہوں نے صرف اس کام میں دل چھکی ہی نہیں بلکہ اس میں مختلف لوگوں سے بالاشاذ گفت گو کے انتقالات کے، نفس مضمون پر سیر حاصل بات کی اور اس مسودہ کی جانچ پر کھمیں بھر پور حصہ لیا۔ اگر یہ کوئی کسیدہ دوں میرے لئے اس راہ کی خلافت سے بُرداً زمیں کے لئے درکاروت اور حوصلہ پانے کا ایک سُرثُم ہونے والا ذریعہ ثابت ہوئے تو غلط نہیں ہوگا۔ اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں یقیناً ان کی مدد نے بہت آسانی پیدا کی۔

میرے بڑے بھائیں عالم زیب باچا اور سلطان محمود کی مسئلہ اعانت کے بغیر میری اس کاوش کو شاید دن کی روشنی دیکھنی نصیب نہ ہوئی۔ دوران تعلیم اور میری تحقیقی مصروفیات کے دوران ان کا دست تعاون مجھے حاصل رہا اور ان کی حوصلہ افرائی میرے لئے ہمیز کام کرتی رہی۔ ان کے میڈیں امام انشا، احسان انشور، فتح اللہ، سعیج اللہ، عرفان اللہ، عبید اللہ اور عبداللہ نے بھی اس مطالعہ کے دوران میری بڑی مدد کی۔ میری بہنوں نے بھی میرے لئے بھی میتوںت کا میں بطور خاص ذکر کر دیں گا جس نے میری اس تحقیقی مصروفیات کی وجہ سے میری بہت سی ذمہ داریوں کا بوجھاٹھا رکھا۔ اسی طرح میرے بچے بھی میرے شکریہ کے مستحق ہیں۔ یقیناً یہ سب اس تحقیق کے لئے میری غیر موجودگی کی وجہ سے متاثر

آن تمام افراد کے لئے بھی میرا دل احسان مندی کے چند بات سے نہ ہے جنہوں نے اس کام میں دل بھی لی اور کسی بھی قسم کی مد فراہم کی تھیں غیر ارادی طور پر میں نے یہاں ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اسی طرح آن تمام افراد کا بھی میں شکرگزار ہوں جنہوں نے بالٹاخانہ گفتگو کا موقع فراہم کر کے اپنی گران اقدار معلومات، بصیرت اور آراء سے اس حقیقی کام کو صورت پسی اور واقعیت بانے میں حصہ لیا۔ اس کام کا سارا مالی بوجھ میں نے خود ہی اٹھایا ہے۔ اس مطالعہ کے کچھ حصے مندرجہ ذیل رسائل و جائزہ میں صرف کے چھپنے والے مضمون میں شامل ہو چکے ہیں۔

جز اف روپی پاکستان ہماریکل سوسائٹی، کراچی، ہمدرد اسلامیکس، کراچی، جوگل آف روپی ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، لاہور، درکنگ پیپر لیخوان، فارسی ان روپی پرنسپل اشیت آف سوات اینڈ کالاں (ناڑھ دیست پاکستان) اے ہماریکل پر سکھلو آن ٹارمزادہ پر کلشیز (زیرش: جوں پیشکل سینڈر آف کوچس ان ریسرچ (NCCR) ناڑھ ساؤنھ، 2005)۔

تعارف

مشہور زبانہ وادی سوات نے اپنی خوب صورتی کی وجہ سے ایشیا کا سوئزر لینڈ کہا جاتا ہے، جغرافیائی لحاظ سے اس علاقہ کا ایک کلیدی اور اہم حصہ ہے جہاں بڑا عظیم ایشیا کے تمدنی خطے جنوبی ایشیا، وسطی ایشیا اور جنوب ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ تاریخی طور پر اس کی اقیازی حیثیت ہمیشہ سے برقرار رہی ہے۔ تمدنیں اگبوارہ ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف اوقات میں کئی خوفناک افواج کی ہم جوئی کا نشانہ بناتے رہے۔

ہر طرف موجود تاریخی اور ثقافتی آثار اس بات پر گواہ ہیں کہ اکم گز شد پانچ بڑا سال سے یہاں بھر پور انسانی موجودگی رہی ہے جس کی وجہ سے مختین اور موئی خشون کو اس کی تاریخ آٹا کر قدیم سفون، فین، قبریر، سماجی نظام، طرزِ حکومت، غرض زندگی کی ہر چیز کا مطالعہ کرنے کی وجہ ملی رہی ہے۔ حالیہ برسوں میں تحریک فناز شریعت محمدی کے جمہنے سے تلے شروع ہونے والی جدوجہد بھی اس بات کی غماز ہے کہ یہ علاقہ اور یہاں کے لوگ اپنے اور گرد سے خانے مغلق ہیں۔

جب پاکستان اگست 1947ء میں صرف وجدوں میں آیا تو صغری کے سلسلہ اکثریت والے ملائے اس میں شامل کئے گئے۔ چونکہ ان مختلف علاقوں میں آباد لوگوں کا معاشرتی ارتقاء اپنی مقامی ثقافت، زبان، سماجی روایہ، لوک درود اور تاریخی پس منظر کی حدود میں رکھ رہا ہوا، اس لئے قسم سے پہلے اور بعد کے دونوں اور اس میں سیاسی شعور و سیاسی سماں کے بارے میں رد عمل، تعلیم اور معاشرتی ترقی کے لحاظ سے یہ سب ایک دوسرے سے مغلق رہے ہیں۔ یہ ساری علاقائی اکائیاں مل کے مختلف النوع سماجی ساخت والے اس ملک کے معاشرہ کی تغیر کرتی ہیں۔ درحقیقت پاکستان کی تاریخ اور سیاست کو اس وقت تک کوئی نہیں سمجھ سکتا جب تک ان مختلف علاقوں کے تاریخی ارتقاء کو نہ سمجھ لے۔ اس لحاظ سے کہی اگر دیکھیں تو محل وقوع کی تزدیری اہمیت اور سیاسی ارتقاء کے علاوہ شاہراہ اور ترقی پر اس کے مسلسل سفر اور اپنی بے نظیر خارجی اور داخلی پالیسیوں کی وجہ سے ریاست سوات کی بہت اہم اور مایہ باز حیثیت ہے۔

سویبوی صدی کے پہلے صرف میں انگان یونیورسٹی تک کے بعد سوات بھی بھی غیر ملکی تسلط میں نہیں رہا۔ انکن یوگ اپنے قبائلی طرز بود، باش کی وجہ سے بیان کوئی ریاست یا مسلم حکومت قائم کرنے میں ناکام رہے۔ پھر بھی پشاور اور سوات کے آس پاس کے میدانی علاقوں پر انگریزوں کے قبضہ اور 1849ء میں پنجاب کے اگریز سلطنت میں الحاق نے سوات کے باشندوں کو بھی خوف میں جھکا دیا۔ اپنی آزادی کی ہر صورت خلافت کے لئے انہوں نے تھاندہ کے سیدا کبر شاہ کو بیان کی پادشاہی سونپ دی۔ اپنی وفات تک (11 مئی 1857ء) اور سوات کے حکمران رہے۔ اتفاق سے ان کے وفات کے دین انگریز کے خلاف پاہوئے والی جگ آزادی کی خیر پشاور پہنچنے ہے اگریز غدر کئے ہیں۔ ان کے بعد ان کا پیٹا مبارک شاہ خواہش و کوشش کے باوجود اس وقت کی ایک انجامی اہم مذہبی حیثیت والی تھیں۔ انہوں نے خود اخوند عبد الغفور المعروف سید دببا کی وجہ سے طاقت کے حصول میں ناکام رہا۔ اگر چاں ذہنی منصب کا حصول اخوند صاحب کے لئے ذاتی طور پر ممکن نہیں تھا لیکن انہوں نے اپنے ہمیں میان گل عبدالخان کے لئے 1871ء اور 1875ء میں دوبار کوشش کی کہیے منصب اُسلے جائے لیں ناکام رہے۔ میان گل عبدالخان ایک جاہ پرست آدمی تھے۔ وہ زندگی بھر سوات کی حکمرانی کے حصول کے لئے کوشش رہے۔ باپ کی موت کے بعد بھی یہ خواب، خواب ہی رہا۔ وہ اور ان کے بھائی میان گل عبدالخالق بالترتیب 1887ء اور 1892ء میں وفات پائے۔ دنوں کے دو دو ہیں تھے۔

1877ء کے بعد اوسی سوات میں سازشوں اور گروہی تازع عات کا ایک بازار گرم رہا۔ خان آف دیر میان گل عبدالخان، شیردل خان آف الڈن، عمر خان آف جنڈول اپنے مفادات کے لئے باہم دست و گیر بیان رہے۔ 1879ء میں خان آف دیر نے دریائے سوات کے دائیں کنارے کے کچھ علاقہ پر بقیہ کریا اور 1881ء کے اختتام تک وہ پورا علاقہ اس کے زیر تسلط آگیا۔ اپناہی میٹا اور خان آف جنڈول اُراؤں کے لئے مشکلات پیدا کرتے تو وہ یقیناً مزید علاقوں پر قبضہ ہونے کی یہ ممکن جاری رکھتا۔ اور حیر افغانستان کا سوات پر حکمرانی کا اپنا دعویٰ تھا اور 1888ء میں برطانیہ بھی اپنے مفادات کی خلافت کے لئے اس علاقہ پر ایک قسم کی گرفت رکھنے کی جدوجہد میں شال ہو گیا۔ قوت نے مختلف اوقات میں مختلف دعویٰ اور وہ کام ساتھ دیا۔ انگریزوں نے 1893ء میں ڈیور ٹلان معاہدہ کر کے اس علاقے میں اپنی پوزیشن مسلم کر لی۔ 1895ء میں عمر خان آف جنڈول کے زوال کے بعد انگریزوں نے شریف خان کو خان آف دیر کی حیثیت پر بحال کیا۔ دریائے سوات کے دائیں کنارے پر اس کے قبضہ کو تسلیم کیا اور بالآخر 1897ء میں اُسے فواب آف دیر ایان لیا۔

اس سال سید دببا کے چاروں پوچھتے بھی اقتدار کی اس جگ میں شال ہو گئے۔ چونکہ ان میں سے ہر ایک اپنی ذاتی طاقت اور حیثیت کو مسلم کرنے کے لامکھیں پُر اچھا جس کی وجہ سے یہ خاندان اندر وہی سازشوں کا غکار

ہو گیا۔ نتیجتاً جہادِ انحصار کے دونوں بیٹے عبد الرزاق اور عبد الوادع اپنے پیچازاد بھائی میاں گل عبد اللودود کے بالحقوق
باالترتیب 1903ء اور 1907ء میں مارڈا لے گئے۔ عبد اللودود نے ایک طرف اپنے بھائی شیرین جان کے مقابلے میں اپنی پوزیشن مصروف کرنے کی کوششیں جاری رکھیں۔

دوسری طرف ابتداء سے ہی انگریزوں سے بھی ان کی طرح طرح کی خدمات بجا لائیں اور ستانہ تعلقات قائم کرنے۔ تاج برطانیہ کی سرپرستی میں نواب دیری کی حیثیت اور اقتدار اپنے علاقے میں حفظ و تحریک میں دریائے سوات کے دائیں کنارے کے باشندوں کے ساتھ اس کی ان ہن جاری رہی۔ یہاں اس کے قبضہ کو مسلسل خطرات کا سامنا تھا مگر تازیعات اور ڈال (دھڑا) نظام نے جس پر یہاں کی سماجی تنظیم کی بنیاد قائم رہی ہے، ایک تمہاری بے چینی کو تمہاری دیا۔ نواب دیری کی مسلسل درانہ اذیوں اور گروہی جھٹکوں سے جگ آکر سوات بالا کے باشندوں نے بھی برطانوی حکومت سے استدعا کی کہ وہ سوات زیریں کی طرح ان کے علاقوں کو بھی یہ حکومت سنبھالے کی تھا کام مردھا خاتم کرتے رہے۔

دیری کے محصول حکام کی زیادتیوں اور نواب کے ظالمانہ و جاہلانہ اندماز نے لوگوں کو اتنا راضی کر دیا کہ 1907ء میں انبوں نے عشر کی ادائیگی روک دی اور مزید اطاعت کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ اس کی فوری وجہ سوات میں باڑوں (دھڑوں) کی قوت اقتدار میں تبدیل ہی بھی تھی۔ نواب نے یہ جانے کے بعد کہ حکومت برطانیہ مخالفین کرے گی، 11-1910ء میں انجامی دیوان اندماز میں سوات بالا پر جملہ کر کے وہاں اپنی کھوئی بھوئی طاقت، عمال کر دی۔

لیکن اس حکومت کو عوایی پہنچائی حاصل نہیں تھی۔ اس نے 1914ء میں دوبارہ یہاں کے لوگوں نے ایک حکمران نامزد کر کے اپنی الگ ریاست قائم کرنے کی کوشش کی۔ انبوں نے سخنانہ کے عبد الجبار شاہ کے پاس ایک جگہ جمع کرائی کی دعوت دی۔ وہ اس نے قبول کر لی اور سوات کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن برطانوی حکام نے اسے راست میں روک کر سوات کی علیحدہ ریاست کے قیام کی کوششیں ہاکام نہیں دیں۔

فروری 1915ء میں شاہیزی، سیبورجی، اور ٹککی میں ایک ملکی قیادت میں نواب کے قبضہ کے خلاف بغاوت کر دی۔ نواب کی فوج کو مختلف مقابلوں میں شکست کا سامنا کر چکڑا۔ اس طرح ان ملاقوں پر اس کے تسلسل کا خاتمہ ہو گیا۔

نواب دیری کی ازسر نوان علاقوں پر قبضہ کی کوششوں کا سدة باب کرنے کے لئے اور اپنی ایک سرکری حکومت کے قیام کی خاطر ان لوگوں نے اس بار میاں گل عبد اللودود اور اس کے بھائی شیرین جان کو ایک روحانی خاندان سے تعلق رکھنے کی وجہ سے حکمرانی کی دعوت دی۔ وہ اس پیشکش کو قبول کرنے سے بکچکار ہے تھے۔ ایک مظہر حکومت اور مورث اندماز

میں لانے کے لیے درکا معلم و تحریر کی عدم موجودگی کا احساس ان کے آئے۔ ارباقا۔ جرگ کرنے ایک بار پھر عبدالباری شاہ کو دعوت دی جو اس بار بر طافی کام کی رضامندی سے اُس نے قبول کری۔ اس طرح اُسے سوات کا پادشاہ بنادیا گیا۔ اُس نے ایک حکومت کی تحلیل کی اور بنیادی انتقالی مشیری قائم کر کے اُس نے ریاست کے معاملات چلانے شروع کر دیئے۔

عبدالباری شاہ کو اس طرح کا میابی سے حکومت کرتا دیکھ کر عبدالودود نے فوراً بھاپ لیا کہ اُس کے سارے خدشات بے بنیاد تھے۔ حکومت کرتا تھا مسئلہ ہرگز نہیں کہ آئی ایسی چیکش کو درکردے۔ اس لئے اس کے بعد اُس نے عبدالباری شاہ کی حکومت فتح کر کے اُس کی جگہ اپنی حکومت قائم کرنے کے چون شروع کر دیئے۔ پھر گینگ عوال کی وجہ سے بھی عبدالباری شاہ کی پوزیشن کو جو پہلے ہی خاصی کمزوری مزید تھا ہوا۔ ان میں انہم تین باتیں سنداگی بیبا کے ہاتھوں میں اصل اختیارات کا ہوتا تھا جو اپنے محل کر انگریزوں کی مخالفت کر رہے تھے۔ اگر یہ اس وقت اس بات کے خواہش مند تھے کہ سنداگی بیبا کی جگہ اختیارات ایسے شخص کے ہاتھ میں ہوں جو ان سے عداوت نہ رکھتا ہو۔ اس لئے کاس وقت بیگن ٹھیم اول کا آغاز ہو چکا تھا اور سوات، افغانستان اور روپیہ کی سرحدوں سے قربت کی وجہ سے جنگی حکمت عملی کے نقطہ نظر سے بے حد اہمیت کی حالت چڑھی۔ بہت سے ہندوستانی انتقلابی رہنماؤں نے اگر یہ مخالف سرگرمیوں کے لئے افغانستان میں بناہے لے کریں۔

سوات پر حکمرانی کے ایک متوقع امیدوار کی حیثیت سے عبدالودود کو کچھ بالآخریاں قائدین نیز سنداگی بیبا کی حمایت اور چیف کشہر این ڈبلیوائیپ بی کی خیر رضامندی حاصل تھی۔ بالآخر ستمبر 1917ء میں سنداگی بیبا اور جرگ نے عبدالباری شاہ کو دعوت سے دستبردار ہو کر سوات سے نکل جانے کا مطالبہ کر دیا۔ ایک بار پھر عبدالودود کو دعوت نہیں ہوئے کے لئے کہا گیا اور سنداگی خلیل کے مقام کل میں ایک بڑے مقامی جرگ کرنے اُس کے سر پر شاہی درستار باندھنے کی قیادہ درستار کی۔

عبدالودود وہ بہت ای باصلاحیت شخص تھا بت ہوا۔ اُس کی تائی پوچھی ریاست سوات میں توسعی، احکام اور ترقی کا نقطہ آغاز تھا بت ہوئی۔ بیرونی دشمن پہلا ہو گئے اور اندر وہی دشمن یا تو قابو کر لئے گئے یا مistr سے ہٹا دیے گئے۔ وادی سوات کے اندر اور ہاہر ریاست کی سرحدوں میں توسعی کا مل شروع ہوا جسے کہیں کہیں انگریزوں کی مخالفت کی وجہ سے روکنا پڑا۔ بیرونی اور اندر وہی سماں کے باوجود وہ ریاست پر کامیابی سے حکمرانی کرتے رہے۔ جرأت انگریز بات یہ ہے کہ ایک ان پڑھتے تھا معاشرہ میں کامیاب حکومتی نہیں ایک ان پڑھتے لیکن روشن خیال شخص کے ذریعہ قائم ہوا۔ میاں گل جہان زیب نے والی سوات کی حیثیت سے 12 ستمبر 1949ء کو اُس وقت ریاست کی بائگ ذور سنجھا۔ جب بہاپ نے خودی دستبردار ہو کر تائی دعوت میں کے حوالے کر دیئے۔ اس سے اس کا مغربی طرز رزمندگی اور

وہاں کی ترقی کا دلادہ ہونے کی وجہ سے نہ صرف یہ کردیاست اور معاشرہ کو جدید خطوط پر زدھانے کا عمل تیز ہوا بلکہ انہوں نے ریاست کو ارادت سے کوارڈنیٹ اور غیری ریگی میں رینٹھی کی کوشش کی۔ البتہ پہلے سے موجود راتی سرکردہ قیادت اور مراجعت یافت طبقہ کے اثر و سوخ اور طاقت کو نہیں چھیڑا گیا۔ صرف انداز بدیں گیا۔ نئے اقدامات کر کے اور نئی حکومت عملی اختیار کر کے صدیوں پر اپنی سماجی تختیم کو تبدیل کر دیا گیا۔

انظام و انصارِ احمد کا نظام یقیناً بے نظر تھا اور ایک نو تخلیل شدہ ذہنچی کی نمائندگی کرتا تھا۔ لیکن اس میں ایک فرد واحد کی حکمرانی کی ساری بر ایامیں پہلے دن سے ہی موجود تھیں۔ حالانکہ ”سوات اس بات کی ایک اچھی مثال بن گیا کہ ایک فرد واحد کی حکمرانی کی رفتاری ہو سکتی ہے۔“ عبدالودود اور جہان زبب دلوں مظلوم اخوان حکمران تھے۔ جہان زبب کے عہد میں پالیسی اور قوانین میں کچھ تبدیلی لائی گئی اور باپ کے مقرب میں اور جماعتیں کی جگہ نئے لوگ سامنے لائے گئے جس سے پرانے و فاداروں میں تاریخی پیدا ہو گئی جب کہ نئے جماعتیں تو پہلی الجیت ٹابت کر کے اور نئی کچھ زیادہ و فقادار نکلے، جب کہ جدید تعلیم یافت طبقہ فرد واحد کی حکمرانی سے خوش نہیں تھا۔ اس نئے وہ مسلسل اصلاحات، شہری حقوق اور آزادی کے لئے دباؤ زد اتارا۔

ہندوستان کی ریاستوں میں سب سے کم مرہنے کے باوجود بیانیت سواد کو اپنی تزویری ایمت کے لئے موقع کی وجہ سے منفرد مقام حاصل رہا۔ اُس وقت کی عالمی طاقت برطانوی سلطنت سے اس کے دوستانہ تعلقات تھے۔ بعد میں پاکستان کے ساتھ بھی محاملات دوستانی رہے۔

یقینی مطالعہ اس بات کا تھیں کرتا ہے کہ یوسف زدی قبائل کے قبضہ کے بعد ریاست بیواد کی دوسری بار تخلیل دراصل اُس پانچ رکنی کونسل کے قیام سے شروع ہوئی جس میں اصل اختیارات سنداً اکنی بابا کے باحکم میں تھے جو کہ نواب دیکا شاہیزیری، سیبوبنی اور یونگی خیل علاقاً پر قبضہ فرم کرنے کے بعد بیان کے انہم محاملات نہانے کے لئے تخلیل ہوئی تھی، اور یہ کہ دراصل باقاعدہ حکومت کا آغاز 15 اگسٹ 1915ء میں عبدالودود اور ابخار شاہ (1915ء تا 1917ء) کو ایک جنگ کے ذریعہ سوات کا بادشاہ مقرر ہونے کے ساتھ ہو گیا تھا نہ کہ 1917ء میں جب عبدالودود کو بادشاہ و تقرر کیا گیا جیسا کہ تخلیل سے عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔

یقینی مطالعہ بتاتا ہے کہ

- ☆ میاں گل عبدالودود نے ریاست کو سمجھم کرنے کے لئے سوائی معاشرہ میں موجود خصوصیات، دریادی اور جسدی مکمل اور آزادانہ طور پر فائدہ اٹھایا۔
- ☆ ریاست کے ستحکام کے لئے جوت نئے طریقے اور انداز اختیار کے گئے اُن سے میاں گل عبدالودود کی اختیالی ذہانت اور بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔

- ☆ مختلف ملاؤں کی بیانی صورت حال سے مدد لیتے ہوئے ریاست سوات کی توسعی کا کام جاری رکھا گیا۔ اس مقصد کے لئے سفارتی اور فوجی دونوں تمکے ذرائع استعمال کے گئے۔
- ☆ ریاست کا منفرد انتظامی نظام ہر دارہ کار میں موزع تھا۔ مزید ہر آن اگر نے تو اعد و ضوابط کی تفکیل کے لحاظ سے اس کو پر کھا جائے تو میاں مگل عبدالودود کے عہد میں یہ خاص امر کریم پا لیسی کا غاز لگاتا ہے لیکن اگر ان تو اعد و ضوابط پر عملدرآمد کے نقطہ نظر سے اس کو دیکھا جائے تو پھر باچا صاحب اور ولی صاحب دو قوں اور دو ادار میں مرکزیت پسندی کا غلبہ ظہرا تا ہے۔
- ☆ عبدالودود اور جہان زیب کی اختیار کردہ پا لیسی اور کوششوں سے بیہاں کے لوگوں کے طور اطوار اور نقطہ نظر میں مرحلہ وار تبدیلی آگئی اور معاشرہ کا قابلی رنگ بھی دھیما پڑ گیا۔
- ☆ بالعموم یہ تبدیلیاں پر اسکن طریقہ سے لائی گئیں۔ اس کے لئے صرف رواجی طریقہ استعمال نہیں کئے گئے بلکہ قابل قبول نئے طریقے بھی آزمائے گئے۔
- ☆ اس دوران جو طرز حکومت ظہور پذیر ہوا و رواجی، اسلامی اور جدید القدار اور تو نیز، ضوابط کا ایک احراج تھا۔
- ☆ ادغام کی بڑی وجہ مطلق الخان طرز حکومتی تھی۔
- ☆ ادغام کی اصل ذمہ داری بھی میاں مگل جہان زیب پر عائد ہوتی ہے۔ وہ حالات کے مطابق اپنی طرز حکوم روانی میں تبدیلی لانے میں ناکام رہے۔
- ☆ ادغام سے اس علاقہ اور بیہاں کے باشندوں پر ثابت اور نئی دونوں تمکے اثرات مرتب ہوئے۔

مآخذ کا تجزیہ

سوات اور ریاست سوات کے بارے میں اچھا خاص اختری مادہ موجود ہے۔ اگرچہ اس مطالعہ کی اصل بنیاد تو دستاویزات اور مکتوظ یادداشتیں ہیں لیکن اس میں بہت سی کتب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ مختلف جرائد میں چھپنے والی تحریروں اور صوبہ، نیز پاکستان یا بُر صیر کے بارے میں مطبوعہ مادہ، روپرتوں اور جوالہ جات کے علاوہ سوات اور ریاست پر ضمیمی طور پر بہت ساری کتابیں، پublications اور کتاب پیچ کئے گئے ہیں۔ ان میں شاید سر پرستی میں لکھی گئی کتابیں، مکرانوں کی خود بونوشت، مکرانوں کی در پر دہ سر پرستی میں لکھی گئی اور آزاد مصنفوں کی تحریریں شامل ہیں۔

سوات اور ریاست سوات کے بارے میں لکھی گئی کتب میں سے سب سے پہلے دربار سے منتک اگوں کی اور تکرانوں کی خود نوشت کتابوں کو لیتے ہیں۔ ان میں عبد الغفران قاسمی کی ہمارش ریاست سوات جسے سترین آف سوات (1940ء) کے نام سے انگریزی میں چھاپا گیا۔ آج محمد خان زیر سرکی سروتو افغان دو جلدیوں میں (جلد اول 1360 ھجری، جلد دوم 1361 ھجری) یہ کتاب شہر میں ہے۔ محمد آصف خان کی ہمارش ریاست سوات و سوانح حیات پانچی ریاست سوات حضرت میاس گل شہزادہ عبد الدوڑ خان ہادر شاہ صاحب (1958ء)۔ یہ کتاب اسی نام سے اردو میں بھی پھیلی اور اس کا انگریزی ترجمہ و شعروی آف سوات: آئینہ نور الدین بائیکی و می خوش در صیال گل عبد الدوڑ خان ہادر شاہ صاحب اور محمد آصف خان (1962ء/1963ء) ہے۔ یہ ترجمہ اشرف الافق صینی نے کیا۔ اسی طرح وہی لالست والی آف سوات: ایں آئینہ گرافی ایں نور الدین فرمیک بارخ (1985/1995ء) ہے۔ درباری تو ارشاد اور تکرانوں کی اپنی زادہ بونے کے ناطے یہ کتابیں بطور مأخذ ہے جو حدیث ہیں لیکن ان کو عروضی تقدیمی انداز سے پرکھنے کی بہر حال ضرورت ہے۔ اس لئے کہ ان میں بیانی طور پر تکرانوں کا یقین نظر اور کارنا سے بیان کئے گئے ہیں۔

کچھ کتابیں ایسی ہیں جن کی خفیہ انداز میں شاید دربار سے سر پرستی کی گئی۔ ان میں سے کچھ یہیں نصر اللہ خان نصر کی سوات (1963ء)، اور انخوند صاحب سوات (1950/1964ء)، عنایت اللہ کی ذریست سوات ٹارنیشن اور قیاقی چائزہ (تاریخ نمادو) محمد اسماعیل ذرع کی ناصاف سوات (1954ء)، جس کا چھپس آف سوات کے نام سے انگریزی ترجمہ کیا گیا۔ اور میاس گل فروش کی ریاست سوات کا تیامہر و جناب ہبائیں نہیں والی صاحب سوات کا نصیرنا نزدیک (تاریخ نمادو) ہے۔ اس کا بھی انگریزی میں ترجمہ کریں والی آف سوات میاس گل شہزادہ عبد الحکیم جہانزیب (تاریخ نمادو) کے نام سے کیا گیا ہے۔ باعلوم یہ کتاب پچ سوات کے تکرانوں کی تعریف و توصیف اور ان کے کارنا مولوں کے ذکر سے اتنے بھرے ہوئے ہیں اور ان میں اتنی مبالغہ ایسی سے کام لیا گیا ہے کہ یہ بھی تصویروں کی بجائے ہاتھوں سے بنائے ہوئے خاکے لگتے ہیں۔ بعد ازاں غلام سرکاری طور پر رواج نام سوات (تاریخ نمادو) کے نام سے غلام حبیب خان نے ایک کتاب مرتب کی جو کوک و اپنی سوات کے فرمان، دفتری احکامات، فیصلوں، مختلف علاقوں کے لئے بنائے گئے خواہاب کارو غیرہ پر مشتمل ہے۔ اسے ریاست سوات کے مرکزی اور تھیسل کی سطح پر موجود غیر مطبوعہ دریکارڈ اور کچھ مطبوعہ دفتری احکام اور فیصلوں میں سے منتخب کیا گیا ہے تا کہ انتظامی، عدالتی اور دوسرے مختلف اہلکاروں اور عام لوگوں کی رہنمائی کے لئے اسے استعمال کیا جائے کہ اس کے ساتھ ساتھ اسے بطور حوالہ بھی کام میں لا جایا جاسکے۔

غیر سرکاری مآخذ میں سب سے پہلے سراج الدین سواتی کی تصانیف میاگلی علاقہ اور ریاستیں (1966ء)،

قائم کی گئی ہے جس کا حقیقت سے کوئی دلٹنیں۔ غدیر مصدق کی کتاب سوالی معاشرہ کی تاریخی تفہیم کے بارے میں ایک اچھا مطالعہ ہے، بالخصوص ریاست اور قیامت اور ریاست اور اور کے مقابل کے والے سے۔ اُس نے ان عنصر میں سے بعض کا بہت عمود جائزہ دیا ہے جن کی وجہ سے معاشرہ میں ریاستی دور میں تبدیلی آئی۔ بہر صورت کچھ غلطیاں اس میں بھی آگئی ہیں۔ اسی طرح سلطان روم (مصنف) کی تحریر اس موضوع کا کوئی تفصیلی مطالعہ نہیں۔ علاوہ از اس میں بھی کچھ غلطیاں موجود ہیں جن کا ازالہ اس وجہ سے نہیں ہو سکا کہ ایک تو مصنف اور الیمیونز کے درمیان اسلام کا مسئلہ تھا اور دوسری وجہ معاشرہ کی تاریخ کے بارے میں اینہے عزما کا علم مطلوبہ معیار کا نہیں تھا۔ بہر حال اب اس کتاب میں ان تناقض کا ازالہ کر لیا گیا ہے۔

اس موضوع سے متعلق غیر مطبوعہ تحقیقی مقالے جات جن تک مصنف کی رسائی رہی ہے یہ ہیں۔ عبد الواحد خان کی اینٹریو سیمین آف سوات شیٹ (1959ء)، بوئیر خان کی کروچہ کاف ماڈرن ایکجیشن ان سوات شیٹ (1963ء)، شہاب الدین کی سیار گل مسجد ابو درور (پارشاد اصحاب وی فاؤنڈر آف سوات شیٹ) (تاریخ نہارو)، فخر الاسلام کی سوات اندر جہان زیب (تاریخ نہارو)، نور حس کی سیر سوات ریٹریٹر (1991ء)، آقاب احمد کی کورنیٹ جہان زیب کاٹیج: پہلوی اینڈ اچیومنٹ (تاریخ نہارو)، محمد سلیم ناز کی ایکجیشن ان ایکس شیٹ آف سوات (1996ء) اور نامیدہ صیمن کی سوات اسٹیٹ تھرموکی ایکٹر (تاریخ نہارو)۔ ان میں سے عبد الواحد خان، بوئیر خان اور نامیدہ صیمن کا کام تیجی معلومات رکھتا ہے اور ان سے اپنے موضوع پر ان کی اچھی درس رکھنے کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان میں سے پہلے دو مقالے تو موضوع بحث سے متعلق مسائل کو تحلیل کرنے کے لئے تجوید بھی پیش کرتے ہیں۔ باقی مقالے جات تو پہلے سے موجود کتابوں کی نقل ہے یا لکھنے والوں نے جیسا نہیں ہے اُسے بغیر کسی تجزیے کے پیش کر دیا ہے۔

اس کتاب کے مانند مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کٹل میں ضمی محافظ خان، گل کده (سوات)، ضلعی مال خانہ، سید دشیریف (سوات)، ڈاکٹر کیٹریٹ آف آر کا ہجڑا اینڈ لاہور بریز (پشاور)، ٹرانسلکٹ افغان زریمرچ تسلی (پشاور) پیش کی گئیں ہیں (اسلام آباد) اور ملک کی دیگر کئی لاہوری یونیورسٹیوں میں موجود ہیں جن سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح انگریزی، اردو، پشتو، اور فارسی مانند سے آزادانہ رجوع کیا گیا ہے۔ مصنف نے کچھ غیر مطبوعہ ذاتی مواد (ہزارہ، سوات) اور اسی طرح عبد الوہاب خان (روخنیاں، سوات)، بہادر خان (فتح پور، سوات)، فضل معبود المعرف بابو (سید دشیریف، سوات) اور ضیاء الدین خان (گلکنڈہ، سوات) کے ہاں موجود غیر مطبوعہ مواد سے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔

وہ دستاویزی موارد جو برطانوی دو حکومت کی فائلوں اور پرنوٹوں میں موجود ہے، کے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ

اُس میں صرہوضت کی کمی ہے لیکن ان کی خوبی یہ ہے کہ یہ اپنی ابتدائی معلومات کا خزانہ ہیں جن کا حصول مقامی اور دیگر ذرائع سے ملکن نہیں ہے۔ مزید برا آس یہ مقامی طور پر وقوع پذیر ہونے والے حالات و واقعات کا اُسی حد تک غیر جانبدارانہ صرفہ مرضی قسم کا تذمیر کرو اور تجویزی بھی ہے اس لئے کہاں کوچھ تجویزی بھی پر رکھنے کے باوجود برداشت ملتوں نہیں تھی۔ میں نے اپنے اس تاریخی کام کے لئے اس مانند کو صرفہ وضیت کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ اس سارے دستاویزاتی روکارو نے جو کہ زیادہ تر صوبائی بخت وار سیاسی ڈاکٹر یوں پر مشتمل ہے اور جو ڈپنی کشہر پا کرے آفس کی فاکولوں میں ہے اس تاریخی و تحقیقی مطالعہ کو موجودہ مکمل رہنے میں بے حد فراہمی۔

رباہت سوائے کچھ عہد یہ اداور تحفہ جو کہ اُس وقت بہت اہم عہدوں پر ملکن تھے، ادغام کے بعد صوبائی حکومت میں بھی مختلف عہدوں پر کام کرتے رہے۔ دادراں کے علاوہ بہت سے ایسے لوگ جو دوسری سوائے کمال خالی تھے اور کچھ دوسری اہم شخصیات جب اس کتاب پر کام شروع کیا تو وہ بقیدِ حیات تھے۔ مصنف نے گفتگو کے ذریعہ حاصل کردہ معلومات کو بھی اس ضمن میں بحث کیا، مذکورہ بالا اشخاص اور کچھ دیگر لوگوں سے ملاقاتیں کیں اور انے انترو یوز لئے جنہیں باعہم پا قاعدہ پیش رکارڈر پر محفوظ کیا گیا۔ یہ اس مرد بھی سے خالی نہیں کہ ان میں سے دو افراد نے انترو یوز کو پیش رکارڈر پر محفوظ کرنے کی اجازت نہیں دی۔ ان میں سے ایک سابقہ ریاستی ملازم تھا جو بعد میں صوبائی ملازم بھی رہا اور دوسرا وہ جس نے میاں گل عہدوں کی سوانح عمری لکھی ہے۔ بقیہ مذہرات میں سے نہ صرف چند موافق پریش پریش رکارڈر بند کرنے کے لئے کہا جو وہ آف دی رکارڈ کچھ کہنا چاہئے تھے۔ مختلف لوگوں کے یہ انترو یوز بہت احتیاط اور صرفہ وضیت کے ساتھ استعمال کئے گئے ہیں۔ ان کا تخفیہ یہ تجویز کیا گیا ہے اور دیگر ذرائع اور انترو یوز سے حاصل کردہ معلومات اور اپنی ذاتی معلومات سے ان کی صحت پر پوچھی طرح شرح صدر حاصل ہونے کے بعد ان کو استعمال میں لا یا گیا ہے۔ ان انترو یوز سے صرف یہ نہیں کہ بعض بہت ہی نادر قسم کی معلومات حاصل ہوئی ہیں بلکہ بعض ایسے اہم معاملات و واقعات کی تفصیل اور ان کا اچھا اور اسک حاصل کرنے میں مدد ہی جو کہ تحریری مانند میں دستیاب نہیں۔ الفرض یہ ذریعہ ایک خزینہ ثابت ہوا۔ اس سے نہ صرف بعض مختفہ معلومات و نقطہ ہائے نظر کی جانب پڑتاں میں مدد ہی بلکہ معاشرہ اور معاملات کے کئی ملحوظ پہلو بھی اچاگر ہوئے اور سماں، سیاسی، اور معاشری ترقی اور اس تبدیلی کی راہ کے شیب و فراز بھی معلوم ہوئے۔

سوائے اپنے تعلق اور دہان مستقل رہائش کے سب مصنفوں کی اس علاقت کے بارے میں معلومات نیز عام و خاص لوگوں سے ریاست اور اُس کے حکمرانوں کے بارے میں عام و خاص بحافل میں ملکتوں سے بھی ریاست اور ریاست کے قیام سے پہلے اور اس کے بعد کے حالات کو ہر پہلو سے سمجھنے میں بے نہاد ہی اور متازع فیز معاملات اور مختلف نقطہ ہائے نظر کو تجھیک نہیک پر رکھنے میں آسانی ہوئی۔

قائم کی گئی ہے جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔ مقدمہ مقدمہ کی کتاب سوالات معاشرہ کی سماجی تنظیم کے بارے میں ایک اچھا مطالعہ ہے، بالآخر ریاست اور قبائل از ریاست اور دارکے مقابل کے حوالہ سے۔ اُس نے ان عناصر میں سے بڑے کا بہت عمود چاہزہ لیا ہے جن کی وجہ سے معاشرہ میں ریاست دور میں تبدیلی آئی۔ ہر صورت کچھ غلطیاں اس میں بھی آئی ہیں۔ اسی طرح سلطان روم (مصنف) کی تحریر اس موضوع کا کوئی تفصیل مطالعہ نہیں۔ علاوہ ازیں اس میں بھی کچھ غلطیاں موجود ہیں جن کا ازالہ اس وجہ سے نہیں ہو سکا کہ ایک تو مصنف اور ایک غیر کے درمیان ایسا غیر کا مسلکت اور دوسری وجہ علاقہ کی تائید کے بارے میں ایک غیر کا علم مطلوب معاشر کا نہیں تھا۔ ہر حال اب اس کتاب میں ان فتاویں کا ازالہ کر لیا گیا ہے۔

اس موضوع سے متعلق غیر مطبوعہ تحقیقی مقالہ جات جن تک مصنف کی رسائی رہتی ہے یہ ہیں۔ عبد الواحد خان کی اینٹریو ٹسٹم آف سوات شیک (1959ء)، بوئیر خان گی کروچھ کاف ماوزون انگریزش ان سوات شیک کی اینٹریو ٹسٹم آف سوات (1963ء)، شہاب الدین کی میان گل عبد الوہود (پادشاہ صاحب) وی قاؤڈ رارف سوات اشیک (تاریخ نہارد)، فخر الاسلام کی سوات انگر جہان زیب (تاریخ نہارد)، نور حسن کی دری سوات ریلمیٹر (1991ء)، آفتاب احمد کی گورنمنٹ جہان زیب کا گنج، ہشتری اینڈ اچیومنٹ (تاریخ نہارد)، محمد سعیم ہازی انگریزش ان ایکس شیک آف سوات (1996ء) اور ناہید حسین کی سوات اشیک تھر روی اسحقر (تاریخ نہارد)۔ ان میں سے عبد الواحد خان، بوئیر خان اور ناہید حسین کا کام تحقیقی معلومات رکھتا ہے اور ان سے اپنے موضوع پر ان کی اچھی درسی رکھنے کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان میں سے پہلے دو مقامے تو موضوع بحث سے متعلق سائل کو تھیک کرنے کے لئے تجوید بھی پیش کرتے ہیں۔ ایقون مقالہ جات تو پھر پہلے سے موجود کتابوں کی نقل ہے یا لکھنے والوں نے جیسا نہیں ہے اسے بغیر کسی تحریر کے پیش کر دیا ہے۔

اس کتاب کے ماغز مطبوعہ اور غیر مطبوعہ ٹکل میں ضلعی محافظ خان، گل کرہ (سوات)، ضلعی مال خانہ، سید و شریف (سوات)، ڈاکریکٹریٹ آف آر کائیوز اینڈ لا بھریریز (پشاور)، ٹرانسل افٹر زریسرچ ٹکل (پشاور) پیش کی گئیں۔ پیش کی گئیں (اسلام آباد) اور ملک کی دیگر کلناہیں بھریں میں موجود ہیں جن سے بھر پور استفادہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح اگر بڑی، اور دو، پہنچ، اور فارسی ماغز سے آزادانہ تجویز کیا گیا ہے۔ مصنف نے کچھ غیر مطبوعہ ذاتی مواد (ہزارہ، سوات) اور اسی طرح عبد الوہاب خان (روزنیا، سوات)، بہادر خان (فتح پور، سوات)، فضل معبود المعروف بابو (سید و شریف، سوات) اور ضیاء اللہ خان (لکنڈہ، سوات) کے ہاں موجود غیر مطبوعہ مواد سے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔

وہ ستاویزی مواد جو برطانوی دور حکومت کی فاکلوں اور پوڑوں میں موجود ہے، کے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ

اُس میں معروضت کی کمی بے پیشہ ان کی خوبی یہ ہے کہ یہ اپنی ابتدائی معلومات کا خزانہ ہیں جن کا حصول مقامی اور دیگر ذرائع سے ممکن نہیں ہے۔ مزید برآں یہ مقامی طور پر دفعہ پذیر ہوتے والے حالات و واقعات کا کسی حد تک غیر جانبدار اسے معروضتی حجم کا نہ کرہ اور تجویز بھی ہے اس لئے کہ انکو حکومت ان میں کچھ تصوری و پیش کرنے کے باوجود برآہ راست ملوث نہیں تھی۔ میں نے اپنے اس تاریخی کام کے لئے اس مانند کو معروضت کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ اس سارے دستاویزاتی روایات نے جو کہ زیادہ تصویباتی بفتہ وار سیاسی ڈائریکٹریوں پر مشکل ہے اور جو ڈپنی کشہر پادر کے آفس کی فاکٹوریوں میں ہے اس تاریخی و تحقیقی مطالعہ کو سوجہ دھکل دینے میں بے حد فراہم ہے۔

رباہست سوات کے کچھ عبد بیار اور محال جو کہ اس وقت بہت اہم عبدوں پر ممکن تھے، ادغام کے بعد صوبائی حکومت میں بھی مختلف عبدوں پر کام کرتے رہے۔ وہ اور ان کے علاوہ بہت سے ایسے لوگ جوہانی سوات کے خلاف تھے اور کچھ دوسری اہم شخصیات جب اس کتاب پر کام شروع کیا گیا تو وہ تقدیم حیات تھے۔ مصنف نے مختصر کے ذریعہ حاصل کردہ معلومات کو بھی اس ضمن میں جمع کیا، نکودھ بالا انتشار اور کچھ دیگر لوگوں سے ملا جاتیں کیں اور ان سے انٹرویوز لئے جیسیں بالاعظہ میں پر کام کر رکھوڑا کیا گیا۔ یہ معروضتی سے خالی نہیں کر ان میں سے دو افراد نے انٹرویوز کو شیپ ریکارڈ پر محفوظ کرنے کی اجازت نہیں دی۔ ان میں سے ایک سابق ریاستی طازمہ تھا جو بعد میں صوبائی طازمہ بھی رہا اور دوسرا وہ جس نے میاں گل عبد الودود کی سوانح عمری لکھی ہے۔ یہی حضرات میں سے چند نے صرف چند موافق پر شیپ ریکارڈ بندرگرنے کے لئے کہا جب وہ آف دی ریکارڈ کچھ کہنا پا جائے تھے۔ مختلف النوع لوگوں کے یہ انٹرویوز بہت احتیاط اور معروضت کے ساتھ استعمال کئے گئے ہیں۔ ان کا تینیدی تجویز کیا گیا ہے اور دیگر ذرائع اور انٹرویوز سے حاصل کردہ معلومات اور اپنی ذاتی معلومات سے ان کی صحت پر پوری طرح شرح صدر حاصل ہونے کے بعد ان کو استعمال میں لا یا گیا ہے۔ ان انٹرویوز سے صرف یہ نہیں کہ بعض بہت ہی نادر حجم کی معلومات حاصل ہوئی ہیں بلکہ بعض ایسے اہم معاشرات و واقعات کی تفصیل اور ان کا اچما اور اس کا حاصل کرنے میں مدد ملی جو کہ تحریری مانند میں دستیاب نہیں۔ الغرض یہ ذریعہ ایک خریزہ ثابت ہوا۔ اس سے نہ صرف بعض متناہ معلومات و انتظامی نظری کی جائیج پر تال میں مدد ملی بلکہ معاشرہ اور معاشرات کے کئی ملفوظ پہلو بھی اجاگر ہوئے اور سماجی، سیاسی، اور معاشری ترقی اور اس تبدیلی کی راہ کے شیب و فراز بھی معلوم ہوئے۔

سوات سے اپنے تعلق اور وہاں مستقل رہائش کے سب مصنفوں کی اس علاقت کے بارے میں معلومات نیز عام و خاص لوگوں سے رباہست اور اس کے حکمرانوں کے بارے میں عام و خاص مخالفین میں منتظر ہے بھی رباہست اور رباہست کے قیام سے پہلے اور اس کے بعد کے حالات کو ہر پہلو سے سمجھنے میں بے پناہ مدد ملی اور متناہ صدر نے معاشرات اور مختلف نظم ہائے نظر کو نیکی تجویز کرنے میں آسانی ہوئی۔

قابل افسوس امر یہ ہے کہ ادھام کے بعد ریاست سوات کے بیانی ریکارڈ چنی سرکاری خط و کتابت اور یا اتنی مشادرتی کو نسل کی کارروائی کی روادوی کی فکوں کی خلافت اس طرح نہیں کی جا سکی جسمی ہونی چاہئے تھی۔ اس لئے یا تو وہ ضائع کیا گیا ہے یا اُسے مفاد پرستوں نے چاہیا ہے۔ دراں مطالعہ پشاور کے دستاویزات خاتم (ارکیو) میں سے چھوٹا نیکیں غائب پائی گئیں۔

ذکر وہ بالا کہ اور ایک اے بیول کے لئے لکھے گئے مقابلوں کا نہ صرف یہ کہ احاطہ کار محمد درہا ہے بلکہ بحثیت جمیو یہ معاملات کے تخفیدی بجزیوں سے خالی ہیں اور ان میں بہت سی پاتیں خلاف حقیقت ہیں۔ حالانکہ مذکورہ بالاعمال تحقیق طالعے کی حد تک اس مطالعہ سے متعلق تھیں لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس نے اس پورے عبد اور اُس کے برپہلو کا اس طرح سے جائزہ لیا ہو جیسا کہ اس مطالعہ میں لایا گیا ہے۔

جغرافیائی اور تاریخی تناظر

جغرافیائی تناظر

وجہ تسمیہ

اس سلسلہ میں مختلف نظریے پیش کئے گئے ہیں۔ ایک نظریہ یہ ہے کہ یہ نام ساہستو یا ساہستوں سے مانوڑ ہے۔ یہ دنوں نام اس وادی میں سے گزرنے والے دریا کے لئے قدیم مکرت اور یونانی زبانوں میں بالترتیب استعمال ہوئے ہیں۔ ایک اور دعویٰ یہ ہے کہ اس نام کا ماغلفاظ سوچنا ہے جو سفید کو کہتے ہیں۔ جس سے مراد دریا کے سوات کا صاف و شفاف پانی ہے۔ ایک اور دعویٰ یہ کیا گیا ہے کہ پانی کی بُختات کی وجہ سے اس وادی کا نیشن تر میدانی علاقہ دلدلي ہونے کی وجہ سے چک دار اور سفید نظر آتا تھا اس لئے اُسے نہ آؤت کہا جاتا تھا بور ہوتے ہوئے سوچا۔ بن گیا۔

کچھ کا یہ خیال ہے کہ بیہاں کی سیر گنگ زرخیز می پر کثرت اُنگے ہوئے جگلات سے یہ وادی سیاہ نظر آتی تھی جس کی وجہ سے مسلمان حملہ آردوں نے اسے اسوز کہا جو کہ عربی میں سیاہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مرد روزانہ کے ساتھ یہ لفظ سواد بن گیا۔ باہر اور مغل دور کے متور خاص سے سواد کہتے ہیں جو بعد میں سواد بن گیا۔ مغلی دور کے مقامی لکھنے والے جیسے خوشحال خان ننگ اسے سواد کی جگہ سواد کہتے ہیں۔

ایک اور خیال یہ ہے کہ یہ لفظ عربی لفظ صوت سے مشتق ہے جس کے معنی آواز اور گونخ کے ہیں۔ چونکہ بیہاں گروپیش کے اوپرچ پہاڑوں سے گلکار کے آواز ایں گونخ کی مخلل میں بُنتی ہیں اس لئے اسے یہ نام دیا گیا ہے۔^۱ اس خیال کی تائید اس بات سے ہوئی ہے کہ ان دیہاتوں میں جو دریا کے کنارے واقع ہیں دریا کے پانی کی آواز رات کو مسلسل سنائی دیتی ہے، بالخصوص موسم بہار اور گرامیں جب پانی چڑھتا ہے۔ چاہے اس کی بنیاد کچھ بھی ہو

ریاست کے وجود میں اسے پہلے اور بعد میں مقامی تحریریوں میں اس کا نام موصوات ہے لکھا جاتا رہا ہے۔

بہر حال حقیقت یہ ہے کہ سوات پر حملہ کرنے والے مسلمان عرب نہیں تھے اور وہ ہی اُن کی زبان عربی تھی۔

ان کا تعلق افغانستان سے تھا اور ان کی اپنی اپنی زبان نہیں تھیں اس لئے اس بات کا امکان نہیں کہ انہیوں نے اپنی مختار سرزین کو ایک عربی ہم دے دیا ہو جب کہ نہ تو انہیں عربی زبان پر کوئی عبور حاصل تھا اور وہ اُن کی روشن مزید زندگی میں استعمال کرتے تھے۔ اس نام کا عربی افغان صوت اور اس سوت اسے اشتھان کا خیال بہت بعد میں پہنچ کیا گیا۔

ان کے علاوہ ایک اور نظریہ ہے کہ عبد الرحمن اثر نے کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ لفظ دا جزا کا مرکب ہے۔ یعنی نہیں تو جس کا مطلب ہے "مورخ" تدمیر سر زبان کی طرز ادا تکنی کے ساتھ اور آت، مطلب "زمین" اس طرح الفاظ سوت اس مطلب سوچ سے منسوب سرزین ہوا۔ سوچ سے منسوب سرزین کے اس نظریہ کی بنیاد یا تو یہ ہے کہ زمانہ قدیم میں یہاں سوچ کی پرستش ہوئی تھی یا یہ دادی کھلی ہونے کی وجہ سے ہر وقت دھوپ سے روشن رہتی ہے۔

زمانہ قدیم کے ماخذ میں اس جگہ کے نام الماکے کچھ فرق کے ساتھ ادھیاناء اور سواستو نہیں۔ پہلے میں اس دادی کے قدر تھی صحن کی طرف اشارہ ہے جبکہ درسرے میں یہاں بنتے والے دریا کا خوال ہے۔ مزید برآں دیوں اور پانچی نے جہاں سواستو کا ذکر کیا ہے تو وہاں اُس سے مراد رہنے کی اچھی تجھیں ہیں۔ یہاں سماں گئے نے دریائے سوچ کو سو۔ پو۔ فا۔ سو۔ ق، جو کہ درصل سجا دیا ہے۔ یعنی آج کار دریائے سوچ نے اریان نے سوستوں کا نام دیا۔ سوکل نے اس کی توجیہ یہ کہ کاسے ایک باغ کی کتل رکھنے کی وجہ سے یہ نام دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر عبدالرحمن نے البتہ اپنی ایک تازہ تحقیق میں یہ نقطہ نظر اپنایا ہے کہ

"اوڑیز گندھارا میں ایک بھر ان تھیں کا نام ہے۔ ان کا عمد چار سو قلکی ہے جبکہ سکندر راضم کے مورخین نے اور اُن کے ہم سے ان کا پہلی بار ذکر کیا ہے۔ تاکہ نے اس کی سوت کے اوڑیز گمن کے ساتھ بالکل یہی شافت کی ہے۔ اسی اگلے ہے کہی اوڑیز اسے خاتور تھے کہ اس پر بے علاقوں کا نام پر ادھیانہ کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔"

ڈاکٹر عبدالرحمن نے تسلی کی اس توجیہ کو رد کیا ہے کہ ایک باغ کی کتل ہونے کی وجہ سے اسے یہ نام دیا گیا ہے، تاہم وہ کہتے ہیں کہ کتل کی تشریخ کے وقت اوڑیز کے بارے میں ابھی معلومات حاصل نہیں ہوئی تھیں۔²

طبعی اور سیاسی جغرافیہ

جغرافیائی سیاق و سماق کے بغیر کسی بھی حرم کی تاریخ کو سمجھنا آسان نہیں، اس لئے کسی متفقہ سائنسی تحریری کے لئے علاقہ اور وہاں کے عمومی ما جوں کا علم انتہائی ضروری ہے۔

س موجودہ خبر بخوبی تو امیں سر برداشت اور وادیٰ سوات 40° سے 35° تا 36° اور 72° سے 6° تا 74° شرقاً واقع ہے۔ دریائے سوات اور پنڈ کوڑہ کا عالم جو کہ اس کا نام آغاز ہے سطح سمندر سے ہے بڑا رفت بلند ہے۔ یہ بلندی شمال میں واقع چونیوں تک پہنچتے چلتے پندرہ بڑار سے لے کر باقی بڑا رفت تک ہو جاتی ہے۔

سوات ایک درسے سے مختلف دو علاقوں میں تقسیم ہے۔ سوات کو ہستان، جو کہ تمام تر پہاڑی علاقاً ہے اور جو دریائے سوات اور اس کے معاونین کے بالائی تسلیں کے ساتھ ساتھ جنوب میں اگئیں ہک ہے اور درہ سراہے سوات خاص۔ سوات خاص بھی زر اور گوز لمحنی بالا اور زیریں میں تقسیم ہے۔ بر سوات آئین سے لہذا کے تک ہے اور کوڑہ سوات لہذا کے تک ہے اگلی تک جو کہ دریائے سوات اور پنڈ کوڑہ کا عالم سے چند میل اور پر کی طرف واقع ہے۔ اے اچ میک سیکھن اور اے ڈجی رمزے نے برطانوی عبد میں ان دھصوں کا تذکرہ کیا ہے۔

تاہم اچ ڈبیو: بلاجے نے وادیٰ سوات کی ایک اور طرح تقسیم ہاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وادیٰ سوات کو تین مقاطی اضلاع میں تقسیم کیا گیا تھا۔ رانیزی کوڑہ سوات اور بر سوات۔ رانیزی کے شرق میں الودھن سے چار باغ تک گور سوات تھا اور دہاں سے وادیٰ کے اختتام تک شرقاً پہنچا۔ غور بند کے ہستان سے ملتا ہے ہر سوات تھا۔ اس سمت میں کوہستان کے داسن میں آخری گاؤں پنڈ زربی واقع ہے جسے اب مدین کہا جاتا ہے۔ تاہم کوہستانی، جوکی خیل سے آگے آئین تک علاقہ کو کہاں کا حصہ گرتا ہے۔ پچھے برطانوی روپوں میں بھی اسے کوہستان کا حصہ کہا گیا ہے۔ خدکری، ابازی، وادیٰ تالاٹ، اور دین زی علاقہ بھی سوات خاص کا حصہ تھا۔ البتہ سوات خاص کے مغربی حصہ کو لمحنی کلکٹنی سے لہذا کے تک جو دریائے باکیں جانب واقع ہے، سوات اور دیر بھنگی کے زیر حفاظت علاقہ میں شامل کر لیا گیا۔ جس میں بعد میں 1897ء میں چڑاں کو بھی شامل کر لیا گیا۔ یعنی عرف عام میں ملکانہ بھنگی کے نام سے کپا رہا ہے۔ اس کا انتظام برطانوی حکومت کا یہاں پر تقیمات پر لیکھ لیجن کرتا تھا۔

ریاست سوات کے وجود میں آنے کے بعد نکوڑہ بالا زیر حفاظت علاقہ کو اس میں شامل نہیں کیا گیا اس لئے کہ یہاں پہلے سے ہی برطانوی حکومت کا ایک ڈھیلہ حلال اس انتظام موجو دھا۔ خدکری، ابازی، وادیٰ تالاٹ اور دین زی، جو کہ وادیٰ سوات ہی کا ایک حصہ تھا اور جو اس دریائے داسن جانب شمزوئی سے آگے گرفہ واقع ہے، اسے 1922ء میں دین زی معاہدہ کے تحت نواب دیر کے حوالہ کیا گیا۔ یہ معاہدہ برطانوی حکومت نے لائکوہ کیا تھا۔ دریائے باکیں جانب وہ وادی جو لہذا کے سے شمال شرق میں ہے اور داسن جانب جو علاقہ دین زی اور شمزوئی کی سرحد تک ہے، سوات کہلایا۔ اس کی مزید دلیلی قسم یوں ہوئی کہ لہذا کے سے شمال شرق میں واقع گاؤں چار باغ اور گلولی تک بالترتیب دریائے باکیں اور داسن جانب کے علاقہ کو کوڑہ سوات کہا جانے لگا۔ اس کے شمال شمال شرق کی طرف وادیٰ کے اختتام تک کا سارا علاقہ بر سوات کہلایا۔ بعد میں جب ریاست کی سرحدوں میں تو سعی کامل

ٹروئے ہو تو اس وادی سے باہر کے علاقے میں خدوخل، کانز اور غور بند کی وادیاں اور الباکین کو پہستان کا کچھ حصہ بھی ان میں طالیا گیا اور ریاست سے باہر کے لوگ ان علاقوں کو بھی سوات کہنے لگے۔ اس کے بعد سے سوات کا نام سوات خاص کے ساتھ دیکھ رہا تھا علاقوں کے لئے بھی مستعمل ہو گیا۔

سوات خاص اور سوات کو پہستان کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ دونوں کا رقبہ پانچ سے چھ ہزار مرلٹ میل سکے ہے۔ اس لئے کہ ریاست سوات کا کل رقبہ تقریباً چار ہزار مرلٹ کی تھا۔ اس میں وادیٰ سوات کا وہ علاقہ بھروس سے کافی دیگیا تھا اور جو کہ لذما کے سے جنوب غرب کی جانب واپسی ہے شامل نہیں ہے لیکن وہ سارے علاقے جو سوات خاص سے باہر ہیں لیکن جنہیں بند کر کے ریاست میں طالیا گیا تھا اس میں شامل ہیں۔ جیسے لوئیر، خدوخل، کانز، غور بند وادیاں اور دریا کے دائیں جانب والا الباکین کو پہستان۔ اس طرح یہ وادیٰ سوات خاص اور سوات کو پہستان کو ملا کر بننے والے علاقے سے کہنی کی بڑے علاقے پر مشتمل تھا۔ بہر حال دریائے سوات کی اپنی وادی طریقہ 1301 میل اور عرض پانچ میل سے زیادہ نہیں۔ خوشحال خان نہک اس علاقہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وادیٰ لبائی میں 30 کروڑ سے زیادہ بجکے اس کی چوڑائی تقریباً ڈریڈ کروڑ ہے۔ ہیون سانگ کہتا ہے کہ ایک دارہ میں واپسی چاگم۔ تقریباً پانچ ہزار لیا انداز 833 میل ہے۔ لیکن یہ بات بھی وادیٰ سوات کے رقبے سے میل نہیں کھاتی۔ ایک نئے مطالعہ میں یہ کہا گیا ہے کہ وادیٰ سوات کا رقبہ تقریباً 2,374.7 مرلٹ میل ہے جو کہ 3,798 مرلٹ کو میٹر بنتا ہے لیکن باخ غمقوہ ہونے نے اس وعوی پرسوالی نشان گاڈا دیا ہے۔

اگر چہ ریاست سوات کا کل رقبہ 4000 مرلٹ میل تھا لیکن 1972ء میں ہونے والی مردم شماری کے مطابق یہ رقبہ 4715 مرلٹ میل ہے جبکہ 1951ء کی مردم شماری کے مطابق ریاست سوات کا رقبہ 2934 مرلٹ میل اور کalam لہنی سوات کو پہستان کا وہ علاقہ ہے سوات کے حکمران نے 1954ء میں تباکی علاقہ تسلیم کر لیا تھا جو کہ وفاق پاکستان کا حصہ ہے، اس کا رقبہ 822 مرلٹ میل ہے۔ اس طرح ان دونوں کو ملا کر رقبہ 3756 مرلٹ میل بنتا ہے۔

وادیٰ سوات خاص کے جنوب میں ایٹھم سلسلہ کوہ اور اس کا غرب کی سمت پھیلا ہے جو کہ ہزار ذرخ کا ہے۔ غرب میں اس کی حد بندی ایتان خل پہاڑیوں اور با جوز نے کردی ہے۔ شمال میں لام پہاڑیاں ہیں، جو غرب اور شرق کا مرانی اور تین پہاڑیوں نکل چکی ہیں جب کہ اس کے شرق میں غور بندی چونی ہے۔ لیکن ریاست سوات کی حدیں شمال شرق اور شمال میں بالترتیب گلگت بھنگی اور ریاست چترال اور شمال غرب میں ریاست دریے ہی تھیں اور اس کے جنوب غرب اور جنوب میں بالترتیب دری، سوات، چترال ایکجھی کا نزدیکی رہا خاکی علاقہ ہے عرف عام میں ملکناں ایکجھی کے نام سے کہا جاتا تھا اور ضلع مردان تھے۔ جب کاس کے شرق میں ضلع ہزارہ تھا۔

مختلف دروں³ نے وادیٰ سوات کو اپنے ہمایہ علاقوں اور وسط ایشیا، جنوبی ایشیا اور جنین سے مریبوط کر دیا

ہے۔ جنوب اور شرق میں ملائکنڈ، سورہ، شاہ کوٹ، کزاں، پچرات، جوازی، بگیل، اور کونے جب کے مغرب سے شمال شرق کی طرف سوات کو ہستان کے میدانی راست کے ملاوہ شمال اور مغرب کے مشہور درے چارو گور، قادر کنڈ و مچے کنڈ، اور شمال شرق سے جنوب مغرب کی طرف کا لگدے ہے۔

سڑبوہیں صدری میں خوشحال خان دنک آن چند شبور اور اہم راستوں کا ذکر کرتے ہیں جو اسے اُس وقت کی
ہمسایہ بڑی سلطنتوں سے جوڑتے ہیں۔ و در قم طراز ہیں۔

"ایک راستہ بندوگی کی پہاڑیوں میں سے ہو کر تسان کی طرف جاؤ۔ جبکہ دریاچہ ال اور پھر آگے بڑھن کا لگل جائے ہے۔ ایک اور راستہ ہن کی طرف سے کاشم کو جاتا ہے جبکہ ایک اور سورنگ [سورہ؟] کی طرف سے یونیورس ان کو جاتا ہے۔"

کسی زمانہ میں گندھارا اور ہندو ہستان جانے کے لئے جنوب مغرب میں واقع شادا کوت درہ سب سے اہم تریکیں اگر ہوں نے 1895ء میں چڑال جانے کے لئے اپنی اہم راستہ تین شاہراہ کے طور پر ملائکنڈ کے راستہ کو اختیار کیا۔ دوسرے اہم دروں میں سے بھیں جانے کے لئے شرق میں کوئی درہ تھا جہاں سے موجودہ شمالی علاقے جات میں سے گزر کر راستہ چین کو جاتا ہے۔ سوات کو ہستان میں وادی کے انتہائی آخری حد روزے پیاسیزی کے قریب کا درہ جو کہ چڑال سے گزر کر کاشم جانے والوں کے استعمال میں رہا ہے اور افغانستان اور وسط ایشیا جانے کے لئے کا لگدہ درد۔ سوات زیریں کے پہاڑیں میں (ملی کون والی چنان)، بلکہ بھشت (سگ تراشی کے قابل چھر)،

ائٹھی بولاشت، ڈولومائٹ (ستھر چنان)، پلوونک (عیسیٰ ترین چنان)، گر بیانٹ (خت ترین چنان)، لاہم سنون (چونے کا چھر) اور سنگ مرر سے بننے ہیں۔ سوات بالا کی وادی (خوازہ خیلہ اور کalam کے دریاں) میں پلوونک را کس نے ایک چڑی ہنگی کی بنا دی ہے۔ یہ گر بیانٹ، ڈولومائٹ (کمر دری دانہ اور دفلی چنان) گیرو اور یونیورسیٹری (گہرے رنگ کی عیسیٰ ترین آتشیں چنان) پر مشتمل ہے۔ کalam میں موجود پنائیں میٹا سینے یونیورسیٹری (ٹانوی چنان) اور پلوونک را کس (آتشیں چنان) نویت کی ہیں جن میں گرین میٹا اسٹ (ستھر چنان)، بارن بینڈن (ایک حصہ کی معدنی شے) اور کوارنزیٹ (چھاتاں) وغیرہ شامل ہیں۔ سوات خاص میں زمرہ اور چانکا کے کے خائز ہیں۔ جبکہ سنگ مرر بڑی مقدار میں بوئر میں پایا جاتا ہے۔ لیکن ریاست سوات کے دور میں زمرہ کے ملاوہ دیگر خائز سے استفادہ نہیں کیا گیا۔

چڑال کے قرب و جوار کی اوپنی گھائیوں سے نکل کر دریائے سوات اپنے سرچشمتوں سے جنوب جنوب مغرب میں چکدرہ کی طرف بہتا ہے۔ وہاں سے جنوب مغرب میں ملائکنڈ وہاں سے شمال مغرب میں ٹیک کوڑو سے اپنے ٹنگم اور وہاں سے دوبارہ جنوب مغرب کی سمت خی کا انہصار سے جاتا ہے۔ پھر وہاں سے جنوب شرق میں طبع پشاور کے ایاز آنکے جا پہنچتا ہے۔ سیکن دریا، سوات کے اندر تجارتی کنوری کی ترکیل اور اسے باہر لے جانے کا سب

سے بڑا ذریعہ رہا ہے۔ دریائے سوات اور اس کے معاون نہ صرف سوات کو پانی فراہم کرتے ہیں بلکہ یہ علاقہ کے لئے اچھائی تینی تدریجی وسلہ و ذریعہ کا کام دینتا ہے۔ اور اس سے سوات کے باہر کے علاقوں کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔ تدریجی چشمے، برف، اور کھلائے گلیشیر میں کر دریائے سوات کو مسلسل زندہ رکھتے ہیں۔ موسم گرمائیں یا ایک سیالی بولی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اپریل میں اس کا پانی چڑھنا شروع ہوتا ہے اور اسے عبور کرنا ممکن نہیں رہتا۔ تب میں یا اتر ناشرد ہو جاتا ہے اور موسم سرما کے دست میں اسے ہر جگہ سے عبور کیا جاسکتا ہے۔

آب و ہوا اور قدرتی نباتات

وادی سوات دریائے سوات اور اس کے معاون نہ کافیں کا علاقہ ہے۔ اس میں زرخیز سیالی مٹی کی پپاری ہمارے طفول کے سلسلے ہیں جو آب بھی وسیع پیمانے پر کاشت کے نتائج ہیں۔ یا اپنے گھنے جنگلوں اور مختلف انواع پھولوں اور پھلوں کی ضلعوں کے لئے مشہور ہے۔ چاول، گندم، بکی، جو، دالیں، سرسوں، گنا اور سور یہاں کی بڑی صفائی رہتے ہیں۔ بہت اپر کے علاقوں میں صرف ایک فصل ہوتی ہے جب کہ وادی خاص میں دو فصلیں ہوتی ہیں۔ یہ سارا کاسارا علاقہ اتنا ذریعہ ہے کہ اچھی ضلعوں کے حصول کے لئے کوئی زیادہ محنت درکار نہیں ہوتی۔ لوگوں کی عام خوار کا چاول، گندم اور بکی ہیں۔ چاول سے یہاں کے لوگوں کی رہبست کا اظہار اس مشہور قول سے تجھی ہو جاتا ہے۔

۔۔۔

د سوات خلق زادہ شو خو پہ وریزو ماڑہ نہ شو

سوات کے لوگ بودھ میں ہو گئے یعنی چاول کھانے سے سیری نصیب نہیں ہوتی۔

جزی بونیاں اور جہازیاں کیش تعداد میں اگرچہ ہیں۔ عام طور پر جو درخت یہاں پائے جاتے ہیں وہ یہ ہیں چنار، سفیدہ، بید، ٹوت، سرس، پیتو، بکان، گلکر، زینون اور عناہ اور بلندی پر اخروت اور الموک۔ چکل اور درختوں میں سیب، بکی، آڑو، ہاشمی، اخروت اور الموک بہت عام ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ درختوں کی ترقی اقسام پر اپنی اقسام کی جگہ لے رہی ہیں۔ سوات کے پہاڑیجنیز اور دیوار کے جنگلات کے لئے مشہور ہے ہیں۔ بعض علاقوں میں شبد پیدا ہوتا ہے۔ یہاں کا شبد معیار اور مقدار دنوں کی طبقہ سے نمایاں حیثیت کا حال گردانا جاتا ہے۔

پانچ جانوروں میں گائے، بھینس، بکری اور بکھری عام طور پر پائے جاتے ہیں۔ معاشرہ کے چند خاص طبقے

جیسے گجر، اجز اور گلزاری اپنی روزی کمانے کے لئے انہی پر انحصار کرتے ہیں۔ بکھری، بھنن اور دودھ ہر طرف دستیاب ہے۔ سوات میں ان چیزوں کی پیداوار اپنی ضروریات سے زیاد تھی اس لئے ان کو برآمد کیا جاتا تھا۔

خوشحال خان خلک نے سرخویں صدی میں پانی اور فضلوں کی فراوانی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: "گاؤں کے ہر گھر تک جھوٹی ندیوں کا پانی پہنچتا ہے۔ پانی کی اس بہتانت کی وجہ سے فصلیں ابھی ہوئی ہیں اور ملک ضرورت سے زیادہ پیدا ہوتا ہے: جس کی وجہ سے اسے ہر جانب پر آمیکا جاتا ہے۔"

پندوستان کے بربال انوی حکام نے 1880ء اور 1890ء کی دہائیوں میں تیار کردہ ایک خنیر ریکارڈ میں سو اس کی آب دہواد کو دیگر یوں سرفہرستی میانی علاقوں سے مختلف بتایا ہے۔ گرم موسم یہاں ان سے دری میں شروع ہوا ہے لیکن زیادہ مسلسل اور ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ ہر طرف نزدیک پہاڑوں کی وجہ سے ہوا آزادی سے گزرنیں سکتی۔ پہاڑوں میں پکڑت آنے والا طوفان نضا کو منڈنہ نہیں کرتے بلکہ یونچ کی وادیوں میں گرم پھر کارتوں ہوا کا سب بخت ہیں۔ حدود گزر کر دینے والا طیر یا عام تھا۔ اسی طرح کے اور بھی خوناک بیریا بخار تھے جس کے لئے یہ علاقہ بدهماں تھا۔ موسم سرما یونچ کے میانی علاقوں کے مقابلہ میں کم خحت ہوتا ہے اس لئے کہ وہاں میں چلتی۔ ہر طرف نزدیک برف پوش پہاڑوں کی راہ مسدود کر دیتے ہیں اور پالا بھی زیادہ نہیں پڑتا۔ یہاں کے کم بلند علاقوں میں برسال برف نہیں گرتی۔ عموماً تمیں چار سال کے وقت کے بعد برف پڑتی ہے لیکن وہ جتنی نہیں ہے۔ سو اس میں بالعموم موسم سرما شدید نہیں ہوتا لیکن لمبا ہوتا ہے۔ میانی علاقے کے مقابلہ میں یہاں آب دہوائیں جس زیادہ ہوتا ہے۔

ہیون ساگر یہاں کے موسم کے بارے میں کہتا ہے کہ یہاں گری اور سردی قابل برداشت ہیں، ہوا اور بارشیں موسم کے مطابق آتی ہیں؛ خوشحال خان خلک (جو یہاں کے باشندوں کے لئے کوئی نرم گوش نہیں رکھتا تھا) یہاں کی مٹی کی زرخیزی، قدرتی صن، سر بزر و شاداب چاگا ہوں اور ہوا کے فرشت بخش جھوگوں کی تربیت کرتے ہے اور سو اس کو کمال اور کشیدگی سے تشبیہ دیتا ہے۔

لوگ، نسل و نسب

سو اس کے باشندوں کی اکثریت یوسف زنی قبیلہ کی اکوئی شاخ سے ہے۔ یہاں آباد اس قبیلہ کی ذیلی شاخیں یہ ہیں۔⁴ راتی زی، خان خلی، کوز ملیزی، (ابا خلی اور موی خلی) بابویزی اور بر ملیزی (متوزع زی، عزی خلی اور دھکی خلی) اور یہ لوگ دریا کے باس کنارے جنوب مغرب سے شمال شرق کی طرف آؤدیں۔ رانیزی کے علاوہ ان سب کو اچھائی طور پر باہمی زی کہا جاتا ہے۔ جب کہ دریا کے دامیں جانب آباد ذیلی قبیلوں کے نام یہ ہیں (شمال شرق سے جنوب مغرب کی طرف) شاہیزی، سیبو چنی، نیک پلی خلی، شووزی، اوین زی، ایازی اور خدکری۔ ایازی اور خدکری کے علاوہ ان سب کو اچھائی طور پر خوازو زی کہا جاتا ہے۔ بوئیر، غور بند، کانخوا، پورن، چکسر اور

مارتوں میں شامل ملکتے تھے، وہاں بھی آبادی کا بڑا حصہ یوسف زدی قبائل پر مشتمل ہے۔

سوائے کوہستان کے باشندوں کی اکثریت تو روایی اور گاؤں ہیں۔ ریاست کی عملداری میں آنے سے پہلے یوگ آزادی زندگی گزارتے تھے۔ ان کے علاقہ پر سوات کے عکران نے 1921ء سے 1947ء تک مرطودار قبضہ کیا۔ اس دوران یہ لوگ بھی کھجرا یا سین اور مستونج کے خوش وخت عکران خاندان کو ایک برائے نام خارج ادا کرتے تھے جب کہ اب اسیں کوہستان میں دریا کے دامیں جانب کے علاقے میں آباد لوگوں کا شجرہ نسب کچھ اور ہے اور انہیں اپنی طور پر کوہستانی کہا جاتا ہے۔

گوجر برادری ایک بڑی تعداد میں ریاست کے ہر علاقہ میں آباد ہے لیکن اب انہوں نے اپنی پرانی خانہ بدوشی والی زندگی ترک کر دی ہے اور یہ ہر گاؤں اور قبضہ میں پائے جاتے ہیں۔ زمینوں اور جائیداد کے مالک ہیں۔ زیادہ تر کا تعلق کاشکاری سے ہے لیکن زندگی کے دیگر شعبوں میں بھی موجود ہیں۔ ان کی ایک شاخ جزا بھی تک خانہ بدوش ہیں۔

ہندو اور سکھ برادری کے لوگ بھی نسلوں سے ریاست میں آباد ہیں۔ ان کی اکثریت دکان دار ہے۔ بیہاں کی مسلمان آبادی کے ان سے اچھے مرام ہیں۔

سوائی پختون (جو یوسف زدی قبیلے سے پہلے اس علاقہ کے والی وارث ہوا کرتے تھے) اور دیگر پختون قبیلوں سے تعلق رکھنے والے، جیسے خلک اور سرکانزی بھی خال خال بیہاں ملتے ہیں۔

ذہبی طبقات اُن ذہبی خدمیات کی اولاد ہیں جنہوں نے اپنے قول و عمل اور یہکہ ہائی کی وجہ سے لوگوں کا احترام اور عقیدت حاصل کی۔ انہیں سید، میاں اور صاحبزادہ کہا جاتا ہے۔ یہ ذہبی میشوں سے شاذ و نادری ملکہ ہوتے ہیں۔ البتہ وہ ارضی قطعات جنہیں سیر کی کہا جاتا ہے کے الک ہیں اور اپنی ذہبی خیشیت سے کئی طرح کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اسی طرح ملاؤں کا تسلیم بھی ذہبی طبقے سے ہے۔ وہ یا تو خوب ذہبی عہدوں پر مسکن ہوتے ہیں یا ان کے ہاپ داداں عہدوں پر فائز رہے ہوں گے۔ وہ کوئی مختلف طریقوں سے اپنی ذہبی خیشیت سے فاکنہ اٹھاتے ہیں۔

وادی پوری طرح سے آباد ہے۔ 1901ء میں سوات کوہستان کی آبادی میں ہزار تھی جب کہ سوات بالا اور زیریں کی آبادی ڈیجنھلا کھٹی۔ (اس میں وادی سے باہر کے وہ علاقے شامل تھیں جو ریاست کا حصہ بن گئے تھے لیکن وادی سے باہر واٹھ تھے)۔ 1972ء کی مردم شماری کے مطابق ضلع سوات یعنی ریاست سوات کے سب علاقوں کی آبادی 935,444 ہے جو کم تھی۔

لوگوں کی بڑی اکثریت یوسف زدی الجو والی پشتہ بولتی ہے۔ پہاڑی علاقوں میں آباد گورج آپس میں اپنی زبان گوجری بولتے ہیں لیکن انہیں پشتہ بھی آتی ہے کہ کوہستان کے گاؤں اور روایی اپنی زبان بولتے ہیں جسے کوہستانی کہا

جاتا ہے۔ جب کہ ایسا میں کوہستان کے باشندے اس زبان کا ایک اور الجھ بولتے ہیں۔

تاریخی تناظر

سوائے کی قدیم تاریخ کا دریا رذہ بہت کم ہے۔ ہم 1954ء کے بعد آثار قدیمی کی حکمت کے لئے کی جانے والی کمڈائیوں نے اس علاقے کی قدیم تاریخ کے بارے میں موجود معلومات میں اگر اس قدر اضافہ کر دیا ہے۔

تم جانتے ہیں کہ آریائی نسل کے لوگ بیان میں گھے تھے۔ جیسا کہ وہ دیہی سوسائٹی موجودہ سوات کے اس تذکرہ سے اس بات کی شہادت ملتی ہے کہ اس خوبصورت وادی میں آریاؤں کی رہائش رہی۔ تاریخی دستاویزات میں سوات کا اولین معلوم تذکرہ پہلی دفعہ یونانی مورخ اریان نے لیا ہے۔ سکندر عظیم نے مشرق کی مشکل میں اپنیا کی طرف جاتے ہوئے سوات پر حملہ کر کے اسے پڑو گز رہا اتنا مدت کیا۔ اس دوران اسے سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ 327 قبل مسیح میں سوات جانے کے لئے اس نے دریائے چن کو ڈرہ میور کیا جا کر علاقے پرے شہر سماں پر قبضہ کر لے۔ شہر کے باشندوں نے پہلے تو پارہی سے مقابلہ کر کے حملہ اور دوں کو پہاڑ کروایا میں پھر وہ اپنے بادشاہ کی صوت اور حملہ اور دوں کی بہر جگلی حکمت عملی کے سبب ان سے صالح کرنے پر مجبور ہو گئے۔ سماں کی قلع کے بعد سکندر نے اپنے ایک جزو کو بازیرہ اور تکنیکی اور شہر اور رہا پر قبضہ کے لئے بھیجا اور ان کو کاس کی آمد تک ان کے گرفتاری میانی جائے۔ سکندر بذات خود اور اس کی طرف بڑھا اور بازیوڑ کے لئے کافی ترس کو جدایت کیجیا۔ دونوں شہروں نے حتیٰ الوعظ حملہ اور دوں کا مقابلہ کیا میں وہ ان کو بچا نہیں سکے۔ سکندر نے سماں اور رہا کو ارگرد کے اضلاع پر قبضہ کے لئے مضبوط مرکز کی طرح استعمال کیا۔ اس دوران بازیوڑ کے دفاع کو بھی مضبوط ہیا۔ پھر بیان سے وہ اپنیا کی ہم پر روانہ ہوا۔ قدیم ہاختہ میں ان تینوں شہروں اور نتاں اس پہاڑی کے محل وقوع کے بارے میں کوئی قابل پھر و سر تفصیل نہیں ہے اور نہ یہی مورخ ان کے سلسلہ میں کسی بات پر تحقیق ہوئے ہیں۔ بہر حال ایک عمومی خیال یہ ہے کہ بازیوڑ بریکوٹ ہے اور اور اؤڈی گرام۔

بیان کے باشندوں نے اس غیر ملکی ظاہر ہرگز پسند نہیں کیا اور جب سکندر ابھی چنگاپ کے دریاؤں کے پاس خیبر گزیں تھا وہ بے خوف ہو کر آمادہ بغاوت ہو گئے لیکن اس بات کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے کہ بیان کے لوگ سکندر کے رخصت ہونے کے ساتھ ہی یونانیوں کی عمل داری سے آزاد ہوئے یا اس آزادی کے حصول میں انہیں اور زیادہ وقت لگا۔

یونانیوں کے زوال اور 321 قبل مسیح میں چند رہگت موریہ کے پرساقدہ ارتآتے ہی اس علاقے میں موریہ

خاندان کا عورج شروع ہوا۔ اس بات کا کوئی ریکارڈ پر ہر حال موجود نہیں ہے کہ سوات کب اس خاندان کے زیر آئی اور کب تک ان کی حکومت یہاں قائم رہی۔ تاہم یہاں سامنگ روپ اٹوک کے نتائجے میں ایک اسٹوپا کے پارے میں بتا ہے ہے لو۔ ہی۔ تا۔ کیا (روہی تکیا) کا نام دیتا ہے۔ اور جو قبیلہ منگی سے پچاس لی مغرب میں ہے۔ اس سے اس علاقہ میں اٹوک کے اقتدار ایک اڑکم اڑکم اڑاثت کا پہلا ہے۔

اٹوک کا عبد سوات میں ایک انتدابی تہذیبی کا پیش خیص ثابت ہوا۔ اٹوک نے جو کچھ چند ریپت کا نواسا تھا اور صوریہ خاندان کا انتدابی طاقتور حکمران تقدیمہ سوت کو مقبول کر لیا۔ وادی مذہب کا ایک خاصیں ہیں دکاری خیص تھا بلکہ اس نے بدھ مت کو ہر طرف پھیلانے کا تجیہ کر کے خود کو اس کا بہت بڑا جیتن ٹابت کیا۔ اس مقصد کے لئے اس نے جولاں کو گل اختیار کیا وہ کامیاب رہا۔ اور نہ صرف یہ کہ بدھ مت اس کی اپنی سلطنت میں ایک غالب مذہب بن گیا بلکہ اس کی حدود سلطنت سے باہر بھی وہ کی علاقوں میں پھیل گیا۔ اس طرح بدھ مت سوات میں بھی پھیل گیا اور یہ سر زمین اسے اتی راس آئی کہ اس کا بہت بڑا مرکز بن گیا۔ یہ مذہب یہاں خوب پھیلا پھولा۔ اس کے آثار یہاں ہر جانب پڑتے ہیں۔ پہلا مشہور چینی زائر فارمین جو 403 میسوی میں یہاں آیا کہتا ہے کہ یہاں بدھ مت کا قانون پڑتا ہے۔ تقریباً ایک سو پندرہ سال بعد یہاں آئے والا دوسرا مشہور چینی زائر سگ یون تا ہے کہ یہاں بدھ شاد کے بدھ مت کے اصولوں پرچت سے کار بند ہونے کی وجہ سے طرف اسی مذہب کا جو چاہے ٹھیں دلت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے اثر و سرخ میں کی آئی چلی گئی۔ اس لئے جب 630ء میں ایک اور چینی زائر یہاں سامنگ یہاں آیا تو اس نے بدھ مت کو زوال پر پہنچایا۔ وہ بتا ہے۔

”ربائی س۔ پ۔ چ۔ س۔ ت۔ کے دفون جاپ کوئی چودہ سو تھم خانقاہیں ہیں لیکن ان میں سے یہ شراب دیران و اجاز پڑی ہیں۔ کسی زمانے میں ان میں کوئی انعام و ہزار کے تریب بدھ جکھشو ہوا کرتے تھے۔ جو کم ہوتے ہوتے صرف چند ریوں گے ہیں۔“

اپنی پرہیزگاری کے باوجود سوات کے بکھشو جادو کی طرف مائل تھے۔ جس میں روز افراد اضافہ ہوتا رہا۔ اس نے اس ملک پر اور یہاں کوغلبہ حاصل ہو گیا۔ جس سے قدیم اعتمادات کے لئے راستہ کھل گیا۔ اور بھوت پرست چیز خوفناک وجود میں پر اعتماد کا دور دور و پھر آغاز ہو گیا۔ وہ خوفناک رسوم ہن کے لئے سوات اپنی ابتدائی تاریخ سے مشہور تھا۔

سوات میں ہندوستان، اور ہندوستان دور کے جو سکے ملے ہیں ان سے پہلے ہے کہ یا تو یہ علاقہ بلا واسطہ بند یہاںی (دو یہاںی) حکمران جو صوریہ خاندان کے زوال کے بعد مختلف جگہوں پر اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے یا تو رانی حاکموں کے قبضہ میں ہے یا اس کے اُن سے شافعی اور اقتصادی روایات رہے ہیں۔ وادی سوات

مینہار کے بقدر میں رہا جو کہ بندی یوہ تھی تھا۔ بعد میں یہ ملائقہ ایک اور ذہنی پادشاہ اخنی میکس دوم کے حوالہ کر دیا گیا۔ مینہار کی موت کے بعد اس کی بیوی اکاٹھوکلی بیہاں کی حکمران ہیں۔ بعده میں اس نے اپنے بیٹے کو بھی اقتدار میں شریک کر لیا ہے اس کا اخنی میکس دوم کی طاقت کا قریبی جائے۔ جس نے فرنی کے قریب ارکوشیا میں اپنی آزادی کا اعلان کر دیا تھا۔ ڈائیوڈس کے اور بھی وارث تھے۔ اس کے اپنے ای خاندان کے ایک فرزد ایس اول و وادی سوات میں ذہنی پادشاہ مقبرہ کر دیا۔ اس نے کچھ غیر صد صے لئے بیہاں پر حکومت کی لیکن پھر اخنی میکس دوم کی وفات کے بعد اسے ارکوشیا پر دوپادہ بقدر کے لئے دہان بھیج دیا گیا۔ زادی اس اول کے بعد سوات کے ذہنی پادشاہوں میں سے سب سے مشہور اپالوڈس ہے جسے ساکار سردار بیہاں نے بے دل کر دیا۔ اپنی بیلا کے ایک اور تورانی قبیلہ سائی نے بھی (جو جکساریں اور اس کے مغرب میں واقع علاقہ کو ترانیوں سے مختلف تھا) سوات اور اس کے گرد وچیں کے علاقوں پر بقدر کر لیا تھا۔ 100 قبلی سچ کے فوری بعد ہندوستان کے پہلے مشہور ساکا پادشاہ بیہاں نے وادی سوات اور گندھارا میں بندی یوہ تھی حکمرانوں کی بیوی کرتے ہوئے اپالوڈس کو کھڑکانی سے بے دل کر دیا۔ ذہنی ایشیا کے ایک خانہ بدوش گلخان نسل کے سربراہ لکھن پیش اول نے دریائے کامل بک کے بہت سے علاقوں پر بقدر کر کے ان پر اپنی حکومت قائم کی۔ اس خاندان کے دور حکومت میں اس بات کا سچھ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ آیا سوات بھی اس کشاں سلطنت کا حصہ تھا یا کہ اپنی آزاد حیثیت برقرار رکھتے میں کامیاب رہا تھا۔ زیادہ ترین قیاس یہ ہے کہ بیہاں کے کمزور سرداروں نے اس سلطنت کے سایہ عاطفت میں رہنا چاول کیا ہو گا۔

قریباً 745 یوسوی میں جب کامل کی ترکی شاہی حکومت کی سرحد میں سیستان کی سرحد سے شمالی چناب تک پھیلا دی گئیں تو اس عمل میں سوات بھی اس کا ایک حصہ بنا یا گیا۔ یعقوب بن ایش نے 870ء میں اس ترکی شاہی حکومت کا خاتم کر دیا۔ اس کے بعد ہندو شاہی خاندان کی حکومت قائم ہوئی اور وقت کے ساتھ ساتھ اس نے اپنی حدود میں تو سچ جاری رکھی۔ اس بعد میں سوات کے بارے میں معلومات خاصی کم ہیں۔ پھر بھی بریکوت کے شغل میں ایک پہاڑی پر کندہ تحریر جس کا تعلق بے پال دیوب کے عہد حکومت سے ہے، سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ سوات کا علاقہ کسی نہ کسی طرح سے اس ہندو شاہی حکومت کے زیر تسلط ضرور تھا۔ جب یہ ہندو شاہی حکومت محمود غزنوی کی زیر قیادت مسلمانوں کے ہاتھوں اختتام پذیر ہوئی تو سوات بھی پیٹھ نہیں سکا۔ راجہ بے پال کو نکست دے کر مسلمانوں نے غالباً 1001-1002ء کے قریب سوات پر حملہ کیا اور اس وقت کے حکمران راجہ کے اڈہ گرام قلعہ کا حصار کر دیا۔ اس حصارہ کے بارے میں ایک درمانوی کہانی مشہور ہے کہ جب قیادجہ پر درپے چلوں میں بھی فتح ہوئی تو راجہ کی بیٹی نے جو محمود غزنوی کے ایک جزوں کی محبت میں اگر فارغ تھی، اس خیری جگہ کا پتہ تباہ یا جہاں سے اس قلعہ کو پانی فراہم کیا جاتا تھا۔ قلعہ کا پانی بند کر کے راجہ کی فوج کو لڑائے پر مجبور کر دیا گیا۔ ایک نظالہ تاثریہ پالا جاتا ہے کہ محمود غزنوی اپنی سہماں

کے دوران میں اس سوچ کی تھی کہ میر حضور اپنے ملک کی خدمت کیا۔

اویس سوات پر قبضہ کے بعد مختلف افغان قبائل کے لوگ بیان آکر باہو گئے۔ انہیں سواتی پختون کہا جائے گا۔ ۲۳ میں بیان آن کی طور پر مکرانی کے بارے میں معلومات نہ کافی ہیں۔ غالباً یوگ افغانستان اور ہندوستان میں قائم ہونے والی حکومتوں کے اثر و سوچ سے آزاد ہے۔

سوات کی تاریخ میں سولہویں صدی میں ایک فیصلہ کن تہذیبی لے آئی جب یوسف زی افغانوں نے اس خلافت پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت سواتی پختونوں کے قبضہ میں تھا۔ سلطان اولیں ان کا حکمران تھا۔ حالانکہ نے آئے والوں نے شادی بیاہ کے بندھوں کے ذریعے سلطان کے ساتھ رشتہ داریاں قائم کیں لیکن دراصل وہ وادی پر قبضہ کے عزائم رکھتے تھے۔ اس صدی کے پہلے زمانہ میں سواتی پختونوں کی دفاعی کوششوں کو ناکام بناتے ہوئے وہ سوات زیریں پر قابض ہو گئے۔ ان کی پیش قدمی اس کے بعد رک گئی۔ انہوں نے دوبارہ پیش قدمی عمل بادشاہ ہمایوں کے دور میں کی، جو بارہ کا چینا تھا۔ سلطان اولیں اور آن کے ساتھ و مگر سواتی پختونوں کو سوات بالا کا علاقہ چھوڑ دیا تھا پر اور یوسف زی اس پر بھی قابض ہو گئے۔ اگرچہ انہوں نے سوات کوہستان کے پہاڑی علاقوں کو نہیں چھیڑا لیں۔ وادی کے قریب واقع دیگر علاقوں جیسے غور بند، کاغذ، پکھڑ اور پور تک انہوں نے اپنے قبضہ کو تو سچ دی۔

جس دوران یوسف زی سوات میں پاؤں جمارے تھے، بابر کامل پر قابض ہو گیا تھا۔ چونکہ ہندستان جانے کا ایک راست سوات کے یوسف زی ملک میں سے گزرتا تھا اس لئے بابر اور ان میں مکرا لازمی اُمر تھا۔ بابر نے سوات کی راولی اور پٹ کوڑہ اور چندوں و باجوڑے کے مشترک پانیوں کے عجیب میں پڑا کیا۔ وہاں اس نے سوات کی طرف فوجی پیش قدمی درک دی اور سفارتی سختگی سے کام لیتے ہوئے باجوڑے کے راستہ ہٹھر لکل گیا۔ سوات کے یوسف زی بابر، کاروان اور ہمایوں کے عہد حکمرانی میں اپنی آزادی برقرار رکھنے میں کامیاب رہے۔ اکبر کے عہد تک مغلوں نے سوات سے کوئی تعارض نہیں کیا۔ اکبر 1556ء میں تخت نشین ہوا اور 1585ء میں اس نے ایک فوج کشیری طرف روانش کی اور دوسری فوج زین خان کو کسی قیادت میں باجوڑ اور سوات فتح کرنے کے لئے بھیجی۔ بیان مغل فوج کو خستہ سراجت کا سامنا کرتا ہوا اور سخت مٹکلات سے دوچار ہوئی۔ زین خان نے ملک طلب کی اور یہ کل راجہ ہرمل اور حکیم ابوالحکیم کی کان میں پہنچ کیلیں داشل ہوئی۔ چک درہ میں پختہ کر انہوں نے ایک قلعہ کی بنیاد ڈالی۔ وہاں سے اس مشترک فوج نے بوئر پر چھڑا کیں کہنے کے لئے بھیجی۔ بیان مغل فوج جاہی سے دوچار ہوئی۔ راجہ ہرمل اپنی آنہ ہزار فوج کے ہمراہ مارا گیا۔ پھر انہوں نے زین خان کی زیر قیادت ایک اور کوشش کی اور باجوڑ اور سوات کے علاقوں میں 1587ء سے 1592ء تک لایا جا رہی ریاست کی ملکیت دوپاٹھ عاصی نہیں کی جا سکی۔ جہاں کیروں اور شاہ جہاں نے سوات کو نظر انداز کیا۔ 1667ء میں سوات کے یوسف زی مغلوں سے بے بر

چکار اپنے بھائیوں کی مدد کے لئے یونیورسٹی میں مددگاری کرنے والوں میں آئے۔ اس کے پرواب میں مغل پر سالار سوات میں داخل ہوا اور ایک گاؤں کو تاراج کر کے جلدی واپس لوٹ گیا۔ سواتی یونیورسٹی مغل مجدد حکومت میں اپنی آزادی حیثیت برقرار رکھنے میں کامیاب ہوئے۔ بلکہ رانیوں اور سکوؤں کے باخنوں بھی ان کو پکھو خاص گزینہ میں پہنچی۔

اگر یورپ کی طرف سے بخار کے لامیا اور پشاور پر قبضہ کے بعد سوات کی تاریخ اسیکی نئے دور کا آغاز ہو گیا۔ سوات آزاد ہا اور برطانیہ کے ذریعہ علاقوں سے بھاگ کر آنے والے مفروروں، پناہ گزینوں اور اگر بڑے استھان کے خانہ میں کے لئے ایک پناہ گاہ ہن گیا بلکہ برطانیہ خلاف جذبات کا ایک مرکز ہن گیا۔ برطانوی قبضہ میں، بنے والے بختوں نوں کو سوات کی طرف سے قابض قوت کے خلاف اختنی کی سلسلہ ترغیب ملتی رہی۔

سوات کی تاریخ میں بہت ہی اہم و اتفاق یہاں 1849ء میں ایک باقاعدہ حکومت کا قیام ہے۔ اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے حقیقی سردارانی دہلیزی پر اگر بڑی وقت دیکھ کر خوف حسوس کرنے لگے۔ انہوں نے آپس میں جو گے منعقد کئے اور سید اکبر شاہ کو سوات کا بادشاہ تقرر کر دیا گیا۔ 11 مئی 1857ء تک وہ کھران رہا۔

ہندوستان میں اگر بڑی تسلسلے سے آزادی حاصل کرنے کی اس تحریک کا یہ سال سوات میں پھیکسی مل جائے گزر گیا۔ سید اکبر شاہ کی وفات سے سوات ایک قسم کی خانہ جگلی میں بنتا ہو گیا اور وہ اس جگل آزادی سے بالکل لا تعلق ہو کر اپنے ہی معاملات میں الجھارہ۔ اخوند آف سوات نے اس وقت جو روایہ اختیار کیا اُس سے بھی اس استھانی طاقت کو فائدہ پہنچا۔

1857ء کے بعد 1863ء کی امبلیڈ ہمہ بھک سواتیوں کا اگر یورپ سے کوئی آمنا سامنا نہیں ہوا۔ اس بھر اگر بڑی امبلیڈ ورثہ سے ہو کر بونیر مکالمیں قائم سیاسی احمد شاہ بدیوی کے ہر دو روس کی کالوں کو جاہ کرنا چاہتے تھے جنکن ان کی پیش قدمی کو روک دیا گیا اور بونیر اور سوات کے قبائل یہک جا ہو گئے۔ استھانی حکومت نے اس بھر کو 15 نومبر 1863ء تک مکمل کرنے کا فرمان جاری کیا لیکن اسے سرحد سے مزید فوجی اکٹ کے لئے تار پر بار آتے رہے۔ قبائل ایک تحدہ وقت نے دو ماہ تک برطانوی افواج کو روک کر رکھا۔ استھانی طاقت نے فوجی لحاظ سے ناکامی کے بعد سفارتی کامیابی حاصل کی اور ایک عرضی جنگ بندی کے ذریعہ قبائل کو منتشر کر دیا گیا۔

امبلیڈ ہم کے بعد سواتیہ اکنہ رہے اور 12 جنوری 1877ء تک اخوند آف سوات کی وفات تک انہوں نے برطانوی حکومت سے الحجت کی کوئی کوشش نہیں کی اور ان سے بنائے رکھنے کی اخوند کی رائے کا احترام کیا جاتا رہا۔ حالانکہ اس دوران اس کے برخلاف کرنے کے لئے شدید داؤ رہا۔ 1895ء میں کچھ اندر ولی واقعات اس وقت سواتیوں اور برطانوی فوج کے درمیان شدید جھٹپوں کا باعث ہے، جب سواتیوں نے اپنے علاقہ سے چڑال جانے والی اگر بڑی فوج کا راستہ روکا۔ جو جندوں کے عراغان کے خلاف کارروائی کے لئے جاری تھی۔ عراغان نے چڑال،

نگت، پٹ و اور سارا سار باڈھ رہی مشن کے بروٹانوی حکام کی تسبیبات اور مشوروں کو یک سر نظر انداز کیا۔ اس پر پشاور میں اعلیٰ انگریز حکام یہ ہر جز سربراہیت لوکی قیادت میں آری کے فرست ڈیجن کوچراں والیں فورس کے ہام سے حرکت میں لائے جو پندرہ ہزار کی نفری پر مشتمل تھی۔

ایک اعلان کے ذریعہ قائل کو ان کے علاوہ میں گذرنے والی فوج کو تحریر کرنے کے اسابات تباہے گئے اور ان کو یقین دلایا گیا کہ انگریزہ غیر جانب دار بے قوانین اور ان کی املاک کو کوئی گز نہیں پہنچا جائے گا۔ اور یہ کہ انگریز حکومت ان کے علاقوں کو اپنی سلطنت میں ختم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ اس اعلان کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے سوات یون نے ان تینوں دروں کو جن کے ذریعہ ہڑاں جانے کے لئے انگریز فوج سوات میں داخل ہوئی تھی بند کر دیا۔ ہڑاں والیں ریلیف فورس کم اپریل 1895ء کو نوشہر سے روان ہوئی۔ جنگی حکمت عملی کے تحت ڈن کو تدبیب میں بھتار کئے اور انہیں تضمیم کرنے کے لئے سورہ اور شاہ کوت کے دروں پر چھوٹوں کا ڈراؤد بیئے کی چال پہلی، لیکن اصل حملہ مائنڈ کے درہ سے کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ ہدیٰ حکمت عملی تھی جو یوسف زئی قیائل نے چار سو سال قل سوات کا دفاع کرنے والوں کے خلاف اختیار کی تھی۔ تن اپریل کو حملہ کا آغاز ہوا۔ قیائل جن کی اکثریت غیر مسلکی پوری طرح سسلے اور مسلسل انگریز فوج سے اجتہاں بے ہمدردی سے لڑے۔ انہوں نے اپنی مراجحت جاری رکھی اور چار دن تک اس وقت کی دنیا کی سب سے بڑی طاقت کی پیش قدمی کو روکے رکھا۔ بالآخر بروٹانوی فوج اپنی کوشش میں کامیاب ہوئی اور اکبر کے سالار زین خان کی فوج کے بعد ہنگل بارا ایک جم غیر وادی سوات کی سر بزرگ شاداب تھی میں جنوب کی طرف سے داخل ہوا۔ ملائکہ اور چک درہ میں انہوں نے قلعے بنائے۔ ویر اور سوات کی ایک پونچھیکل ایجنسی قائم کی گئی جس کا صدر مقام مائنڈ قر اپیا اور اسے تزویری اہمیت کی وجہ سے بلا واسطہ بروٹانوی ہندوستانی حکومت کے کنٹول میں دے دیا گیا۔

غمراخان آف جنڈوں کے فرار کے بعد انگریز حکومت نے خان آف دریا ریف خان کو اس کی خدمات کے عوض پہاڑ کیا۔ چون کہ اس نے اس جنگ میں ان کی حمایت کی تھی اور مدوفرا ہم کی تھی اس نے غمراخان کے زیر قبضہ سارے علاقے ہنگی اس کے حوالے کر دیئے گئے اور جولائی 1897ء میں اس کے منصب میں اضافہ کر کے اسے نواب آف دریٹیم کر لیا گیا۔ استھانی حکومت کے سرکاری ریکارڈ میں تحریر کیا گیا۔ نئے انتظامات اٹھینان بخش دکھانی دیتے ہیں۔ تجارتی سرگرمیاں بڑی ہیں اور حکومت کے خلاف لوگوں کے دل میں پیدا ہونے والی دشمنی بھی جلد ختم ہو گئی۔

تاہم لوگوں کے دل بیٹنا آسان نہ تھا، جو اس استھانی طاقت کی موجودگی کو ایک مشترکہ خطرہ سمجھتے تھے۔ غالباً جذبات بڑھتے رہے اور پہ شکل دوسال بعد انگریزوں کے خلاف سب سے خوفناک بغاوت پاہو گئی۔ اُر

سارے صوبے سرحد کی سطح پر کوئی بھی اس کو دیکھا جائے تو اس کے خوفناک ہونے کے درجہ کو تھا اپنی بائیں جائے گا۔ صرف سوات ہی نہیں بلکہ برطانوی سلطنت کے شمال مغربی سرحد کے سب قبائل میں وسیع پیانے پر بے چینی بھی گئی۔ اس دوران جولائی 1897ء میں سوات بالا میں سرتو روپی نہودار ہوا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ اگر یہ دوں کو صرف ملائکہ نہیں بلکہ پشاور سے نکال کر دے لے گا۔

شروع میں تو اگر یہ دوں نے اس نئی تحریک کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی تھیں جو لاٹی کے اختتام تک حالات کی نزاکت کو مزید نظر انداز کرنا ممکن نہیں رہا۔ علاقہ کے تحریک تینات افغان کو چوک کر دیا گیا تا کہ کم سے کم وقت میں ان کو حربت میں لا لایا جاسکے اور 26 جولائی 1897ء کو مردان سے گائیزندہ بن لے گئے۔

اس دن سرتو روپی نے لڑاکے سے ملائکہ اور چک درو کی طرف پیش تحریکی کا آغاز کیا۔ سوات بالا، بوئیر، اتمان خیل علاقہ بلکہ در دراز سے لوگ ہزاروں کی تعداد میں اس کے جھنڈے سے تلے جمع ہو گئے۔ جب کہ دوسرا جاہب گائیزندہ 27 جولائی کو مردان سے ملائکہ پہنچے۔ 28 جولائی کو اعتمادیا میں ہر یہ فوج کو حربت میں لا لایا گیا۔ دونوں مقامات پر گھسان کارن پر ایک کم جماعت کو ملائکہ نویں تک پہنچی اور اس کے درمرے دن چک درو، 5 یوں دنوں کو چھایا گیا۔ بغاوت کی شدت کا احساس کرتے ہوئے گورنر جنرل نے 30 جولائی 1897ء کو ملائکہ فیلڈ فورس کی روائی کی اجازت دی تاکہ وہ ملائکہ اور آس پاس کے مور پیوں پر قصہ کو سکھ کرے اور بغاوت میں ٹوٹا تکلیف کو سوارے۔ اگست 1897ء کی ابتداء میں فوری طور پر ایک ریز دو بریگیز کی تھیل کا بھی فیصلہ کر لیا گیا تا کہ فیلڈ فورس کی مدد جا رہی رہے۔ اس طرح دادی سوات میں پہلی اور آخری تحریکی مہم کا آغاز کیا گی۔ اگر یہ 19 اگست 1897ء کو یکجا گردہ پہنچے۔ کئی مقامات پر نہیں شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا اور بہت جانی تصادم اخیزیا۔ ایک۔ ایک۔ ایس۔ سیکھیں اور لیفٹیننٹ آئی۔ گریوز بھی بارے گئے افسروں میں شامل تھے۔ لڑاکی کے تحریک کو دو اور نو لیکے کے مقام پر ہونے والی لاٹی کی شدت کا اندازہ اس سے لکھا جا سکتا ہے کہ برطانوی حکومت نے اس لاٹی میں شریک لیفٹیننٹ کوں ایم ز اور سوکاؤٹ فنکا حل کو سب سے بڑا فوجی اعزاز دکوئی کہ اس دیا جب کہ پانچ دیگر کو آڑڑ آف بیرٹ سے نوازا گیا۔

1897ء کی سواتیوں کی بغاوت نے نہ صرف یہ کہ عظیم برطانوی طاقت کو پورا ایک بخت ایسی جگہ پر مجبور کیا جس میں انہائی غیر متوقع حالات کا انہیں سامنا کرنا پڑا بلکہ پورے قبائلی علاقوں میں سراخانے والی دیگر بغاوتوں نے اس سال کو جو کوئی ملکہ دکوئی کے عہد حکومت کی گولنڈن جولی تحریکیات کا سال تھا، پوری تاریخ ہند میں برطانوی حکومت کے لئے مشکل ترین سالوں میں سے ایک بنا دیا۔ ملائکہ کی اس جگہ کے بعد کے سالوں میں اگر یہ دوں کے خلاف سوات میں ہر یہ کوئی سطح چدو جدہ نہیں

ہوئی۔ سرو قصر نے کی بار کوشش کی لیں سوات کے اندرستے نرودی تعاونات، خوب آف، دیرے کے خلاف مسلسل خادم کی
کیفیت اور کچھ با اثر اقدار کے طالب لوگوں کے انگریزوں سے اچھے تعلقات کی جو سے اسے کامیاب حاصل
نہیں ہوتی۔ 1915ء میں ریاست سوات کی تحریکیں تک حالات جوں کے توں رہے۔ اس کے بعد ایک بار پھر انگریز
استعمار کے خلاف مراجحت کی ایک اور ناکام کوشش ہوتی۔

نوٹس

1. اس گفتگو میں وضاحت ملتی ہے جیسے یونیون سائیکل کے اس بیان سے بھی ہو جاتی ہے جس میں وہ کہتا ہے کہ یہاں اونچی
سکھائی چاہائی، گہرے نہ ہو، پر سکون نہیں ہے جس جو وادیوں میں انگلیوں کرتی ہے اور اسی میں۔ بعض اوقات انسانی
آوازیں بھی سنائی دیتی ہیں۔ جب کہ کبھی صحنی مہرہ نہیں کاؤنوس سے کہاتی ہے۔ یونیون سائیکل، پیاسنے کا ووٹس آف
انڈی ٹرنسپلینیو فرم، رومی تھیج آف، یونیون سائیکل، تربرس و تھیج از سوکل تل، جلد دوم، نیا یونیشن (لکھت، سائل پیٹا) (انٹیا)
لیڈریز 1958ء)، صفحہ 169۔
2. میداری، ڈیجیٹل آف دی بندو شاہر، جنرل آف دی پاکستان بھارتیکل سوسائٹی (کراپی)، جلد 151 (جنگلی۔ جنبر
2003ء)، صفحہ 10 نوٹ 23۔ (ڈیکٹر گوفرین سالی بھی کہتے ہیں کہ بعض محققین نے یہ سچا شروع کیا ہے کہ اسی
کا مطلب ہے اوزان کا سکن ہو کر ایک قابل یا اپنی گرد ہے (ڈیکٹر گوفرین سالی بھی 20 نومبر 2000ء کو یہ بات
ڈیکٹری ہوئی تھا اور یونیورسٹی آف پشاور، یونیورسٹی آف پشاور، مصنفوں کو بھی طور پر نگذکر کے درخواست ہتھیا۔)
3. دیگر نظریہ جغرافیائی حصہ میں کی طرح پہاڑی درے بھی کسی ملک اور کی طرف کا تاریخ کو کایا کہ خاص سماں میں وہ جائے میں
اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کے دریوں لوگوں کی مسلسل آمد و رفت سے مصرف طرز زندگی کی تخلیق ہوتی ہے بلکہ اس سے
انقلی و سمن کے سیاسی اقلیتیں بھی ہیں۔ جس سے دوسری شاخوں کو کچھیں میں اسے مدھی ہے۔ اس خط میں جمال اب
افغانستان اور پاکستان واقع ہیں لہوی چائے والی جنگلیں صرف اس ملکاً پر بقتکی تجربی کا درد و ایکاں نہیں تھیں بلکہ وہ
پورے پھر کوئی لگنی کرنے کا انتظار آغاز ہاتھ بھیں۔ اس لئے کہ ان دریوں پر قابض ہونے والوں کو اپنے عناشریں پر ایک
حسم کی توفیق حاصل ہو گئی (انج۔ ی۔ درہ امینی ہیمال، روس، گورکھی، بھدرا، رونو و ملکی، یا ٹانکی آف تریمی اینڈ ملٹری روپس۔
اہم، ٹکڑیزہ، ہاریخ، نوارہ، صفحہ 261)۔ جسی کی اس دری میں جب کہ یعنیا ہوئی نے اتنی ترقی کر لی ہے، دریوں پر قبضت کی
اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ انہیا کے ساتھ ہونے والی کاروگل کے لیے (1999ء) اور بہشت گردی کے خلاف چاری ہام
نہاد بجک میں افغانستان کو پاکستان سے ملانے والے دریوں کی اہمیت اس بات کا داشت ہوتا ہے۔
ویکی پیڈیتوں کی طرف نہوں کی بحث زیوں کا بھی یہ ہوتی ہے کہ ان کا گھر و نسبت ایسا سر ایکل کے ساتھ ہے کہ اس پر داشت ہوتا ہے
ہے۔ اس میں ملکا نسب کی وجہ لیں جیسے کی ہیں لین، سون، سو جو دو دریے کے کوئی مصطفیٰ نہے اس پر سوالیں کیا جائے۔

انہوں نے میں اسرائیل سے تعلق والے نظریے کے مطابق، دینی اسال، الائٹریزیٹ ٹکنالوجی، الائٹریزیٹ، جو اپنی مسلسل اسال، الائٹریزیٹ اور ہوتھروہ سے تعلق والے نظریے پڑھیں کیا ہے۔ اس مسلسل میں خوشحال نماں جنک کا اپنا لگب آئیک نظریہ ہے۔ علم الانسان کی اہمیت اور پشاں، افغان اور منگل جیسے المذاہکی وضاحت پر بحث کرتے ہوئے سے سرخوری صدی میں خوشحال جنک نے یہ وہی کیا کہ پہنچنے والوں افغان اور پشاں کی اصل کے بارے میں موجود نظریات کا انہوں نے اسکی طرح پورا جائز ملایا ہے جوڑہ یا کان سے زیادہ کمی نے اس موضوع پر قصتن جنس کی ہوگی۔ بہرہ، قلمبیت کے ساتھ کہتے ہیں کہ یا لکھ حضرت نبی قریب علیہ السلام کی مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آئیک بھائی کی اس سے ہے۔ یہ بالآخر حشم شدہ نظریے کے برعکس ہاتھے۔ دلچسپ امریہ ہے کہ اس موضوع پر لکھنے والا نے خوشحال نماں جنک کے ہوئی کہرا میر نظریہ پڑھا دیا ہے۔

5. احمدیہ میں گز بھی آنے والی، پورا دلخیل سیریز، جام تحدی وہیت فرنٹ پر ڈوس، وہیچہ نٹ (لاہور: سنگ سکل ہلی کیشنر، 1991)، صفحہ 23۔

یہ نہیں چیز مل جو کہ بعد میں بر罕انی کے شہر زمانہ ذریعہ علم ہے، کے بارے میں پائے جانے والے اس عالم خیال کو نکلنے تراویہ کی انتہائی حساس سوچ ہے کہ وہ بدیہت خود ملکانہ کی جگہ میں شریک ہے۔ وہ سات ہاتھی ہے کہ اس بچک کے دروازہ وہ اٹھانے میں سوچوں نہیں تھے۔ وہ کہنی بعد میں ملائکہ فیلڈفورس میں شامل ہوئے۔ وہ بھی ایک ذہنی نہیں بلکہ سماں کی حیثیت سے اس لئے کہ سر بندن بلند کے ملائکہ ان کے لئے کوئی اساسی غالی نہیں تھی۔ اس فورس کے کافی افراد بندن بلند نے انہیں ایک سماں کی حیثیت سے ملائکہ آنے کے لئے کہا۔ تیغچار جعل کی سائیں یعنی رجید ولف چرچ جعل نے ذہنی نیکنگر اف کے لیے پڑھتے کہ کے یا ناقلام کرایا کہ وہ اس کی تحریر کر کر دوپر فورس کوئی کام 5 پونڈ ادا بھی کر کے شائع کریں گے۔ جان باڑی ہری بچک و نہیں تھے جعل (لندن: دولۃ مسیحی یونیورسٹی، 1962)۔ صفحات نمبر ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ تفصیل کے لئے دیکھیں صفحہ ۳۳ سے ۵۵ تک)۔ وہ بعد میں آکر ملائکہ فیلڈفورس کے ساتھ رہا۔ انہیں ۱۰ سال میں اس فورس کی تحریری میم کے دروازہ وہ سماں کی حیثیت سے بھی اس کے سراہ نہیں تھے۔ اس لئے ملائکہ بچک اور اس تحریری میم کے بارے میں اس کی روپ نہیں درودوں سے سُن کر کھو گئی ہیں۔ ان کی حیثیت ایک بخوبی شامبکی روپ سمجھی نہیں ہے۔

ریاست کا قیام

یوسف زلی قبائل کو سوات پر قبضہ و غلپاڑ حاصل ہو گیا تھاں کوئی مغلوم حکومت قائم نہیں کر سکے۔ ملک احمد یا خان کچھ چیز سے سرداروں کی سربراہی میں ان کا پرانا قبائلی طرزِ زندگی جاری رہا۔ شیخ ملی سے منسوب شواباط اور تقریرات کی قانونی حکومت کے لئے مطلوبہ معیار سے مطابت نہیں رکھتی۔ یہ تو صرف چند اخلاقی، نمکی اور سماجی معاملات سے متعلق ہیں۔ یہ دعویٰ کہ ملک احمد کو یوسف زلی قبائل نے اپنا حکمران بنالیا بنا جائز ہے۔ اس لئے کہ اس کے پاس سربر اوپنکلت کے اختیارات اور طاقت نہیں تھی۔ سردار کے بالاتر ہونے کا درود ماراؤں کی اپنی صلاحیتوں پر تھا۔ وہ معاملات پر اثر انداز تو ہوا تھا تکین، اختیار و اقتدار کا ملک نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے سوات پر قبضہ کے دوران ملک احمد کے بعد یوسف زلی سرداروں میں سے کوئی بھی کسی ممتاز حیثیت کا حال نہیں ہن۔ سکا۔

تاہم انہوں نے سماجی تنظیم کی ایسی بنادیاں جو چار سو سال تک بغیر رکاوٹ کے کارگر رہی۔ یہاں تک کہ میاں گل عبد اللہ وہ دنے اقتدار میں آنے کے بعد اس میں بیاندی قسم کی تبدیلیاں کیں۔ محمد ہم تصدیق احمد 1950ء کی دہائی میں اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔

”سربری نظرِ ذات دالے کوی معاشرِ کمل بدر پر بُنکی اور طوائفِ الملوک کا یعنان نظر آئے گا۔ اس لئے کہ بُر طرف ایسے بُختوں سردار بکھرے ہوئے ہیں جو کسی ایک مقدار وقت کے باہم نہیں۔ وہ بُر دوسرے سے بُر پیکار اور ایک دوسرے کو طاقت سے محروم کرنے میں لگ ہوئے ہیں تکن مقتضی (محمد ہم تصدیق احمد) کو ایسا لگتا ہے کہ معاشر و پوری طرف حالت سے مطابقت رکھتا ہمارا وہ چیز ہے جس کی اور تو ازان بُر ہے جسے وہ اُسے حاصل ہو چکا تھا۔ دراصل یہ ایک خود ضاہی و الایسا نظام تھا جس میں ذوری تسلیم اداہی کو نیازی حیثیت حاصل تھی۔ یہ نظام اتنے زمانہ تک بختوں سرداروں کی مسلسل بُرداری، بُر گزیدہ شخصیات کے تقصیں اور غلپاڑ کو بُر طبقہ کی بُجتی کی وجہ سے چلا رہا۔“

یوسف زیٰ بغض کے بعد قائم ہونے والی چلی ریاست سوات

(1849ء تا 1857ء)

سوات کے یوسف زیٰ کسی ایک شخص کو پناہ حکمران صلیم کرنے کو تیار نہیں تھے۔ وہ اپنے اپنے سرداروں کے زیر قیادت دولی ملکہ ڈلوں (دھڑوں) میں بے رہے تھے اور قبیلے کے خلافات کے موقع پر وہ آپس کے حکمرانوں، باہمی رقاتوں اور دشمنوں کو بھول کر مشترک دشمن کا سامنا کرتے۔ ان کی یخوبی اُسی وقت ہے جب اسی سامنے آئی جب انگریزوں نے پشاور پر بغض کر لیا اور نئے رانی زیٰ کے خلاف قبری بھنوں کے سلسلہ میں سوات کی سرحد بیٹھ گئے۔

سوائیوں نے اپنی آزادی کو درجیش اس خطرہ کا ثابت جواب دیا اور اپنے دفاع کے لئے وہ کسی ایک ذمہ دار سردار کی قیادت میں کرنے اور سوات کا ایک بادشاہ نامزد کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس سنبھل کے کمی خودیار تھے اور خوش تھا کہ انتخاب کا یہ مشکل سرطان میں مستقل پھوٹ ڈالنے کا سبب نہ ہن جائے اور وقت کی اہم ترین ضرورت اتحاد کا خوب نہ چاہئے تھا اور ملک کے سید اکبر شاہ کو بادشاہ مقرر کر کے اس معاملہ کو سمجھا گیا۔ یہی اخوند آف سوات نے ایک طاقت ور، ذہین اور اسلامی اصولوں پر کار بند فتح قرار دیا۔ جسے سید ہونے کی اضافی خوبی بھی حاصل تھی۔

سید اکبر شاہ کا سلسلہ نسب سید علی ترمذی المعروف بیر بابا سے تھا اور وہ سید احمد شہید بر جلوی کے حاوی تھے۔ 1831ء میں بالا کوت کے مقام پر عکھوں کے ساتھ ہونے والی لڑائی میں سید احمد کی شہادت کے بعد ان کے پیغ جانے والے بیرون کاروں کو سید اکبر شاہ نے اپنے تقدیر تھا میں مگر فراہم کیا۔ لیکن وہ جگہ ہے جس نے ہری ٹکڑا اور بعد میں رنجیت سنگھ (1824ء) کی طاقت کو لکھا رکھا۔

بادشاہ بننے کے بعد سید اکبر شاہ نے غالباً کو صدر مقام بنایا۔ وادی پشاور میں سید احمد شہید کی تھی میں انتظام چلانے اور محال میج کرنے کا تجربہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے ایک خام قسم کی انتخابی مشینی قائم کر لی۔ تھکل اخراجات پورے کرنے کے لئے انہوں نے محصولات میچے شرخ و غیرہ میں کرنے شروع کئے۔ جس پر ان کے بادشاہ بنانے جانے کے وقت اتفاق ہوا تھا۔ جب ان کا اقتدار ملک بنیادوں پر قائم ہوا تو انہوں نے ایک باقاعدہ فوج بنانے کی شانی جو بندوقوں سے ملک ہو۔ بالآخر وہ 800 سواروں اور تین ہزار پیارہ فوج میج کرنے میں کامیاب ہوئے جس کے پاس پانچ چھ بندوں قس تھیں۔

سید اکبر شاہ کی مسلمان طاقتور مرکزی حکومت قائم کرنے کی کوشش زیادہ کامیاب نہ ہو گئی۔ اس لئے کہ لوگ چوں کہ ایک طویل عمر صبح کن مانی کرنے، آزادی طور طریق سے رہنے اور ایک غیر مظہم طرز زندگی کے عادی ہو گئے

تھے۔ نئی حکومت کی عائد کردہ پابندیوں اور ضوابط کے مطابق رہنا اپنیں مشکل تھا۔ اس لئے سوات کی پہلی اسلامی ریاست نئید کی اعلیٰ کارکردگی اور ارفع خصوصیات کے باوجود ناکام ہو گئی۔ ان کی خوبیوں کا بہر حال اعتراض کیا گیا۔ بعض مistrضیں اس کے افرادوں کی پہنچائی ہوئی میں مقابی افراد کی عدم موجودگی، عام لوگوں سے اس کے ملازمین کا غال المان اور نامناسب برخات اور خواز خذل کے ایک اعلیٰ شریف خاندان کی بے عزیزی کو اس حکومت کی ناکامی کا سبب گردانے تھے ہیں۔ مزید برآں اجتنب سرکاری عبدوں اور فوجی مناصب پر غیر مقابی لوگوں کی تقرری نے ۶۰۰ کے دوں میں ایک مستقل تنگی پیپر کر دی تھی۔

سید اکبر شاہ کی اون مشكلات کا تعلق کسی حد تک مistrضیں کی ان باتوں سے بھی رہا ہو گا جن کی وجہ سے وہ ایک ایسی مظالم اور سکھم حکومت قائم کرنے میں ناکام رہے جو ان کی دفاتر کے بعد بھی چلتی رہتی تھیں اس خیال کی واضح تردید ضروری اور اہم ہے کہ انہیں سوات سے دوران حکومت نکال دیا گیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء، (اپنی دفاتر) اسکے سوات کے ہکران رہے اور ان کے دفاتر کے دن ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کی بجٹ آزادی کی خبر پڑا رہ چکی۔

جنیادی حقیقت یہ ہے کہ ہبھاں کے لوگ کسی باقاعدہ قانون کی پاسداری اور ایک با اختیار حکومت کی اطاعت کے خواہیں مند نہیں تھے۔ سرکاری ضوابط کے نفاذ، محاکموں اور پابندیوں کے لئے ہماری تباہیں تھے اور وہ شرکی ادائیگی سے بالکل بچ آگئے تھے۔ خونین اور سردار اس بات کے لئے ہرگز تباہیں تھے کہ ان کے اوپر کوئی اور با اختیار طاقت ہو جو ان کی زندگی کے معمولات میں وغل کی مجاز ہو۔ پھر یہ کہ سید اکبر شاہ کی حیثیت اس وجہ سے بھی کمزور تھی کہ غیر مقابی ہونے کی وجہ سے ان کا سوات میں کوئی ذل (Dishonour) نہیں تھا۔ اس سب پر مُسْعَادیہ کی ان کی حکومت کو یوں تو انہوں آف سوات کی سرپرستی حاصل تھی جن کی حیثیت پوچ سے کہنیں تھیں پھر اس کی انگریز خلاف پالیسی اور مختلف مذہبی عقائد کی وجہ سے انہوں آف سوات ان کے خلاف ہو گئے جس سے ان کی مشكلات بہت بڑھ گئیں۔ مزید برآں یہ کہ ان میں سے کسی ایک کی حیثیت میں اتحاد کا لازمی تجویز درسے کی حیثیت کی کمزوری تھی۔ اس لئے انہوں آف سوات کا ان کا خلاف ہو جاتا لازم تھا۔

مگر راولنی سید اکبر شاہ کو کچھ ممنون میں سوات کا بادشاہ تسلیم نہیں کرتا۔ اس نے یہ تابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ سید اکبر شاہ کے لئے بجا پا کے لقب کا استعمال ان کے بادشاہ ہونے کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ یہ دراصل سید ہونے کی وجہ سے ان کے لئے استعمال کیا گیا۔ لیکن راولنی کا کمزور اسلامی اس حقیقت کی مارنیں سرکلا کہ سید اکبر شاہ کو باقاعدہ عصر ان حلیم کرنے کے بعد یہ لقب دیا گیا تھا اور نہ سید تو وہ پہلے سے ہی تھے۔

1857ء کے بعد

سید اکبر شاہ کے بعد ان کا جیتا سید مبارک علی خود تخت نشیں ہوا جو مبارک شاہ کے نام سے زیادہ معروف ہے لیکن چون کس سوائی کی مشبوہ حکومت کے ماتحت زندگی گزارنے کے لئے چار بھیں تھے اس لئے واؤسے باہشاہ تسلیم کرنے میں پہلی و پیش کر رہے تھے۔

دوسری جانب اخوند آف سوات کو اس بات کا بھی خوف تھا کہ کبھی سید مبارک شاہ پاہ (وہ بنده ستانی پاہی) کی تباہی کی ناکامی کی وجہ سے مردانہ سے سوات آئے تھے اور مبارک شاہ سے مل گئے تھے) کی مد سے سوات میں اپنی حیثیت اتنی مشبوہ نہ کر لے کر جس سے اُس کی اپنی پوزیشن کمزور ہو جائے۔ اس کے علاوہ وہ اپنے بڑے بیٹے کو تخت پر بھانا پا جائے تھے۔ اس وجہ سے انہوں نے اس سلسلہ میں اپنا مقام کاٹ کر دارا کیا۔ اس پہلو پر اول فریضہ، سر زینب سوائی اور ضلع پشاور کے گز نیختر نے دوٹی ڈالی ہے۔ بالآخر مبارک شاہ کو چند ماہ کے بعد 55 دیں مقامی افسیزیر کے پایہوں کے ساتھ ساتھ اقتدار سے الگ کر کے سوات سے بے قش کر دیا گیا جس کے تجھی میں سوات کی پہلی ریاست اپنے انجام کو پہنچ گئی۔ جہاں تک ان تمازج میانات کا تعلق ہے کہ 1857ء میں سید اکبر شاہ کی وفات کے بعد سید و بابا (اخوند) نے بذات خود 1877ء میں اپنی وفات تک حکومت کی ایسا یہ کہ انہوں نے سید و شریف کو اپنا دارالحکومت بنایا تاہم بھی حقائق سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ دراصل اخوند سیاہی منصب کے لئے کوئی دعویٰ پیش کرنے نہیں کیا تھا اور ان کی زندگی میں ان کا کوئی زندگی منصب قبول کرنے کے بارے میں کبھی کوئی سوال پیدا نہیں ہوا۔

مگر 1871ء اور جون 1875ء میں اخوند نے اپنے بڑے بیٹے (میاں گل عبد الحکان) کو سوات کا بادشاہ منتخب کرنے کی بآواسط کوششیں ضرور کیں لیکن ان مواقع پر بھی انہوں نے خود اس کا نام تجویز نہیں کیا۔ اس طرح اخوند اپنی اس کوشش میں ناکام ہوئے۔ وجہ یہ تھی کہ تخت کے اور بھی بہت مضبوط دعوے دار موجود تھے۔ بُنخاں اور اُس کے زیریں ملاقوں کے انتظام و افراہم کے بارے میں ایک رپورٹ اس بات کی تبہہ تک پہنچتے ہوئے بیان کرتی ہے۔ "اخوندی انجمنی سن رسمیگی اور اُس کی جاں نکلی کے گھروں نے ملک میں انتشار کی کیفیت پیدا کر دی تھی۔ احمد زین دوے دار اخوند کا جیتا میاں گل اور سوات کے طاقت و رتین تباہی میں سے ایک کے سردار اشیروں دل خان ہیں ان کا تعلق رانیزی سے ہے۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد اُن کے اس دعویٰ کی کمایت کرتی ہے۔"

1877ء کے بعد

سوات کے درباری مورخین اور ان کے خوش بھن سواد میں اقتدار کی اس جگہ کو اخوند آف سواد کے خاندان کے افراد کے درمیان جاں نشی کا مسئلہ قرار دے کر پیش کرتے ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ خان آف در رحمت اللہ خان، الٹڈکا شیردل خان اور اخوند کا بڑا میاں گل عبد الحکیم تینوں سواد کے تخت کے دوسرے دار تھے۔ خان آف در رحمت اللہ خان ولد غزال خان، شیردل خان کے حاوی تھے۔ اُس وقت سواد میں دو بہت بڑے ڈالے (دھرم) تھے۔ ان میں سے ایک کی تیادت شیردل خان کے پاس تھی جو رانی زی قبیلہ کے سردار تھے (اب ان کا علاقہ ملکنڈا بھنی میں شامل ہے) جب کہ دوسرا کے سربراہ اخوند کا بڑا میاں گل عبد الحکیم تھا۔ سواد اور اُس اور گرد کے سارے علاقوں کا پر قبیلہ ان دونوں میں سے کسی ایک کا حاوی تھا۔ باہو زمیں اور رحمت اللہ خان آف در کے طرف داروں کے مقابلہ میاں گل کا پلڑہ عموماً بھاری تھا۔

”ایکن اُس کے معاہدوں کی بھرپور تقویٰ و دیباں کی معاہدوں کے ساتھ جو داروازہ دیباں کی وجہ سے اُس کی حیات میں نہیاں کی آگئی اور خان آف در کی تجویز میں اضافہ ہو گیا جس نے آئتمبر (1879ء) میں سواد پر عمل کر دیا تھا جو جزو میں حالات خراب ہونے کی وجہ سے اُسے لوٹ جاتا پڑا اس سواد کے ادین زی چپ میں اپنا اقتدار برقرار کرنے کے لئے اُس نے ایک آدمی دہان مقرر کر دیا۔“

اپریل 1880ء میں شیردل خان کا انتقال ہو گیا اور سواد میں بڑی سیاہی طاقت رحمت اللہ خان، خان آف در کے ہاتھ میں آگئی۔ 1881ء کی ابتداء میں سواد کے ادین زی چپ کے علاقہ میں تعینات اُس کے نمائندوں کو نکال دیا گیا۔ یہ علاقہ اُس نے 1879ء میں بقیہ کیا تھا۔ اُسکے دوسرے سواد کے شمال میں جو علاقہ ہے وہاں اُس کا اٹار در سوچ جوں کا توں برقرار رہا۔ رحمت اللہ خان ہنسے سواد کی سرزمین پر ہمس وقت برپا گردی تماز عادات و مسائل نے فائدہ پہنچا 1881ء میں دریا کے دائیں جانب واقع سواد بالا کا حکمران بن گیا۔ اُس کی جاہ ٹولی کی تھا یقیناً پوری ہو جاتی اور پورا سواد اُس کے زیر گھنیں آجاتا اگر خان آف جوڑ اور اپنے ہی بیٹے کے ساتھ اُس کے جھنڑے اس کا میاں گل کا میاں گل کوچ میں اوہ را چھوڑ کر واپس جانے پر مجور رہ کرتے۔

میاں گل عبد الحکیم نے اس جماعتی سیاست میں ایک اہم کردار ادا کرنے کی کوشش کی یکیں

”سواد میں ایک نمائیں سیاہی جنیت کے صاحب کی اُس کی کوششوں کو لوگوں کی محبوبیت کا سامنا کرنا چاہی۔ وہ اُس کی طرف سے مقامی تباہی سرداروں کی جنیت کو ختم کرنے کی جدوجہد کو حصہ اور غرفت سے دیکھ رہے تھے اور انہیں خوف لاقع تھا کہ اُس کا اقتدار ہٹ ہو گی تو اُس کا نجیب ان لوگوں سے محسولات مصروف کرنا ہو گا۔ اس خیال کو یقینہ ایسا لگتا ہے خواننے نے ہی پر ان چھ حملاء ہو گا۔“

میان گل کا اثر در سفر جو پہنچ عرص سے کم ہوتا بود کہ تھا اپا مک اس میں اضافہ ہو گئی اور 1882ء کے اختتام تک سوات کے دیگر قبائل سرداروں کے مقابلہ میں اس کی حیثیت بہت سطحی ہو گئی۔ ہم وہ ذاتی طور پر لوگوں میں غیر مبدل تھا جن کے دلوں میں کسی ایک فنخ کو کمل اختیارات سے پہنچنے کے خلاف نظر تو موجود تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سوچتے تھے کہ ایک مسلم مقتنع حکمران یقیناً حصول لے گا اور زریق پیدا اور پر بھی نہیں مانگتے گا۔

اس وقت تک با جزو میں عمر خان کی گرفت مطبوعہ بھی اور وہ اب سوات میں اقتدار کے حوصل کی سرسری کی تکشیب ہو گیا۔ 1883ء میں خان آف دیر اور میان گل کے درمیان سوات میں اقتدار کے حوصل کی سرسری کی تکشیب شروع ہوئی۔ مارچ 1884ء میں وہ ایک معادلہ بھی پہنچ گئے۔ میان گل نے دیر میں تو میں رحمت اللہ خان کے اقتدار کو تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد میں اس نے وعدہ کیا کہ وہ سوات خاص کے معاملات میں خل نہ ازیز نہیں کرے گا۔

1884ء سے 1890ء تک وادی سوات سازشوں اور گروہی بھجوڑوں کا مرکز بنا ہا۔ اس کی وجہ عمر خان آف جندول کی جاہ طلب کارروائیاں تھیں۔ میان گل کی تو خان آف دیر شریف خان کی حیات کرتا جو کہ اپنے باپ رحمت اللہ خان کی وفات کے بعد اس کی جگہ لے چکا تھا اور بھی جندول کے خان کا ساتھ دیتا۔

اس بات کا قوی امکان تھا کہ عبد الحکیم کے اقتدار کے دعویٰ کو لوگ تسلیم کر لیے حالاں کر دو وہ اپنے باپ کی صلاحیتوں سے محروم تھا۔ ایک موقع ایسا آیا تھا کہ لگتا تھا کہ سوات کا اقتدار بالآخر کب غیرے اُسے مل جائے گا لیکن اُس کی نظری کاہی آڑے آئی۔ نت وہ اپنی طاقت کو مسلم کر سکا، نہ عوام سے تعلق کو بہتر بنالے۔ اور نہ اپنے حامیوں کی غارت گراتے عادات کو تابو کر کا جن کی وجہ سے اُسے کئی موقع سے ہاتھ دھونا پڑا تھا۔ وہ 1887ء میں انتقال کر گیا۔

برطانوی بھی اقتدار کی جگہ میں کوڈ پڑتے ہیں (1888ء)

میان گل عبد الحکیم کی بھائی میان گل عبد اللائق نے لی جو دینی معاملات سے بالکل ابتلاء تھا۔ اس نے اب سوات کے اقتدار کے لئے رسکشی عمر خان آف جندول اور شریف خان آف دیر کے درمیان شروع ہو گئی۔ جن دونوں کا تعلق سوات سے نہیں تھا۔ اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے ایک تیری طاقت یعنی انگریز بھی اس جگہ میں شامل ہو گئے۔ ان سب کے علاوہ 1880ء کی دہائی کی ابتداء میں سوات کے لوگ کامل حکومت کے ارادوں سے بھی خدشات میں جلا تھے جو ان کے کچھ علاقے ہرپ کرنے کی کوششیں کرچکی تھی۔ 1888ء میں امر افغانستان کی کارروائیوں کے نتیجے میں سوات میں پیدا ہونے والی بچتی کی وجہ سے برطانوی حکومت نے اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے مداخلت کا فیصلہ کیا۔ حالاں کوہاٹ ایک بجا جوڑ، دیر اور سوات کے معاملات میں مداخلت سے گریزاں

تمی۔ برطانوی حکومت کے احتیاج کے بعد امیر افغانستان نے فرستیم کیا کہ سوات اس کے دائرہ محل سے باہر بے ٹھنک با جوڑا اور دیر پر اس نے اپنے دعویٰ کو واپس نہیں لیا۔ بہر کیف 12 نومبر 1893ء میں ہونے والے ذیور نہ لائیں کا معاهدہ ہونے تک افغانستان کی سازشیں جاری رہیں۔ اس معاهدہ پر افغانستان کی طرف سے امیر عبدالرحمٰن اور برطانوی حکومت کی جانب سے مارٹرڈ پور نہیں دھکتے کئے۔ اس معاهدہ کی تسری شیخ کہتی ہے۔ ”برطانوی حکومت اس بات پر اتفاق کرتی ہے کہ انی خضرت امیر اساد اور اس کے اور پچک تک کی وادی کو اپنے قبضے میں رکھے اس کے بعد میں اپنی خضرت نے مجھی اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ وہ کسی وقت سوات، با جوڑا یا جہاں بُول ادا، والی اور وادی بُکھال میں مداخلت نہیں کرے گا۔“

امیر عبدالرحمٰن خود اس بات کا اعتراض کرتا ہے کہ اس نے با جوڑا، سوات، بونیر، دیب، چڑال اور چلاس پر اپنا دعویٰ واپس لے لیا ہے۔ اس معاهدہ سے سوات پر افغانستان کا دعویٰ اور مستقبل میں اسے ختم کرنے کی کوششیں ڈم توڑ گئیں۔ دوسری جانب یہاں کے معاملات میں برطانوی اثر و رسوغ بڑھ گیا۔ اس لئے کہاب سوات بھی ان علاقوں میں شامل ہو گیا جوڑو نہ لائیں کے برطانوی ہندکی طرف واقع تھے۔²

گروہی جگہ سے خواتر جاری رہے جس کی وجہ سے اندر وطنی حالات بے تینی اور اضطراب کا مظہر ہے رہے۔ ایک موقع پر عمران خان الڈڈ ملکی ہیری اور کچھ دیگر دیباں توں پر تقدیر کرنے میں کامیاب ہو گیا لیکن پھر اسے بے دخل کر کے بات چیت پر مجبور کر دیا گیا۔ جب 1889ء میں بہت سے افغان چانہ گزین افغان جزل فیض محمد خان غلویٰ کی سربراہی میں سوات میں آن بے تو

”سوات کے لوگ اپنے علاقے کے اتفاق کے بارے میں منقسم ہو رکھتے تھے۔ کچھ بندوستان میں قائم برطانوی حکومت کی مداخلت کے طالب تھے۔ دوسرے چاہیے تھے کہ بلطفی میں بندوستان حکومت کے باغیوں کو بنا چاہئے جب کہ دیگر چاہیے تھے کہ افغان جزل فیض محمد خان کو سربراہ بنا لایا جائے۔“ بہر صورت اس بات پر سب تمنی تھی کہ عمران خان کی مخالفت ضروری ہے جس نے تقدیر پر جعلی و حکمی تھی اور اس بات کا پورا امکان تھا کہ وہ پورے سوات کو تاریخ کر دے۔“

برطانوی حکام کی یہ قیمتیں گوئی تھیں ہوتی ہوئی کہ اخوند آف سوات میں وہ سوات میں استحکام اور اسکن دامان کے قیام کے لئے بنیادی ستوں قرار دیتے تھے، اسی سوت برطانوی مقادرات کے لئے معادن ہاتھ ہو گی۔

”انہیں یقین تھا کہ ایک خانہ سے برطانوی استھان کے لئے اخوند کی سوت فائدہ مند ثابت ہو گی۔ اب سوات باہم دست و گریبان دشمن گرد پاں میں بٹ جائے گا اس لئے بروقت ان میں سے کوئی نہ کوئی حریقیوں کو زیر کرنے کے لئے برطانوی حکومت کا حلیف بنتے کے لئے موجود رہے گا۔“

پہلی ہی ان خانہ میں سے بعض نے اپنی ذاتی حیثیت میں بندوستان کی برطانوی حکومت سے رسکی گفت و شنید کی کوشش کی تھی۔ 1889ء میں چلی بار سوات کے باشندوں کے ایک حصہ نے برطانوی حکومت سے سوات کے

مسئل میں باقاعدہ مداخلت کی تائید کی۔ سوات میں حکومت قائم ہونے سے پہلے اس بیانی کی کیفیت میں عمر خان آف چنڈول بڑی ریف خان کو دیرے نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ اُس نے سوات بالا میں پناہ لے لی۔ دیرے قبضے کے بعد عمر خان اور مضبوط ہو گیا۔ اُس نے پہلے ہی انگریز حکومت سے سوات کو اپنے زیر قبضہ علاقے میں شامل کرنے کے لئے رکی گفتگو کا آغاز کر دیا تھا۔ برطانوی حکومت کے لئے اپنی وفاداری اور افادہ بیت ثابت کرنے کی امید پر اپنی تیسری تحریری درخواست میں دو یوں کہتا ہے (یہ درخواست اکتوبر 1888ء میں چیل ہوتی)۔

”میری کوششوں سے ہجڑا اور سوات کے سارے مراد برطانوی حکومت کے نہت گاریں جائیں گے۔ مناسب یہ ہو گا کہ ان سب کو مرے ماتحت کر دیا جائے۔ ان میں سے جو میر اور سوات ہوئے برطانوی حکومت کی طرف سے مزت افزائی حال میں ہو اور جو بھی ہر ارض کرے اُس سے ایسا سلوک کیا جائے چیز اُس نے برطانوی حکومت کو اراضی کر دیا ہو۔“

عمر خان کشتر پشاور کو ستمبر 1890ء کے اپنے خط میں بہت یہی لکھتے ہو کہ اپنا تمدن اور خواہیں بتا دیتا ہے۔ وہ برطانوی حکومت سے کلی چھوٹ چاہتا تھا۔ سوات کے خانین نے بھی اپنی طرف سے برطانوی حکام سے رابطہ کر کے عمر خان کے اچانک حلول اور تباہیات کے خلاف دہماگی۔ 1892ء میں سوات کے خانین نے عمر خان کے مطہبہ ہونے کی صورت میں ہندوستانی مجاہدین یا اسی راغف افغانستان سے مدد طلب کرنے کی دھمکی دی۔

برطانوی حکومت کو نہ عمر خان سے محبت تھی اور نہ انہیں سواتیوں کی کوئی پرواہی۔ انہیں صرف اپنا مناذ بجز تھا۔ مسٹر ڈی سواتیوں کے بارے میں لکھتے ہوئے رقم طراز ہے کہ

”اگر ہم سوات کے خانین کا عطا کھو جاؤ گر عمر خان کے اس علاقہ پر قبضے کی صورت میں پیغام بھویں گے تو اس عمار کے دوبارہ حصول کا امکان بہت کم رہے گا۔ سوات کے حالات سے یہ بات آئیکا ہے۔ وہ اپنی آزادیت پر قرار رکھنا چاہتا ہے۔ عمر خان اور امیر آف کامل و دوؤں سے اُسے خوف لاتی ہے۔ سوات کے حالات میں عمر خان کی مداخلت کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اس لئے اس کی آزادیت پر قرار رکھا جانا چاہیے۔“

اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے وہ مزید کہتا ہے کہ فتحِ وقت عمر خان سے اس خصیں میں کوئی سلسلہ جتنا ہی نہیں ہوئی چاہئے تھی کہ وہ سوات کے خلاف کوئی جاریت آغاز کرے۔ سوات کے خانین کے خط کے جواب میں جواب کے لیخنیزٹ گورنر نے یوں خیال آرائی کی ہے کہ یہ لوگ صرف یہ چاہتے ہیں کہ یہیں اپنے خلاف عمر خان کی مدد سے روکیں یا یہ کہ اس پر اچھی طرح واضح کروں کہ سوات کے معاملات سے خود کو بالکل الگ رکھے۔ عمر خان کے ساتھ ہجورہ معاہدہ کا ذکر کرتے ہوئے کشتر، پشاور و دیش، کہتا ہے کہ

”جہاں تک سوات کا قلعہ ہے میرے خیال میں عمر خان کے ساتھ کوئی ایسا وعدہ کر جائیا تھا۔ اس لئے کہ آئنے والے دنوں میں ممکن ہے ہم اپنا اثر و رسوخ اُس واوی تک بڑھانا چاہیں یا کہ اس درمان عمر خان نے اس پر قبضہ کر لیا ہو اور پھر ہم اُس کو اپنے مناذات کے لئے بطور آنکارا استعمال کر سکیں۔“

تمہارے کے خواہیں کے خلا کا ذکر کرتے ہوئے وہ کہتا ہے:

"میں اسے خور کرنے کے قابل نہیں بھکت۔ میر انجین خیال کر بر طابوںی حکومت اس وقت وہاں کے باشندوں کے لئے پہ سو سال کو زیر خلافت ملاؤ تقریباً ہیے کے لئے تیار ہے اور یہ بات حقیقی ہے کہ عمر خان اس بات پر مشتمل ہوا اس ہوگا اگر تم اس طلاق میں انسٹمٹ اخلاق سے وہ کسی کی کوئی دعائیں دھانی کر دیں۔ اس لئے اگر میں اس سے دستیں تعلقات پر قرار رکھنا چاہے جسے یہیں تو اپنے اہل بلوں کو نظر انداز کر دیا چاہے۔ ان کو سوچ دیا جانا چاہے کہ وہ لاڑکانی اپنے معاملات کو لیجیک کر دیں۔"

گورنر جنرل ان کو نسل نے اس بات سے اتفاق کیا کہ دین کی تجویز قابل عمل نہیں۔ وہ مزید کہتا ہے کہ اب تک
تکی ہے کہ عمر خان کو سو سال میں مداخلت سے باز رہنے کا تجھے زہادتیہ جاری نہ کیا جائے۔ اس کے خیال تو یہ
لازم نہیں کہ اس انتباہ کا کوئی اثر ہو اور اس سے یقیناً عمر خان بر طابوںی حکومت کے خلاف بہت زیادہ تالاں ہو جائے
گا۔ تاہم اس نے یہ بات اچھی طرح واضح کر دی۔ کہ

"جب تک ہماری حکومت کو مداخلت پر مجبور نہ کر دیا جائے۔ میں ان رقاتوں اور سازشوں سے بیچ کر کر سرحد کے
اس طرف کی زندگی کا لازمی نہیں۔ بندوں سان کی حکومت ایک سوتھ پر عمر خان کی حوصلہ فراہمی تاہم تو چیزیں کہ ابیر افغانستان
کوں پرے ملاؤ تقریباً ہفت ہزار کرنے سے روکا جائے۔ وہ سوکل بالکل مختلف تھا۔ میں اب سواتوں اور عمر خان کے
دوسراں میں عاکل ہوں ہاں تک علمدہ بات ہے۔"

1893ء میں عمر خان کو سو سال میں کچھ کامیابی حاصل ہوئی تھیں یہاں تک کہ اسی تیاری تازیات مزید دو سال تک
جاری رہے۔ اسے سو سال میں کچھ زیادہ کامیابی نہیں ملی تھی کہ اس نے چڑال پر حملہ کر دیا۔ تیجاؤ اسے افغانستان فرار
ہونا پڑا اور سو سال زیریں میں سے اگر یہ دوں کو گزر گاہل گئی۔ اس طرح سو سال جو کہ 1895ء تک ایک ایسی سر زمین
تھی جس پر کسی یورپی باشندے نے قدم نہیں رکھا تھا اور اس دستیں سن کا کسی یورپی آنکھ نے ڈھنیں اٹھایا تھا۔ اس
کا بندرو روازہ بر طابوں کے لئے تکلیم گیا۔

زیریں وادیٰ سو سال کو تھان قبضے تک ایک ڈھنیے ڈھانے بر طابوںی انتظام کا حصہ بنا دیا گیا۔ یہ انتظام
بوجستان اور گزیم میں بہت کامیاب رہا تھا۔ اس سے زیریں سو سال سے گزرنے والا پشاور سے چڑال جانے والا
راستہ حکومت ہو گیا جس سے چڑال میں تینیں نوچ سک کلک پہنچانا آسان اور حکومت ہو گی۔ تھانے سے آگے کی وادی۔
اب بھی اپنے قدر کی تباہی انتشار کا غافلگار رہی۔

ذیور نہ لائیں معاہدہ سے سو سال تک اگریز حکومت کا اثر درسوخ پہنچ گیا تھا لیکن وہ زبرہ راست یہاں کے
معاملات میں مداخلت سے پھر بھی اگر یہاں تھے۔ مقامی سرداروں کے ساتھ ان کے جو تازیات ہوتے تھے وہ
آزادانہ طور پر انہیں نہ نہیں تھے۔ 1895ء کی چڑال رسیف ہم کے بہت اہم اور دورہ سنانگ نکلے اور مقامی
یاست میں یہ ایک انتظامی موزٹابت ہوا۔ باجرزا اور دیگر میں اہم ساییں ہمدوں پر قابض لوگ بدل گئے اور اگریز دوں کا

حاجی خان آف دیر اور آسی کی طرح کے دیگر خواہیں ان پری میثیتوں پر بھال کر دینے گئے۔ انکریز حکومت نے خود کو صرف مقامی سیاست میں مداخلت کرنے کا اعلیٰ تاثر نہیں کیا بلکہ مقامی سیاست اور اقتدار کی جنگ میں حصہ ادا ہے۔

تزویراتی اهمت

علمی سٹرپ پہاں کی تزویر اپنی اہمیت کے پسلوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ جفرانیائی سیاسی صورت حال میں سو اس کا محل و قوع اور حیثیت 1895ء، میں بھی واضح ہو کر آئی۔ اگرچہ اسیلہ مہم سے یہ بات بالکل صاف ہو گئی تھی کہ پہاڑوں کے یونسٹ فرنی پر ڈھنکی کے خطرے کے جواب میں کتنی شدید ہواست کر سکتے ہیں لیکن چڑال ریلیٹ پہنچا اشد ضروری تھا۔ اس لئے کہ روس قریب ہی سے اس بات کا غور جائزہ لے رہا تھا۔ گفتگو راست بہت لمبا اور پر ڈھنک تھا۔ اس لئے پہاڑی یونسٹ فرنی کو ناراض کرنے کا خطرہ مولیں لینے کے سوا چاروں نہیں تھا۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ دو اطراف سے چڑال جایا جائے۔ ہری فوج تو ملا کنٹہ کے راست سے جائے جب کہ دوسری چھوٹی فوجی فوج اور نک کے لئے گفتگو راست اختار کا جائے۔

1878ء کے بعد سے انگریز دوں نے شرقی ہندوکش سلسلہ میں اہم درودیں کے تقدیم کے لئے سلسلہ روائیں لا اٹھیں اختیار کیا۔ سب سے پہلے انہوں نے علاقے میں اپنا اثر درسونخ استھان کرتے ہوئے کشیر کے بھارا بچ کے ذریعہ گلگت اینجمنی کی تخلیق کی۔ 1892ء میں چڑال میں موجود سایی ایشتشار سے فائدہ اختیار ہوئے انہوں نے چالت اور ہنڑہ میں قلعے بنائے۔ چڑال کے یورافی معاملات ہاتھ میں لینے کے بعد دہبائی ایک مستقل قلعہ بنایا۔ حتیٰ طور پر انگریز افوج نے مائنٹ اور چکدرہ میں پڑاؤ ڈالا اور 1895ء میں مائنٹ سے چڑال سکر کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ اس سکر کو سوات اور دریہ میں سے ہو کے گزرنا تھا۔ اس سال دریا اور سوات اینجمنی قائم ہوئی۔ مارچ 1897ء میں اس میں چڑال کو بھی شامل کر لیا گیا۔ اسے عام طور پر مائنٹ اینجمنی کہا جاتا ہے۔

1893ء میں روس کی طرف سے برطانوی ہند کے خلاف کارروائی کے لئے روس کے پاس مکنہ چاراہم راستوں کا ذکر کرتے ہوئے پوچھی نے کہا کہ مرکزی ایشیائی۔ چڑال والا راستہ اگرچہ مشکل پہاڑی سڑک بے صکن یہ تھامناً کم تکلف دہ ہوگا۔ اس مسئلہ میں اُس نے تکھاکار

— جیسے یہ راست اپنے تواریخ کی تجزیے سے مرتب کیا جاتا ہے۔ یہ راست جگہ آج دیکھ کر سے جو ہے جو اداوی سو اسات اور پھر آگے گیا۔ مگوں انہیں کے پشاور سفرتے ہی آخر میں وہ راست جو اداوی سو اسات کے کمی و نسل میں سے آئی کے تاریخ اداوی سو اور دو ماں سے باہم تک پہنچنے تک 60 سال اور یہ طرف پہنچا سکتا ہے۔

اس راست سے کسی وہی لفڑی پہنچ دی سے بیٹھا اتنی سی پہل بیوی ہو گئی جسکی کہ پاہر سلسلہ قلعے مز کر شیر پہنچنے والے لفڑی ہے سے پہل بیوی اور اس کے نجی میں پہنچ دوئے والی بیٹھی کی اس بیکیت سے کہ یہ لفڑی جاہل آباد، پشاور یا ایساں کنارے میں سے کسی ملکہ نمودار ہو گئی مدحک دنیا کی نظام کو حاٹوڑ کرے گا۔ گزندخ تھلوں کی جاریخ کافرستان کی تحریکی ایسیت اپاڑ کرتی ہے۔ سکندر اعظم نے بندوستان کے خلاف اپنی اہم کامیاب آغاز باختیر کی تھی۔ اس کی فوج کا مرکزی حصہ دریائے کابل کی دوسری کے ساتھ چلا جب کہ دوسری فوج کے باکیں بازوں کی قیادت کرتے ہو تو اسلام میں اسے دوسری سو اسات دوسرے میں لے گیا اور مشکل پہاڑی درہ میں سے ہو کر بابا من بن گئی تھی۔

انیسویں صدی کے اختتام پر اس ملکت کی تزدیزی ایسیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حالاں کر لارڈ کرزن نے تمام سرحدوں سے اپنی افواج جھپچھپ کر دیں تھیں پڑاں میں موجود تھی فوج کو برقرار رکھا اور اپنی فرنگی پالیسی کے ایک اہم حصے کے طور پر دوسری سو اسات میں سے گزری پڑاں سرک کی تعمیر شروع کی جب کہ دوسری بجیبوں پر اس پالیسی کے تحت اسے افواج واپس بلائیں۔

1895ء کے بعد

شریف خان³ جس نے عمر خان اور اگریزوں کی لڑائی میں اگریزوں کا ساتھ دیا تھا اور 1890ء سے سو اسے جاہاڑی کی زندگی اڑا رہا تھا، کو 1895ء میں خان آف دیر کی بیشیت پر بھال کر دیا گیا۔ اس طرح اسے اپنے کھونے ہوئے علاقوں کے ساتھ ساتھ عمر خان کے مفت حد علاقوں کا بقشہ بھی مل گیا جو کہ افغانستان فرار ہو گیا تھا۔ اب اس کی جنوبی سرحد ریاست سوات میں تھی تھی۔ اس لئے اس نے ابائی، خاکزدی، اوسن زدی، شموزدی، یونک پی خیل، سیبوجنی اور شاہیزی شاخوں کو اپنی رعایا قرار دیا جو کہ دریا کے دائیں کنارے پر آباد تھے اور جن کا تعلق خوازوں کی شاخ سے تھا جو کہ یوسف زدی کی ذیلی شاخ اکوزدی سے جاتی تھی۔ شریف خان کا بھی نبی تعلق اس شاخ سے تھا۔ 1896ء میں سو اس بالائیں جنگ چھپرگی اور دریا کے دائیں کنارے آباد تکال میں اس کی مداخلت سے عام بے چینی پہنچ گئی۔

چون کہ عمر خان اب طویل عمر سے سو اس پر اقتدار حاصل کرنے کی کوشش سے باہر ہو گیا تھا، اس لئے دریائے سو اس کے دائیں جانب کے کچھ حصے ایک خاص حدک اگریزوں کے زیر حفاظت علاقے میں شامل کر لئے گئے۔ ۲۴ جم شریف خان سو اس بالائیں مکمل پاٹریٹ فیرتے تو حاصل نہ کر سکا بلکہ پہاں اس کے مدد مقابل اور بھی کی لوگ تھے۔ اگرچہ ہمسایہ دری میں مضمبوط خالی نظام موجود تھا لیکن سو اس میں کسی ایک شخص کو اس قسم کا اقتدار حاصل ہوئا صرف خواب دیکھا تھا۔ سو اس میں سیاست ڈلہ (دھڑا) نظام کی بنیاد پر قائم تھی۔ ہر ایک ڈلہ (دھڑا) اپنے خان

کی سربراہی میں دوسرے کی جانب پر کمرست رہتا تھا۔

1897ء میں، سید بابا کے پوتے سوات میں حصول اقتدار کی رسکشی میں شامل ہو گئے۔ خان آف دیرا اور ان میان گلوں کی رفتابت سے نکراو کی نفعاً قائم ہو گئی۔ اگر بیرون کی طرف سے خان آف دیر کو اجازت تھی کہ وہ دریا کے دائیں جانب آباد قبائل کے شدت پسندگار پوپل کی سازشوں کا طلاقت کے ساتھ خاتم کر جائے تو اقتدار کا وہ دعوے رہتا۔ سوات بالا کے قبائل کا ایک مشترک جرگہ (جس میں دائیں کنارے کی چاروں خوازدی شاخیں اور باسیں کنارے کے موئی خیل، بایوزی، اور جکلی خیل سب شامل تھے) پچ درواز میں پونچھکل ایجنت۔ مجھڑیں سے ملا اور اس سے درخواست کی کہ وہ ان کے اور خان آف دیر کے معاملات میں مداخلت کر کے انہیں حل کرے۔ جو گرنے برطانوی حکومت کو اپنی وفاداری اور امداد کا تین دلیا۔ حکومت کی طرف سے مجھڑیں نے اپنے لائچوں کی وساحت کرتے ہوئے انہیں بتایا کہ

”حکومت ان کے اندر ورنی نظام میں مداخلت کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی لیکن وہ پونچھکل ایجنت کے سامنے ایسے گئے تغازہ مات کو حل کرنے میں ان کی مدد کرے گی۔ جریب یہ کہ برطانوی حکومت ان پر کسی تمہارا کھص حاصل نہیں کرنا چاہتی۔“ وہ صرف یہجاہت ہے کہ ذریں سوات (رانی زی) کی طرح سوات بالا میں بھی اس کی نفعاً قائم ہے۔“

30 اکتوبر کو برطانوی حکومت اور سوات بالا کے چھ سو نسلکوں کے درمیان ایک اہم ملاقات ہوئی۔ ان لوگوں کو میان گلی حضرات اپنے ساتھ چلائے تھے۔

”جرے نے مستقبل میں اپنے علاقے انتظام کا اسواں اٹھایا۔ ان کی ایک بڑی تعداد نے برادرست ہند برطانوی حکومت کنٹرول کی تائید کی۔ انہیں نے کہا کہ بغیر اس کے نزدیک اضافہ مل سکتا ہے اور اس کے باہمی تغازہ مات کا سلسلہ رکھ سکتا ہے۔“

مجھڑیں نے اس ملاقات کو اہم قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ سوات بالا کی مذہبی اور قبائلی دونوں حرم کی قیادت کی طرف سے اطاعت کا انتہائی اور مزید یہ کہ برطانوی حکومت کے خلاف دشمنی کے جذبات ختم کرنے کے لئے ایک اور نادر موقع کی صورت تھی۔

چوں کہ برطانوی حکومت اس علاقاً کا کنٹرول برادرست اپنے ہاتھ میں لینے سے دل جھسی نہیں رکھتی تھی، اس لئے اس نے شریف خان کو یہاں مداخلت سے باز رہنے کے لئے نہیں کہا۔ نومبر 1898ء میں دائیں کنارے کے قبائل نے شریف خان کی دفل اندازیوں سے برافروخت ہو کر سرتو فتحی سے مدد کی درخواست کی۔ وہ ان کی مدد کے لئے دریا بعور کر کے ان کے پاس آیا۔ لیکن وہ اگر بیرون کے خلاف ہوجانے سے اس مقدمہ میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ اگر یہ حکومت جس نے شریف خان کی حیثیت میں اضافہ کر کے اُسے نواب بنا دیا تھا، دریا کے دائیں جانب کے قبائل پر اُس کے اقتدار میں کو تسلیم کرتی تھی حالاں کہ ان قبائل پر اُس کی بھرائی برائے ہامی تھی۔

نواب، سوات پر عمل بقدح کے لئے اتنا پر عزم تھا کہ وہ اُست 1897ء کو میکورہ میں سوات بالا کے لوگوں سے برطانوی حکومت کے براؤ راست معاملات طے کرنے سے شدید ناراض ہو گیا۔ اُس نے اس موقع پر اپنے آنچوں حواری میکورہ بیٹھتا کہ وہ لوگوں کو اس بات پر تاکل کریں کہ انگریز حکومت سے براؤ راست معاملات طے کرنے کے بعد نواب کے ذریعہ ان سے بات کی جائے لیں۔ سوات کے لوگ جو آپس کی بڑی ناراض اور نواب کی غارت گردی سے نکل آئے ہوئے تھے اپنی ایک مشتمل حکومت قائم کرنے کے لئے بے تاب تھے۔ نومبر 1897ء میں سوات بالا کے جرستے سے طے کے بعد میکورہ زینے تھے۔

”سوات بالا میں حکومت کی کامیاب اخراجی ہے کہ بیری معلومات کے مطابق جرکنے حال ہی میں اپنے آنچوں کو دکھل کر ایک خالی کامنے کے ساتھ میاں رحم شاد کے بھائی امیر شاد کے پاس بھیجا ہو، اُن کا بادشاہی نکے سوات آجائے اور یہ کامیابی میکورہ زین کی سبب ہے۔ جو ہمیشہ شراکت چاہے تھیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے نہیں نہ اُس سے یہ خواست پڑ جائیں گے۔“

1901ء میں دریا کے باکیں جانب سوات بالا کے سیاسی حالات کا سالانہ انتظامی رپورٹ میں خلاصہ یوں

بیان کیا گیا ہے۔

”سب مہول گردی تازہ نہات باری ہیں۔ علاقہ اندر ولی طور پر انجام میاں گئن خلشار کا شکار ہے۔ میاں گوں کی غیر مذہبی حکومت قائم کرنے کی کوشش ہا کام ہری ہے۔ اُس پاک فتحرے اپنی امیرت کو ہوئی ہے اور باہر زمی کے مثدوں نے اپنی اجتماعی قوت کا ہمیں لے لزا کر پار دپاہ کر رہا ہے۔“

دریا کے داکیں جانب نواب کے حصہ لات حکام کی تھیں سے لوگوں میں شدید غصہ پیدا ہوا ہے اور کرنے کے لئے آن سے کچھ بہتر ہم کے لوگ لائے گئے تھیں۔ نواب کے زیر بقدح سارے علاقے میں عام طور پر لوگوں میں بے اطمینانی پائی جاتی تھی۔ اس کی ایک وجہ تو محاصل جمع کرنے کا طریقہ تھا اور دوسرا وجہ اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کے کاموں سے نواب کی لائق تھی۔ 1904ء میں ایک بار پھر نواب کی خالمانہ و جاریانہ کارروائی سے وہی تباہ دوبارہ انجامی برافروخت ہوئے تھیں اس سے پہلے کہ وہ پھر تو فتحرے سے مد نامیں ملائکہ کے پیشوں انگل اجنبت میکورہ زین نے فریقین میں معاملات منظر سے کئے۔ اُس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اضطراب کی یکیفیت انگریز سرکار کے لئے کوئی سردار نہ ہے۔

شریف خان کا 6 دسمبر 1904ء میں انتقال ہو گیا۔ اور نگف زیب خان اُس کا جانشین ہوا ہے زیادہ تر بادشاہ خان کے نام سے جانا جاتا ہے۔ بادشاہ خان کے اپنے بھائی میاں مغل جان کے ساتھ تعلقات باپ کی زندگی میں بھی اچھے نہ تھے۔ اُن کا تازہ آنے والے برسوں میں بھی جاری رہا جس کی وجہ سے باجونہ دیر اور سوات میں بنتے گزتے اتحادوں اور سازشوں کا دور دور رہا۔ بادشاہ خان ایک گرم مزانج آدمی تھا اور اس نے اُس نے نہ صرف بڑی آسانی

سے سو ات کے اپنے زیرِ مل داری قبائل کو نہادش کیا بلکہ اپنے آئخپرین اور لاپچی جوانات سے اپنے خواہم کو بھی خود سے برگشت کر دیا۔ 1907ء میں سو ات کے ڈلوں (دھروں) میں اقتدار کی تبدیلی کے ساتھ مشتری اور ائمہ بندر کو ہی آئی اور نواب دیر کی اطاعت کا جواہر اپھیٹا گیا۔ دریا کے دامیں کنارے پر نواب کا اقتداری الوقت تمثیل ہو گیا۔

نواب دیر اور دامیں کنارے کے قبائل کے درمیان تعلقات کشیدہ رہے۔ اُست 1909ء میں شوزنی اور نیک نی خیل کے جر کی بحفاظت گھر بھک پہنچانے کے بناۓ اس ملادت پر جلد کیا گیا جس سے بہت انسان ہوا۔ ایک برطانوی سرکاری رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ نواب نے پونچھل انجمن کے کہنے پاپنی فون و اپس بالی۔ یہ جھڑا ناشی کے لئے اجنبی موزوں ہے اور فریقین کے لئے قابل قبول عارضی اس محابدہ کی پوری کوشش کی جائے گی۔ سو ات کے ملادت ہاتھ سے نکلنے کے بعد نواب مسلسل انگریز حکومت سے تقاضا کرتا رہا کہ وہ اس ملادت پر اس کے دعوی کے مسئلہ کو حل کرے۔ جب انہوں نے مداخلت نہ کرنے کا عنیدہ دیا تو اُس نے بے خوف ہو کر اس پر حملہ کر دیا اور 1910ء میں دوبارہ اس ملادت پر قبضہ کر لیا اور اپنی پوزیشن مسلمان کرنے کے لئے اس پر تکلیف تیر کرنے شروع کر دیئے۔ لوگوں نے اُس کے اس اقدام کے لئے انگریز حکومت کو ذمہ دار خبریاں اس لئے کہ دو ان کا زیر سرپرستی تھا۔ اس نقطہ نظر کی تصدیق آئندہ برس آتے والی اس رپورٹ سے ہو گئی جس میں نواب کی مضبوط حیثیت کو انگریز حکومت کے لئے منفرد رہا گیا۔ یہ رپورٹ کہتی ہے۔

”لماکنڈیں دیر کے نواب نے اپنی پوزیشن مسلمان کر لی۔ باہم جو سرداروں نے اُس کے خلاف کیتی تھا جنہے لکھنؤں کا تروڑ کیتیں کر سکا۔ اُس نے اپنے اقتدار کو سوات کو بہتان میں تو سمجھ دیے اور اس کے طبق کنارے کے قبائل نے اپنی جانب اُس کی پیش تقدیم روک دی ہے۔ اُس سے محاکمه کرنا خاص مسئلہ ہے... لکھنؤں کو حکومت سے قادری اور اُس سے کچھ معاہدوں کی پاسداری میں مستعد ہے۔ اور یہ حقیقت کہ اُس نے اپنی پوزیشن مضبوط کر لی ہے: ہمارے مفاد میں ہے۔“

جنوری 1911ء میں نواب نے شوزنی کا ملادت قبضہ میں کر لیا۔ اس طرح وہ چک درہ سے کوہستان تک دریا کے دامیں کنارے کے پورے علاقہ کا مالک بن گیا۔ اس کی بڑی وجہ یہاں کے قبائل کے باہمی جھگڑے تھے۔ وہ میاں گلوں کے باہمی تازع سے بھی فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ اُس نے دریا کے بامیں جانب سوات والا میں غریب خیل کی حدود میں ایک تکمیل کی تعمیر شروع کی لیکن وہاں کے قبائل کی مراحت کی وجہ سے اُس پر کام روک دیا گیا۔ ابا خیل اور موئی خیل نے برطانوی حکومت سے کہا کہ وہ انہیں بھی خان جیلوں کی طرح اپنے زیر حفاظت لے آئیں۔ نواب کی حکومت غیر مقبول تھی۔ اس کی بڑی وجہ اُس کے حکام کا ناشائستہ رد یہ تھا۔ اس نے اس بات کا خدش تھا کہ اُس کا کاظم و جبر کہیں انگریز حکومت کو مداخلت کرنے کا موقع میز فراہم کر دے۔

ریاست کی تکمیل

بادشاہ خان جندول کے عمرانخان کی تقدیم پر اعلیٰ انظر آتھا تھا ان علاقوں کا انتظام ایسا تھا کہ وہ سردار اور عموم ہنس کی بدواس کام کے لئے اُسے درکار تھی، وہ اُس سے برگشٹ ہوتے چلے گئے سوات بالا کے قبائل مسلم جنگ وجہ دل اور نواب کی غارت گری سے پیدا شدہ تباہ سے عجَّل آپکے تھے۔ نواب کے نمائندوں کا روایہ انجمنیٰ تھا قبل برداشت تھا۔ حتیٰ کہ وہ اُس کے حامیوں کو بھی نہیں بخشتھے۔ حکومت کی عدم موجودگی نے انساف کا حصول اور تازع اغاثات اور معاملات کا حل نہیں تھا۔ موقع پر موقع دا انگریز سرکار کے پیشکش ایجٹ سے ریکی وغیرہ کی انداز سے استدعا کرتے رہے تھے کہ رشید یہ حکومت ان کو خلاف فراہم کر رکھے یا ان کے بسا آرزو کر خاک شدہ۔

نواب نے دائیں جانب کے قبائل سے کہا کہ وہ جندول کے خلاف اُس کے اقدام میں مدد کے لئے لٹکر بھیجنے۔ اُس نے یہک پلی خیل علاقہ کے باشندوں پر میدان لٹکر بھیجنے میں تاخیر پر فیکیت تین روپ پر جرم انعام کر دیا۔ نواب کے قبضہ اور اُس کے ظلم و جرنے ہندوستانی مجاہدین کو بھی القadam پر مجور کر دیا۔ انہیوں نے سوات بالا میں دریا کے ہائیں جانب ہجھی خیل کے علاقوں میں نواب کے خلاف ایک قلاجہ بنانے کے لئے سرتو فقیر کر رسانی کی۔ اس سلسلہ میں دہلوی نیوار غور بند کے جرگوں سے ملے۔ سرتو فقیر نے ان سے وعدہ کیا کہ نواب کو زیر کرنے کے بعد وہ انگریز حکومت سے خدا آزمائی کے مسئلہ پور کریں گے۔ ہاتھ نواب نے سرتو فقیر کو اس پیشام کے ساتھ 800 روپے پیسے کیا۔ سرتو فقیر نے کے لئے ہیں۔ سرتو فقیر نے پلے قرقم لینے سے انکار کیا تھا ایک پھر اس یقین دھانپر کر کنوب اب انگریزوں کا دشمن ہن گیا ہے رقم لے لی۔ نواب نے فقیر کو سالانہ 400 من گلہ فراہم کرنے کا وعدہ بھی کیا۔ حالاں کہ سرتو فقیر اس کے بعد مقابلاً قتل رہا تھا ان علاقوں کی سیاست میں اُسے بطور ایک غصہ کے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

سو ایجٹوں نے ایک بار پھر خود ادا کرنے سے انکار کر دیا اس لئے نواب نے اس کے حصول کے لئے سید بادشاہ خان کو بھیجا۔ میاں گلی عبد الوودو نے بھی لوگوں سے کہا کہ وہ ادا نہیں کر دیں۔ نواب دائیں جانب کے قبائل سے بزرگ عڑ لینے میں کامیاب تھوہی گیا تھا جیسی تاخیر کے بعد۔ یہ قبائل جو آپس کے مخلزوں، نواب کے ایجٹوں کی زیادتیوں اور میاں گوں اور ان کے باہمی تازع اغاثات سے حقیقت آتھت کا شکار تھے اور جو 1913ء کے اختتام تک اپنا ایک عکھر ان مقرر کرنے کی پہلے ہی ایک کوشش کر چکے تھے۔ 1913ء میں انہیوں نے عبدالجبار شاہ کے چھاڑ او بھائیوں کو جو کہ بونیر میں تھے بادشاہ بننے کی رسی دعوتی دی۔ عبدالجبار شاہ کے الفاظ میں:

”پھر بادشاہ بننے سے زیادہ قلیل مواد کے لوگ ریاست دی اور بادشاہ کے بھل حصوں کے لوگوں کی ہاتھیں برداشت سرگزیوں اور زیادتیوں اور آپس کے بھلوں کے ناتر کے لئے باہمی سوق پیار کے بعد اس فیصلہ کی پہنچ کر ہر سے مرد و مہر۔“

مخفود دادا سید اکبر بادشاہ کے نامدان کے کسی فرد کو اپنا بادشاہ محب کریں۔ اس تقدیم کے لئے سوات کے کچھ نامش مرکزوں افراد پر مشتمل برگ بونیر اور رکھنیس بیرے پیچاڑ بھائیوں سے گفت و شدید کی لئے طالا۔

بانی مشوروں کے بعد ان لوگوں نے عبدالجبار شاہ کے ہم پر اتفاق کیا تھیں اُس نے خور کے بعد یہ سوچ کر کہ اس میں بھکن مٹھکات فوائد سے کتنی زیادتی ہے، جو گر کو اپس کر دیا۔ سواتیوں نے دیر اور باجوڑ میں بھی ایک خفیہ معاہدہ کیا۔ نواب کے بھائی میاں گل جان کا اپنے بھائی کے ساتھ جھلاتا جس کی وجہ سے باجوڑ میں اتحادوں کی اور مختلف اقدامات کی دوڑگی ہوئی تھی۔ نواب کی سازش سے میاں گل جان کو قتل کر دیا گیا جس کے بعد نواب اپنی فوج کی قیادت کرتا ہوا میاں گل جان کے حامیوں سے منٹے کے لئے باجوڑ پہنچا۔ دیر اور باجوڑ میں نواب کے لیے دزیادتی کے نتکار افراد نے پہلے سوات کے لوگوں کے ساتھ متحمل کرائے خلاف مجاز نانے کی کوشش کی اور پھر بعد میں سید عبدالجبار شاہ کا بھی اس تقدیم کے تحت ساتھ دیا۔

کچھ ماہ گذرنے کے بعد جرگہ نے پھر عبدالجبار شاہ کو دعوت دی۔ اُس نے دوبارہ انکار کیا۔ اس کے رشتہ داروں نے اُسے ترجیب دی کہ وہ اس پیش کش کو نہ بخڑائے۔ اُس کی طرف سے اب بھی انکار کی صورت میں ہادیگی مجملہ کے حضرت جمال نے اس پیش کش کو قبول کرنے کا عہد کیا جو کہ اُس کا رشتہ درختا۔ اس پس بار اُس نے دعوت قبول کر لی۔ جرگہ اس کے ساتھ دو مینے تک انتشار کرتا رہا۔ اس دوران دیر سوات اور باجوڑ کے بہت سے لوگوں نے اُسے خطوط بھیجے۔ 25 جون 1914ء کو عبدالجبار شاہ چیف کشتر سے ملا، اس محاملہ میں اُس سے مصادروں کی اور اُسے اپنی وقارداری کا لیقین دلایا۔ اُس نے ہزارہ کے ذپیں کشکروپے ایک خط میں یہ کھا کر لیجئے تھی میری موجودہ حالات اور صورت حال میں تبدیلی آئے گی تو اس سے اب تک کی میری وقارداری میں اضافہ ہو جائے گا۔ آئندہ میری یثیت جو بھی بنے گی میری وقارداری اور میرا اگل مجھے حکم تابت کریں گے۔ میں دعا گوہوں کے خدا میری وقارداری کا شاہہ ہو۔ عبدالجبار شاہ نے سواتی علاقوں سے دیر کے نواب کو نکال بابرکرنے اور اپنی پٹور بادشاہ تقرری کے انتظامات کرنے شروع کئے۔ سر تو نقیر، ہندوستانی مجاہدین اور بونیر کے لوگوں نے اُس سے وقارداری کا عہد کیا۔ دیر کے نواب کی مان نواب کی جگہ اس کے بھائی محمد علی خان کو حکمران بنانے پر آمادہ ہو گئی۔ نواب کے ظاہر اقدامات اور دیر اور سوات میں مستقبل کے انتظامات تھیں کہ دیر سوات کے درمیان سرحد کی حد بندی پر اتفاق اغرض سب کو چیزیں تھیں۔ عبدالجبار شاہ کی سوات میں داخل ہونے کے لئے 8 تیر 1914ء کی تاریخ مقرر کی گئی۔ بونیر کی افواج کو اُس کے ساتھ آتی تھیں اسی دوران سوات اور باجوڑ کے لوگوں نے اسی عمل میں اپنا مفترہ کرو رکارا دا کرنا تھا۔

اس منصوبہ پر عمل درآمد شروع ہونے سے پہلے مردان کے اسنٹ کشمز فرسروں کو اس کی سن گن ہو گئی۔ اُس نے فی الفور عبدالجبار شاہ اور اُس کے رشتہ داروں کو بلا کر ان سے معلومات حاصل کیں اور ان سے اس منصوبہ کو

ترک کرنے اور پنجیکل ابجنت ملائکت سے ملاحتات کرنے کے لئے کہا۔ پنجیکل عظیم چھپنگی تھی اور بڑی طرف افواہوں کا بازار رہا۔ مگر اکثر افواہیں اجتماعی احتجاج تھیں لیکن سرحد کے طرف پنجکل کے بارے میں کسی کو کیا معلوم تھا کہ پنجکل کیا ہے اور اس کا اصل مطلب کیا ہے۔ مزید برآں اگر یہ لٹکر بقاہر کی خاندانی جنگزے میں شرکت کے لیے بھی جا رہے ہیں تو بھی سفر بروس کا خیال تھا کہ ان کی تواہیوں کو پاسانی کسی اور مقصود کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے اس لئے لوگوں کی اتنی بڑی تعداد کا تحرک ہونا مناسب ہے۔ بروس کا مزید یہ بھی خیال تھا کہ عبد الجبار شادا اور اس کے ششداروں کو آنکھ کے خود پر بھی کسی سازش میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

عبد الجبار شاہ نے فی الوقت اس ضمود پر کو ترک کر دیا۔ بروس کے مثودوں پر اس نے پنجیکل ابجنت سے ملاحتات کی جس نے اسے جیسی کی کہ اگر اس نے ایک حکمران کی دیشیت سے سوات میں داخل ہونے کا خیال ترک نہ کیا تو انگریز حکومت نواب دیر کرے گی۔ نتیجتاً عبد الجبار شاہ نے وہ پس جا کر اپنے اہل خاندان اور لوگوں سے کہا کہ اس وقت انگریز حکومت کی مردمی کے خلاف کوئی اقدام کرنا مناسب نہیں رہے گا۔ اس طرح سواتیوں کی اپنی ریاست و حکومت ہنانے کی خواہیں بر طافی حکومت کے مقاصد و مخاذات کی بھیت چڑھنی۔

لوگ در آن حالیہ اب بھی گروہوں میں بنے ہوئے تھے، نواب کے قبضے کے خلاف افغانوں نے ایک تجدہ میاہ بھالی۔ نواب کی خود سرانجام حکومت کے خلاف لوگوں میں پائی جانے والی غفرت و کراہیت کا اندازہ پہنچو گئی شاعری کی اس ایک مثال سے بھی لگ سکتا ہے۔

هم دی زمونگ دانے هم بیز دی پہ مونگ پہ پورنہ

او گوروہ د دیر د نواب زور تے

دیر کے نواب کی اندر می طاقت دیکھو کہ ہم اپناہی ظلہ اپنے کا ندھوں پر اس کے لئے ڈھوکر لے جا رہے ہیں۔

نواب دیر کے خلاف اتحاد کا مرکزی کوارنزا اُنکی بایا تھا۔ حالاں کارپے رحیف بھائی کی موت کی وجہ سے نواب کی پوزیشن خاصی مضبوط ہو گئی تھی لیکن 1915ء کی ابتداء میں سوات بالا کے شامیزی اور سیبو جنی علاقوں میں اس کے خلاف ایک بغاوت شروع ہو گئی۔ یہک پیشی چوں کراس اسٹاک اسٹاک کا ایک حصہ تھا اس لئے وہ بھی اس بغاوت میں شامل ہوئی۔ باغیوں نے نواب کی افواج کو بڑا جانی لفڑان پہنچایا اور اپنے علاقوں میں موجود قلعوں پر قبضہ کر لیا۔

اب نواب نے کھل کے سید بادشاہ کو سواتیوں کی سرکوبی کے لئے بھیجا تھا لیکن وہ اپنی سفارت کاری اور طاقت دنوں طریقے استعمال کرنے میں ناکام رہا۔ نواب نے مزید ملک بھیجی۔ سواتیوں نے کوہستانیوں، بوئریوں، ہندوستانی مجاہدین اور عبد الجبار شاہ سے مدد مانگی۔ پنجیکل ابجنت نے باہمی جانب کے سواتیوں کو ترقیت دی کہ وہ نواب کے خلاف لا الہ ایں دیکھنے کے سواتیوں کی مدد کریں لیکن اس بھیجگ میں دیکھنے کا نارے پر آباد شامیزی، سیبو جنی

اور نیک پی خل قبائل کو فتح نصیب ہوئی۔

اس جنگ میں سواتیوں کا ساتھ دینے کے بجائے سیالاں کل پانچھکل انجمن سے ملاقات کے لئے پڑ گئے۔ عبدالودود نے بعد میں نواب کے جزل سے ملاقات کی۔ اس کا دروازہ بھائی یاری کی وجہ سے اس ملاقات کے لئے شہریں جاسکا۔ ان علاقوں کے سواتیوں نے اس کے باوجود سیالاں گلوں کو غشہ دیئے، اور نواب کی جگہ انہیں اپنا حکمران بنانے کی پیش کش کی۔ جس کے جواب میں مغل شہزادہ (سیالاں کل عبدالودود) نے کہا کہ چون کہ اس کا بھائی اس کے ساتھ تھا ہونے کے لئے تیار نہیں ہے... یہ خیال اس وقت ہاصل عمل ہے:

پالا خرنواب کی فوج کو مکمل تھت کھو گئی اور اسے سوات بالا سے ادیزی کی طرف دھکیل دیا گیا۔ دونوں طرف پر اجاتی تھستان ہوا، تعداد اور مارے گئے لوگوں کی اہمیت، ہر دو طاقت سے فاقہن نے پھر ایک آزاد ریاست کے قیام کی تھیں و دو کی اور سنہ اکنی بہا کو خلافات کی صورت میں تکمیل شیئر کیا گیا۔ اسی میں پانچ بڑوں کی ایک کوٹل بھائی گھنی جس میں شاہیزی علاقہ سے مامن خان، سیبیو جنی سے تاج محمد خان، اور نیک پی خل سے زرین خان، امیر سلطان اور جعفر خان لئے گئے۔ یہ حکومت تھی۔ لیکن اصل اختیارات منڈا کنی بہا کے باحتم میں تھے۔

نتوں اس پانچ رکنی کوٹل کی تھیں تاریخ معلوم ہے جسے آزاد کئے گئے ملاوقات کی حکومت چلانی تھی اور نہ ہی اس ریاست سوات کے قیام کی اصل تاریخ کا پڑھے ہے۔ 13 اپریل 1915ء کو قائم ہونے والے پندرہ کی صورت میں اسی ریاست سوات کے صرف اتنا پڑھتا ہے کہ نواب دیر کی فوج کو مکمل تھت دے کر ادین زمی علاقہ کی طرف دھکیل دیا گیا۔ اس کے بعد کے بند کی ڈائزی نے جو 10 اپریل 1915ء کو قائم ہو رہا تھا، تباہی ہے کہ ایک پانچ رکنی کوٹل کا قیام عمل میں لا یا گیا ہے جسکی اصل طاقت منڈا کنی بہا کے باحتم میں دے دی گئی ہے۔

تاہم دریا کے دائیں جانب کے علاقہ پر نواب دیر کی اقتدار کا مکمل خاتم مارچ 1915ء کے اختتام تک ہی ہو گیا تھا جب کہ اپریل کی ابتداء میں پانچ رکنی کوٹل کا قیام عمل میں لا یا گیا۔ اس طرح ریاست سوات کی بنیاد سوات بالا میں دائیں جانب کے قبائل یعنی نیکی خل، شاہیزی، اور سیبیو جنی نے رکھ دی۔ 4۔

کوٹل نے عبدالودود کو اس ریاست کی سربراہی کے لئے قابل کرنے کی کوشش کی۔

”انہیں... نے اس سے کہا کہ انہیں اس بات کا ذکر ہے کہ انہیں نے انہیں تھکانی کی مدد نہیں کی۔ لیکن وہ نہیں میں ان کی بے دلی کو نظر انداز کرنے کے لئے تیار ہیں اگر وہ قیادت قبول کر کے اپنا مستقبل میں ان کے ساتھ رہا تو اپنے کافی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ انہیں نے اس سے کہا کہ اگر وہ تیار نہیں ہوئے تو وہ کسی کو باہر سے اپنی مدد کے لئے لا میں گے اور یہ شاید تھا نہ کہ سید عبد الجبار شاہ ہوں۔“

میان گل عبدالودود نے جواب میں کہا کہ ان کا تجویز کردہ القام چوں کہ بہت اہم ہے اس لیے اسے ایک

سمموی جیز نہیں بھٹکا چاہئے۔ انہوں... نے مزید کہا کہ وہ اُس وقت تک کوئی واضح جواب نہیں دے سکتے جب تک پہنچنے والا جنت سے مل کر اس سلسلہ میں اُس کی رائے نہ لے لیں۔
کونسل نے نواب سے پچھنے ہوئے قلعوں کو مضبوط کرنے کی کوشش شروع کی اور نواب کے خلاف باڑوہ کے خان سے اخداد کرنے کے لئے بات چیت کی۔ لوگوں نے اس بحث میں سنداً اکنی بباکی مدد اور خدمات کے اعتراف میں انہیں میں ہزار لاکروی کے ہر سے دینے پر اتفاق کیا۔ اس کے علاوہ اُن سے درخواست کی گئی کہ وہ سو سال میں رک جائیں اور اُن کے سر براد بن جائیں۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ وہ اس اعزاز کو قبول کرنے پر تیار نہیں ہوئے۔

عبدالجبار شاہ کی تقریری

میاں گل عبد الدود و اور سنڈاً اکنی بباڈ دنوں کی جانب سے انکار کے بعد لوگوں نے پھر عبدالجبار شاہ کا دروازہ کھکھایا۔ اُس نے یہ دعوت قبول کی۔ اور اپریل 1915ء کے اختتام کے قریب وہ سو سال آگیا۔ 24 اپریل 1915ء کو اُسے سو سال کا بادشاہ بنا دیا گیا۔

نوٹ

1. ٹھان ٹلی ایڈن محمد اسلم خان، اور ٹھان ایڈن ڈفورڈ ان سو سال و ملی، پاکستان جنرل آف جنگ رائفل (پشاور)، جلد 1 (جنون۔ دسمبر، 1991) صفحات 103-104۔ مجب بات یہ ہے کہ ٹھان ٹلی اور اسلم خان نے اپنی بات کے ثبوت کے لئے محمد اخغور قاگی کا حوالہ دیا ہے حالانکہ قاگی کی کتاب تاریخ تحریت سو سال اور وہی ہر سڑک آف سو سال ہی تھوڑا اور اگر بیرونی بیانات دنوں میں ان کے اس روایت کی تو تحقیق میں موجود نہیں ہے۔
2. معاہدہ کی دوسری شق دیکھیں۔ امیر ال الرحمن اور ہنری ماریجر ڈیورنڈ کے درمیان میں پانے والے معاہدہ ہے ذیور نہ معاہدہ کہا جاتا ہے کیونکہ اس معاہدے کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔
 - (۱) بزر بائی اُس کی ملکت کی شرقی اور جنوبی سرحدوں اخان سے ایرانی سرحد تک اس معاہدہ سے شمال تھنڈ میں واضح کردی گئی ہے۔
 - (۲) اٹھیا کی حکومت اس خط کے اُس جانب علاقوں میں جو کہ انخاستن کی طرف واقع ہیں مداخلت نہیں کرے گی۔ اور بزر بائی اُس خط کے اُس جانب اٹھیا کی طرف واقع علاقوں میں کسی بھی وقت مداخلت نہیں کریں گے۔

(۳) ای طرح بر عناوی حکومت اس بات سے اتفاق کر لیے کہ بر بائی اس سعیہ اس اور اس سے چاک تھک کی وادی پر اپنا قبضہ برقرار کے جب کہ بر بائی اس نے بھی یہ بات مان لی ہے وہ بھی سو سال باجود اور جو اس میں مداخلت پختگیں ہے۔ اردوئی اور هنگام کی وادی اگر اس میں شامل ہے۔ بر عناوی حکومت نے اس بات پر بھی اتفاق کر لیا ہے کہ بریل کی پینی کو بر بائی اس کے لئے محدود یا جائے جیسا کہ بر بائی اس کو دیئے گئے تفصیل اخراج میں لکھا یا کیا ہے۔ جو اپنے ہمیں نے وزیری اور داؤڈ علاق پر اپنے دوستی کو فرم کر دیا ہے۔ بر بائی اس نے چائی پر اپنے دوستی کو بھی محدود یا جائے۔ ایم جس کا ذکر ۱۹۷۰ء میں اسے سندری ان انتخابیں پرستیں دیے گئے 1896ء-1880ء (کامل، 1971ء)، صفحہ 286: نوود گیک ڈبلیو ایڈیک ہندستان، 1900ء-1923ء، مذہبی طبقہ بریلی، بیوی نورشی آف کلی فورنیا پرنس، 1967ء، صفحہ ۱۷۶۔

3. شریف خان اور اس کا باپ دوؤں ہی اگرچہ حکومت کے وقار میں 1890ء میں دوسرے عمران خان سے بچانے کے لئے مدستے گیڑے اس رہی۔ وجہات گورنر ہرzel ان کو لیں والے بیان سے واضح ہے۔ باہم جو اس حیثیت کے لئے اس نے فرمایا تھا حکومت کو 1889ء کے انتظام کے وقت تجویز ہی تھی کہ اگر وہ اُسے یونیورسٹی ملکات کا ایمپریشن کریں (مراد ہے دوسرے اور باجرہ)، اُسے تحفظ فراہم کریں اور اس کی تائید کریں تو وہ سوات اور مکران میں تو گیر ملاقوں میں خود اپنی اقتدار کا اعلان کر لے گا۔ وہ بھیں ہی ایں نو پر چیف سیکریٹری نو حکومت، پنجاب و سلطنت ملکے کے سکریٹری نو کو یونیورسٹ آف ائریا کے شبکے نامنوب، لاہور 13 مارچ 1893ء کا شرافتی پوری نمائیں، بدل نمبر 34، سیریل نمبر-B 952، پاٹل ایکسچیوچر، پشاور۔
 4. ہم نے بھی خل کو اس نے تقدیر کیا ہے کہ پانچ رکنی کونسل میں بھی خل کے نمائندوں کی تعداد تھی۔ سر بر ایڈنڈ اکنی ہبہ کے پاس تھی۔ شاہزادی اور سیپریجن سے ایک ایک زکن لیا گیا تھا۔ جزوی بر اس چند اخورہ (حصہ اپنے کل کیا جائے ہے) کو اس نو زرائیہ رویاست کا پانچیت ہتا گیا تھا جو کہ پانچ لیٹر میں واقع ہے۔ ان سب باتوں سے بھی خل کو اصل نمایاں حیثیت کے ہارے میں پہنچتا ہے جو کہ اُسے دوبار دری کے خلاف بجاوٹ اور روایاست سوات کے قیام کے امور میں تھی طور پر حاصل تھی۔ ملاودہ ان اسی سکلیں پر عبد الجبار شاہ اور بعد میں میاں گل عبد الدود و کوریاست سوات کا پادشاہ تصریح کیا گیا۔

استحکام: پہلا مرحلہ

(1915ء تا 1917ء)

اقدار میں آنے کے بعد عبدالجبار شاہ کی حیثیت

بلا آخرسو اس کی علاحدہ ریاست کا قائم عمل میں آگئی اور عبدالجبار شاہ (1880ء تا 1956ء)، کو اس کا پہلا بادشاہ تصریح دیا گیا۔ اسے ایک مشکل کام سونپا گیا۔ اسے اپنی حاکیت قائم کرنی تھی، ایک فوج تشكیل دینی تھی اور اپنی رعایا کی آوقات پر پورا اتنا تھا۔ اس سب کے حصول کے لئے مدیرانہ حکمت میں، مہارت، اختیاط، بکھر، بوجھ اور اپنے لوگوں کی تائید و رکار تھی۔

باز کر کا آدمی ہونے کی وجہ سے اس کی پوزیشن کمزور تھی۔ یہاں نہ تو اس کا اپنا کوئی ڈل (دھڑہ) تھا اور نہ اسی اس کی جگہ اس خاک میں پیوس تھیں۔ اس سے لوگوں کی قادری بھی محکم نہیں دوس پر قائم نہیں ہوئی تھی۔ اصل طاقت سنداں کی ببا اور جرگ کے ہاتھ میں تھی۔ میاں گلوں اپنے روحانی سلسلہ نسب اور ارشاد و رسوخ کی وجہ سے اپنے علاحدہ عزائم رکھتے تھے۔ دوسری طرف فواب دی گئی ایک مضبوط حریف کی تکلیف میں ہر دم موجود تھا، جسے برطانوی حکومت کی پشتیبانی بھی شامل تھی، اور جو سو اس میں اپنے کھوئے ہوئے علاقوں کو دوبارہ قبضہ میں لینے کے لئے کسی بھی وقت میدان میں کوئی کھانا تھا۔ میاں گلوں کے علاوہ بھی سو اس میں کچھ ایسے سر کردہ لوگ تھے جو اسے ہائپنڈ کرتے تھے۔ جن کے اپنے مقاصد اور ایجاد نہ ہوتے تھے۔

اُسے مختلف حریف قبائل، ہافرمان لوگوں اور خانہ نین کے درمیان ایک قسم کا توازن برقرار رکھنا تھا۔ لوگ ایک مختلط نظام اور قلم و نقش کی جگہ گروہی محل کی زندگی کے عادی تھے۔ پہلے نہ تو کوئی محکم حکومت رہی تھی نہ کوئی لازمی ضابط، قانون تھا جو کسی بھی کامیاب حکومت کے لئے لازم و ملزم ہیں۔ جبکہ جنگ عظیم کی وجہ سے برطانوی حکومت

سوات کے حالات کے بارے میں پہنچی محکامہ اور بدھنی کا نظائری۔ عبدالبار شاہ کا ابتداء میں ان سے تعلق وفاداران تھا لیکن بعد میں اواب دیر اور میاں گلوں کے مقابلہ میں اس کی دیشیت ان کی نظر میں خاصی کمزور تھی۔

میاں گل برادران

یہ لوگ سیدو بابا سے سلسلہ نسب کی وجہ سے سوات پر بھرائی کا عزم رکھتے تھے۔ ان کے پاس لوگوں کی تجارت بھی تھی اور اثر و سوچ بھی تھا۔ ریاست کے قیام کے بعد عبدالبار شاہ کے عبد میں وہاں چیز کو اپنے ارادوں کی حمیل کے لئے استعمال کرنے پر جت گئے۔

سوات میں ایک غیر مذہبی سیاسی قیادت کی نمائندگی میں تھیں کیونکہ مذہبی افراد ایک اور حرم کی قیادت کی نمائندگی کر رہے تھے۔ ان مذہبی افراد میں سیدو بابا کے چار پوتے بھی شامل تھے۔ جو بیوی تو کٹلے دل کے شرفاں زندگی گزارتے تھے لیکن اپنے سلسلہ نسب اور سیدو بابا کے مزاں راستے تعلق کی وجہ سے انہیں خاص اثر و سوچ حاصل تھی۔ ان میں سے ہر ایک اقتدار کا بھوکا تھا۔ اور سوات میں اپنی بلاشرکت غیرے حکومت کا تھی تھا۔ ان میں سے ہر ایک کو ہر وہی حریفوں سے پہلے خاندان کے اندر تھیں جو ہریوں سے نہستا تھا۔

حریفوں سے اپنا راستہ صاف کرنے کے لئے شروع ہونے والی کشاں میں میاں گل عبدالودود نے 1903ء میں اپنے چپازاد بھائی میاں گل عبدالرازق (المعروف سید باجا) کو قتل کر دیا جس کے نتیجے مس مقتوں کے سے بھائی میاں گل عبدالواحد (المعروف امیر باجا) اور میاں گل عبدالودود میں جان نشی کی لئے جنگ پھر گئی۔ اسے بھی نومبر 1907ء میں میاں گل عبدالودود نے کھین بابر شکار کے دروان گولی مار دی۔

چپازاد بھائیوں کا صفائی کرنے کے بعد اس مرتفعہ دے گئے بھائی میاں گل عبدالودود اور میاں گل شیرین جان۔ ایک دوسرے سے حسد اور رذائل جاہ طی کی خواہش نے دونوں بھائیوں کو ایک ساتھ بے اور اپنے اثر و سوچ حاصل تھا لیکن وہ دونوں ایک دوسرے سے منفایت کو تیار نہیں تھے۔ باہم کنارے کے سوائی باشندے ان دونوں بھائیوں کی تجارت میں ایک دوسرے سے سُلسلہ دست و گریان تھے۔ عبدالودود پہلے ہی اپنے دو چپازاد بھائیوں کو قتل کر کا تھا اس لئے قدرتی طور پر اس کا بھائی اُس پر اعتدال کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ ان کے جامی بھی اس مکھیا بے مقصد رہائی سے ٹکل آئے ہوئے تھے۔ اس دروان ایک لڑکے کی اچانک خود کا خوند کا پوتا ہونے کے اعلان نے خاصی ٹپکل پا دی اور انتشار میں ہزیلا اضافہ ہو گیا۔

گو کر اگرچہ سرکار سے ان کے تعلقات بہت نمودر تھے لیکن ایک دوسرے اور اپنے حامیوں کے ساتھ لڑائی میں وہ بری طرح پہنچنے ہوئے تھے۔ ان کی آپس کی ایک شدید لڑائی کے بعد انہیں پانچ سال حکام نے ملائکہ طلب کریا تاکہ ان کے درمیان ایک معاہدہ کرایا جائے کہ وہ مجدد اور باقتوں کے سید و بابا کے مزار کے لئے آپس میں اتنا بند کرو دیں۔ چون کہ 1911ء میں ملائکہ میں ملے پا جانے والے اس معاہدے پر وہ مجدد اور انہیں کر کے اس لئے 1912ء میں انہیں دوبارہ ملائکہ طلب کرایا گیا اور معاملات عارضی طور پر حل کرنے لگے لیکن اس سال کے اختتام پر عبد الودود کے حامی ہر طرف چاہیے اور سید و اور بابا کا ہر ایک طور پر اس کے تقاضے میں آگئے۔

سوائے بالا کے سب قبل کے دستے اس بندگی میں شریک ہو گئے۔ عبد الودود نے کالمی (اماگوت) کے تکمذہ پر دھوکہ سے بقدر کر لیا اور بابا خلیل اور سیدی خلیل علاقوں کے علاوہ اُس کے گرد کو ہر چند ظہر حاصل ہو گیا۔ ایک بند بند شیرین جان کے لوگوں نے عبد الودود کے حامیوں پر ایک ناکام حملہ کیا لیکن عبد الودود نے اوڑھ گرام اور بولگرام پر بھی بقدر کر لیا۔ جو روی 1913ء میں مناہمت ہو گئی لیکن سال کے اختتام تک اس بات کے آثار ہو یہا تھے کہ یہ صفات پڑے گیں۔

نواب دیرنے ان میں سے ہر ایک بھائی کے ساتھ اپنی شرائط پر معاملات طے کرنے چاہے۔ اُس نے شیرین جان کی مدد کے لئے اپنے آدمی بھی بھیجے۔ دونوں بھائیوں نے نواب سے ملاقات کی۔ مذاکرات کے دوران اُس نے مکمل مکالاشیرین جان کی حمایت کی۔ اس پر عبد الودود اور بابا خلیل اور سیدی خلیل کے جرگے احتجاج کیا کہ وہ ان کے معاملات میں مداخلت کر رہا ہے۔ الحکی ضروریات پوری کرنے کے لئے دونوں نے اپنے کارخانے لگائے اور ماہر کارگروں کو ملازم رکھا۔

میاں اگل بھائیوں نے ایک بار پھر صلح کر لی اور ایک دوسرے سے چھینے ہوئے ہتھیار ایک دوسرے کو واپس کر دیئے۔ انہوں نے مختلف علاقوں میں اپنے قلعے بنانے کے لئے بعض مثلوں سے اپنا اٹا جاہزت مانگی تاکہ لوگوں سے عشر لیتا شروع کر سکیں لیکن جلدی انہوں نے دوبارہ ایک دوسرے سے لڑتا شروع کر دیا۔ ایک بار اور صلح کا معاہدہ ہوا جس کی رو سے قمر عبد الودود اور بند شیرین جان کوں گئے۔

عبد الجبار شاہ اور میاں گل برادران

عبد الجبار شاہ نے اقتدار سنبھالنے تی بہت جلد ریاست کا ایک انتظامی ڈھانچہ بنالیا، اہم مقامات پر قلعے تعمیر کئے اور عشر اور گمراہانہ نیکس وصول کرنا شروع کر دیا۔ جس دوران وہ اپنی پوزیشن سمجھ کرنے میں صرفوف تھا ایس

جانب کے قبائل مرطود اور پرکرو دکر کے ساتھ اس کی حکومت کو تسلیم کرتے ٹلے گئے۔ پختکل بجٹ کو سوات بالا سے ایک خط موصول ہوا اور دیر کے طیزی اور سوات کے خوزفتی قبائل کے درمیان حد بندی کا نگہ کے مقام پر کی جائے ہو کر چڑاں جانے والی سڑک پر چک درہ اور سیری کے درمیان ایک درز ہے۔

میان گل عبدالودود کو معلوم نہیں تھا کہ ایک ریاست کے کل پرزاں کو کس طرح چالایا جائے اور اسے بغین نہیں تھا کہ سوات میں اس قسم کی ریاست چل سکتی ہے۔ وو دفعہ حکمرانی کی چیل کش کرو دکرنے کے بعد اب اس نے دیکھا کہ اس کے خلاف اسے خیادست اور یہ کہ حکومت تو دیکھی چاہا سکتا ہے۔ اس کے بعد اس نے اپنی پوری طاقت عبد الجبار شاہ کے خلاف لگا دی۔ اس کے بھائی نے جہور خان کو یہ پیغام دے کر عبد الجبار شاہ کے پاس بھجا کر وہ اسے عکران تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے لیکن عبدالودود نے اس کے اقتدار اعلیٰ کو مانے سے انکار کر دیا اور کبا کر با کیس کنارے پر آؤ جیا کس کو کسی بادشاہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور یہ کہ ان کا دیکھ جانب کے قبائل سے کوئی یادداہ نہیں ہے جو کوئی اب دیری کی ریاست ہیں۔ اس نے بظاہر لگاتا تھا کہ با کیس جانب کے قبائل عبد الجبار شاہ کی حکومت تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

عبدالودود نے اپنے مقاصد کے لئے اب عبد الجبار شاہ کے خلاف سازش شروع کر دی لیکن جس ذہب کے حالات تھے ان میں اس کی پوزیشن اتنی مضبوط نہیں تھی۔ اس نے یہ سوچا کہ بہتر یہ ہے کہ بھائی کے ساتھ مفاہمت کر لی جائے۔ اس اتحاد سے ان کے خیال میں وہ اتنے مضبوط ہو جائیں گے کہ لوگوں سے غرض طلب کر سکیں گے لیکن اس سے قبائل ان سے بھاگ کر خانہ کی پر میں جانے گے۔ اور ہمارا کے سعدالله خان پر جو کوئی عذر نہیں کے خلاف لوگوں کی قیادت کر رہے تھے میان گلوں کے لشکر نے عمل کر دیا۔ سعدالله خان نے اس سلسلہ میں عبد الجبار شاہ اور سنڈاں کی بیانے مدد مانگی۔ عبد الجبار شاہ مد پر آمادہ ہو گئے۔

سنڈاں کی بیانے جو کتاب تقریباً پورے سوات بالا کے مالک تھے، میان گلوں کے خلاف غرب اکا اعلان کر دیا۔ اس الزام پر کرو دلوگ اگر براز دیں کے ساتھ ساز باز کر رہے ہیں۔ میان گلوں کو بھاگ کر سیدوں میں پناہ لینی پڑی۔ ان کے کچھ قلعے جلا دیئے گئے۔ تاہم پھر انہوں نے اس بات پر قبائل سے معاہدہ کر لیا کہ کرو دیکھ دکھ مدد و مکاہم رہیں گے۔

بادشاہ عبد الجبار شاہ اور سنڈاں کی بیانے کو مکمل فتح حاصل ہوئی۔ سوات بالا کا پورا علاقہ دریا کے دونوں جانب مابواؤ اے اباخیل اور موئی خیل نے ان کی حکومت مان لی اور مژدہ دیئے پر اتفاق آیا۔ میان گل برادر ان جنہیں اس وقت بالکل کمزور کر دیا گیا تھا، خاموشی اور دل جیون سے اپنا ایک بخحا بنا نے میں مصروف ہو گئے۔ اس میں انہیں جزوی کامیابی مل گئی۔ با کیس جانب اور دیکھ جانب کے بھی کچھا ہم ملک ان کی حمایت پر آمادہ ہو گئے۔

میاں گلوں کی مدد کے لئے مانگی گئے اپنے کچھ تینوں کو موسیٰ خیل اور ابادی خیل قبائل کی طرف بھیجا کر انہیں
تمثیں کرنے کے بعد عبدالجبار شاہ کو عذر دینا حرام ہے۔ دونوں قبائل کے رہنے نے مانگی ملاس سے ملنے کی خواہش ظاہری۔
عبدالجبار شاہ نے اسے میاں گلوں کی سازش تاریخ دی۔ اُس نے اور سنڈاکنی بیانے میاں گل برادران کو بالکل دبانتے
کے تین شروع کر دیئے اس لئے کرن کا خیال تھی کہ سوات کی کمکل گھوٹی میں یہ دونوں بے سے بڑی رکاوات ہیں۔
لیکن ایسا کہ آسان نہ تھا۔ دیا کے بائیں کارے کے باشندوں میں سے کی مقتدرگروہ اور سرداری کے
میاں گان اپنے اپنے مقامد کے لئے آن کے مالی تھے۔ اکثریت عبد الجبار شاہ کے ساتھی لیکن آبادی کا پرواہ حستہ
ہم پرست اور میاں گلوں کی اس دھمکی سے بے حد خوفزدہ تھا جو انہیوں نے دے رکھی تھی کہ اگر انہیں کوئی رُک پہنچا تو وہ
سو اتے نکل جائیں گے اور اپنے ساتھ اپنے دادا سید دبابا کی باقیت قبر سے نکال لے جائیں گے جس سے اس جگہ
کا لقنس قسم ہو جائے گا۔ اس موقع پر ایک نوجوان جس کا نام ایمیر محمد تھا لیکن میاں گل خاندان اُسے غلطے میاں گل کے
نام سے پارہتے تھے اور جس کا دعویٰ تھا کہ وہ مختول میاں گل سید باجا کا جیتا ہے، ایک بار پھر خود اور ہواں کیس اس دفعہ
پادشاہ کے ساتھ۔ عبدالجبار شاہ میاں گلوں کو نکال باہر کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ عبداللودود تو ماکنہ کے پوچھ لیکن ایجمن
سے ملنے پا گیا۔ اُسے اگر یہ حکومت نے تھانہ یا چک درہ کے قریب واقع جگد برار میں رہنے کی اجازت دی جب کہ
اُس کا درسراب جھائی شیرین جان بوئر چلا گیا۔

میاں گلوں نے اپریل 1916ء میں نواب دیر، سرداری کے میاں گان اور ابادی خیل و موسیٰ خیل سے اتحاد
کر کے خود کو دوبارہ سید و میں سلسلہ کیا۔ سوات کے لوگ ایک بار پھر اپنے پادشاہ اور سنڈاکنی بیانی کی تیاری میں نواب دیر
کے خلاف صرف آراء تھے۔ وہ اپنی آزادی خواستہ برقرار رکھنا چاہتے تھے۔ میاں گلوں کی مدد کے لئے نواب نے پہلے تو
ایک شکر روانہ کیا اور پھر بانیار میں قائم اُن کے فوجی تقدیمی خلافت کے لئے چالیس ہفتھیں کا ایک دست بھیجا۔ یہ اُس
معاہدہ کی خلاف ورزی تھی جو بادی خیل و موسیٰ خیل اور پابوڑی اقوام کے درمیان ملے پایا تھا بلکہ عبداللودود اس متفہد کے
لئے دیر گیا تاکہ نواب کو میری کے بعد دوبارہ سوات پر حملوں کے لئے اسکے۔

تینوں فریقوں، نواب، میاں گل برادران اور سید عبدالجبار شاہ کے درمیان کسی سمجھوتہ کے لئے کوششیں کی
تھیں لیکن کامیاب نہیں کی۔ تینوں اگر یہ حکومت کی وفاداری کا شدت سے ذم بھرتے تھے۔ عبدالجبار شاہ کی خواہش تھی
کہ سوات بالاکا جرگل اُس کے اور میاں گلوں کے درمیان اُن معاہدہ کراؤ۔ عبداللودود کا رادو و تھا کہ
”دو دنیوں کی اور دو حامل دو قوتوں بیانات سے سوات کا دادشاہ بن جائے اور دو بیانات کو سوات میں پاؤں جانے کے لئے یا تو اُسے
عبدالجبار شاہ کے ساتھ سمجھوتہ کرنا پڑے گا ایسا نواب کی مدد نہیں پڑے گی۔ مجہ رہنے یہ بھی المذاہ تھا کہ میاں گان جانے کے
بعد عبدالجبار شاہ نواب کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ناک جریئے ہاتھ بوتے ہو گیا۔“

جس طرح عبد الجبار شاہ اور میاں گلوں کے درمیان اشتراک و اتفاق بعید از امکان تھا، اسی طرح میاں گلوں کو نواب دیر سے بھی جدا کرنا آسان نہیں تھا۔ جو گروہ اوس کے حامیوں نے جو کفاسی بڑی تعداد میں تھے (شہید ہا با کی زیارت میں) ازسرنو نواب اور میاں گلوں کے خلاف اپنے طفیل معاہدہ کو تباہ کیا اور عبد الجبار سے فداواری پر قائم رہنے کا اعلان کیا اور اسے اس اجلاس میں شرکت کے لئے طلب کیا۔ عبد الودود نے ایک بار پھر نواب سے نکل کی درخواست کی۔ اُسے ذرخواست کیں ایسا شہد ہو کہ سرداری کے میاں گان اور پورن چکس کے خلاف اکٹھی ہونے والا سواتیوں کا جم شریٹ انہیں تھتھت۔ اُسے میاں گلوں اور نواب کے خلاف کارروائی شروع کر دے۔

کسی جمیوں کے لئے کوششیں جاری رہیں۔ عبد الودود کو جب باندھی، بیک پیٹھی میل کے زرین خان سے قتل کی خبر پہنچی تو، اس وقت کچھ بڑی دن، دو تصوراتی قیائل کے ساتھ مذکورہ اگرات میں صروف تھی۔ اُس نے یہ بات چیختی فور مuttle کر دی تھیں جان بالآخر، یہ میاں گان براوران اور سواتیوں کے درمیان مندرجہ ذیل شرائط پر ایک معاہدہ طے پائی۔

- (1) میاں گل سید و میں قلعہ اور پنج حصیں بین تحریر کر رکھتے تھے۔
- (2) عبد الجبار شاہ جس علاقہ میں سید واقع ہے اُس سے کوئی سرداہ نہیں رکھے گا۔
- (3) سید عبد الجبار شاہ اور میل و میٹی میل کے حاملات میں اس وقت تک کوئی مخالفت نہیں کرے جائے۔
- (4) عبد الجبار شاہ میاں گلوں کے زر قبضہ بری تھا اسی کوئی پوری نہیں پہنچی گا۔
- (5) میاں گل براوران اور میل و میٹی میل نے عبد کیا کہ وہ سواتیوں اور نواب دیر کے درمیان ہونے والے محظوظ میں نیمر جانب دار ہیں گے۔
- (6) میاں گلوں کو پشاور و سوناخ استعمال کر کے سرداری کے میاں گان کا سواتیوں سے بھوتی کرائیں گے۔
- (7) سوات کے باشد۔ میاں گلوں کو اس تھان کے بدھ میں جو افسوس اپنی جان وطن کے دروازہ پر اکل تھیں، پڑا ادا کریں گے۔

اس اُن معاہدہ کے بعد عبد الودود نے سواتیوں سے کہا کہ انہیں انگریز سرکار سے بھی اُن معاہدہ کرنا چاہئے۔ زرین خان کی موت کے بعد عبد الودود نے اس قتل کے بارے میں لوگوں میں پیدا ہونے والے اس عمیق تاثر سے کہا کامیابی عبد الجبار شاہ کا ہوگا، فائدہ اٹھاتے ہوئے اُس کے خلاف کچھ اقدامات لئے۔ اس دوران اُس کا بھائی اپنے مشترکہ مناداٹ کے تحفظ کے لئے دربار چلا گیا۔ عبد الودود نے عبد الجبار شاہ کے خلاف اپنی سازشیں جاری رکھیں۔ وہ بایوزی اور دیگر کے ساتھ جو گئے کر کے بوئیر کا رفتہ سفر باندھتے ہی والا تھا کہ عبد الجبار شاہ کی مدد اکنہ ہے۔

اور مامن خان کے ساتھ ان بن ہو گئی۔ لہذا عبید الدودو نے عبد الجبار شاہ کی مجزدی کی صورت میں حالات کو اپنے قابو میں کرنے کے لئے بونیر جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

عبدالجبار شاہ اور برطانوی حکومت

عبدالجبار شاہ میاں گل برادران اور دریا کے ہائی جانب کے قبائل کے معاملات ابھی تک طے نہیں ہوئے تھے کہ ادین زی مسئلہ شدت اختیار کر گیا۔ دریا کے ہائی جانب سوات زیریں میں آپاداں زی قبائل یونس زی قبیلہ کی اسی شاخ سے تعلق رکھتے ہیں جس سے کہ سوات بالا کے قبائل کا تعلق ہے۔ وہ اپنے سوات کے ہم قبیلہ توں کی طرح نواب دیر کی رعیت میں شامل تھے اور اپنے اپنی بھائی بندوں کی طرح نواب کی حکومت نے بالا اور ناخوش تھے۔ نواب کے محصولات جمع کرنے والے علاوہ نہ راض ہو کر ان میں سے کچھ نے سوات بالا کے اپنے رشتہ داروں سے مدد چاہی۔ سوات بالا کے لوگوں نے پہلے ہی پونچھل ایجنت سے کہا تھا کہ وہ سوات اور دیر کی سرحد کا از سر نو تھیں کرتے ہوئے ادین زی ملک اور کے خواکر کے اس لئے کہیا کہ ایان کا ہے۔ عبد الجبار شاہ کے بھائی نے ان لوگوں کو خط کے ذریعے مشورہ دیا کہ محصول حکام کا اپنے علاقہ سے نکال دیں۔

اسی علاقت سے صرف چڑال جانے والی سڑک ہی نہیں گزرتی تھی بلکہ چک درد میں فوجیوں کی قیام گاہ بھی مبنی تھی۔ یہ علاقہ چوں کھلانکنہ سے بھی قرب تھا اس لئے یہاں سواتیوں کی کمی کی کارروائی اگر یہ حکومت کے لئے بہت ہی پریشانی کا باعث ہن سکتی تھی۔ چوں کہ جگہ غظیم پر پاتی جس میں ترک اگر یہ مختلف اتحاد کا حصہ تھے، اس لئے اس دوران مذکوری شخصیت کی اس علاقت میں قتل و حرکت باعث تشویش تھی۔ اس سے 1897ء یعنی صورت حال پیدا ہو گئی تھی جس کے لئے اگر یہ سرکار قلعہ تیار نہیں تھی۔ اس لئے اس نے نواب دیر کو مشورہ دیا کہ وہ اپنا محصول جمع کرنے والا ملک ادین زی کے علاقہ میں نہ کیجیے، ادین زی کے جرگ کو پونچھل ایجنت کے ملاقات کے لئے کہا اور تھانے اور رانی زی کے سرکردہ خوانین کے ذریعے سوات بالا کے جرگوں کو خطوط ارسال کئے جس میں انہیں ادین زی سے دور بہنے کے لئے مدد کی گیا تھا۔ خوانین یہ خطوط لے کر نہیں نہیں سوات بالا ملکے تاکہ انہیں جلد پاڑی میں کوئی قدم اٹھانے سے روک سکیں۔

سوات بالا کے خوانین اور لوگ شاید یہ مشورہ مان لینے پر تیار ہو جاتے لیکن سنداں اکن ببا صورت حال پر چاہکے۔ وہ اس وقت چند اخورہ (کل) میں موجود ہیں تھے جب اگر یہ حکومت کے فرستادہ خوانین اور سوات بالا کے جرگ کے درمیان بات چیت ہو رہی تھی لیکن انہیں اس میں شرکت کے لئے بلا بھیجا گیا۔ سوات بالا کے جرگ کا

اصرار تھا کہ اس میں مدد اکنی بہا کی موجودگی ضروری ہے۔ وہ دوسرے دن پہنچا۔ برطانوی حکومت کا پیغام جانتے اور ان کے خطوط دیکھنے کے بعد اس کا درمیانی شدید تھا۔ اس نے وہ خطوط لے کر چاہڑا لے اور ان بکروں کو پاؤں سے مسل ڈالا اور لوگوں کو انگریزوں کے خلاف جہاد کی تلقین کی۔ سرتو فتحی اور دیگر لوگوں کو مدد کے لئے خطوط بھیجی گئے۔ لفڑی بات کی تیاریاں شروع کی گئیں۔ مزہد کی بات یہ ہے کہ اس پورے معاملے میں سید عبدالباری شاہ (سوات کا بادشاہ) کو بالکل ظفر انداز کر دیا گیا۔ ان سے مشورہ کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

17 جون 1915ء کو ملاکنڈ کے پٹی محل انجمن نے کرل لاکھ کے کبا کر دو ڈال کمپنی فوج پکر دئی تھی جائے۔ صوبہ کے چیف کمشنر نے صورت حال کو یونیورسٹی میان کیا۔

”لماقت کی نمائش ہی حملہ کو روشن کیا ہے جنہیں طریقہ ہے۔ پکر دئے تو ہم صورت مکالمہ نہ ہو گا۔ جنگ آفریقہ کا نام نہیں فرست دیوڑن سے میں نے کہ دیا ہے کہ بغیر کوئی ٹائپر کر کے ملاکنڈ میں مولوی مسیح کا چکور دہانہ کر دیں تو جانے کے لئے مدنے سے سوات بالا کے لوگوں کی خوصلہ تھی تو میں انگریزوں نے واقعہ حملہ کر دیا اور انہیں اگر اس میں زراں بھی کامیابی ملی تو پھر دیا جائے کامل دریائے سندھ تک کا پورا معاشر اکٹھا رکھا گا۔“

گاندھی زکار سوار دست در گئی پیشقا اور 19 جون کو شام پچھے بجے چک درہ پتھر گیا۔ 19 جون یہ کوئی پلیٹھ اور سوات بالا کے جرگ کی طرف سے پٹی محل انجمن نے ایک خط ارسال کیا گیا جس میں اورن زی مسئلہ کو موضوع بھث ہاتے ہوئے کہا گیا کہ اگر ان کی بات مان لی جائے اور اس علاقہ کو فواب سے لے کر ان کے حوالہ کیا جائے تو انگریز سرکار کی سڑک، نیلی گراف، چھاؤںوں اور پیچوں کی حفاظت کو تھی نایاب جائے گا لیکن اورن زی کے لوگ خود علاقہ پر حکمرانی کریں گے یا عبدالباری شاہ کو حکمران تسلیم کریں گے۔ انہوں نے خرید کہا کہ تھانہ اور الڈ ڈنڈ کے خواہیں کی آمد اور پٹی محل انجمن کے احکامات کی وجہ سے انہوں نے فی الوقت اپنی کارروائی روک دی ہے۔ انہوں نے اپنے معاملہ کو صوبہ کے چیف کمشنر کے سامنے بھی پیش کیا اور اس سے کہا کہ سرتو فتحی اور ان زی کے لوگوں کی مدد کے لئے تیار تھیں لیکن ان کے کہنے پر رک گیا ہے۔ نام پٹی محل انجمن نے انتہائی دھمکی آئیں جو احتیار کرتے ہوئے ان سے کہا کہ برطانوی حکومت

”جیسیں ہر گز اس بات کی اجازت نہیں دے گی کہ تمہارا جب تھی جا ہے اپنی تیاریوں کے ساتھ مدد اخذت پر آتا ہو جاؤ۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں اور ان زی سے دور ہو۔ زریادہ کر جب تم نے ہوش و حواس کو کر سرتو فتحی کے ساتھ دیا تو کیا ہوا۔ تمہارے اور تمہارے ملاویں کے درمیانے بھی خون بھیج پر جگہ کر دیا ہے جو کہ اب چک درہ میں موجود ہے اور میں جیسیں تھیں دلاتا ہوں سرکاری سڑک پر قدم رکھا تو میں اسے تمہارے خلاف استعمال کروں گا اور قیامت کے دن اس کے نتائج کی ذمہ اوری تمہاری ہوگی۔“

پٹی محل انجمن نے 22 جون 1915ء کی اپنی رپورٹ میں لکھا کہ سوات بالا میں موجود تھاؤ میں گلتا ہے کی

آنے کی ہے۔ اور خیال ہے کہ وہی جو گر بھو سے ملے ہے لیکن چیف کمشنر اور محکمہ اسلام کردہ ٹھٹھ کے جواب کا انصراف ہو رہا ہے۔ اس موقع پر عبد الجبار شاہ نے اپنے بیان کیا ہے اور پہنچنے والیں ایجنت کے نام اپنے ایک خط میں ادین زندگی معاشر کی دکات کرتے ہوئے یہ تابے کو کوشش کرتے ہے۔ تو ہب تا تھی یہ دیکھ کر گئی۔ اس نے کلکٹر کا نامے وہی خط نہیں بھیجا گی اور انگریز حکومت کو اپنی وفا، اپنی کی ہمیں زبان کرتے ہوئے کہا۔ اس پر آزمائشی طور پر اعتقاد کے پر کھاتو چاہے۔ مزید یہ کہ ایسے فیرے لوگوں کی سوچ و حکومت کی (عبدالجبار شاہ کی) سوچ نہ کسھا جائے۔ پہنچنے والیں ایجنت نے جواب میں کہا کہ وہ صرف نمائندہ جو گزئے ہات کرے گا۔ ناہم چیف کمشنر پہنچنے والی ایجنت سے کہا کہ ہمارا عبد الجبار شاہ سے کوئی جھڑا نہیں۔ انگریز ایک نمائندہ جو گزے کر آتا ہے تو تم ملے سے انکار مت کرنا۔

عبد الجبار شاہ نے چیف کمشنر کو ایک طویل خط لکھا جس میں نواب دیر کے خلاف سوات کے معاملات کو انہیں اور خود کو انگریز سرکار کا حادی قرار دیا۔ 9 جولائی 1915ء مکہومات بالا کے خواز و زی شاخ کے قبائل کا جرگ پہنچنے والی ایجنت سے ملاقات کے لئے آیا۔ اس ملاقات کے تجیہ کو مکمل طور پر اٹھان ان علاقوں قرار دیا گی۔ اس مشکل وقت میں جن عجت لوگوں نے برطانوی حکومت کا ساتھ دیا ان کی مدعاور خدمات کی تعریف کرتے ہوئے پہنچنے والی ایجنت نے میاں محل برادران کی بیٹیں بہادر خدمات کا خصوصی تذکرہ دیا۔

صورت حال بہتر ہوئی لیکن زیادہ لبے برے کے لئے نہیں۔ سندھ اکنی بابا، حاجی صاحب آف ترکمنی اور دیگر انگریز خلاف عاصمر سے رابطہ میں تھے۔ بالآخر تو فقیر نے بھی سندھ اکنی بابا کی خلافت فتح کر کے اگست 1915ء میں انگریزوں کے خلاف ایک درسے سے ہاتھ ملانے۔ قبائل کاروگل چون کوئی زیاد گرم جوشانہ تھا اس لئے 20 اگست کو سر تو فقیر نے اپنے گھر کی راہی اور سندھ اکنی بابا بھی کراچی کے راستے اپنے چند خانہ میوں کے ہمراو بونیر روڈ ان ہوئے۔

سندھ اکنی بابا کے رخصت ہونے سے لوگ اور بادشاہ (عبدالجبار شاہ) پر بیان ہو گئے۔ لوگ نواب دیر کے خوف کی وجہ سے اس کی حمایت کے خواہاں تھے اور بادشاہ کی پہنچنی کا سبب یہ تھا کہ اس نے حال ہی میں ڈپنی مشری ہزارہ کو اپنی وفاداری کا لیفٹینن دلایا تھا اور یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ وہ سندھ اکنی بابا کو رام کرنے کے لئے اپنا اثر و سوچ استعمال کرے گا۔ پھر اس نے یہ بھی محسوں کیا کہ انگریز ملکیت میں سے نکل جائے تو اس کی حکومت کا ہر اسہار اُختم بوجائے گا۔ بادشاہ نے پسلے تو اپنے آدمی بھیج کر اسے بانے کی کوشش کی۔ ان کے ناکام ہونے پر وہ خود گی اور اسے واپس آنے کے لئے کہا۔ وہ اس شرط پر والیں آنے پر راضی ہوا کہ بادشاہ اور قبائل اس کے ساتھ مل کر ایک تحدیدہ القدام کے لئے تیار ہوں۔ پیغام کشتنے، جو اس وقت ملکہ کے دوڑہ پر آیا ہوا تھا، معاملات کی یوں تسویہ کشی کی۔ میاں گل برادران، خوند آف سوات کے پوتے، جو کہ بادشاہ اور سندھ اکنی بابا سے حصہ کرتے ہیں اُن سے خلاف سازشوں میں

محسروں میں اور ہمارے ساتھ مسلسل رابطے ہیں ہیں۔

سندھ کی بابا اپنے قبائلی حامیوں کے ساتھ دریا کے سوائے سوات کے باشیں کنارے پر تھے جب کہ سوات کے پادشاہ عبدالجبار شاہ دریا کے داشیں کنارے والے لفڑ کے ساتھ تھے۔ 28 اگست کی رات کو جزل پینن کے ملکہنڈ مودا ہبیل کالم کے کیپ پر حملہ کیا گیا۔ یخا صاحب دید محل تھا جو چھ گھنٹے تک جاری رہا۔ جزل پینن کی تھوپ نے سواتیں پر اتنی شدید گولہ باری کی کہ انہیں پس پا ہونے پر مجور کر دیا۔ 29 اگست کی سپتہنڈ اکنی بابا ناہب ہو گئیں انہیں ڈھونڈ کر چند اخورہ لا یا گیا۔ اس نے کہداں کیں جانب کے قبائل نواب دیر کے خلاف ان کی مدد سے محروم ہیں ہوا چاہئے تھے۔

انگریز سرکار کے خلاف یہ القadam تاکام ہو گیا۔ سندھ کی بابا بھی اس دوران سوات سے پلے گئے۔ لیکن اس محالماں نے عبدالجبار شاہ کی کمزوری برطانوی حکومت پر عیاں کر دی۔ اپنے لوگوں پر اُس کی کمزور گرفت نے اس کی حیثیت کو مٹکوک ہنا دیا۔ فرنچیز کر انٹر گیوٹین 1901ء کی میں 21 کی ذلیل تھوڑی ذمی اور اسی کے تحت سوات بالا اور بوئنگ کا برطانوی حکومت نے پہ طور پر 25 اگست 1915ء کو معافی گھیراؤ کر لیا۔

عبدالجبار شاہ اور نواب دیر

نواب کی فوجوں کو سوات بالا سے نکال پاہر کر کے ریاست سوات کے قیام کا اعلان کیا گیا تھا لیکن نواب اس اعلاق کے ہاتھ سے نکل جانے کو مٹھنے سے پہنچ براشت کرنے والا تھا لیکن اُس کی پوزیشن دیر میں موجود ہے تین اور با جزو کی طرف سے اُس کی حکومت کی تھافت کی وجہ سے غیر محفوظ تھی۔ اسے اپنے خلاف ہونے والی ایک سازش کا قلب از وقت پہنچا۔ اس میں خان آف باڑوہ (سید احمد خان)، اُس کا سوتیلا بھائی (محمد سعی خان)، بانڈلی میدان کا سردار خان، سیندھ علاقہ کے کچھ خوانیں اور عبدالجبار شاہ شامل تھے۔ منسوب یہ تھا کہ سب بیک وقت اُس پر حمل کر دیں۔ اس وقت تو نواب اپنے تحفظ کے سائل میں گمراہ ہوا تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ جیسے ہی اُس کی پوزیشن مضبوط ہو گی وہ سوات میں پھر قوت آزمائی کرے گا۔ اپنے اندر وہی سائل کو حل کرنے کے لئے اُس نے اپنی یونی کو پاندھہ خیل اور سلطان خل قبائل کے پاس بھیجا تاکہ اُن کو خاہیت پر راضی کیا جاسکے۔ برطانوی حکومت نے نواب کے سائل حل کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انگریزوں کو خدش تھا کہ

”اگر دیر کے نواب کو ہر سے نکال پاہر کر دیا گی تو دیری، ریاست ٹوائف (لوکتی) کا ٹھکانہ ہو جائے گی۔ اُریسا ہو گی تو تجھ یہ لفڑ کا کر کیا قبائل ایک غیر مذہبی حکومت کے مظلہ سے بچنے ہی سندھ اکنی طبا یا اسی طرح کے اور اُریسا کی طبا کی اوریسا میں جو جادہ پر کھل کھرے ہوں گے اور سب میں چک درہ میں ہو جو راہ گھر جو فوج پر حمل کر دیں گے اور اُریسا کو اتو ماکنہ پر بھی چڑھوڑیں

۔۔۔

دوسرا جانب عبد الجبار شاہ اور سواتیوں نے سوات زیریں میں واقع اور دین زی کی ملکاً پر اپنے دعویٰ کو جاری رکھا جو کہ نواب کے قبضہ میں تھا۔ انہیں اس بات کا خوف بھی داں کی تھا کہ نواب کی سات بالا پر حلستہ کر دے۔ اس لئے وہ سنداہ کی بیبا کی مدد کو نہیں چاہتے تھے۔ اس لئے کہ قبائل کی نظر میں اور کوئی ایسا شخص موجود نہیں تھا جس کی تیادت میں وہ تحد ہو کر نواب کا مقابلہ کر سکیں۔ ان کا نام نہاد پاڈشاہ تو تقریباً یہاں ہونے کے برابر تھا۔ جہاں تک عبد الجبار شاہ کا تعلق ہے تو اس کے لئے تو سنداہ کی بیبا سب سے بڑا سہارا تھا۔

عبد الجبار شاہ نے تو دیر ایت اہمیت کے حامل درود پر قلعہ تعمیر کر کے نواب کے خلاف اپنی پوزیشن مشبوط بنانے کی کوشش چاری رکھیں۔ اس نے ایک بار پھر سوات کے چیدہ چیدہ مناسنده لوگوں کو بلاؤ کر آن سے کہا کہ وہ صاف صاف الفاظ میں اخیں بتائیں کہ کیا وہ چاہتے ہیں کہ وہ سوات میں رہیں اور نواب کے خلاف اس جنگ میں ان کی تیادت کریں۔ اگر وہ ایسا چاہتے ہیں تو کیا وہ تم کہا کر آن کا ساتھ دینے کا عہد کریں گے۔ اگر وہ ایسا کرنے کے لئے تیار ہیں تو تمیک ہے پھر وہ بیجاں رک کر آن کی رہنمائی کریں گے اور اگر اسے اس کی بیانیں دھانیں کرائی تو وہ بیان سے جانے کے لئے تیاری کرے۔ سب قبائل نے مختیار طور پر اس کی دفادری کا عہد کیا۔ بلکہ عزیٰ خل اور جنگی خل قبائل نے بھی سوات کے لئے جنگ میں اس کا ساتھ دینے کا عزم ظاہر کیا جو ابھی تک اُسے غشہ دینے پر تیار نہیں تھے۔

تقریباً ایک سال تک نواب دیر اگریز سرکار کی مدد سے اپنی پوزیشن کو برقرار رکھنے کی تجھ کو دو میں لگا رہا۔ مارچ 1916ء میں عبد الجبار شاہ نے اور دین زی کی ملکاً پر حلستہ کر کے شاہک میں قبضہ میں لے لیا۔ مارچ کے آخر تک نواب نے فیصلہ کیا کہ اب سوات کو دوبارہ فتح کرنے کا وقت آگیا ہے۔ میاں گل برادران نے بھی اپنا پورا وزن اس کے پڑے میں ڈال دیا۔ اور 30 مارچ 1916ء کو دادین زی پر چڑھ دوڑا۔ اس موقع پر برطانوی حکومت ایک طرف ہو گئی تاکہ وہ اپنی جنگ خود لا سکے۔ نواب نے شواہ کے مقام پر ہونے والی دو روزہ جنگ میں سواتیوں کو ٹکست دی اور وہ اپنے بادشاہ کے ساتھ سوات بالا کی طرف منتقل دیئے گئے اور شوؤں تک کا ملکاً پر نواب دیر کے قبضہ میں آگئے۔ اس کے لٹکنے پیش قدمی کی اور تیک پی خل میں گا لوچ اور دی یعنی کے مقامات پر غیر مر بوٹی ہٹھیں ہو گئیں۔ نواب نے مقامی لوگوں میں اپنا ایک حاتی اگرہ بنانے کی کوشش کی تھیں کہ دادناکم رہا اور اس کی افوان ٹکست کا حاکر شوؤں تک اور دین زی کی طرف پہ کردی گئیں۔

سوہنی کی خیریہ ڈائری (سیاسی) سے پہلے ہے کہ عبد الجبار شاہ نے سوات کے لٹکر کو اپنی اس فتح کو مزید سکھم کرنے کے لئے پیش قدمی چاری رکھ کر نواب کو سوات زیریں کی سر زمین سے بھی نکلاں باہر کرنے پر آمادہ کرنے کی

کوشش کی تھیں انہوں نے انکار کر دیا۔ تاہم اس وقت کی انتقال میری کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ در اصل برطانوی حکومت نے انہیں مزید چیز قدمی سے روک دیا۔ ودرسے سال پہنچ زیادہ تاہم جہزی بیس نہیں ہوئیں۔ خوب سوات میں اپنا کوئی حاصل گروہ بنانے کی سعی دو دو کرتا رہا جب کہ عبدالجبار شاہ اور سواتی قبائل اندر رونی سیاسی مسائل میں الجھے رہے۔ سنہ اکتوبر ۱۹۱۷ء مخالف قسم کے تازہ عات کو عمل کرنے میں مصروف رہے یا حاجی صاحب ترجمانی، بندوستانی مجاہدین اور ترک ایلچیوں کے ساتھ رابطوں میں لگ رہے تاکہ لوگوں کو انگریزوں کے خلاف جگ کے لئے تیار رہا جائے۔

مگر ۱۹۱۷ء میں شہزادی کے مقام پر دوبارہ دونوں حربیوں میں پنج آزمائی شروع ہوئی۔ عبدالجبار شاہ کے خلاف سواتیوں میں پیدا ہونے والی ممکن بے اطمینانی اور پھوٹ کو محبوں کرتے ہوئے اس بار میاں گل برادران نے سواتیوں کا ساتھ دیا تاکہ ان کے دلوں میں اپنے لئے جگہ بنائیں۔ جگہ چھڑنے سے پہلے ان کے معاهدہ کے لئے سوات کی طرف سے عبدالودود اور دیری کی جانب سے اخوزادہ حضرت سید کے درمیان ہونے والی بات چیز ناکام ہو گئی۔ دونوں فوجیں ایک میئنے ہجہ ایک دوسرے کے آئندے سامنے تھیں رہیں گے میان خوارک کی کی کی وجہ سے ۲۰ جون ۱۹۱۷ء کو اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹ گئیں۔ عبدالجبار شاہ کے عبد کے بیت حصہ میں دونوں فرقیں جگہ سے بازار رہے۔

عبدالجبار شاہ اور اندر رونی صورتِ حال

عبدالجبار شاہ اپنی پوزیشن مختار کرنا چاہتا تھا۔ اس مقصد کے لئے اس نے ہجکوہ کے قریب ایک قلعہ بندگر کی تعمیر شروع کی۔ سوات کے مطبوط خوانین اور گردہ ہوں میں بیٹھے ہوئے معاشرہ کو اپنے قابوں رکھنے کے لئے درکار حکمت عملی اور قوت کی عبدالجبار شاہ میں کی تھی۔ اس کی پوزیشن خاصی کمزور تھی۔ اس پر مسترد یہ کہ اسے کئی گھاذوں پر لڑنا پڑ رہتا۔ اسے ایک دوسرے کے خلاف عناصر کی ایک دوسرے سے مصادم اور خلاف خواہشات و مطالبات کو پورا کرنے کا ہمکن اعلیٰ کام سونپا گیا تھا۔ اکثر اوقات یہ مطالبات اس کے اپنے نظریات اور منصوبوں کے بھی خلاف ہوتے تھے۔ پھر سلسلہ بیردنی مسائل میں اٹھے ہونے کی وجہ سے اس کے پاس مفاد عام اور عمومی فلاخ و بہبود کے لئے کچھ کرنے کی فرستہ کہاں تھی تاکہ وہ عام لوگوں کے مسائل میں تھوڑی سی کمی لا سکے۔

فروری ۱۹۱۸ء میں سید حضرت جمال المعرفت نادگی پا چاکا انتقال ہو گیا جو کہ قلم حکومت چلانے میں اس کا درست راست تھا۔ چند میئنے بعد ہی لوگ عبدالجبار شاہ کو ناپسند کرنے لگے۔ وہ ان سے صرف عشرتی نہیں لیتا تھا بلکہ بڑ

تبلیس سرکاری فوج کے لئے 120 افراد کی فراہمی کا مطالبہ بھی تھا۔ نام خان المردافتگخان نے اس سے کہا کہ سواتیوں کو امید تھی کہ وہ اپنے ساتھ ہاہر سے لوگ لائے گا جو ان کے لئے لڑیں گے۔ جس پر جواب اس نے کہا کہ ہاہر سے لوگ مدد کے لئے جب آئیں گے جب وہ ایک مضبوط حکومت بنانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اس پر نام خان نے اس سے کہا کہ وہ ہندوستانی جاہدین سے مدد لینے جائے گا۔ عبدالجبار شاہ نے فی گھرانہ ایک روپیہ تکس بھی عائد کیا۔ یہ بھی لوگوں کی ہرامشی کا سبب ہوا۔

عبدالجبار شاہ پر ایک اور اڑام یہ بھی لگایا گی کہ خزانہ میں قیح ہونے والا سارا چیزے نواب دیر کے خلاف دفاتری نظام کو مضبوط بنانے پر نہیں لگایا جا رہا۔ دوسرا یہ کافی نہیں۔ دیگر یہ کہ اس کے زیر انتظام علاقہ میں اقلیت کے اتفاقات میں اضافہ ہو گیا ہے۔ انگریز سرکار کی جانب سے کیا جانے والا حاصلہ اور عائد کردہ پابندیوں کی وجہ سے لوگوں کی مشکلات میں بے حد اضافہ ہو گیا تھا اور وہ اس مسئلہ تکمیل دہ کیفیت سے حل گئے تھے۔

نیک پی خیل کا زرین خان جو ایک طاقت اور اپنا اثر ٹھیکیت کا لگ تھا اور جو اس پانچ رکنی کونسل کا رکن تھا جو عبدالجبار شاہ کی آمد سے پہلے ختم ذلتی چلانے کے لئے بنائی گئی تھی۔ وہ عبدالجبار شاہ کی آمد کے وقت سے ہی اس کے خلاف اور نواب دیر کا حامی تھا۔ وہ خود حکمران بننے کا بھی خواہش مند تھا۔ چون کہ وہ ایک مضبوط حریف اور اس کے ساتھ ساتھ دیر کے نواب کا حامی بھی تھا، اس لئے عبدالجبار شاہ نے اس کے خلاف ایک سازش تیار کی۔ 15 نومبر 1916ء کی رات کو اسے بااغی، نیک پی خیل میں قتل کر دیا گیا۔ اس قتل میں نیکی خیل ہی کے پکھڈرین خان بخالف لوگوں نے عبدالجبار شاہ کے پکھڈریوں کے ساتھ میں کے ساتھی کریکام کیا۔ اس قتل سے سو سال میں قلم و خصہ کی ایک کیفیت پیدا ہو گئی۔ حالات کو تباہی میں کرنے کے لئے سنداگی بابا کو باہمیجھا گیا۔ وہ اس وقت سوات کو ہستان کی سرحد پر تیرات ہاتی چدمیں تھے۔

نیک پی خیل، باجوزی اور متوزیزی کی آدمی اپادی نواب دیر کی تھا بیت پر آبادہ ہو گئی اور اسے بانے کے لئے بیقا، سے بھیجئے گئے۔ ان حالات سے فائدہ اٹھانے کے لئے عبدالودود اپنی سید و چلا آیا کہ عبدالجبار شاہ کے خلاف موثر الدمامات کر سکے۔ عبدالجبار شاہ نواب دیر کے سوتیلے بھائی اور حریف محمد عیسیٰ خان کی معیت میں چند اخورہ آیا تاکہ سوات باؤ کے لوگوں پر متعلق ایک لٹکر تکمیل دے سکے اور نیک پی خیل کے ساتھ اپنے معاملات نمیکر سکے۔ بعد میں اس نے پہنچکل اجنبت کو خط ارسال کر کے کہا کہ سوات کے سکن کا بہترین محل یہ ہے کہ انگریز سرکار اس پر قبضہ کر لے۔^{۱۰}

سنداگی بابا سے (جو کہ عبدالجبار شاہ کی حکومت کے لئے ریزہ کی ہے) یا مضبوط ترین ستوں کی حیثیت رکھتے

تھے) اشتر اکٹ میں رفتہ رفتہ کر کر در بولگیا اور ان کے تھاتھات خراب ہو گئے۔ اس کی پوری وجہ سنداکنی بیا کی طرف سے سلسلہ انگریز دوں کے خلاف جہاد پر اصرار تھا جب کہ عبدالبارشاہ کی پوری کوشش تھی کہ ان کے ساتھ عملکر کسی طور خراب نہ ہونے دیا جائے۔ سنداکنی بابا نے عبدالبارشاہ کے غافلین سے خط و کتابت کر کے انہیں اس بات پر آسایا کہ عبدالبارشاہ قادر یا نہ ہوئے کی وجہ سے جہاد کے خلاف ہے اس لئے اسے نکال بابر کرنا چاہئے۔ حاجی صاحب آف ترکی کا بیان ایک خط لے کر چہر کنڈ روشن ہوا جس پر سنداکنی ملا، پکھو دمگھ میا گان و ملاوں اور سوات کے ملکوں کے دھنکت تھے۔ جس کا نفس مضمون یہ تھا کہ عبدالبارشاہ قادر یا نہ ہے اس نے سوات کا بارشاہ ہونے کا اعلان نہیں ہے۔ عبدالبارشاہ نے یہک پلی خیل کا سلسلہ تو حمل کر لیا لیکن سنداکنی بیا اور ماس نان کے ساتھ اس کا رشتہ منقطع ہو گیا۔

جغرافیائی سیاسی اور تزویری آنی پہلو

شمال مغربی سرحد کی تصفیہ طلب صورت حال اور برطانوی حکومت کی جگہ عظیم اول کے دوران حالات کو جوں کا تو رکھنے کے لئے تشویش کو اس تاظر میں آسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ ملک میں موجود بہترین افراد و پلے ی اثربیا سے باہر کا ذوں پر بھیج دیا گیا تھا۔ یہ ردنی صورت حال اور اس میں برطانیہ کے کرواد کو سمجھے بغیر سوات کی پوزیشن، واقعات اور حالات میں تحریکات کو ان کے حقیقی جغرافیائی، سیاسی اور تزویری آنی ساقی میں نہیں سمجھا جاسکتا۔ نواب دیر کے خلاف سوات میں ہونے والی بغاوت، ریاست کا قیام، عبدالبارشاہ کا اقتدار اور اس کے نتیجے میں پیش آنے والے واقعات جگہ عظیم اول کے دوران ہی پیش آئے۔ ترکی جرسن اتحاد کا حصہ بن کر نومبر 1914ء کو جگہ میں شامل ہوا۔ ترکی کی شمولیت کی وجہ سے یہ تبدیلی آئی اور اس قسم کی انواعیں ہر طرف سمجھیں گے کیونکہ بلکہ پوری جرسن قوم نے اسلام قبول کر لیا ہے اور یہ کہ اسلام کی نشانہ ناتایی کا تبلور ہوا ہی چاہتا ہے۔ اس سے مذکور رہنماؤں کو زور دست تحریک ملی کہ وہ لوگوں کو جہاد پر بھاجا جائیں۔

بریتانیہ حکومت کے لئے اندر وی صورت حال اس وجہ سے اور بھی خطرہ کے ہو گئی تھیں کہ حریت پسندوں نے اس کا رہنماؤں سے بھاول، مغربی بندوستان اور بخاپ میں حالات کو خاصاً سخت و شدید کر دیا تھا۔ انہیں مسلمانوں نے طرف سے خصوصاً یونان و مکنہ گیر تھا کہ کبھی وہ ترکی کے ملت اسلامی کے پروپریتدے اور فرنگیہ میں خادت تی ہوائیں پڑے تھے۔ حکومت کے خلاف انکھرے نہ ہوں۔“

چون کہ زیادہ تر انواع جگہ میں شرکت کے لئے بر صفحہ سے چاہکی تھیں اور مزید قبائلی سازشیں بڑھنے والیں تھیں اسی وجہ سے حکومت کے لئے سوال پیدا کر کر تھیں، اس لئے اس وقت کی صورت حال کو احاطہ تھریوں میں الاتے ہوئے پڑے ہی ہے کہ امیر افغانستان کی جانب سے غیر جانبدار بٹنے کا اعلان اور ترکی کی اس میں شرکت کو جگہ جو یادہ حفاظت کرے اس

کی نہست بہت ہی میش بہابات ہے، تاہم اب بھی تباہی ملا توں کی صورت حال ابھائی محدود ہے۔ اس وجہ سے برطانوی حکومت کے لئے سوات کے حالات و اتفاقات ابھائی حساس نویست کی چیزیں۔

1915ء میں برطانوی مقبوض علاقہ میں کمی پار نہیں رہنا توں کی سلسل جہاد کی تغییر دینے پر حصے ہوئے۔ حاجی صاحب آف ترکنگی نے سوات اور بوئر میں اسلام خطرے میں ہے، کافرہ لگایا جب کہ سوات اور بوئر کے سارے مولوی حضرات سلسل لوگوں کو یہ کہہ کر بھڑکا رہے تھے اور جوش دلار ہے تھے کہ برطانیہ کے پاس اب مزید فوج نہیں رہی۔ یہ کہ جرمی جگ جیت رہا ہے۔ یہ کرتہ کی افغانستان میں داخل ہو چکا ہے۔ اور یہ کہ آتا خودہ دن آپنچا ہے۔

جولائی 1915ء میں کپر (Kichener) کی طرف سے زیریں با قاعدہ برطانوی فوج کے مطالب کو یہ کہہ کر رد کر دیا گیا کہ اب صرف آٹھ انگریز نالیں فوج رہ گئی ہے جو کہ ساری کی ساری سرحد میں تھیں ہے۔ ہارڈ مگ کے الفاظ میں سرحد کی صورت حال کے ساتھ مذاق نہیں کیا جا سکتا جہاں کہ اس کے نزد کو جگ کا ترانہ بننے میں دریں ہیں لگے گی۔ نالیں مغربی سرحد میں قیام اس نے بھی زیادہ مشکل نالیں ہیں گیا تھا کہ ہندوستان اور باہر سے برطانیہ مختلف سارے عناصر بیان اکٹھے ہو گئے تھے میں کہ ہندوستانی مجاہدین، ترک حکومت کے نمائندے اور حاجی صاحب آف ترکنگی۔ اس طرح یہ علاقہ ان کے لئے صرف ایک دوسرے سے ملاقات کی جگہ نہیں تھی بلکہ وہ نہیں سے اپنی کارروائیاں بھی کرتے تھے۔

سوات میں صورت حال زیادہ محدود اس وجہ سے تھی کہ بیان سرتو فقیر اور سزا اُنکی بیان اپنے اثر و سونے کے ساتھ موجود تھے۔ سرتو فقیر 1897ء کی بغاوت کا بیرون تھا۔ حالاں کہ اس کے بعد اسے اپنے مقصد میں کوئی خاص کامیابی نہیں ہی تھی لیکن اب بھی وہ سرگرم تھا۔ اور سزا اُنکی بیان بیان سے پہلے انگریز حکومت کے لئے بھی کوئی خطرہ نہیں ہے اور جو کی بار پہنچنے کیلئے ابھی کو اس بات کی بیان و دعاں کا پچھے تھے کہ وہ بھی بھی انگریز سرکار کے لئے کوئی مشکل پیدا نہیں کریں گے۔ لیکن جب اگست 1915ء میں برطانوی حکومت نے سواتیوں کو اور زی ہے دور رہنے کے لئے کہا اس کے بعد سے وہ انگریزوں کی خالالت میں پیش پیش رہے۔ حالاں کہ وہ دونوں لوگوں کو جہاد پر آمادہ کرنے میں ہاکام رہے گیں وہ اس منزل کی تلاش میں سرگرم ضرور رہے۔ وہ تمام برطانیہ مختلف عناسر سے رابطہ میں رہے جو کہ باجوہ اور بوئر میں موجود تھے۔ سرتو فقیر کا جزو 1917ء میں 90 سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ اُس کی وفات پر برطانوی سرکاری تمبرہ کے الفاظ یوں ہیں۔

"اُس کی موت سے ملکنا انگریزی کے اُن کوچھ ہوا سلسل خطرہ ختم ہو گیا ہے اور یہ کہاپنی زندگی کے آخری 20 سال اُس کے ذہن پر کافروں سے جگ کا خطا سوار رہا۔ اس دوران حالات کو خراب کرنے کا کوئی موقع اُس نے ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔"

اگست 1915ء میں سرکاری افواج پر مدد اور لٹھر کے ساتھ تھا۔ اس کی بہت سے بخششیں اس خلاف سے پاک ہو گئی ہے۔
تمہام سنداں اکنی بابا تمام برطانیہ مختلف عناصر کے ساتھ مدد کر جوادی ترغیب و تلقین کے کام میں صورت رہا۔
عبدالجبار شاہ نے خود پونچھکل ایجنت کو اطلاع دی کہ وہ ترک اپنی سوات بالا میں اس کے ساتھ ہیں۔ اسی طرح وہ
اور اپنی ہندوستانی شدت پسندوں کے ساتھ بونیر (سندھ) میں تھم ہیں۔ یہ آخری اُنہیں ہے۔ ہم بنانے کے طریقے
سکھار ہے تھے اور یہ کہ اس کے بعد وہ سوات جانے والے ہیں۔ سنداں اکنی بابا نے ان ایجادوں اور ہندوستانی مجاہدین
کے ہمراہ سوات بالا کا دورہ کیا اور پہنچ اور کوہستان کے جگہ گورنمنٹ کے خطوط کے دریے اس بات کی ترغیب دی کہ
جب سوات کے لوگ شوزی اور ادیبی نواب سے اپنی لینے کے لئے جنگ شروع کریں تو وہ لوگ آکر اس کی مدد
کریں تاکہ دہل کر انگریز حکومت پر حملہ کریں اس لئے کہ سواتی تو اس کے لئے یاد رہیں ہیں۔
برطانوی حکومت نے تھی طور پر سوات کے بارہ سو فراہم کو پیمانات سمجھ کر اگر وہ ادنی زندگی آئیں تو اس بات
کا خاص خیال رکھیں کہ سنداں اکنی بابا حکومت کے لئے کوئی مسئلہ پیدا نہ کر سکے۔ پونچھکل ایجنت کو یعنی دہلی کی گئی کہ
سنداں اکنی بابا کو یہ کیا خیل متعلق سے آگے جانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

مجاہدین اور دیگر برطانیہ مختلف عناصر کے دورے چاری رہے۔ پاؤ جوڑا اور حاجی صاحب آف ترکمنی نے
سنداں اکنی بابا کو تھی شیخوں کے ذریعے پیغام بھیجا کر وہ کمی و قلت جاد کے لئے اس کی مدد کو تھار ہیں۔ سنداں اکنی بابا
نے ان کو مجاہدین کے پاس بونیر بھیج دیا۔ جولائی 1917ء کو مولوی تاج محمد نے کامل سے ایک بڑی رقم لاکر بجا رہ،
سوات اور بابا کی وادی کے قبائل کو تیار کرنے کی کوشش کی۔ ”پروڈیشن گورنمنٹ آف انڈیا“ کے ارکان نے اسی ر
انفاس افغانستان کو برطانیہ کے خلاف جہاد کا اعلان کرنے کی ترغیب دی۔ وہ لوگ کامل سے حاجی صاحب آف ترکمنی کے ساتھ
قریبی رابطے میں تھے اور وہ سوات میں سنداں اکنی ببابا کے ساتھ رابطہ بنائے ہوئے تھے۔ انفاس افغانستان میں موجود برطانیہ
 مختلف عناصر تک نمائندوں پر بحیثیت کے ہوئے تھے کہ وہ قبائل سے روابط کریں گے۔ ان کے اقدامات کو نصرا اندھان کی
مال امداد حاصل تھی۔

”جرس من“ اور ”ترک من“ نے انفاس افغانستان کے دورے کے۔ روں میں ایکی کیونٹ انتقام تو نہیں آیا تھا
لیکن 1917ء میں اس کی ابتدائی پہلی محسوس ہونے لگی تھی۔ اس خبر سے برطانیہ مختلف عناصر اور قبائلی علاقے میں ایک
نئی قوت محسوس ہونے لگی۔³

اکتوبر 1915ء میں جب میاں گل برادران کو سوات سے تحریر یا بے خل کر دیا گیا اور وہ بالکل پہنچنے میں
چلے گئے تو اس پر اس وقت کے پونچھکل ایجنت نے ایک بہت ہی دل چک پڑھیا کھا۔ اس سے آنے والے دنوں میں

سوات کی سیاسی صورت حال اور ستمبر 1917ء میں عبدالجبار شاہ کے زوال پر بھی اچھی روشنی پڑتی ہے۔ اس سے میاں کل برادران، عبدالجبار شاہ اور سنہ اکنہ بنا کے بارے میں انگریزوں کے نظر نظر کا پتہ چلا ہے۔ یہ برطانوی حکومت کے ندشات کے بارے میں بھی بتاتا ہے اور اس سے نیس یہ بھنٹ میں بھی مدھتی ہے کہ سوات میں حکمران کی اس تبدیلی کے عوامل میں برطانوی عنصر کو کسی طور نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ پٹھکل انجمن نے صورت حال کا اس طرح تجزیہ کیا۔

"سوات میں فی الواقع (جو لاتی 1915ء)، دہلی کا نیا پادشاہ، عبدالجبار شاہ، سنہ اکنہ بنا کی مدد سے اپنی پوزیشن مستحکم کرنے میں مصروف ہے۔ وہ دریا کے دوفوں کناروں کے قبائل پر اپنی حکومت قائم کرنے کی تکمیل دو دشیں لٹکا ہوا ہے۔ دریا کے ہائیں باب اس کے اصل حریف میاں گل برادران تھے جو شیراخونہ آف سوات کے پوتے ہیں۔ جو لاتی (1915ء) میں ان کی جانب سے بائیں کنارے کے لوگوں پر اپنی حکومت قائم کرنے اور ان سے بزرگیں دوسروں کی کوشش نے لوگوں کو ان کے خلاف کر دی۔ جس سے قاتمه اخراجتے ہوئے اس نئے پادشاہ نے دائیں کنارے سے ایک لکڑی بیج کر میاں گل برادران کو بیساں ان کی مقداریت سے محروم کر دیا جو کسی ایک انسیں اس جانب ماحصل تھی۔ میاں گل برادران کے اقتدار کا اس طرز گہرا ہا اور ان کی بچکے ایک انتہی کا مقتدر ہو جانا ہماری حکومت کے لئے یقینی نہیں ہے۔ اس لئے کہ میاں گل برادران بیش اس دامان اور ضابطہ و قانون کی حیثیت کرتے رہے ہیں اور (اگرچہ) حکومت سے ان کے تعلقات بہت ایجاد ہے ہیں۔ سوات میں 1849ء کی تاریخ دیراں جاری ہے۔ یہیئے ائمہ اوقات ایک بارائے ہم پادشاہ کو تخت پر نشادی گیا تھا ایکن اتفاقیت میں اختیارات اخوند آف سوات کے باوجود تھی۔ اس طرح اب عبدالجبار شاہ کو بارائے ہم پادشاہ نہیں کیا ہے بلکن اختیار سنہ اکنہ بنا کے باوجود ہیں ہے بلکن فرق یہ ہے کہ ان دونوں ایک مقامی شخصیت اور بیساں اس سے کوئی معاہدہ وابستہ تھا۔ پھر یہ کہ وہ انتقال پسند تھا اور بیش حکومت کے جائز مطالبات ماننے کے لئے تیار رہتا تھا جب کہ سنہ اکنہ طالیب ایسی ہے جس کا بیساں سے کوئی معاہدہ وابستہ نہیں۔ پھر یہ کہ وہ حکومت کا کلملک مکالمہ دشمن ہے اور جو کو اس وقت اپنی بوری طلاقت کے ساتھ، مگر مذہن رہنماؤں کی مدد سے سارے قبائل کو گھومنگ کر کے جہاد کا اعلان کرنا چاہتا ہے۔ میاں گل برادران کے زوال اور سید عبدالجبار شاہ کی برائے ہم حکومت کی خلیل میں دراصل سنہ اکنہ طالیب پر ہے سات پر دریا کے دوفوں جانب حکومت قائم ہوئی ہے۔"

عبدالجبار شاہ کی معزولی

سب عوامل، واقعات اور بھوئی تاظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ کہنا مشکل نہیں کہ عبدالجبار شاہ کی پوزیشن بے حد تمزدجی۔ چون کہ اس کا اس مٹی سے تعلق نہیں تھا، اس لئے بیساں نتوائس کا اپنا کوئی خاص گروہ تھا، نہ حمایت تھی۔ نہ اس نے سوائی قیادت کے درمیان پائے جانے والے اختلافات کو ختم کرنے کی کوشش کی اور اس اکنہ دہمیان کوئی توازن برقرار رکھا بلکہ وہ تو مختلف جھزوں میں جانب داری سے کام لیتا رہا یہیے کہ نرین خان والے

محالے میں۔ جہاں تک عام لوگوں کا تعطیل ہے تو وہ نہ تو انہیں انصاف فراہم کر سکا اور نہ ہی ان کی حفاظت کا کوئی مناسب انتظام۔ ان کی غربت میں کسی طرح کی کوئی کی لانے کے لئے نہ تو اس کے پاس وقت تھا اور نہ ہی اس کا کوئی ایسا لگاؤ تھا۔ وہ انہیں نواب دیر کے ظالم حکام کی درازی سے بچا سکا اور نہ ہی نواب دیر کے حملوں کے خوف کو کم کر سکا۔

دیر سے مستقبل کی عکس جگ کے ہام پر اس نے انجائی غیر مقبول قسم کے تکمیل کئے اور اپنی فوج میں شامل ہونے کے لئے اس نے ہر قبیلے سے افراد مانگے جو لوگوں کی ہر رخصی کا بڑا سبب ہا۔ جیاں مگر ہر اور ان کے حامیوں کے خیال میں وہ غاصب تھا۔ حالانکہ ابتداء میں وہ سندھ اُنکی بیبا کی حیات اور سرپرستی میں حکومت کرتا باشکن اگر بزرگ رہ کر کامی ہونے کی وجہ سے وہ سندھ اُنکی بیبا کی اس اہمترین مدد و حمایت سے محروم ہو گیا۔ ان سب پر مسترد ایس کے بارے میں اس بات کا علم ہوا کہ وہ قاریانی ہے۔⁴ جنہیں عام مسلمان انجائی قابل نظرت کہتے ہیں۔

عبدالجبار شاہ کے خیال میں سوات کے سب سائل کا واحد حل یہ تھا کہ اگر بزرگ رہا اسے اپنے قبضہ میں لے۔ وہ تو ول چنان سے برطانوی حکومت کا وفادار تھا لیکن وہ اُسے بھیش سوات کا برائے نام بادشاہ، سوات کا نام نہاد بادشاہ اور خود ساخت بادشاہ کے نام سے پکارتے رہے۔ نہ تو انہوں نے اُسے صحیح بادشاہ تسلیم کیا اور نہ ہی اس کی کوئی ایسی پوزیشن تھی کہ ان کے مطالبات پورے کرتا یا ان کی مخالفات کی حفاظت کرتا۔

چون کہ اس بات سے کوئی لوگوں کے مخالفات وابست تھے اس لئے عبدالجبار شاہ کا مقابلہ لا جانا ضروری تھا۔ 2 ستمبر 1917ء کوئی قلعہ شاہیزی میں سوات بالا کے نیک پی خیل، سی جوہن، شاہیزی، متزوری اور بابروی قبائل کا ایک مشترک جرگر منعقد ہوا۔⁵ جس میں سوات بالا کے مستقبل کی حکومت کے مسئلہ پر خور و خیکا۔ انجائی خور و خوش کے بعد عبدالجبار شاہ کو مطلع کر دیا گیا کہ اس کو اس کی خدمات درکار نہیں ہیں۔ اس لئے وہ 4 ستمبر کو فوراً سوات سے گل دیا۔

نوٹس

- کنزیہ نش: برخواہ بیت فرنیر پر اٹھل (پیٹھکل) ڈائری نمبر 6-1 جوری 1917 کو فرم ہونے والا بخت فائلر اُنہیں کمزرا اُس، پیارہ، بندل نمبر 4، بیل ٹھہر 53، پر اٹھل اکا جیز پڑھ پڑھ۔ ہاتھو بیت فرنیر پر دو اس کی سرحدی ایمنسٹریشن کے بارے میں رپورٹ، ہر ایسے سال 1916-1917ء مصادر می خوب نہیں 3 بھی ملاحظہ کیجئے۔
- اگر تو آزادی حکومت نے عبدالجبار شاہ کی دعوت پر سوات پر قبضہ کر لیا جاتا تو اگلہ بے کہ وہ شاید ایک بارہ رہ

آبادیل حکام سے اپنی حکومت اور معاہدات تربان کرنے کی جیسا پرچار گیر اور پختش کا طالب ہوا۔ اس لئے کہ اس سے قبل 1914ء میں جب نوابیل حکام نے اس سے اپنے سوات منصوبہ کٹ کر نے کیلئے کیا تھا اور اس نے ان کی بات مان لی تھی تو اس سوچ پر بعد میں اس نے صوبے کے چیف کمشٹر کو خواست دی تھی کہ برطانوی حکومت کی خاطر اس نے جو کچھ تربان کیا تھا اور جو تھمہات اُسے اخافتے پڑتے تھے، اُس کا ازالہ کیا جائے۔ (دیکھیں عبد الجبار شاہ نام چیف کمشٹر، 12 اکتوبر 1914ء مہائل ریسرچ سل ایجنسیوں کی فائلیں۔ جلد نمبر 37، سیر نمبر 10281 پر اول نومبر 1908ء پر اول نومبر 1914ء)۔

مرے کی بات یہ ہے کہ نوابیل حکام نے اتمام میں کوئی جواب نہیں دیا۔ ہم اُس بارہ بانی والی تحریر کا جس میں اُس نے کہا ہے کہ نہیں رہنی شد، خط 12 اکتوبر 1914ء کا ایسی ہے مجھے کوئی جواب نہیں دیا گی جو کہ سوات کے معاہلات کے بارے میں تھا (عبد الجبار شاہ نام آئی اسکی ذمہ داری ای۔ این ڈبلیو ایپی، تاریخ نہادر، ایضاً) جو اس بیان کی کمزوری و خلل کو بہاٹت کی گئی ہے کہ عبد الجبار شاہ کو بتایا جائے کہ چیف کمشٹر اُس کے 2 اکتوبر 1914ء کے خط کا کوئی جواب دی جسروں کی نہیں کھلتے۔ (دیکھیں ڈبلیو ایپی کمشٹر نام عبد الجبار شاہ، 22 ستمبر 1914ء، ایضاً)۔

2.

مشورہ ہندوستانی انتظامیوں مولوی برکت اللہ، ہندو پرتاپ اور عیید الدین مسیح نے غیرہی حکومت ہند افغانستان کی مرزا میں پر قائم کی تھی جس کا صدر ہندو پرتاپ کو بتایا گیا تھا۔ انہوں نے برطانیہ کے خلاف ترکی سے اتحاد اور گلگت کی ایسا تھاں بجا دیں جو بیرونی ایپی نامی نگرانی افسر بیوس روپ، 1901-1919ء، (اسلام آباد، ٹیکشل کیشن آن ہسٹریکل لائبریری، ریسرچ 1978ء)، صفحہ 93۔

3.

دیکھیں محمد علی قصوری کی کتاب شاہزادے کامل دی یونیورسٹی (کراچی)، انجمن ترقی اردو (پاکستان)، تاریخ نہادر، صفحات 129-130ء۔ اس کتاب کو افغانستان، با جوڑ، سوات، بونیر اور قوچانی میں جاری برطانیہ خلاف سرگزیوں کی تفصیل جائے کے لئے پڑھا جاسکتا ہے۔

4.

مام زمیری نیک پیٹھیں کے ایک ملنے ہندستان سے اپنی پری یا بات افشا کی کہ عبد الجبار شاہ قادریانی ہے۔ وہ قدیماں نیں کے لاہوری گردہ سے تعلق رکھتا تھا۔ دیکھیں ہاج محمد خان زیب سرکی موریہ افغان، جلد 1 (مختصر عام الیکٹرک پرس پشاور میں چھپی، 1360 ہجری) صفحات 194-195ء۔ ڈبلیو اے اے (W. R. Hay) کی سوچوں از اس آن سوات اسٹیٹ: گورنمنٹ آف افغان پرنس، 1934ء، صفحہ 6 اور محمد علی قصوری کے شاہزادے کامل دی یونیورسٹی، صفحات 75-76ء، بھی دیکھیں۔

5.

کنفیڈل، پر اٹل (پونچھل) زادی نمبر 36، 8 ستمبر 1917ء کو تم ہونے والے بخت کے مطابق عبد الجبار شاہ کو حکومت سے بے دل کرنے کے لئے جس جرگیں فیصلہ کی گئی تھا وہ شوری سوات میں منعقد ہوا تھا ایک مناقابی رول ایل اسٹ اور جم جم خان زیب سرکے مطابق یہ جرگی کے تحدیث اسی طاقت میں منعقد کیا گیا تھا۔ (اس کے لئے دیکھیں ہاج محمد خان زیب سرکے مطابق افغان، جلد 1، صفحہ 196ء)۔ شوری طلاقی قفل تھی تھی ہے۔

پانچواں باب

استحکام: دوسری مرحلہ

۱۹۴۳ء ۱۹۱۷ء

میاں گل عبدالودود کا تقرر

عبدالجبار شاہ کے رخصت ہونے سے میاں گل عبدالودود (1883ء-1971ء)، کو ایک شہری موقع با تھا کہ وہ سوات کی سر زمین پر اپنے ذمہ داری اور وہ جانی بادشاہت کے دریے خوب کی تحریر کوٹلی جاسہ پہنائے۔ قوت اس کے ساتھ تھی اس لئے کہ اس وقت اس منصب کے لئے اس کا حقیقی حریف صرف نواب دیر ہوکلا تھا جیسے وہ اس دوران جندوں کے سائل میں اتنا الجھا ہوا تھا کہ سوات کی طرف توچ کرنا اس کے لئے ممکن نہیں تھا۔ اس محمد کے لئے منعقدہ جرگوں میں اس کی حمایت کی سب سے بڑی وجہ اس کا سید بہباد کا پوتا ہوا تھا۔ لیکن اس کا سب سے بڑا سرمایہ اور تھیار تھا۔ اس کو کہتے ہوئے بالآخر سے سوات کا بادشاہ بنالیا گیا۔

اس کا یہ منصب سنبھالنے کی اصل باری تھی طور پر معلوم نہیں۔ شمال مغربی سرحد کی صوبائی خیڑہ ڈاڑھی نمبر 36 میں جس پر بخت میر ہونے کی تاریخ 8 ستمبر 1917ء درج ہے یہ تحریر ملتی ہے کہ عبدالجبار شاہ کی بے دخلی کے بعد لوگوں نے اس کے آدمیوں سے قلعے لے لئے ہیں اور جرگوں کا انعقاد جاری ہے جہاں پر اس خواہش کا اظہار ہو رہا ہے کہ انگریز سرکار کو وہ اخالت کر کے سوات کو اپنے قبضہ میں لے لیا جائے۔ اس کے بعد والی ڈاڑھی باتی ہے کہ یہک
پی خیل اور متوزیری تباکل نے مکان طور پر اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے۔

اس کے بعد والی ڈاڑھی نمبر 38 میں جس پر اس بخت کی اختتامی 22 ستمبر 1917ء درج ہے لکھا ہے کہ سوات بالا کے پورے علاقے مساوائے اب خیل، موئی خیل، عزی خیل اور بھکی خیل کے میاں گل گل شہزادہ کو بادشاہ تسلیم کر کے اُسے حاصل دینے کی حاصلی بھری ہے۔ عزی خیل اور بھکی خیل اس ضمن میں اپنا الاجمیل ٹے کرنے

کے لئے جو گئے کر رہے ہیں۔ تیر 1917ء کا دوسرا بخت حق کر چکا خورہ کے (جسے اب ٹھوٹا کل کہا جاتا ہے) بزرگ زاد پاؤں کے سر پر تحریانی کی گزی رکھ دی تھی۔ عبدالجبار شاہ کی جائے قیام بھی یہی جو گئی۔ آہستہ آہستہ سارے قبائل نے اس کی حیثیت تسلیم کر لی۔

ریاست سوات کی بنیاد

اس عوامی غلطی کو دور کرنا انتہائی اہم ہے کہ ریاست سوات کی بنیاد میاں گل عبدالودود نے رکھی ہے یا یہ کرو دے اس ریاست کا ہائی قیایا اس کا پہلا بادشاہ تھا اس کا پہلا حکمران تھا۔ یا بتائیں گھصی آسان ہے کہ کیوں، کیسے اور کب یہ ریاست وجود میں آئی اور یہ کس کے ہائی مہان کوں تھے۔ مارچ 1915ء میں فواب دری کی حکومت ختم کر کے اپریل 1915ء میں اس نئی ریاست کا قیام کی کوشش ساز رہنمایا کا کار رہنمای ہے بلکہ یہ سوات کے سیاسی قائدین کے ایک حصہ کی مربوط چدو چہد کا نتیجہ ہے۔ ان کی سیاسی حکیمی کی نمایاں خصوصیت اس بات پر مسلط اصرار تھا کہ آزادانہ انتہائی و معاهدہ۔ اس طرح ایک بیانی ریاست قائم کر کے کوشش ساز قائد کو سونپ دی گئی۔

اکبر ایسی احتمال کہتا ہے کہ کوشش ساز قیادت بے گلی کے ساتھ حالات کا انتقال نہیں کرنی بلکہ وہ حالات کی تخلیق کرتی ہے۔ تاہم یہاں اُن کے اس کوشش ساز لیڈر میاں گل عبدالودود نے حالات و واقعات کی تخلیق نہیں کی بلکہ وہ تو دوسروں کے تخلیق کردہ حالات سے بھی فائدہ نہیں اٹھا سکا۔ یوں اس کوشش ساز قائد کی ملکانہ میں تینیں اُنگریز پولیٹیکل انجینٹ سے شورہ کے بغیر اقتدار سنبھالنے سے لائقی کا اختہار اور بروقت موقع فائدہ اٹھانے میں ناکامی کا نتیجہ تھا کہ اپریل 1915ء میں سیاسی اقتدار میاں گل عبدالودود کی چند عبدالجبار شاہ کو سونپ دیا گیا۔

یہ سیاسی قیادت کی طرف سے آزادانہ انتہا و معاهدہ کے کم کا آزادانہ استعمال ہی تھا کہ اس ریاست کی حکمرانی کی چیز کش مختلف افراد، ہندوستانی جاہدین کے یورپی نفت اللہ اور حاجی صاحب آف ترکنگری کو بھی عبدالجبار شاہ کے عبد میں کی گئی تاکہ ایک مضبوط حکومت کی خواہیں کو پورا کیا جائے بلکہ اس مقدمہ کے حصول کے لئے اُنگریز سرکار سے بھی کمی بادر و خواست کی گئی کہ وہ اقتدار کو اپنے ہاتھ میں لے لے۔ سیاسی قیادت کا یہ خاص حصہ تھا جس نے اپنے آزادانہ انتہا و معاهدہ کی طاقت کا استعمال کرتے ہوئے عبدالجبار شاہ کو تخت سے ایسا کراس کی چیز ایک بار پھر اُس کوشش ساز قائد کو کر دی جو نہ صرف یہ کماں میں اس چیز کش کو ٹھکرانے پر پیشان تھا بلکہ یہ باقاعدہ سرکاری سر پر تھی بھی حاصل تھی۔ اپنی کوشش ساز شخصیت اور روحاںی سلسلہ نسب کے باوجود وہ ما پی میں دوبار آن حالات و واقعات سے فائدہ اٹھانے میں ناکام رہا تھا جو دوسروں کے پیدا کردہ تھے لیکن تیر 1917ء میں اُسے بہر حال بادشاہ

مقرر کر دیا گیا۔

میان گل عبدالودود تلوڑ ریاست سوات کا بانی تھا اور نہیں کہ اس کا پہلا حکمران تھا۔ ریاست سوات کے درامیں ہانی وہ لوگ تھے جنہوں نے فروری 1915ء میں سوات میں نواب دیر کے خلاف تحریک ہوا کہ اس کا اقتدار ختم کر دیا تھا۔ مارچ میں پانچ روکنی کو نسل کا قیام اور 24 اپریل 1915 کو عبد الجبار شاہ کو اس نوروز ائمہ ریاست کا پہلا بادشاہ بنا دیا تھا۔ اس طرح اس ریاست کو قائم کرنے کا اعزاز سیاسی قیادت کے اُس حصہ کو حاصل ہے اور اس کا پہلا بادشاہ ہونے کا اعزاز عبد الجبار شاہ کے پاس ہے۔ اے ایچ ڈانی نے مجھی اکبر ائمہ احمد کے اس دعویٰ کو غلط قرار دیتے ہوئے کہ کیا ہے کہ اس پارچی پس مفتر من اکبر ائمہ کا کسی نوپی سازی کی تجویز کے تجھیں اس ریاست کے ارتقاء کا نظر یہ ہے کہ کسی طور پر نیک نہیں بیٹھتا!

چارس لندن حاصل نے فریڈرک بار تھو، اکبر ائمہ احمد، میان گل عبدالودود اور بیکر کے حوالہ سے یہ بات کی ہے کہ یہوں صدی کی ابتداء میں بدلتے اتحادوں کے ایک ڈھانچ پر ایک قسم کی مرکزی حکومت مسلط کر دی گئی۔ انہرچ یہ بعد میں سمجھم ہو گئی اور اس کے اختکام میں انسانی ہوتا رہا لیکن یہ مرکزی حکومت مسلط کردہ نہیں تھی بلکہ بیان کی قیادت کی کوششوں کا نتیجہ تھی۔ عبدالودود، بار تھو، لندن حاصل، اور اکبر ائمہ احمد کے ریاست کے اعزاز کے بارے میں بیانات غلط بیانی پرمنی ہونے کے ساتھ ساتھ گمراہ کی ہیں۔ تاہم یہ بات صحیح ہے کہ میان گل عبدالودود وہ پہلا حکمران ہے جسے انگریزوں نے سرکاری طور پر سلم کیا ہیں ایسا بھی بہت بعد میں لیٹنی 1926ء میں ہوا اور وہ بھی ولی (حاکم) کے لقب کے ساتھ بادشاہ یا باچا کا لقب قبول نہیں کیا گیا۔

چیلنج اور رکاوٹیں

سوات کا حکمران مقرر ہونے پر عبد الجبار شاہ کے مقابلے میں عبدالودود کی پوزیشن مقابلاً بہتر تھی، چون کہ اس کا تعلق سوات سے تھی تھا اور اس کا اپنا ذر (دھڑا) موجود تھا۔ اسے 1877ء میں وفات ہو جانے والے اخند آف سوات کے (جو اس کا دادا تھا) سریوں کی حیات حاصل تھی۔ علاوه ازیں ایک تو اس نے عبد الجبار شاہ کو درپیش مشکلات اور اس کی راہ میں حائل رکاؤں سے خاص کچھ سیکھ لیا تھا، دوسرا یہ کہ اسے حکومت اور انتظامیہ کا ایک بنیادی قسم کا ڈھانچہ سابقہ حکومت سے درشت میں اپنی گیا تھا، جس پر ایک عمارت تعمیر کی جا سکتی تھی۔ تاہم یہ کام آسان ہرگز نہیں تھا۔ اے بے بھی نواب دیر کی طاقت نے نہ تھا۔ اسی طرح سنداگی بہا کو بھی جو شہرست اور اثر و رسوخ حاصل تھا، وہ کسی بھی وقت مستقبل میں خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ پھر اس کے اپنے بھائی میان

گل شیرین جان سے بھی محاکمات صاف نہیں ہوئے تھے۔ اُسے بھی دادا کے کمی مریدوں کی حادیت شامل تھی۔ وہ بھی اقتدار کا خواہش مند تھا اور اس مقدمہ کے لئے پہلے بھی اُس سے لڑ کا تھا۔ مزید برآں مزدود بارشاہ مہماں بیدار شاد سب کو مصاف کر کے آرام سے ایک جاپ بندھ جانے کے لئے یقیناً تیار نہیں تھا۔ اس پر مسٹر اودہ روانی ہست دھرم طاقت و ریاست تھی جو آسانی سے اپنا باتفاق اقتدار اور حیثیت ایک ایسے غص کو سوتھنے کے لئے تیار نہیں تھی جس کی وجہ سے تو کرتے تھے۔ میں باعثت کر میاں سمجھتے تھے۔ ایک ایسی حکومت کا قیام جو اُن ایمان ہائم کرنے کے ساتھ ساتھ ریاست کو ترقی کی را پر بھی گاہزن کر سکے، اب بھی دیوارے کا خواب لگتی تھی۔ انتقامی ڈھانچو بائکل ابتدائی فرمیت کا تھا۔ اخواج غیر عالمہ اور ہو کافی تھیں۔ ہر کسی نکلت تھی۔ حالانکہ برطانوی حکومت سے وفاداری کا رشتہ آغاز ہی سے ہام قیچیں اس پر گھر ان کی حیثیت سے اعتماد پیدا ہونے کے لئے ضروری تھا کہ سوات کے سیاسی حالات اور عالمی مظہر کی بھی سے اُسے بھیجی سلامت کرنے ہو کے لکھتا تھا۔ جنگ عظیم اول جاری تھی اور برطانیہ کی لائف میں سرگزیریاں ہندوستان کے باہر اور اندر اور خوسما جس ملائق میں سوات واقع ہے، وہاں بہت بڑھ گئی تھیں۔ مزید برآں روی میں 1917ء کے انتخاب کے بعد آنے والے گھر انوں کو زار سے بنے والے ترک پر اب نظری کی طاقت کا پالی بھی چڑھ گیا۔ اور سوات کے گل و قلع کی تزویر ای ایمیت روی میں سرحد سے قریب ہونے اور فتحی بلال کا حصہ ہونے سے مزید بڑھ گئی۔ جس نے ترکی ایوان اور افغان پنڈ کی ٹکل میں سورت یونین کے ایک طرف کو تھرا ہوا تھا۔

اپنے اقتدار اور پوزیشن کو حکم کرنے کے لئے اُس کو ان تمام مسائل سے نمٹا چاہیں تھیں حقیقت میں اُسی کے مبینہ حکومت میں ریاست سوات کو بھی میتوں میں احکام اور تو سچ نصیب ہوئی۔ ایک برطانوی سرکاری روپورٹ کے مطابق:

”یہاں گل نے اپنال زندہ اور طریقے سے الیٹ ملکت کو حکم کرنے کا آغاز کر دیا۔ سب سے پہلا اس نے 3000 کی نفری پر ٹکل نامی، بھیجی طرح سے کامیاب مدد فوج بنانی ہال۔ اس نے مکونے بڑی نے پر کامل رکھا تھا۔ اس بات کی حوصلہ خواہی کی کروات اعلیٰ، وہ آدمیوں کو تاریخ سے بھیکے۔ اعلیٰ اور گل بادشاہ نانے کی یقینیں گاہیں اور لذات کے اور گز و میں دریافت کے ”اُنہوں باتیں گلیں حمل کرنے کے لئے پوچھیاں ہائیں۔“

عبدالودود اور شیرین جان

اپنے بیٹے میاں گل جان زیب کے لقاو میں میاں گل عبدالودود ریاست سے باہر والے اُنکی دشمن سے اتنا خوفزدہ تھا کہ ریاست کے اندر بینے والے دشمن سے تھا۔ اُس کا بھائی میاں گل شیرین جان اُس کا ایک بڑی

تھا جو ریاست کیا خاندان کے اندر کا ایک فرمان تھا۔ پیارا اور بھائیوں کا یہ ساف کرنے کے بعد خاندان کے اندر بیکی ایک حریف روکیا تھا۔ دلوں میں سے ہر ایک کے اپنے حمایت کرنے والے تھے اور دلوں کا اپنے بلند مقام تھے۔ حالانکہ ماشی میں دلوں مبدأ بیمار شاہ کے خلاف تحدیوں کے تھے مگر اب اب ایک اقدار کی کرسی پر بینوں کی تو دوسرا بیان اسکافی حریف ہے ہم گیا جس کے اور گروہ سارے غیر ملکی داخلوں خاصراً اکٹھے ہو گئے۔ سوات کے ندویوں میں بنے ہوئے معاشرہ میں یہ خلاف قوی بات نہیں تھی۔ اس طرح سال کے اندر ہاؤزی کے باڑھ جزو زمان اور ناس کے سارے اتحادیوں نے اپنی وفاداری شیرین جان کی طرف منتقل کر دی۔ اس سے عبدالودود کی روز افزوں طاقت کو ایک جھکاتا گا۔ اس کے علاوہ سرکاری معاملات میں بھائی کی مداخلت بھی عبدالودود کے لئے آزر دلگی کا باعث تھی۔ اس لئے اب دشیرین جان کو اپنی راہ میں ایک رکاوٹ کے طور پر دیکھنے لگا۔

اب وہ بہرہ طور اس رکاوٹ سے جان چڑھانے کا طالب تھا۔ اس نے 180 فراہ پر مشکل دست کی قیادت شیرین جان کو سونپ کر شہزادی ملاد کے گاؤں گزی خزان کے قلعہ میں تھیمات کر دیا گیا جو کہ دیو کی سرحد پر واقع تھا۔ 11 اگست 1918ء کو دیر کی فوج اس علاقے میں گھس آئی اور بار بار لکھ طلب کرنے پر بھی سوات کی فوج کو ہاں جانے سے روکا گیا۔ تینجا اس مقابلہ کے نتیجے میں شیرین جان اپنی جان سے ہاتھ دھو جیتا۔ اس طرح ایک تکمیلی حریف اور عبدالودود کی حکومت کی راہ میں بڑی رکاوٹ کا خاتم ہو گیا۔ اپنے بھائی کی مرт کے اس موقع پر اُس کا یہ پنجم کشا تھا کہ شیرین جان مر گیا۔ اُس کی ریاست تھی گئی، عبدالودود کے پیشیدہ ارادوں اور خدشات سے اچھی طرح پرداخت ہے۔ زبانی اور بے (WR Hay) اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اُنکی شیرین جان کی پوزیشن کو کمل اُٹھوڑ پھوڑنا نہ کے لئے شیرین جان کا سطر سے بٹا جا گا۔ اہم ترین واقعہ ہے۔

عبدالودود اور سنڈ اُنی بابا

سوات کے معاملات میں سنڈ اُنی بابا کو جو ٹل دھل حاصل تھا وہ سب پر میاں تھا۔ ان کی شخصیت اور دیشیت عبدالبیمار شاہ کے عبد سے پہلے اور اُس کے دوران لوگوں کو کہا کرنے کا بڑا اثر تھی۔ لوگوں کے ذہنوں پر ان کا ایسا اثر تھا کہ اگر دستیل طور پر سوات میں قیام کرتے تو یقیناً سید بابا کی دیشیت اندر پڑ جاتی۔ میاں گل بر اور ان اور سید بابا مزار کے گھر ان ایکبر المردوف پاٹھی ٹانے علی الاعلان ان کی نہ سوت کی۔ اپنے اٹر و سوخ اور انگریز حکومت دیاں گل بر اور ان کی خالفت میں حاجی صاحب آف ترکلی کے ساتھ ہم کاری کی وجہ سے وہ ایک ہائپنڈیوہ شخصیت قرار پائے۔ میاں گل بر اور ان نے الزام لگایا کہ سنڈ اُنی بابا حاجی صاحب آف ترکلی اور ان کے ہم کاروں لوگوں اور اسلام

کے لئے صرف مصیتیوں کا باعث بنتے ہیں اور یہ کہ وہ جس قدر بدلے اپنی نالی پہنانے سے باز آ جائیں اتنا ہی بھر جائے۔ پرانی نالے ان کو پختچ کرتے ہوئے کہا کر ”وہ ماتحتی صاحب آف رنگریزی، سنداں اکی ملکہ اور ان کی طرف کے دیگر لاہور اون کو پختچ کرتے ہیں کہ وہ جب اور جہاں چاہیں اُن سے ناگزیر کر کے کچھ لیں۔ وہ قرآن و حدیث کی روشنی میں ان پر ہدایت کر دیں گے کہ انہوں نے جو کچھ کیا ہے اور کہ ہے جس دو اسلام کے اصولوں کے خلاف ہے۔“

جب شاہیزی، سیوجن اور یونک بیٹل کے جو گوں نے میاں گل برادران سے نواب دیو کے خلاف تباہیوں اتنا اور اُس کے لئے انہیں ہابروزی ملاد دینے کی چیز کی تو انہوں نے اصول اور یہ بات مان لی گئی اُس وقت تک قرآن پر باحقر کر کے یہ مطف لینے سے انہار کیا جب تک کہ سنداں اکی ملکات سے نکل نہ جائیں۔ گل انقدر کی بھروسہ اور ماجی نے انہیں بھی بالا فرنڈ اکی بیا سے سلسلہ جہانی پر مجبور کر دیا اس لئے کہ اُس کے تباہیوں و آمادگی کے بغیر انہیں اس تحفت کا حلا ممکن نہیں تھا۔ سنداں اکی بیا سے مذاہمت کے بعد میں عبد الدود کو اپنے مقصد میں کامیابی نسبی ہوئی۔ ہاتھم وہ سنداں اکی بیا کے اثر درستخ سے حصہ محسوس کرتا ہوا اور جب اُس کی اپنی پوزیشن مسلمان ہو گئی تو اُس نے اس درستخ کو کرنے پر کام بڑو دع کر دیا۔ بالا فرنڈ اکی بیا سوات کو ہٹان چلے گئے۔

18 اگر 1918ء کو عبد الدود نے نواب دیو کے پابرجوی میں صورف ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے نواب کیا ایک تقدیر شاہزادی کی گھنی ہا کا میں کامنہ کیا ہے۔ سوات کا جرگ سنداں اکی بیا سے نواب کے خلاف مدد کی درخواست لے کر ان کی عاشش میں کوہستان گیا۔ وہ شاہیزی ملاد دین میں آجیا جہاں اُس کی عبد الدود سے مذاہمت کرائی گئی۔ اُس نے مختلف گروہوں کے درمیان موجود اختلافات فتح کرائے اور وہ لکھنؤ اور بیرونی ریاستوں اور مناقشوں کی وجہ سے تیربرے تھے انہیں گرا دیا۔ ان ہاتھ سے بالا وسط عبد الدود کی پوزیشن ضربہ ہوئی۔ سنداں اکی بیا قبائل کو نواب کے خلاف جنگ پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہوئے گھنی نواب کی افواج کامیاب ہوئیں۔ اُس کی وجہ میں عبد الدود میں جنگی اور تذویری ایصالات کے لئے مظلوم پر ملاحیت کا فقدان تھا۔

بہر حال سنداں اکی بیا ماتحتی صاحب آف رنگریزی اور دیگر لاہور نے شیرین جان کی موت کے واقعہ کو سوات، دری، جندول اور گنڈپ میں نواب کے خلاف استعمال کیا۔ شیرین جان کی موت سے عبد الدود کو دو ہر افائدہ ہوا۔ ایک تو اس طرح ایک ذہن درست خلیف کا خطرہ فتح ہو گیا اور درسرایہ کسی چیز کوٹھن کی پوزیشن کمزور کرنے کے لئے استعمال کیا گیا۔

سنداں اکی بیا ایک بار بھر پابرجوی سے جو ہات آئے اور یہاں سوات بالائیں ایک تکمیری بھروسہ کی۔ یہ بات کی کمی ہے کہ میاں گل نے سنداں اکی بیا کو یہ ہم چلانے پر مجبور کیا تاکہ حکمنڈ طور پر انہیں لوگوں میں غیر مقبول ہوادیں۔

انہوں نے سو اس میں بہائی اقتصاد کی اور با جزو جانے کی دعوت قبول نہیں کی۔ ۲۳ جون انہوں نے عبدالودود کی طرف سے سو اس پر سے اگرچہ جہاڑوں کی پروازیں گزرنے کی اجازت دینے کی خلاف تھی اور پارس اور سرگرمیوں میں مدد و رسانی اور دخان لذتیں سے غیر تھیں بات چیت تھی۔ وہ عبدالودود سے اس لئے بھی ہماری تھے کہ سیہوئی علاقے میں ان کے دیبات انہیں داہم نہیں کئے گے۔ عبدالودود اس محالہ میں اُن پر الزام لگاتا تھا کہ وہ سو اس میں اُس کا اثر و رسوغ فتح کرنے کے لئے سیہوئی کے امیر خان کا ساتھ دے رہے ہیں۔

عبدالودود نے عجس کر لیا تھا کہ ایک ہی اور ایک حاکم ساتھ ساتھ نہیں ہل کتے۔ اس لئے حاکم صرف اور صرف ایک ہونا چاہئے۔ اور اگر آپ حاکم ہیں تو آپ کو یہ کافی رسم و رٹن کرنا چاہئے۔ اور اگر ایسا لکھنڈہ ہو تو پھر یہ کو بنانا چاہئے۔ اس لئے وہ سند اُنکی بہا کے دی فراہ کا سبب ہے۔ وہاں سے سند اُنکی بہا نے قبائل اور نواب کو عبدالودود کے خلاف جنگ پر آمادہ کرنے کی حقیقت الامکان کو کوٹھیں کی۔ نواب اُن سے مکحواڑ کرتا رہا ایک سو اس پر مدد نہیں کیا۔ بہر حال نواب دیر میں اُن کی موجودگی کو عبدالودود کے خلاف دباونائے رکھنے کے لئے ایک تھیار کے طور پر استعمال کرنا رہا۔ پاکستان اُنکی بہا کی سلسلہ مقامات سرگرمیوں کی وجہ سے عبدالودود نے انہیں کافی قرار دے دیا۔ چھ فروری 1927ء کو پاکنہ خلیل علاقے کے ایک علاقہ کوہاٹ میں اُن کی موت سے نواب دیر کی طرف سے سو اس پر حملہ کے امکانات تقریباً محدود ہو گئے۔

عبدالودود نے صرف سند اُنکی بہا یعنی کوفر اور سیہوئی کیا بلکہ ان رُکنِ قائم ہی دوں کو بھی سو اس سے کالا باہر کیا جو لوگوں پر سماں اثر و رسوخ استعمال کرتے تھے۔

عبدالودود اور دیر، اُمباب و اندر وطنی صورتی حال

عبدالجبار شاہ کے عبد میں ریاست سو اس اور نواب دیر کے درمیان حالات کشیدہ رہے۔ عبدالودود کے برادر انتدار آئنے سے اس صورتی حال میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ عبدالودود کے خلاف اتحاد قائم کرنے کے لئے نواب دیر، خان آف خار اور عبدالجبار شاہ کے درمیان تقابلہ خیال ہوتا رہا۔ عبدالودود نے اس اتحاد کے خلاف عمر خان آف جنڈول کے بیٹوں سے اتحاد کر لیا۔ آئنے والے برسوں میں نواب دیر اور سو اس کے بانچا صاحب کے درمیان لڑائی بھڑاکھڑا رہا۔

نواب نے سو اس میں اپنے کھوئے ہوئے علاقوں والیں لینے کی کوشش کی۔ سو اس بالائیں سیہوئی کے ہاتھ محمد خان اور شاہیزی کے ماں خان کے گروہوں کے درمیان لڑائی پھرگئی جو نیک پی خلیل اور شور و زیبی علاقے تک پھیل گئی

تین مہر الاودود ان کے درمیان محادیہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس نے ۲۰ نومبر خان کو اپنے ملائقہ میں قیامی
اجازت دی اور فریقین سے یہاں برخاستہ کا وعدہ کیا۔

عبدالاودود کے زیر اثر ملائقہ میں مسئلہ تجاز عاتیں سر اعمارتے رہے۔ وہ بالواسطہ یا باہادار طرز میں طور
بوجار بنا۔ پونچھیوں کے قیام اور ہر گھر پر ایک راپپی ٹکس لگانے سے اس کے خلاف شدید احتیاج ہوا اور اسے غیر مقبول
بنا کر سبب بنا۔ دریا کے دام کے قبائل میں بے جتنی بھیل گئی اور ایک بڑا نوئی سرکاری ڈائری کے مطابق
دو میان گل کی حکومت میں تھلا رہے ہیں۔ بھیل خیل قبائل میں بھی بے جتنی بھیل گئی۔ عبدالجبار شاہ نے بھکر کی
جانب سے اکرمیان دم کے مظبوط گزہ کو بند کر دیا جس کے بارے میں خیل خاکہ و کارروائی کے لئے اپنا
نقش آغاز ہاتھ پوٹکا ہے۔ تاہم عبدالاودود نے خیل ہاتقدم کے ہدر پر اس پر حمل کیا اور آسانی سے اس پر قبضہ کر لیا۔
حصیب اللہ خان المردوف میان دم خان کو اپنے لوگوں اور اسلوک کے ساتھ گوہستان جانے کی اجازت دے دی گئی۔
عبدالجبار شاہ ایک تماشائی کی طرح یہ سب دیکھتا رہا اور پھر بخیر بخیر کئے اس ملائقے سے نکل گیا۔ نواب دی عبدالاودود کی
اس کی میاں پر بہت ضطرب ہوا اور عبدالجبار شاہ نے اپنی ناکامی کی ذمہ داری یہ کہ کر نواب پر ڈال دی کہ اس نے وعدہ
کے مطابق اپنی لکھ بھیجی۔ ہر کیف نواب دی، عبدالجبار شاہ اور سوات کے کم سرکردہ افراد کے درمیان خطہ
کتابت جاری رہی۔

اس دوران داخلی واقعات و بے جتنی کی صورت میں حال نے سوات کے بچا کو پریشان کئے رکھا۔ 28 نومبر
1921ء کو اورین زمی نے باقاعدہ طور پر اپنی آزادی کا اعلان کر دیا اور اس کی اعتمادت سے اٹھا کر دیا۔ اور سواتی
لڑکے کی خواہش و فہماں کو تکریداز کر کے اس محاذ سے الگ تھلک رہا۔ اُسے لکھر جانے میں بھی مخلکات کا سامنا
کر دیا اور بالخصوص نیک پی خیل ملائقہ اسے ختحم حالت دینے میں بس وہیں سے کام لیتا رہا۔ اس لئے اس نے
آن کے کئی رہنماؤں کو ضیافت کے بہانہ لے کر قید کر دیا۔ پھر اس نے نیک پی خیل، سیہو جنی اور شامیزی قبائل کے برس
اقتنا اور رہ کو اپنی میم بھیجا کر جب تک نواب دی نیال میں قیام کرے وہ آکر سیدہ میں، یہ اپنے طلاقے پھوڑ دیں۔
انہیں نے دوسری بات قبول کی اور نواب دی کے پاس چلے گئے۔ اس طرح عبدالاودود نے اپنے خلاف نواب دی،
عبدالجبار شاہ اور سواتی قبائل کے ہنخوش حصوں کو اتحاد جانے کا موقع دیا۔ نواب نے اپنے بھائی کو سوات کو ہستان بھیجی
کر حصیب اللہ خان المردوف میان دم خان کے ساتھی جانے کے لئے کہا اور اس طرح میان گل کے دام بارو کو
قطرہ میں ڈال دیا۔ اسی دوران اس نے نواب اس کے قحط سے عبدالجبار شاہ سے مسلح جنیانی کی کہ دو میان گل
کے قطب میں طاقت کا مقابلہ کرے۔

سوات کے لوگوں پر اپنی بے انتہی کا مقابہ کا مظاہرہ عبدالاودود نے 5 نومبر 1921ء نے ہمدرم قبیلے اس طرح

تیکر اس نے ابھائی اہم فوجی میدے غیر ملکی افراد کے خلاف لے کر جس پر اس کے خلاف چ سکوں پاں شدہ ہو گئیں۔ اس نے فی الفور خان آف خار، منڈا کی بنا اور ہاؤس خلا کو بیٹامات بیجیے کہ وہ باہر میں نواب دیر کے لئے حکومت کمزی کریں۔ منڈا کی بنا نے اُسی المدعی کو شش کی کر خان آف خار حادثے کے باہم کا ساتھ دے گیں جو اس اتنے سے پہلے اس نے اپنے آدمی کو پرستیکل اجت کے پاس مشورہ کے لئے بھجا۔ عبد الودود کی پوزیشن ابھائی ہزار تھی۔ اس کے اپنے الفاظ میں:

"1921ء میں میں بھولی ہو رہے جو حکومت دھرم کا اعلیٰ حص ان کے ساتھ، کئے ہوئے میں اس سرحد مال کو جس تجویز کروں گا۔"

1. نواب دیر تو پہلے سے یہی پہلی طاقت کے ساتھ مدد کے لئے پرتوں دیا گا۔

2. اسات کے سابق سخراں عبد الودود نے راستہ بکار کی مدد سے مدد کرنے کے اتفاقات عمل کر لئے ہے۔

3. اگر پرستیکل اجت کے اکانت پر حدود کے کی طاقت، درخواجی سرحد نئی کے لئے اسی راستہ سرحد کا انتدار کر رہے ہے۔

4. کوہستانوں کا ایک ملک جو اسات پر مدد کے لئے تیار ہے۔

جسے اس بڑا کاغذی گلہس "اس کی ادا اور مشورہ کے قضاختا بکر رہتا ہے"۔

اوین زی بخوات کی ہاکا کی کے اتفاقات کو بیان کرتے ہوئے عبد الودود کہتا ہے کہ

"جسے صدر بڑا میں پانچی کو اس پر لگا رہا۔"

1. سچ (ایک بیٹل) میں حدود کے ہاٹی بیانیں کوڑ کر رہا تھا۔

2. مدین میں مدد اور کوہستانی ملک کو بیجی، بھیجا رہا تھا۔

3. نواب مدب کوڑ اکر سے رہا رہا تھا۔

4. اپنے قدیم طاقت ورثیں نواب دیر کی قیادت کو اپنی میں بیجی بننے پر بھج رکھا تھا۔

5. برطانوی پرستیکل اجت کی باغیان کا داد و دفعہ اور غیر داد بیان کو توڑ کر رہا تھا۔

جسے ایک ہی ان چاروں کا ازادی کی گرفتاری کرنی تھی ذہنی اڑاکا اس کا انعام، ان سکھ اعلیٰ اور خواراں کی ہے، دیکھ لیں
رسد اور اُن کا حوصلہ بلند، سمجھ کی تھا۔"

عبد الودود نے "سوہات بالا کی فوج کو اوین زی سے داہم بنا کر سچ میں پوزیشن سنبلے کے لئے کہا۔ جسیں
خیل اور مزدی خیل کے درستوں کو مدین بھجا اور بیٹل اور سوی خیل کے ملک کوڑ اکر روان کیا۔ ناقشیں کی طرف سے
حل کرنے میں ہاکا کی نے عبد الودود کو ان سے سفارتی ذریعہ سے منٹے کا سنہری موقع فراہم کیا۔ پہلے اس نے بیٹل
اور سوی خیل کے جو گریں کی حیات حاصل کی اور پھر بونیر کو بھی ساتھ ملا لیا۔ جس سے مدب کی فوج اُن سوئے پر
بھجو رہ گئیں۔ یکے بعد دیگرے دوسرا نوٹھات بھی آنہ شروع ہو گئیں۔ نواب مدب کے پہاڑوں نے اُن کی سوہات

کے خواجہ کی بخواہت بھی بکل دی گئی۔ کچھ ہی دن بعد فو اپ در کے ادھر پر جلد کو اس ندی طرح سے ناکام ہمارا بیان کیا کہ دو جنگ بندی کے لئے بات چیز پر بھجوڑ ہو گیا۔ ہے چہ بخوبیں کے لئے مان لیا گیا۔ اس کے بعد مدینہ بھی کوہستانوں سے واپس لے لیا گیا۔

عبدالودود اپنی ان ساری مخلکات اور عدم اعتماد کو طاکتہ میں عین پولٹکل ایجنت کی سازشوں کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ چاروں حاخموں کے بعد بھی اس بارے میں بیان کرتے ہوئے وہ کہتا ہے۔
”پولٹکل ایجنت کی سازشوں میں طرح ہواں میں کو تحلیل ہو گئی۔ ہواں کی سبک پاراوس کا اداں پر کامیابی نصیب ہوئی تھیں میں آج تک 1921ء کے ان پر آشوب نہیں کیا تو کوئی نہیں کر سکا ہوا۔ اس پر ہری ہمیں سازش میں باقاعدہ سے لگ گئے اور اس کو سوات کی جنگ میں ہر ہبہ جائیں گے۔“

اتخادریوں کی ہاتھی مہدوود کے سارے دشمنوں کے لئے ایک کاری ضرب ثابت ہوئی، جاہے ان کا تعقیل ریاست کے اندر سے ہو یا بہرے۔ اس سے اُس کی پوزیشن بے حد سلیکم ہو گئی اور برطانوی حکام اپنے مخالفات کے تحفظ کے لئے چوکا ہو گے۔ 1922ء میں اُن زمیں معاہدہ کے تحت انہوں نے فو اپ در اور باچا آف سوات سے اپنی شرائما نہیں کیں۔ اس کے تحت سوات کے باچا کو اُن زمیں ملاٹو اور تواب کو لوٹا ہوا تھا اور تواب کو سوات کے مخالفات میں مداخلت نہ کرنے کا پابند کر دیا گیا۔ مخلافت ملائتے میں اکثر ہتھی کی حیات حاصل کرنے کی شرط پر وہ ایسا کر سکا تھا جن کے لئے بھی انگریز حکومت کی متعلقی اجازت ضروری تھی۔

عبدالودود اور برطانوی حکومت

انگریز حکومت نے چیف کمشنر کے لواسے سوات پر عبدالودود کی حکومت کی خاصیں منظوری دے دی تھیں جنکو وہ اس کی آزادی کوٹک کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اس نے انہوں نے اُسے باقاعدہ طور پر تسلیم کرنے میں بکھر دت یا۔ اس نے اپنے طور پر ان کا احمد حاصل کرنے کی کوشش کی جس کے بغیر وہ اپنی پوزیشن سلکم نہیں کر سکا تھا۔ 21 میں 1923ء کو عبدالودود نے اپنے سب سے بڑے بیٹے گواہادی مہمد مترکرنے کے لئے ایک دربار کا انعقاد کیا۔ دوسرے دن منعقد ہونے والے دربار میں اُس کی طرف سے اُس کے وزیر حضرت ملی نے ایک بھی نظر نہیں۔ جس میں اُس نے برطانوی حکومت کے لئے اپنی پیگی و سوتی اور وفا داری کا اعلان کیا اور سامعین کو بھی تلقین کی کرو۔ بھی اپنے قول وصل سے اسی بات کی گوئی دیں۔ اُس نے کیونشوں کو اسلام و شرمن قرار دیتے ہوئے پر نزور الخالد میں ان کے مقاصد اور پوچھنے کی نہیں کی۔

پھر اس نے تحریری طور پر پولٹکل ایجنت کو اپنے لئے افراد روانے یوسف ندی کا تقب انتیار کرنے کی اطاعت

دی۔ اس لقب کا اٹکاب سیاسی اور سفارتی لحاظ سے ناسامنی خیر الداہم تھا۔ تو سختگل میں ریاست کی حدود میں ہونے والی تبدیلی سے اس کو بدلتے کی ضرورت ہو گئی اور اپنے سب سے چند شہر و نواب دیکھو گئی اس سے زادہ سے زیادہ والی تکلیف پہنچائی جائی تھی۔ ناہم برطانوی حکومت نے اسے ایک مناسب لقب نہیں سمجھا۔ مارچ 1926ء میں پنجشکل اجنب کے دورہ اور جرگوں سے ملا گا توں کے بعد انہوں نے صورت حال کا انکھر پائزدہ ہوں لیا۔

"پنچاہر سب کو فوجی خاک نظر آتا ہے۔ بالکل دشہر پیاس میں ایک سبز بڑا اور بال عکران لگتا ہے جن قبائل موزہ زین میں اُس کے خلاف جنہات پانے جاتے ہیں۔ جن سے اذل آؤ، وہ کلی شور و بیٹھی نہیں، اور اگر لے بھی لیتا ہے تو اُس پہلے بال کی جس کر کر۔ اور وہ اس میں بیکار کی جس سے اُس کے خلاف ہر سختی پال جاتی ہے جن اور اُنیں چارہ بست کے خوف کی جس سے اُس سی حکومت کو پسند کرنے ہیں۔"

3 میں 1926ء کو چیف کمشنر سید شریف گھے اور منعقدہ دربار میں میاں گل کو وطنی سوات کی حیثیت سے باقاعدہ تسلیم کر لیا گیا۔ لوگوں نے میاں گل عبد الودود کو ہاتھ یا بادشاہ کا خطاب دیا اور انہیں باپا صاحب کہتے تھے جن میں برطانوی حکام اس لقب کو صرف اپنے بادشاہ کے لئے مختص کر دیتے تھے۔ اس لیے ہندوستان کے کسی عکران کو یہ خطاب نہیں دیا گیا۔ ان کی طرف سے نواب کے لقب کی پیش کشی کی گئی جنکن عبد الودود نے بادشاہ سے نواب ہٹانے جانے کی ختنی کو پسند نہیں کیا اور بالآخر وہی کے لقب کو قبول کیا جس کا مطلب "عکران" ہے۔

عبد الودود والی کی بلاعے جانے پر خوش نہیں تھے جنکن اس تسلیم طاقت کے آگے سر جھکائے ہی نی۔ دبیر 1927ء میں انہوں نے ایک بار اور باچا کے لقب کے لئے برطانوی حکام سے رابطہ کیا تھا۔ ان قریبی افسران کی ستارش کے باوجود اس درخواست کو رد کر دیا گیا۔ قوت کی عجیب ستم طریقی ہے کہ عبد الباری بادشاہ ہے۔ برطانوی حکومت نے تام نہادہ خور ساخت اور براۓ قام بادشاہ قرار دیا تھا اس کا سرکاری خط و کتابت میں اکتوبر و یونیورسٹی بادشاہ یا سوات کا سابق بادشاہ کے نام سے حوالہ دیا گیا ہے جنکن عبد الودود اپنی حیثیت کے باوجود اگرچہ حکومت سے اپنی اس خواہش کو نہیں خواہ کا۔ ناہم۔

"برطانوی حکومت کی جانب سے سوات میں عدم مداخلت یا اس کی ملکائی خودداری کے لئے اہل پالیس نے معاہی سیاسی توازن کو مستکلا والی (عبد الودود) کے حق میں کر دیا۔ اگرچہ سرکاری اس نامیں دعایت نے والی کے اقتدار کو احتفاظ میں اپناؤ کر دیا گیا۔"

اگرچہ دس کی طرف سے وطنی سوات تسلیم کے جانے کے بعد عبد الودود کی پوزیشن مضمون ہو گئی اور اسے جزوی سلمکرنے کے لئے اُس نے بچ دو شروع کر دی۔ اس ٹھکن میں اُس کا پسلانقدم اپنی رعایا کو غیر ملکی کرنا تھا۔ اس کے لئے اُس نے برطانوی حکومت سے یقین دھانی حاصل کرنی چاہی کہ لوگوں کی طرف سے بغاوت کی صورت میں

اُس کی مدّتی جائے گی لیکن برطانوی حکومت اُسے یہ بین دہلی نیس کر سکتی تھی۔ اس کی وجہ 3 میں 1926ء کو سیدہ کے مقام پر ٹھے پانے والے معاہدہ میں یہ اختتامی جملہ تھا جس میں کہا گیا تھا کہ "اس معاہدے کے تحت برطانوی حکومت میانگی کی حکومت کی سلسلہ اور نیس کرے گی۔" اور کچھ اور بھی موافق تھے۔ برعکمال اُس نے سفارتی ہمدرندی سے کام لے کر اپنا منصوبہ حاصل کر لیا جس سے اُس کی پوزیشن ہر یہ سلکم ہو گئی۔

عبدالودود اور سرسرداری کے میان صاحبان

سرسرداری کے میان ہزار خان کو جو ابھائی ہزر فیضت کے مال تھے اور جو عبدالودود کے دوست اور اتحادی تھے، اُن کے بیان میں بذرکرد یا گیا۔ اس کی وجہ عبدالجبار شاہ سے وقارداری کا الزام تھا اور اُس کے ساتھ ساتھ مقامی خود پر اقتدار کے باہر میں عدم انتقال تھا۔ اس خود راست اقدام سے سوات بالا کے ہزارزین اور غور بند، کافر اور چکیڑہ اور پورن میں فخر و ضرجعل گیا۔ میان ہزار خان کو آزاد کر دانے کے لئے عبدالودود کے پاس وفادیجیے گئے اور مطالبدہ نے کی صورت میں بخواہت کی دھمکی دی گئی۔ لوگوں کا منہ بذرکرنے کے لئے ہزار خان کو چھوڑ دیا گیا۔ جبکہ اس کے اثر درہ سون خوکم کرنے کے لئے سر کے میان شیرزادگل کو سرسرداری میں مامور کیا گیا۔ ایک برطانوی سرکاری روپورث کے طبقیں اُگریں یعنی انتظام کا میاب ہو جائے تو یہ برطانوی حکومت کے لئے بھی بہت فائدہ مند ہارت ہو گا۔ اس لئے کہ ان میان صاحبان کا ہائل اگر وہ تو بیش جاتی صاحب آف ترکی اور میرا گھر بزرگ نہ ہوں لوگوں کے ساتھ سازہ بازی کو ڈھنس کرنے میں صرف رہتا ہے۔

باقاعدہ سرسرداری کے جاؤٹن میان صاحبان کو اطاعت کا مہد کرنے پر دوبارہ اپنی جانب داد پر بحال کرو یا گیا اور فریبین کے درمیان مذاہبت ہو گئی۔ میان ہزار خان کو بعد میں سر کے اس کے چیز اور بجا ہیوں نے مارڈا الا جب کہ اُس کے کنجی شاہدار کو نائب سالار کے عہد سے بنا کر اُس کی جگہ شیرزادگل آف سر کو یہ عہدہ دے دیا گیا۔

عبدالودود اور خوانین

اقدار میں آنے کے بعد عبدالودود کو علاقہ سیہوجنی کے حاج محمد خان اور اُس کے مامیوں کی خانقاہ کا سامنا کرنا پڑا۔ رفتہ رفتہ اُس کی پوزیشن سلکم ہوتی چلی گئی اور وہ چند سر کرد خوانین جو اُس کی ہمدردی کے مال تھے یا تو اُڑھی تماز مات یا دسرے طریقوں سے مغلوب کرنے لگے۔ 1929ء کے اختتام تک عبدالودود اور ریاست دوں اتنے مشبوط ہو گئے تھے کہ نایاب ہائیکمیں میں سے بچھ بیش کے لئے مظفر سے غائب ہو گئے اور آجھوں میں سے

کے لیے سامنے سے بہت گئے۔

29 دسمبر 1927ء کو حبیب خان المردف دارسی خان اس وقت ایک چنان سے گر کر جاگ ہو گئے جب وہ
وائی سوات (عبدالودود) کے ہمراہ مارخور کا قمار کرنے کی بھروسے تھے۔ حبیب خان کے اس سے دو حصہ
مرام اس وقت سے کشیدہ ہو گئے تھے جب عبدالودود نے ایک اور سے قبیلہ پر حملہ کرنے کی وجہ سے اس کے قبیلہ پر
چہ ہمراہ دو پر جرمات اور ان کے جلاعے ہوئے گھروں کی ازسرن تحریر کا حکم یا تھا۔ کیونکہ تحریر 1928ء کو رشتہ خیلہ جا کر
انہوں نے حبیب خان کے جاٹیں کے طور پر اس کے سب سے ہے میں محمد رسول خان کی دھماکہ بھی کی۔ خیر۔ کافی
کے اس اخبار سے وہ رابل حبیب خان کی صوت سے اپنی بریت ثابت کرنا پڑتا تھا جس کے باہم میں عمومی ہائر
یونیورسٹی سوت حادھاتی نہیں تھی۔

عبدالودود کی طرف سے اس اخبار بریت کے ہادر 29 دسمبر 1928ء میں جب وہ قبیلہ (خیلہ) کے دارودی
قما، دارسی خان کے بیویوں نے حبیب خان المردف میاں دم خان کے ساتھ مل کر اس پر شہ خون مارا۔ یہ کوشش
ہاکام ہو گئی اور حملہ آور دفعہ فرار ہو گئے۔ اس سے عبدالودود کی پوزیشن مزید کھو گئی اس لئے کہ اس طرز ایک
ہزاران مضمونہ خالق گردوں بیاست سے ٹکل گیا اور اتری کی کیفیت سے دوچار ہو گیا۔ تجھے اس سے ان کا ذر (دھر) 1
کر کر رہو گیا اور عبدالودود مضمونہ تھر ہو گیا۔

3- 1902ء میں کسی باہمی گردی بھروسے میں سوتیلے بھائی ہمراہ خان کی بلاکت کے بعد جہزاد خان
بایوڑی قبیلہ میں مضمونہ ترین شخص بن کر اپنے تھے۔ اس نے اپنے قبیلہ کے ہمراہ اقتدار کے پیلے ہی سال عبدالودود
سے اپنی حمایت واپس لے لی اور اس کے بھائی میاں گل شیرین چان کا ساتھ دعا شروع کیا۔ اس نے عبدالودود کے
لوگوں کو ٹیکر لکھ کرنے کی بھی حقیقت کی۔ 23 دسمبر 1928ء کو وہ اپنے کشیدہ جو گھر خان کے باخوبی مارا گیا۔ جہزاد
خان کے خاندان کی اہمیت حزیر کم کرنے کے لئے عبدالودود نے قاکل کے ہاپ جاٹ خان کو جہزاد خان کے ذر
(دھر) 1 کا سربراہ بنا دیا۔ اسی سینے میں شورائی علاقے کے ایک ممتاز اور بالآخر شخص کامران خان کو سیدہ ڈاکر قید کر دیا گیا۔
سیدہ جنی کے اہم خان اور اس کے بھائی محمد سید خان (المردف ٹکلو ٹھی خوانیں) کا قتل دارسی خان کے
بیویوں کے ذر (دھر) 1 سے تھا۔ انہوں نے اپنے ذر (دھر) 1 کے ہمراہ دوستی کا طبق لیا۔ محمد سید خان کو عبدالودود نے
سیدہ بنا لیا۔ وہ اپنے ساتھ جو چاہیس عدد انکلیس لایا تھا، وہ ضبط کر لی گئی۔ تیر کو 29 دسمبر 1928ء سے قبیلہ فرار
ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اس اخراج کے ملئے ہی اس کا بھائی اہم خان 160 رانفل بردار جسون سے ساتھ ہوئی
چلا گیا۔ فروری 1929ء میں حبیب خان اور میاں دم خان کے ایک رشتہ دار خونخال خان کو جو بیدرہ میں رہتے
تھے سوات سے چلا گئے کہ اس کی جائیداد ضبط کر لی گئی۔

اس طرح وہ طاقت درخواستیں ہیں کی دو اور یا ان ملکوں تھیں یا تو بزرگ و سلطنت سے بنادیئے گئے یا انہیں مجید کر گیا کہ وہ خودی پڑے جائیں یا اثر و رسوخ چھین کر انہیں گم ہی میں دھکیل دیا گیا اور ان کی جگہ ان کے حریطوں کو آئے لایا گیا یا انہیں مذاہست پر محروم کر دیا گیا۔

عبدالودود اور ولی محمد

عبدالودود نے اپنے بڑے بیٹے جہان زیب کو ولی محمد مقرر کرنے کے لئے 21 ستمبر 1923ء کو ایک درباری انعقاد کیا۔ چون کہ ہر جگہ اس دستار بندی میں سب سے آگئے ہونے کا خواہیں مددقا، اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ چند تنقیب علاوہ اور طلاقیاں کی جانب سے یہ فریضہ راجح ہے۔ دستار بندی سے قبل عبدالودود نے ایک تقریر کی: "آپ سب لوگوں کی خواہیں تھیں کہ میں اپنے سب سے بڑے بیٹے کو ولی محمد مقرر کروں۔ آپ کی موجودگی میں اپنے بیٹے کو اس بات کے مطابق میں اپنے بڑے بیٹے کو اس منصب کے لئے پیش کرنا ہوں۔ اور آپ کی موجودگی میں اپنے بیٹے کو اس بات کی تکمیل کرنا ہوں کہ وہ ہری طرح آپ کے ساتھ ثابت ہوئی اور مسماوات کے اصول کو مد نظر رکھ کر برداشت کرے۔ اسے کسی ایک کوادر سے پر ترجیح نہیں دیا جائے اور وہ تمام بعد سے ہمارے کرنے پائیں گے میں نے آپ میں سے کسی ایک فردی اس سے کہے ہیں۔ مجھے ہر دی اسید ہے کہ انکا ہی معاشرات میں آپ لوگ اُس کا ایسا ہی ساتھ دیں گے جیسا کہ آپ ہر اساتھ دیتے رہے ہیں۔"

مندرجہ ذیل افراد نے درج شدہ ترتیب کے ساتھ دستار بندی کے اس میں حصہ لیا۔ پاٹھی (ابو بکر)، صاحبزادہ صاحب آف چداخورہ، منڈاگنی ملا، پاچالا آف بوئیر، کامالیاں آف گل کوت، سید حمزہ اللہ میاں آف سرداری، صاحبزادہ آف قلاغنی، اور شر (بڑے) صاحبزادہ آف اوڈھرام۔

سوات کی روانی سیاسی تیاریت کو جائزیا ہا باز طریقے اپنਾ کر زیر کرنے کے بعد عبدالودود نے ریاست کے اندر اپنی پوزیشن ستمم کر لی۔ اگرچہ سرکار نے 15 ستمبر 1933ء کو میاں گل جہان زیب کو ان کے ولی محمد مقرر کے ہانے کے واقع کے نیک دس سال بعد ستر کاری طور پر ولی عبد حليم کر لیا۔ باچا صاحب اس کے فرماںد ولی محمد سے پہلی بوجھے اور اس کے اثر و رسوخ سے حصہ کرنے لگے۔ 1935ء میں اسے اختیارات سے محروم کر دیا گیا اور اسے کہہ دیا گی کہ وہ ریاست میں نہ آئے۔ پانچ سال بعد اسے دہارہ بحال کیا گیا۔ صوبائی گورنر نے یہ میں پر کراچی صاحب اور ولی محمد کے درمیان مذاہست کرائی۔ میاں گل جہان زیب اس کشیدگی کی وجہ سے ہر اور ان کی سازش کو قرار دیتے ہیں۔ میاں گل اس کا پانچ بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ نہ صرف باپ کے خدشات اور حد اس کا سب تھا بلکہ ذر (ذر) کے معاشرات اور اقتدار کے لئے رکنی کا بھی اس میں ہاتھ تھا۔ وزیر برادر ان ان معاشرات میں اپنے

سخاوات کا تحفظ کرنے میں ہاکام رہے اور اکتوبر 1943ء میں سوات سے پڑے گئے۔ 12 دسمبر 1949ء کو ہاچا صاحب اپنے بیٹے کے قتل میں ہائی وکٹ سے دستیردار ہو گئے، جس کے نتیجے میں دوسرا سات کے لئے عمران بن گئے۔ اور بیاست کے آخری والی ثابت ہوئے۔ بیٹے کے قتل میں ہاچا صاحب نے ہائی وکٹ کو کیوں فتح دیا؟ کیا یہ فیصلہ رضا کار ان تھا؟ اس حکم میں ان کا ہدایاں یہ بتاتا ہے:

"1949ء میں میں نے یہ جسوس کیا کہ، حکم کام جو میں نے اپنے اسلامی قانون پر یا عمل ہو چکا ہے۔ بیاست حکم نہیں اس پر قائم ہو جگی جی۔ حکومت نیک خواں میں رہی اور مستقل ہیں ہر لڑاکے سے جب ہوں تو انہوں نے اس کا نظر آتا تھا۔ جو ہائپے کے اڑات ہیں جو ہی اسی طرح طاری ہانتے گے جس کی وجہ نظر انہوں نے انہیں سمجھنے لیا۔ سلسلہ چلی اور ہمسانی دہائے سوت کو نہایا خراب کر کر شروع کر دیا تھا۔ خوش ہونے کے باوجود میں مکمل بدر پر چک یا تھا کہ بھرالی کی زندادیاں جمع کرنا ممکن نہیں۔ ہاتھیا۔ مدد و مدد ازیز ہے اور خواب ایکی بھنڈی مکمل تھے۔ ایکی قیچی کو بیر بیٹھ سے خدا تعالیٰ رہی تھی کہ میں تم مال کروں۔ ہالخوس میں اپنے آپ کا تر آن دست کی تعلیمات سے مکمل بدر پر آگاہ کر دیا چاہا تھا۔ بیر اور خواب یقیناً کسی میں سوات کے دو گوں کی روحلائی اور اخلاقی تربیت ہی کہ ہاچا ہاتھ۔ اس کے لئے بیر اخیل تھا کہ میں کہو، اُن گرسیں اللہ تعالیٰ میں کے ایک گروہ کے ساتھ میں تصدیق کے حصول کے لئے گاؤں گاؤں اور اسلامی تعلیمات کے طالبوں کو گوں کی کرداد میں اسی کی کوشش کر دیا کر دیجئے مسلمان ہیں میں۔ اس لئے میں نے پہلے کیا کہ ہائی وکٹ سے دست بردار ہو جاؤں اور بیاست کے ساتھ میں ہاچا ہاتھ کے ساتھ میں ہاچا ہاتھ اپنے بیٹے میں ہاچا صاحب کے یاں کا پتوٹ منہ بھی کم و بیش بھی دو جو ہاتھ بتاتا ہے جب کہ دست برداری کے ہارے میں ہاچا صاحب کے یاں کا پتوٹ منہ بھی کم و بیش بھی دو جو ہاتھ بتاتا ہے جب کہ اس سلسلہ میں میاں گل جہاں ذہب کا ہیاں یہ ہے۔"

"بیرے والد نے ہائی وکٹ سے دست برداری کا فیصلہ کیا؟ وہ بھوے پے پناہ بھت کرتے تھے اور وہ بھت عربانی کی ایمت ہاتھ کرنے کا پورا سوتھ دینا چاہیے تھے۔ انہوں نے ایک بار بھوے کے باقی کر جب وہ بھرالی میں گئے تو وہ اس دست کا انتشار کرنے لگے جب میں اخیل ہو جاؤں کو وہ حکومت بھرے جو اسے کر دی۔ میں حکومت نہیں دیا چاہا تھا۔ 1935ء میں حکومت نہیں دیا چاہا تھا۔ اسی طرح بہری خوس ہاک ممالات بیویاں اگے۔ اس لئے اس کام میں ہاتھیوں کی۔ حکومت سے دست برداری کا فیصلہ ان کے لئے بھی اسی طرح ہاٹ انسوں نہیں تھا جیسا کہ یہ بھی اہم اعام کے بعد اس بات کا کوئی رنج نہیں کہ حکومت ہاکستان نے بیاست بھوے لے لی ہے۔ اسی لئے اس کا تحریر بھی کیا ہے۔ اس کے بعد اسے ایک بھی بات اور بھی ہے۔ اس سے ایک بیانیہ اسی بندہ کا انکار ہے جس کا تحریر کسی کو بھی ہو سکتا ہے۔ وہ یوسوس کرتے تھے۔ یہی اس بات کا اس لئے چہے کہ انہوں نے ایک بار خود بھی اس بارے میں بتایا تھا۔ یہ کہ اس بیاست کو انہوں نے بتایا تھا اور اگر کسی وجہ سے یہ بھی اسی نام و نیوہ سے ان کے بعد میں فتح اور جائے تو ان کے لئے باعث نہ ملتا ہوگا۔ وہ چاہیے تھے کہ یہی حکومت میں ان کے دادت کو فیصلہ جو جائے کہ ان کا ہاٹ بیاست کی بنیاد پر کئے اور اسے ہانے والے کی حیثیت سے ہاتی رہے۔"

باپ اور بیٹے کے یاہات ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں اور کسی ایک بنیادی شکلی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جس کے لئے دھاٹیں دینے کی ضرورت ہو۔ دست برداری کی جزو جو بات دنوں نے یاں کی ہیں، ان پر تعین

کر جا ساختل ہے۔ لگتا ہے کہ یہ انہی یوں ہی بھروسہ کئے کے لئے کی جادی ہے۔ باپا صاحب کی ہزار نشان بہت مصبوط تھی اور وہ تخت پر بیٹھ کر لوگوں کی اخلاقی اور رہنمائی تربیت کا کام زیادہ منظہ طور پر کر سکتے تھے۔ یہ بات بھی تھی میں ذاتی والی بے کو تخت سے دست برداری کے بعد وہ اپنے اس تبلیغی بھرم پر بھی نہیں لٹکا اور شدید انہیں نے ہاؤں گاؤں کا دورہ کیا۔

خلف شاہزادہ اور بیانات سے آسانی پر تجسس کیا جاسکتا ہے کہ تخت سے دست برداری در اصل اقتدار کے حصول کی طریقیں بھی میں ولی عہد کی تھیں۔ یہ اور پر سے سیاہی قتوں کے دہاؤ کا تجسس تھا۔ اس مقدمہ کے لئے یہی نے ریاست دو ایسی ایک طریقہ چالائی اور بالآخر فراہم کو تخت چھوڑنے پر بھجوڑ کر دیا۔ میاں گل جہان زیر غنی طور پر (اپنے ولی عہد کا خاتمت سے ذکر کرتے ہوئے) عموماً اعزاز کرتے تھے کہ ”میں نے یہ (حکومت) اپنے دہار بازو مامل کی ہے۔“ اور فراہم اپنی بیتیز نمی اقتدار ہم جانے پر سطحہم اور کبیہہ خاطر ہے۔

عبداللودود اور وزیر برادران

حضرت ملی اور احمد ملی میاں گل عبد اللودود کے در بہت ای وقار اور حازم تھے بلکہ اگر انہیں سماجی کہا جائے تو ہے جانہ ہوگا۔ یامن طریقہ پر انہیں وزیر برادران یا وزیر برادران کہا جاتا ہے۔ حضرت ملی نے خلف عہدوں پر کام کیا، جیسے وزیر، وزیر اعظم وغیرہ۔ اسی طرح احمد ملی نے کمی طرح کی اہم وزرداریاں بھائیں۔ جیسے سالار اور وزیر وغیرہ۔ دونوں نے ہر حال میں ان کا ساتھ دیا۔ یہ بات بھی خاصی مشکل ہے کہ عبد اللودود نے اپنی سوانح عمری میں بہت سے ایسے افراد کی خدمات دادا کا پرشکل ہی اعزاز کیا ہے، جنہوں نے ریاست کی تکمیل و قیام اور احتجام و توسعہ میں بڑھ کر حصہ لیا تھا۔

یہ بات مانتے ہی ہے کہ ساری کامیابی دکار مرنی کا حقیقی طور پر سیر عبد اللودودی کے سرچھا ہے لیکن کچھ افراد نے خلف شکل ملی ایسیں ان کی بہت مد کی۔ وزیر برادران انہی لوگوں میں سے تھے جن کی کچھ بوجھ تھا، تھا ان اور نہادات کے بغیر وہ بھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔ چاہے باپا صاحب مانتے ہوں یا نہ اپنی بہت کی کامیابیوں کے لئے وہ وزیر برادران اور دیگر کئی لوگوں کے مرہون مت رہیں گے۔ 22 مئی 1923ء کو سیدہ کے مقام پر منعقدہ میزبانی کے اجتماع کے موقع پر، اپنی اس تقریر میں جوان کی طرف سے وزیر نے تسلی، وزیر حضرت ملی اور سپر سالار احمد کی اعلیٰ خدمات کا اعزاز کیا گیا اور اس کے لئے ان کی خوب تھائیں کی گئیں۔ اسی طرح یہ بات بھی بیان ہوئی ہے کہ بونیر میں اذیر کی خدمات دکار اس میں کے اعزاز کیا گیا اور اس کے لئے ان کی خوب تھائیں کی گئیں۔ پھر وہ تو پوں کی ملادی

دی جائے گی۔ اُس کے بھائی سے سالار کو پیغمبر اور کامیابیوں پر دو رخملیں تاکہ ہاتھرداستکپ (نیجے سکرپٹ) اور ایک کامیابی میں دیا گیا۔

وزیر برادران کو ریاست کے احکام و قوتوں کے کام میں اتنی اہمیت حاصل تھی کہ مجدد اور وہ نے حضرت ملیک یونی کی وفات کے بعد اپنی ایک بھی بی بی کی اُس سے خلیفہ طور پر منتخب کی۔ اس بات پر بہت انحراف بچھیں گی اس لئے کہ یہ کہا گیا کہ وزیر کی مرخصی یونی اس لازمی کی رضائی ماں ہے جس کی وجہ سے یہ مشکل جائز ہے۔ لازمی کی مرخصی مخفی کے وقت صرف نوسال تھی۔

ذرائع اور طریق کار

1929ء کے آخر میں عبد اور وہ نے خود کو اور ریاست کو کسی طرح بیرونی اور اندر وہی خطرات سے بچ سلامت رکھا۔ خالصین یا تو کچل دیئے گئے، اعلاءت پر مجید کردیئے گئے یا انہیں مقابله کرنی پڑی۔ 1929ء کے بعد کی صورت حال میں باپ بیٹے کے درمیان سر اخفا نے والے معاملات حادی رہے جس میں وزیر برادران بھی ثبوت تھے۔ باپ صاحب خود حائل کے موذ میں آکر انکو کہا کرتے تھے کہ انہوں نے ریاست کو اتنا حکم کر دیا ہے کہ اب ان کی کوئی اندھی بھی اس پر تیس سال تک حکومت کر سکتی ہے۔ ایک ان پڑھ تباہی معاشرہ میں ایک ان پڑھ شخص کس طرح ایک ایک ریاست قائم کرنے میں کامیاب ہوا جس کا مکمل علم و نیت کے ساتھ حکومت کا نکام چلا یا جانا رہا اس امر کی تفصیل بیچے ڈان کی جاتی ہے۔

دری کے از سر نو قبضہ کا خوف اور قلعے

سوالی علاقوں پر نواب دری کے دوبارہ قبضہ کے خوف سے خوب خوب قائدہ افغانیا گیا اور اس بہانے سے تمام مرحدی علاقوں میں تکمیلی قبضہ کے گئے۔ یہ کسی حد تک دفاری کے نقطہ نظر سے ضروری تھا لیکن پوری ریاست میں تکمیلوں کی بھروسہ کی کوئی منطق نہیں تھی۔ یہاں تک کہ باپ صاحب نے تیک پی میل کے پکوئے کروڑ افراد کو 2400 روپے رشتہ دے کر زندگی ارکوت میں تکمیلی قبضہ کروایا۔ ان کا اصل مقصد اور اہمیت مرکزی حکومت کے اقتدار و اختیار کے لئے ایک زندہ علاست ہیں کہ ہر جگہ اُس کے ہونے کا احساس دلانا تھا۔ ان کو اندر وہی جنماویں کیلئے، سرکاری خواصیا اور حکمران کے فرمانیں پہنچ دیا اور اس کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا تھا۔

قلعہ کے کانٹر کے لئے لازمی شرط تھی کہ وہ ایک قابل بھروسہ شخص ہو جس کا تقریر مرکز سے کیا گیا ہو۔ جب

کر پہنچی اُسی ملادت کے غریب افراد ہوں۔ تزویر اُلیٰ مرآت ہونے کی وجہ سے عمران کا انتہائی مخاواں بات سے دابستہ قی کر یہ قلکے ان افراد کے ماتحت ہوں جن کی وفاداری ننگ دشپر سے پاک ہو۔ خصوصاً کوہستانیوں اور کوہ خور بند کے لوگوں پر اس سلسلہ میں اعتماد نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس پالیسی کو اس لئے اپنایا گیا تا کہ عمران بڑی اور اندرونی دشمنوں سے ساز ہاڑت کر سکیں اور سپاہی اندرونی بحادث کی صورت میں روایتی ڈل (دھڑا) معاملات سے لا تعلق ہونے کی وجہ سے مرکزی حکومت کے وفادار ہیں۔

طلائی کلیدیں

عبدالودود کی راد میں سب سے ہری رکاوٹ یعنی کراکٹ میم و دھیان زندگی اُزار نے والے لوگوں کو ہاتھوں و شابطہ کا پاندہ بنا کر حکومتی فلم و سینما کی قوت کیے لایا جائے۔ اس مشکل متصدر کرنے کی چاہیاں استعمال کر کے حاصل کیا جائے کہ خود بیان کرتا ہے۔

"کوہ و مریع محدث ہوں کے تو رہے۔ آڑ بھوپی بات ابھی طرح عیاں ہو گئی کہ حکومت اس طرح نہیں چاہیں۔ سچے چیزوں کا علم و بند کا احرام سکتا ہے، کوئی سارا ۲۴ ہفتہ بکھر جائے گا۔ یعنی ایک بہت ابھی تکب سو ہمیں جو یہ تھی کہ بُ کی پر کوئی جوانہ نہ کیا ہاڑت میں اس ہاڑت کے خان (اور ننگ) سے کہا کہاے، مول کر کے، و خود ختن کرے۔ یہ تکب بے حد کا سباب ہے اور میں یہ کچھ کر خوب سکھو ہو جا کر خان (اور ننگ) اور مانگی یہ قسم اس شہادت سے خدا کر کے مول کرئے یہی ان کا کوئی واجب ہاڑت فرم۔ جب لوگوں کو ہر سے ہاڑ کر دو جو ہاتھوں کی اونچی کی محدث ہو گئی تو میں نے عجھرا کر جاتی آہی، اُتم سر کاری خداوں میں بیٹھ کر کیا جائے۔ کوہ و سعد خان (اور ننگ) کے حصہ کوکتا کر ایک تھال کر دیتا گیا۔ و تھالی سر کاری خداوں میں بیٹھ کیا جانے لگا۔ یہ طریقہ اختیار کر کے ایک طرف تو حکومت کے لئے اس رقم کے چے حصہ کا حوصل ملکن ہالا گیا جو پورتہ دیکھ سرف خداوہ کا سدا تھا۔ وہ سری طرف خان اور ننگ ہاتھوں و خدا ہا کو لا کر کرنے کی اہمیت سے اتفاق ہو گئے۔"

وہ مزید بتاتے ہیں۔

"۱. خانیں اور دیگر اہم شخصیات کی تائیں اور وفاداری حاصل کرنے کے لئے پوری ریاست میں ان کو خالک و بیٹھے جانے

گ

2. خان (اور ننگ) کو جو مانسے ایک تھال ایسے جانے کی قابل کردی گئی۔ اس طرح ریاست اور خان (اور ننگ) کا مذاہ ایک ہو گیا اور یہ اُن بھرم کی طرف داری کرنے سے بذا آگئے۔

3. تمہاری دار تائیں بھاٹ کالا کا رہنے والے سوزی سے اور عیاں خاتمہ اُن کے بڑے کے لئے بھی خالک طور پر ہوئے۔

4. ان ہاتھوں کے لئے جو کس ساہب میں وہیں نام تھے اور دینی طور میں ساختے تھے تو ہمیں تحریر کی گئیں ہیں کہ وہ پر ظوس اور جس سے اپنا کام کر سکیں۔ دیگر ہاتھوں کو کوئی اور اچھی تحریر نہیں ہے۔"

وہ سارے مولوی جو کریم نام تھے انہیں حکومت سے تجوادیں ملنے تھیں بلکہ ان میں سے بہت ہوں کو اونٹ بڑی فضلوں کے موقع پہنچ کی صورت میں تجوادیا کرتے تھے۔ یہ طریقہ دیاست کے قیام سے پہلے سے چلا آ رہا تھا۔ دیاست کے دوران اور ادھار کے بعد بھی جاری رہا ہے۔ تجوادیں شاید بہت بااثر مدد و معاون کو لئے ہوں گی۔

اس طرح نہ ہی اور غیر نہ ہی قیادت کا ثریہ لیا کیا اور وہ اپنے منادات کے باقیوں بیفال ہو گئے۔ حکومت کی غالتوں اور خداری کو شخص خارجہ کا سودا بنا دیا گیا۔ یوں وہ پوری آن وی سے حکومت کی نہادت میں بندھ گئے۔ ہاؤں طرح کی قیادت کا اس طرح سے رام آریا گیا۔

جرگ

صد ہوں سے رائے جو گر نقاوم سے بھی بھر پر فائدہ اٹھایا گیا۔ اس کے نئے صورت حال کی ضرورت کے مطابق طریقہ اپنائے گے۔ مثال کے طور پر 1921ء کے بھرمان کے دوران کے دوران جب نواب امپ کی بخواہی کو کمزور از سے ڈگ پہاڑنے پر بھروسہ کیا گیا۔ اس دوران بacha ساحب نے بخیر کے باشنا فراہم پر مشتمل ایک لائاخ دو گر ٹلب کیا۔ انہیں آن کا دو عدد بادشاہیاں گیا کہ جب بھی نواب امپ جارحانہ فرمائی کے ساتھ ان کے علاقے میں داخل ہو گا تو وہ اس کی ذوج کو اپنے علاقے سے نکال بآہر کریں گے۔ علاوہ ازیں آن سے کہا گیا کہ اب دلت آ گیا ہے۔ اگر وہ پا مردی سے خلا آؤں کو اپنی سرز من سے بہتر نکالیں گے تو ان کا تو یہ وقارناک میں مل جائے گا۔ یہ تحریک نے پر لگا اور وہ اس بات پر راضی ہو گئے کہ نواب کو باقاعدہ طور پر بھیں کہ دو ان کے علاقے سے نکل جائے۔ اگر اس نے انکار کر دیا تو پھر وہ سوات کے بھرمان کے ساتھ مل کر اس سے لازیں گے۔ نواب کو چیزیں اس اتحاد کی اطلاع پہنچیں وہ کمزور سے بچھے ہت کر (بخیر) چلا گیا۔

عبدالودود کو اس بات پر یقین تھا کہ جب بھک لوگوں کو فیرستنگ کر دیا جائے اُس وقت تک دیاست میں اس دھان کا قیام ایک خواب ہی رہے گا۔ یہ آسان کام بھیں تھا۔ خصوصاً خارجیں اور دوسرے اہم لوگ اس بات پر ہرگز تباہ نہ ہوتے۔ مثلاً اسیں یہ تھا کہ یہ کام اس طرح کیا جائے۔

اس مشتمل کا حل بھی جو گر کے ذریعے تھا لگا گیا۔ عبدالودود نے اپنے سارے دوستوں کو یقین کیا اور انہیں یقین دھانی کرائی کہ ان کی الملک اور زمینوں کو یا حق ملیا اور پوچھ لیں تھا فراہم کرے گی۔ ان کی ہائی محاذ کرنے کے بعد ایک جو گر طلب کیا گیا جس میں سارے سرکرد خوانین اور دیگر ممتاز شخصیات شریک ہوئیں۔ آن سے مطالبہ کیا گیا کہ دیاست کی خلاف و بیرون کے لئے انہیں اپنا اسلحہ سرکاری اسلحہ خانہ میں جمع کر دیا گا۔ اس کے دوستوں نے سب سے

پہلے اس پر ٹھیکیا۔ اس کے بعد درودوں نے بھی اس کی بیرونی کے جزوں خان کی طرح کم لوگوں نے اس پر ٹھیک بھروسے چھائی تھیں کہ انہوں نے اس کا اور عام لوگ بھی اس کام میں شال ہو گئے۔

ایسے لوگوں کو قوانین اور صابقوں کا پہنچنا جواہری تک آزاد روی کے ساتھ زندگی گزارتے آئے تھے، آسان ہر گز تھی تھا۔ اس کا بھی ملاج جرگ کے ذریعہ کر لیا گیا۔ جب کوئی یا علاقہ ریاست میں شال ہوتا، چاہے اسے قوانین کیا ہو یا اپنی مرپی سے شال ہو، مبدأ اور دو دہانے کے لوگوں کا ایک جرگ بلاتا اور ان سے کہتا کہ وہ علاقہ میں ہونے والے جرام کے لئے خروقات نہیں وضع کریں۔ اس طرح جو قوانین ہاتے جاتے اس پر جرگ کے سارے اور کان دھنکا کرتے اور دہانے کے ہر لوگوں کو بھرا نئی قوانین کے تحت سزا میں دی جاتیں۔ اس طرح لوگ ان قوانین کو اپنے سے ہذ کر دے سکتے بلکہ انہیں اپنے قوانین گردانے ہوئے ان پر ٹھیک درآمد کو اپنانہ فرض کر سکتے اور سزاوں پر برداشت کرتے۔

فوج اور اسلحہ کے استھان کی بجائے ریاست کی توسعہ اور اس کی سرحدوں کو پھیلانے میں جرگ کو ایک بہتی سوڑ اور کارگر تھیار کے طور پر استھان کیا گیا۔ چاہے 1921ء میں بیرونی اور اندرویں دشمنوں کا پیدا کردہ بحران ہو، قوانین سازی ہو یا لوگوں سے اسلحہ اٹھا کرنے کی کامیابی ہو، ہر جگہ جرگ کی کامیابی کی چالی تابت ہو۔

نفیات کا خیال

لوگوں کی نفیات اور تباہی احوال کی مخصوص صورت حال کو نظر انداز نہیں کیا بلکہ ریاست کے احکام کے حصول کے لئے ان سے کا حق کام لیا گیا۔ باپا صاحب کہتے تھے کہ وہ لوگوں کی ذہنیت سے اتنے والف تھے کہ انہیں کسی ضابط کے تحت لانے کے لئے زبردستی کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ انہیں معلوم تھا کہ کس حد تک آزادی کی نظرت کا حصہ ہے جس کی وجہ سے وہ احکام کے بواب میں بعض اوقات ہٹ دھری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اسی لئے قوانین و ضوابط اس نے آہتا ہے تہ مرحلہ اور نافذ کے۔ جو کامیابی پر مبنی ہوئے۔

ریاست کی توسعہ

بونیر، کاڑا اور غور بند کی طرف ریاست کی توسعہ اسے جریدے سکھم اور محفوظ بنانے کی فرض سے ٹھیک میں لا لی گئی۔ اس نے کہ 1922ء میں ادنی زئی علاقے کے چلے جانے سے باپا صاحب نے ہر لوگوں کو بونیر، کاڑا اور غور بند کو شال کے بغیر ریاست کے احکام کو بہرات خدمات لاقن رہیں گے۔

سرکاری ملازمتیں

یہ سے سرکاری مہم دوں پر بیویوں کو اور فادا رخانہ دخون کے افراد کا تصریح کیا جائے گا کہ بندوق اور دشمنی یہ آمادہ لوگوں کا برداشت تو ہوتا ہے۔ نچلے سرکاری ملازمتیں بیویوں کی طبقات سے لئے جاتے ہیں جس سے صرف یہ شہکر کو دھران کے لئے احسان مندی کے چند باتوں کے بخاتر ہے بلکہ اس کے اور اپنے مناوکوں کی بھتیجی ہے اور اس پر ہے تھے کیاں کا مستقبل اس کے ہاتھ میں ہے۔

نظام

بڑا صاحب نے حکومت کا ایک بالکل نیا نظام تعارف کر لیا جس کے اپنے قوانین و ضوابط، مسائل، فوج، پولیس، انتظامی اور نظام عدل تھا۔ پرانے قبائلی نظام کی بجائی اس نے لے لی۔ قوت اور اختیار کے ارجمندان سے بھرنا ہے بہت ضبط ہو گیا۔ ریاست کی طرف سے خان اور ملک کی سرپرستی کا نام طریقہ اختیار کیا گیا۔ ان لوگوں کو نہ صرف یہ کو دفاؤف دیئے جانے لگے بلکہ ہر جو ملکیں سے ان کو ایک خاص حصہ دیا جائے گا۔ اس سے معاشرہ میں تضمیں نے ایک نئی نکاح اختیار کر لی۔ ریاستی سرپرستی سے ناکروہ اخنانے والے خان، ملک اور مذہبی قیادت نے بھرمان کے معاقدہ و سرپرست کا کردار ادا کرنا شروع کیا اس لئے کہاں میں ان کا بھی بھلا تھا۔ دخون کا معاہدہ اسی میں تھا۔

نظام موافقات

عبدالودود کو اس بات کا بخوبی علم تھا کہ جب تک ریاست کا ہر علاقہ مرکز کے دریں میں نہ ہو توڑ طریقہ سے حکومت نہیں چالائی جا سکتی۔ اس لئے اس نے سارے اہم قصبات اور نئے مفتود والائق شدہ علاقوں میں سرکاریوں کا ایک جال بچھا دیا۔ سرکاری تعمیر کا کام بیگانہ اور ریاستی ملبوشا کے ذریعہ کیا جاتا تھا۔ تمام تکمیل اور انتظامی و فنازیل فون کے ذریعے ایک دوسرے سے مر بوط ہے جس کی وجہ سے ریاستی افواج کو فن الفور مرکز میں لا جائیکر تھا، جب ضرورت اور برداشت لگ کی تو تسلیم ہو سکتی تھی اور تعریبی ہمبوں کے لئے فوج ہماں بھی جا سکتی تھی۔ مرکز اور دوسرے علاقوں کا آجیں میں رابطہ رہتا تھا۔

ثیرڈ لیوریٹین کا مندرجہ ذیل اختیار اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ قلعے اور نیل فون اتحاد کے حصول کے کا مرکز رائج تھے۔ کسی تعلوں میں اختیارات ایک سرپرست اپنکے ہائے میں اپنے یا ان میں وہ کہتے ہیں۔

"مرسیدہ سب اپنکے نے دیوار پر لگئے ہوئے ایک نیم نیل فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ان کے ذریعہ ہائے

ہمان گل نے اس ریاست کو قبضہ کیا۔ اُس نے اعلان کیا کہ اُس نے اس حکم کے لئے بروجکٹ خیر کے۔ ان میں نسل اُن رکھوائے۔ جب بھی پیارا ہی بھکاری گزیجہ آتا ہوا ہوتے ہیں، ہمارے اُن پر ہادیتی ہیں۔ دو یا تو اور اُدی بھگ دیتا ہے یا خودی آپا ہے یا ہم اُس کے میں والی صاحب کی جو کتاب ہے اب اب اس تھا ہے سب کو مجھ پر ہی چیز ہے جیسے ہے۔

پرانے سماجی نظام میں تبدیلیاں

سوال کے معاشرہ اور سماجی عقلم کی ایک ناسیت آزادان انتیار و احتساب کے اصول کا استعمال تھا۔ لوگ اپنی مرeri استعمال کر کے کسی سربراہ یا عکران کو ہٹانا جیسا انتہائی قدام اخاکتے تھے جیسا کہ عبدالابرار شاہ کے معاشر میں دیکھا جا سکتا ہے۔

عبدالابرار شاہ کے انجام سے بچتے کے لئے یا شائد ہندوستان کی اگریز حکومت کی پالسی سے سبق محاصل کرتے ہوئے عبدالابرار اس تینجہ تک بھی گیا تھا کہ موجودہ سماجی عقلم میں بنیادی تبدیلیاں لائے جائیں اسی احتمام کا حصول ممکن نہیں۔ اس لئے اُس نے سوالات کے سماجی ذخانچے کو بدل دیا۔ جس سے ریاست بھی حکوم ہو گئی اور اُس کی اپنی پوزیشن بھی منبوج ہو گئی۔

ڈلہ (دھڑا) نظام

روایتی ڈلہ (دھڑا) نظام سے بھی حقیقتی فائدہ اٹھایا گیا۔ جو گر کی طرح اسے بھی اہم موقع پر استعمال کیا گیا ہے کہ ہم کو فیرست کرنے کے حوالہ میں۔ چون کہ عکران کا ڈلہ (دھڑا) مضمون تھا اس لئے ہم اُنکن کا اثر درستخ اس سے کمزور ہو گیا۔ اس کے ساتھ ان کی چیزیں ماندہ ہو گئی۔ اس طرح عکران کے مخالفات کا تحفظ کر لیا گی۔ آخری دو تین سوامی نے بھی ڈلہ (دھڑا) کو پڑھو، تھیمار استعمال کرنے کے باہمے میں بتایا ہے، جیسے کہ مندرجہ ذیل اقتضاء سے ظاہر ہے۔

”تمہرے والد بیشودہ ہزار (دھڑا) نظام کا تمہرے کئے تھے۔ اپنی طاقت کو ان میں تو ازن رکھ کے لئے استعمال کرتے تھے۔ ایک ڈلہ را ساکر کر دیتا۔ دوسرا ان کا قاق۔ جب مضبوط طباہات یا ڈلہ کے مطالبات مدد سے ہڑھ جاتے یا تمہرے والد کے خلاف طلاق ہوتے ہی ان کو چراکرنا ملک نہ ہوتا تو پھر دوسرا دن دوسرا سے پڑھ دیں؛ ڈال کرنا سے کچھ مدرسے کے لیے بھاری کر دیتے۔“

گروہی سیاست، دریادی اور حسد

ایک طرف گروہی سیاست اور رہائشیں اور دوسری جانب دریادی اور حسد سوالات معاشرہ کی دو اہم ترین نصوبیات تھیں۔ مہماں وہود نے ان کو بھی ریاست کو سبارا دینے اور اپنے معاشرات کے حصول کے لئے استعمال کیا۔ سوات کی ریاست کو ایک ملکہ مرکزی ریاست بنانے میں باپا صاحب کا سب سے مؤثر کارگر تھیا۔ یعنی قائم ہاتھ میں جسی امور پر ان کی حملہ برانگرفتی کی تقریباً وہ باچا سکتا ہے۔

نوٹ

1. کتبیں، ان زیرِ ایف پی (پنجک) اوزری نمبر 1، 7، ہری 1928 فلم، ہونلا بند، ذی اکتوبر 1995ء، بذل نمبر 5، سیری نمبر 65، پہاڑیں پر کاخ زیارت اور بکھرے مسولیت و انسانیت،
2. میالیں جان زیب کے مطابق صیب خان بہت اچن، قیل، جنی پر گور، بکھرے مسولیت و انسانیت، (فریڈرک بارک، ولی لاست والی آنف سوات، این ٹریبل کارٹ ایج ٹرولیز فرنچ دک، ہائی کورٹ، دیہوت (لکا)، ہائی کورٹ، ایک پیلس، 1995)، صفحہ 67۔ ۳. ہم زیرِ ایف سوات نے اس کی زبانات و قابلیت کے ہاتھے میں بالکل لائف رائے ولی ہے۔ (دیکھیں، ہم زیرِ ایف سوال کی کتاب ہماری رائے سید سوات (پشاور: عجم پبلکیشنز، 1984)، صفحات 116-120)۔

توسع

(1917ء، 1947ء)

اپنی پوزیشن کو تجھی طور پر محدود بنانے کے لئے عبدالودود پر لازم تھا کہ وہ اپنے زیرِ نگین ملاق تھیں تو سعی کرے۔ وہ ایک بلند حوصلہ، بے ممکن طبع، بے حد قوایا اور زبردست ملائیتیوں کا مالک تھا۔ سوات کے ارد گرد واقع ملاؤں اور پڑی ریاستوں کی غیر واسطہ سیاسی صورت حال نے اُس کی تو سعی پسندی کی بڑی مدد کی۔

وادیٰ سوات کے اندر توسع

ستمبر 1917ء میں میان گل عبدالودود کو صرف یونک پلی خیل، سیبوجنی، شامیزی، بایوزی اور متھر زینی قبائل نے بادشاہ حکیم کیا۔ اب سب سے پہلے اُسے اپنی تجہی شہزادی ملائق کی طرف کرنی تھی جو کہ 4 ستمبر کو عبدالجبار شاہ کے سوات سے پہلے جانے اور سواتی لٹکر کے گروں کو لوٹنے سے عمل طور پر نواب دیر کے قبضہ میں چلا گیا تھا۔ عبدالودود یقیناً اس ملائق کا پہنچ ایک ایسے ضمیر و حریف کے قبضہ میں تھیں جو ہو سکتا تھا جو پورے سوات پر اپنادھوئی رکھتا تھا۔ نواب دیر اور باجوز کے عبدالحیمن خان کے درمیان اڑائی کا ناکمہ اخاتے ہوئے سوات کے حکمران نے نومبر 1917ء کو میان گل شیرین جان کی قیادت میں اپنے لٹکر کو شہزادی ملائق پر حملہ کا حکم دیا۔ دیر کی افوائی اس پورے ملائق کو سواتیوں کے قبضہ میں چھوڑ کر اُن زی ملائق کی طرف پہنچ گئی۔ اس کا سیاہی کے بعد با خیل اور سویں خیل ملائے بھی اپنے اپنے جو گوں کے قحط سے ریاست سوات کا حصہ ہیں گے۔ اس طرح ریاست میں عزی خیل اور خلی خیل کے ملادو پر ریاست شامل ہو گی۔

شہزادی میں اپنی پوزیشن سمجھم کرنے کے بعد باچا صاحب، مارچ 1918ء میں اُن زی ملائق کو نواب دیر کے قبضے چھڑانے کا فرم کے اُس پر حملہ اور ہوا۔ یہ نواب کے قبضہ میں سوات کا آخری ملائق تھا۔ وہ 24 مارچ کو

تریا اور بڑا افراد پر مشکل فوج لے کر اس علاقے میں داخل ہوا۔ جوں کوہیر کی اخوان کی طرف سے تاہوں کی خلافت کا کوئی خاس انتظام نہیں تھا، اس لئے اس نے جلدی اس پرے علاقے پر چہار ماحصل کر لیا تھا جب 28 اگست کو اس نے شوا کا تکمیل نواب کی اخوان سے پیش کی ووٹس کی تو اس میں ووٹ کام بنا۔ اس لئے کرنو اب کی فتنے مثب سے جلد کر دیا اور سوات جن کوشوزتی کی طرف پہنچا ہوا چاہا۔

جولائی 1918ء میں نواب نے اپنے کھوئے ہوئے سواتی علاقتے دوبارہ قبضہ کر لیا چاہے۔ اس کی فتنہ کو اس کے کوئی خوانین کے لٹکوں کی مدد ماحصل تھی۔ اس نے 11 اگست کوشوزتی پر جلد کر کے آئے باہم خیج کر لیا۔ جنگ کے دور سے پختہ میں پکو سواتی لٹکن نواب کے لوگوں کو بہان سے کمال باہر کرنے کے لئے آئے تھے جنک جمل کے بغیر ہی وہ اس نوٹ گئے۔ جنگ با جدوجہ پر عبد الحق نمان کا حملہ ایک نہیں ادا کا بات ہوا۔ سوات جن کوشوزتی کو نواب سے وہ اس نہیں لیا بلکہ این زمی کوہی اس کے قبضے سے پھرالیا۔ اپنا قبضہ برقرار رکھنے کے لئے شوا اور راسوڑہ میں 400 کی نفری پر مشکل باقاعدہ فوج تھیات کر دی گئی۔ جب کہ قباقانی لٹکن گروں کو نوٹ کئے۔

کوشوزتی اور اونز زمی دوبارہ خیج ہونے کے بعد مزدی خیل اور بھل خیل کے جو گورنمنٹ اپنے علاقتے ریاست کا حصہ بنانے پر صاد کر لی۔ اس طرح 1920ء کے ختم ہونے سے پہلے یہ علاقتے تھیں اس میں شال کر لئے گئے۔ اب ریاست کی حدود میں سوات بالا کی پوری وادی دریا کے دوسری جانب اور زیریں سوات میں دریا کے دائیں جانب اونز زمی علاقے کے خری حد تک کا سارا علاقہ شامل تھا۔ جون 1918ء میں بادشاہ صاحب نے بھل خیل کی ایک کالونی تحریات 1 کی طرف بھی منتريع کرنے کے لئے اپنے آدمی بھیجے، جس سے اس سے پہلے اس نے بھی عذرخواہ لیا تھا۔ غیر کو راحیں اطاعت قول کرنے کی ایک علاست کے خود پر لکھا جا ہے تھا۔

نواب دیر نے اپنے کھوئے ہوئے علاقتے دوبارہ قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ اس مقصد کے لئے اس نے 1921ء میں عبد الجبار شاہ اور سوات کے کچھ خوانین کے ساتھ ایک محاہدہ بھی کیا۔ تاہم کوشوزتی سے آگے کے وہ اس جانب کے علاقتے 1922ء کے اونز زمی محاہدہ کے تحت نواب کو لوٹنے پڑے۔ یہ محاہدہ برطانوی حکومت کی ایسا اور مخالفت پر کیا گیا۔

سوات کو ہستان اور بونیر کی جانب توسعی

جب نواب اس نے پھر اور کمز اکز کی اطراف سے دوبار مسلوں کی کوشش کی تو سیاں گل عبد الدودو کو بیٹھنے ہو گیا کہ جب تک بونیر کا خداوند غور بند پر قبضہ کر لیا جائے ریاست کے احکام کو خدشات لا جائیں گے۔

ادیں زمی مجاہد نے مطربی سرحد کو بخوبی کرو دیا۔ اب شرق اور جنوب کی طرف تھام کے راستے کھل گئے۔ اس سے مہدوود کو پوری خور بند کاروائی، پکیسر اور بابا میں کوہستان کا پکھ ملا قبضہ کرنے کا موقع مل گیا۔ ان ماقومیں کی جانب سے کچھ گزشتہ حملوں نے مہدوود کو اس کی کمزوری کا احساس دالا تھا۔ اس لئے ریاست کو بخوبی بانٹ کے لئے اس نے ان پر قبضہ کا پہنچہ وزیر کے جلاوطن خواہیں نے، جو سید و میں رجیتے تھے اور جو اس کے ذریعہ (وزیر) سے تعلق رکھتے ہیں، مہدوود سے طاقت کی اور اس کو تسلیم دی کرو اس کی سہرا ہی میں پوری پرہل کردے۔ لیکن اس نے انہیں نواب مہب کی ذمہ کو پوری سے کھالا ہوا کرنے کے لئے بھیج دیا۔

1922ء میں سات کوہستان کے معازین نے بacha صاحب سے ملاقات کر کے درخواست کی کہ ان کے مطابق کو بھی ریاست میں شامل کرو جائے۔ اس طرح کے رضا کاران اونام کے لئے بھی طاقت کے مظاہرہ کی ضرورت تھی اس لئے کہ بعض اوقات اس حکم کے جو گوں یاد فرمیں صرف ایک ڈال کی نمائندگی ہوتی تھی۔ بacha صاحب نے، جو اس وقت پوری بھیجی تھی اور اسے تاریکہ کوئی بہانہ کر کے ہاں سے لوٹ آئے۔ بھرپور کرکماڈ راجھیف نے قبہ ان کے ساتھ بھیجی، یا اور اسے تاریکہ کوئی بہانہ کر کے ہاں سے لوٹ آئے۔ بھرپور کرکماڈ راجھیف نے قبہ پر از خود قبضہ کی طلاق لی۔ جملہ کام ہوا اور لکھ طلب کی گئی۔ سوالی دست کی حالت خاصی کمزور ہو چکی تھی کہ اتنے میں لکھ بھیج گئی اور کوہستانی بھائی پر مجبور ہو گئے۔ اس طرح کوہستان کا تاریخی ایل طاقت سے انجامی اہم قبضہ قبضہ میں آگئا۔ والوں کی خل کے کوہستانیوں نے 1921ء میں اطاعت قبول کر لی تھی۔

نومبر 1922ء میں سات کوہستان کے ایک ڈال (وزیر) نے بacha صاحب کو دعوت دی کرو آکر ان کے علاقہ کا ساتھی المان کر لیں۔ انہوں نے جرگ کر کا ایک لٹکر کے ساتھ بھیجا۔ وہ ہمارا بھک پلٹریگی مراجحت کے آگے بڑھتا رہا۔ نواب دیرنے دیر کے کوہستانیوں کو نیزرت دلائی کرو، نکل کر اس پر جلد کرو دیں۔ نواب کا چھوٹا لٹکر بعد میں پھر لے لے اپنے علاقہ میں لوٹ گیا اور بacha صاحب کے لٹکر ساتھ کوہستان میں چاؤ گرام (بالاکوٹ) کی چوکی پر قبضہ کے سید آگئے۔ بacha صاحب کا ماہی 150 افراد پر مشتمل کوہستانیوں کا ایک جرگ بھی سیدہ آیا۔ البتہ کلام کے لوگوں نے ان سے کسی حکم کا کوئی تعلق رکھنے سے انکار کر دیا۔

1923ء میں پوری بھیج کرنے کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ اس کی اصلاح ملائکہ بھیج گئی۔ مہدوود کے مطابق پرانی ٹکڑت نے سیاہ چھپیل اور چھپیل کی قسم تیچاری ٹکڑن پر طائفی سرکاری اور پورت سے پہنچا ہے کہ اس نے خود ہی بندوستی اسٹنٹ کو تریخ 10 مارچ 1923ء کو ساتھ بلا کر لئے کے لئے کہا۔ بacha صاحب نے کالا ڈھاکر کے آزاد تباک سے سلطہ بھیانکی کی اور ہاں کے سواتی تباک اور خسن زمیں تباکل کا سوا فراد پر مشتمل وفد سید و شریف آیا اور نواب مہب کے خلاف اتحادی درخواست کی۔ 15 مارچ 1923ء کو سلطانی قبیلہ کا 60 ارکان پر

مشکل جو کہ بونے سے سید و آیا اور نواب مسٹر کے خلاف رہا۔ مگریں وہ مارچ کو خود میں کے لیے جو گرنے لگیں آئے پسند نہیں۔

پہنچنکل تعمیل دار سید و آیا لیکن باچا صاحب نے سید و آیا اور نواب مسٹر کے لیے کرنے والے ہال دیا۔ اس طرح پہنچنکل ایجنت کو خصل طور پر چکدے دیا گیا۔ پھر اپنی حکمت میں پر میں کرتے ہوئے اس نے 14 اپریل 1923ء کو اپنے اپنی فون بھیج دی۔ پورا بوجیر بخیر کسی خاص حرفاً کے ذریعے نہیں آگئی۔ برطانوی حکام نے اس کا اس طرح سے جائزہ لیا۔ ”بادت پر اس طرح امتحان کی ہے کہ میرزا الجبار شاہ اور نواب مسٹر نے گزشتہ سال ہجڑ پر ہر ہاتھ میں کتنے ہر تین سالیں گل چڑھا دکارا، اس سے اس کا محتضن انتظامیہ بخیر کی قیام بخیر ہے۔“

ایک دورانِ قوزیٰ علاقہ کے نمائندوں نے آگرہ سالی حکمران سے سید و شریف میں ملاقات کی اور اپنے علاقہ کو بھی ریاست کا حصہ بنانے کی پیش کشی شے قبول کر لیا گیا۔ عبدالودود نے ملکانہ کے درود میں چھپ کشز کو بوجیر پر برطانوی حکومت کو اعتماد میں لے بھیج دی تھی کہ جزوی تھیں کیا۔ بہر حال برطانوی حکام ریاست سوات میں قویت کے اس تجزیہ تاریخی مخصوص کرنے لگتے۔ ۱۹۲۴ء پتے ہے کہ جانے پر سلطنت کیا جا کر کے گا۔

حالاں کے بوجیر پر سوالی فون نے دہان کا پانے حاصل ڈالکی رفتاق میں بھی کوئی چالائے تقدیم کیا، علاقہ کے کچھ لوگ اس سے خوش نہیں تھے۔ مختلف روپوں سے پہ چڑھا ہے کہ میاں گل کی حکومت سے دہان کے کچھ لوگوں میں بے جھنیچیں بھی رہتی تھیں۔ اعلاء ملتی ہی کہ نواب مسٹر جلد ہمور کرتے ہوئے ہوا گئی تکمیل پر جلا کرنے والا ہے، باچا صاحب نے اپنے وزیر احمدی کی قیامتی لٹکر کو کمزاز کے راستے بھیجا، ان کی تعداد تین ہوئے چار ہوئے تھائی جاتی ہے اپنے خلیل اور بابروزی کے قبائلی لٹکر کو کمزاز کے راستے بھیجا، ان پر بے خبری میں جلد کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ ایسا شاند میرزا الجبار شاہ کی تحریک پر کیا گیا ہو۔ کچھ جاتی تھسان کے بعد سالانہ لٹکر نے تھیمارہ اول دینے اور انہیں سوات لوئی کی اجازت دے دی گئی۔ وہ اسی کے دوران ان پر سلارزیٰ قبائل نے شب خون مارا۔ میاں گل عبدالودود کے بیان کے مطابق پچاس یا سانچھے افراد مارے گئے۔ دوسرے درائع جاتی تھسان کی تعداد سو یا ایک سو پچاس تھاتے ہیں۔ عبدالودود نے اب ایک اور بڑا لٹکر تیک پی خلیل علاقہ سے انکھا کیا اور سلارزیٰ پر ہر طرف سے جلد کر دیا۔ ان میں سے ایک بڑی تعداد ماری گئی۔ ان کی کچھ محرومی اور مال مسوٹ سوات لائے گئے۔ بہت سے مردان بھائی کر مہاجر ہوئے گئے۔ تین دن بکھ ان کا قل عالم کرنے کے بعد یہ لٹکر ورزی کی فوج کی مدد کے لئے ڈر کی طرف ہو جا۔

کاٹرا، غور بند، چکیسر اور پھر زمی کی طرف توسعہ

بخاری کے بعد اس نے اپنی توجہ کاٹرا، غور بند، چکیسر اور پھر زمی کی طرف مبذول کی۔ جون 1923ء میں یہ پورت بچی کی پورن، غور بند، بیلوتی، چکیسر اور فیر صدقہ خود پر پھر زمی کے ہاشمیوں نے پر اسکے ہاتھ پر میاں میں کی تحریکی کو حلیم کر لیا ہے اور آپس میں ایک دائمی معاہدہ کر لیا ہے جس کی حقیقت میں یہ بات صرف پورن کی حد تک سمجھتی ہے اس لئے کہ غور بند اور بیلوتی پر جون کے اواخر میں بقدر کیا گیا اور نومبر 1923ء میں عبد العزیز نے کاٹرا اور چکیسر پر بقدر کا حرام کیا۔

علاقت کی ایک ہالہ تھیتی ہی دادخان کے دوستان شورہ پر گل کرتے ہوئے سوات کے تحریک اور کاٹرا کی طرف فوج روانی کی تحریک فوج کی اصل منزل چکیسر تھا۔ اس کے لئے غور بند کا راستہ استعمال کیا گیا۔ پس سالاں کے قیادت میں قریباً ہزار افراد مشتمل فوج پہنچا ہر کاٹرا فوج کرنے کے لئے تکلیفیں اور اصل سے چکیسر جانا تھا۔ یہ بحث ملی کا مر جاہت ہوئی۔ اچاک سوال فوج اپنے سامنے پا کر یہ لوگ شش درجہ گئے اور پھر لڑائے تھیں اور ڈال دیئے۔

کاٹرانے میں بھی ہوائے فوجیکی کے جو کہ حکیم خان کا مرکز تھا اسی طاعت قبول کر لی گیں اس علاقے پر گمل فوج آسانی سے حاصل نہیں ہو سکی۔ اس کے لئے عبد الحکیم خان اور عبد اللہ خان آف کاٹرا نے تحدیہ کو مراجحت کی خان لی۔ پس سالاں 14 نومبر کو چکیسر سے کاٹرا وادی اور آپل کے مقام پر ایک سخت لڑائی کے بعد بالآخر سوات کی فوج کا میاں پوری گی کاٹرا اور چکیسر کے جو گاؤں نے سید جاگر بابا صاحب کی وفات اور اسی کا احتفال ہے۔ اس طرح دیر اور اس کی ملکہ اور اوزان کی تھاں باہر کر کے سوات کے تحریک اور کمکوت کی سوات خاص سے باہر بیٹھی، سوات کو ہستان کے نپلے حصہ اور غور بند کاٹرا چکیسر اور پورن بک پھیلا لایا جو کہ سوات والر شید اور بابا اسکن کے درمیان واقع ہے۔

نومبر 1923ء میں مارٹنگ پر دوبارہ بقدر کرنے کے لئے ایک لٹکر روانہ کیا جس پر بھی خل اور نصرت خل پھر زمی تاکل نے جمل کر کے بقدر کیا تھا۔ لٹکرنے صرف مارٹنگ پر دوبارہ بقدر بخیں کیا جگہ بابا اسکن کے کارے بخ کا پورا علاقہ تاریخ کر دیا۔ 1923ء میں عبد العزیز نے فقط بخاری اور جمل پر قاہیش نہیں ہوا بلکہ سوات اور بونیر کے تاکل کے بقدر میں وادی سوات سے بابا اسکن کا پورا علاقہ اس کے ذریعہ میں آگیا۔

سیاں اگل عبد العزیز اپنی کامیابی پر ناہاں تھا۔ اس نے چکیسر اور کاٹرا کی فوج پر اپنے پس سالا رکانیعماں دیئے اور اپنی فوج کی خدمات اور بیماری کی تعریف کی۔ 8 فروری 1924ء کو سیدہ میں منعقدہ ایک پارٹی میں اس نے پانچ سینگھروں کو کامانڈگر افسر اور فوجیگر فوجیوں کو سینگھر ہادیا اور تمام فوجی افسران کو تختہ اور انعامات دیئے گئے۔ مارچ

1924ء میں پکیسر کے دو چھٹے تکمیل گزی جہا اور گزی داریاں سفارت کاری کے ذریعہ برادرخان آف ہاؤٹ سے اپا آف سوات اسٹیٹ کو ختم ہوئے۔

اس سمت میں ہر یون 1930ء تک مطل رہی جب سوات کے عکران نے ایاسکن کے وائیس چاہب پھر زمی ملک کے ایک چھٹے سے کوئے گورنمنٹ 1923ء، جو کہ اب تک آزاد چلا آ رہا تھا، اور برطانوی حکومت سے کچھ جانے والے سعادیوں کی خلاف درزی کرتے ہوئے صحن زمی ملک کے ایک حصہ پر بھی قبضہ کر لیا۔

ایاسکن کی دوسری جانب توسعی

سیاں گل عبدالودود نے پٹھکل ایجنت کو یقین دھانی کرائی کہ اس کا ایاسکن کو میور کرنے کا کوئی ارادہ نہیں لیکن پٹھکل ایجنت نے اسے یاد دھانی کرنے کے لئے اس مخصوص پر ایک اور خلاصہ بھیجدا۔ اسے 27 دسمبر 1923ء کو جواب آیا جس میں یا ان کیا گیا تھا کہ عبدالودود کی فوج نے بھی خلیل اور گورنمنٹ معاصر کو ایاسکن کے اس طرف منتقل دیا ہے۔ ایاسکن کے اس پاروہ صرف ہاؤٹ خان برادرخان اور کامن اسے بھاگے ہوئے خلاف گروہ کی موجودگی کی وجہ سے کچھ قدم لینے پر بھجوڑ ہوا۔ برطانوی حکومت نے خطرہ محسوس کیا اور پٹھکل ایجنت نے سوات کے وزیر سے کہا کہ ہماری حکومت اپنے ٹال میں ایک اور انگلستان بنانے کی اجازت نہیں دے گی۔ جسیں ایاسکن کو میور نہیں کرنا چاہئے اور وائیس جانا چاہئے۔ اس طرح عبدالودود کو برطانوی حکومت نے صاف حثیت کر دیا تھا کہ اگر اس نے ایاسکن کو میور کیا تو دوسری طرف اسے برطانوی حکومت کے مقابل آہنے چڑے گا۔ اس طرح یہ بات پوری طرح واضح ہو گئی کہ اس سمت ایاسکن دیاست سوات کی آخری حد ہے۔

خدو خلیل اور امازی کی طرف توسعی

اگست 1924ء کو سوات کی اتواج خدو خلیل، گدوں اور امازی کی طرف ہو گئیں۔ بہت سے خدو خلیل شیخ پشاور فرار ہو گئے اور جو باقی رہ گئے انہوں نے تھیارہ ڈال دیئے اور سوات کا وزیر خدو خلیل سے اپنا لٹکر بہارک خلیل کی طرف لے گیا۔ اس نے اسنٹ کشنز مردان کو چیلی اٹلاس دیتے ہوئے خدا کھا اور اسے اپنی بھوزد کا رواںی اور اس کے مقاصد کے بارے میں آگاہ کیا اور اسے یقین دھانی کرائی کہ لٹکر بہت جلد وائیں لوٹ آئے گا۔ شرط یہ کہ تاولی لٹکر اس کے خلاف کوئی اقدام نہ کرے اور یہ کہ سواتی لٹکر تاول علاقہ کی مدد بخوبی کرے گا۔

اس طرح خدو خلیل اور سورے امازی کو سوات کے بعد میں لا یا گیا۔ 1926ء میں عبدالودود نے برطانوی

حکومت سے ہونے والے معاہدوں میں یہ مان لیا کر
”مندوبِ اعلیٰ علاقے اس کے اور فرمان بہ کے درمیان تدریقی سرحد کے طور پر جیسے گے۔ سارے ایجادی طاقت (ادارے)،
حسن نزیٰ (اکاؤنٹی)، پچاؤ (کاؤنٹی)، گورنمنٹ اور اقتصان نزیٰ (کاؤنٹی، کل)۔ اس طرح عبد الودود کی حکومت کی سرحدیں خوب اور
بتوسے شرق میں بر طائفی سلطنت اور مندوبِ اعلاءٰ نیز پابند اور علاقے سے باگیں اور ان ستوں میں اس کی آنکھیں سرکر میں
خوب فروڑ کر گئیں۔“

اباسیں کو ہستان کی جانب توسعے

کاخوا پر قبضہ کے بعد حکومت کے حکر ان کا ابا میں کو ہستان کے کوہستانیوں سے آتنا سامنا ہو گیا۔ اسی
1925ء میں اس نے وادی کو ریگ کے نظماً ناز پر ملکر کرنے سے قبضہ کر لیا۔ 1926ء کے سوسم گرام میں کو ہستانی
پھر پریشان کرنے لگے تھے۔ 31 اگست کو عبد الودود پر مشکل اجنبی سے ملنے لگا تھا گیا۔ اس نے بتایا کہ اس نے
کوہستانیوں کے خلاف فوج بھیجنی اس لئے ضروری بھی، جو کہ کاخوا اور غور بند کے قریب ٹھال میں رہتے ہیں، تاکہ
انہیں سلسلہ ان ملکوں پر چلوں کی سزا دیں۔

اس کی فوج نے خفت لڑائی کے بعد بیام اور لا ہور پر قبضہ کر لیا۔ یہ بہت بھی چڑی۔ اس کا رواںی
کے درمیان اس کی افواج کو خاص تھان افخاڑا۔ تقریباً 150 افراد بلکہ یاری ہوئے۔ اس پر 20000 روپے
سے زیادہ فرق آیا اور تقریباً ایک لاکھ کارروں بھی استعمال ہوئے۔ جب کہ سختِ درائی کے مطابق سواتیوں کا جانی
تھان تقریباً 500 بلکہ 1000 افراد پر مشکل تھا۔ بہت سے لوگ ان بھاری پتھروں اور لکڑی کے ٹھوں کے پیچے اکر
رہ گئیں اور بلکہ ہوئے جو کہ ان کے اوپر گرانے گئے۔

پھر کاس کو ہستانی علاقے میں بہت تھان افخاڑا، اس لئے مزید توسعے بہت احتیاط اور سفارتی ذراٹے سے
کی گئی۔ عبد الودود نے کوہستان کے اہم اور معزز ترین افراد کو سہانوں کی حیثیت سے اپنے بان بانا شروع کیا۔ ان کا
امچا اشتغال کیا جاتا تھا اور جنی تھا کاف دلبس سے ان کو فوڑا جاتا تھا۔ اس دریا دلی سے کچھ لوگوں کی حیات ماحصل
کر لی تھیں جن بہت سے ایسے خداوت میں جلا تھے کہ کہیں علاقے سے ان کی مزت دوچار میں کی نہ آ جائے۔ ان لوگوں
نے اپنے خداوت کے تحفظی ممتازات چاہتے ہوئے علاقے کی درخواست کی۔ باچا صاحب نے وہاں موجود اپنے
کوہستانی دوستوں سے اس کی تصدیق کر دی اور پھر ایک مضمونہ فوج مجعع کر دیا اور مانیا اور بیکوٹ پر قبضہ کر لیا گیا۔
لیکن کوہستانیوں کا اصل مرکز، اور حکومت اور سب سے مضبوط قصبہ ہن ابھی تک فوج تھیں کیا جا سکتا تھا اور
جب تک یہ نہ ہو جاتا تو کوہستان پر قبضہ کی ممتاز تھیں دی جائیں گے۔ یہ ایک مشکل کام تھا لیکن عبد الودود نے عزم

کریا تھا کہ اس کو ضروری ہے۔ اس نے ٹھن کے مدد و ستوں کے بھم روا ایک زیر دست فون درافتی۔ پونچ آتی تھی سے مزال کی طرف ہی گئی کہ اس نے ذیں دھمکل کا مسلسل اچانکی روشنگر پہاڑی راستوں سے پٹھنے ہوئے صرف ٹھن دنوں میں پولٹے کیا۔ ایک بھرپور ملک کے اسے جلدی پونچ کر لیا گیا۔ ٹھن کی پونچ کو بہتانوں کی طاقت کا اختیار ملا بت ہوئی اور اس کے ذریعے تمیز آتے ہی دیگر طاقتے رضا کاران خود پر فلم ہونے لگے۔ پہلے ہی شام ہوا، بھر کند بی جس پر 1939ء میں قبضہ ہوا۔ اس طرح بائسین کے دامن کارے والا کوہستان ریاست ہاتھ کا حصہ بن گیا۔

تائگیر اور الائی کی طرف توسعے

تائگیر اور الائی کے لوگوں نے بھی الماقن کی رخواست کی تھیں انکریج حکومت نے اس کی اجازت نہیں دی۔ بعد میں ٹھنگت میں تھیات پنجشیر کل ایجنت نے اس بات کی دکالت کی کہ تائگیر اور الائی کی سوات سے الماقن برطانوی حکومت کے خلاف میں ہے تھیں اعلیٰ حکام نے اس بات سے اتفاق نہیں کیا۔ اس طرح اس سمت میں بھی ریاست ہاتھ کی تو سہی مدد قائم ہو گئی جس سے آگے جانا ٹھن نہیں تھا۔

کalam کی طرف توسعے

کلام کے معاشرات بالکل مختلف ہیں۔ اوش، اتر و مکان، اور زبانی تھی یا کا اوری علاقہ کسر کاری کا تھا۔ میں کلام کا شرک ہم زد یا گیا ہے۔ یہ علاقہ دریائے سوات کے بالائی تسلسل میں واقع ہے اور اس پر بھرپور الہواد دیر اور ریاست سوات کے پانچ کا دھوئی تھا۔ بیان کے باشدے آزاد تھے، کسی کو خشنگی دیتے تھے اور آزاد رہنا چاہتے تھے۔ ٹھن ان کے باہمی بھروسہ کی وجہ سے بعض اوقات کزوفرین مددجوہ بالاتجھوں دھوے داروں میں سے کسی ایک سے مدد کا طالب ہوتا جس سے اس کو سازش کر کے پانچال اور سوچ بوجھنے کا موقعیں جاتا۔ ارادہ یہ ہوتا کہ کسی طرح اس پرے علاقہ کو زیر تکمیل کرے۔ اصل دل چھی سب کو بیان کے بھی بھکھوڑا گئے بھکھات سے تھی۔ چڑال علاقہ پر اپنی ٹکیت کا دھوئی اس بیان پر کرتا تھا کہ چڑال بھر ان بیان پناہ لیتے تھے اور بیان کے قدر بیان پر سمجھا تھا۔ چڑال زبان بولتے تھے۔ دیگر یہ کہ چڑال ان سے سالانہ کچھ پتھر پر طور خان دصول کرتے تھے۔ نواب دیر کے دھوئی کی بنیاد دیر کوہستان اور بیان اور بیان کے لوگوں کی زبان کا ایک بڑا تھا جب کہ سوات کا دھوئی صرف جنگلی بنیادوں پر تھا۔

ساتوں باب

امورِ خارجہ

برطانوی راج کے دوران ہندوستانی ستائی ریاستوں کی حیثیت کا دارود اس بات پر تھا کہ ان کے حکمران برطانوی شہنشاہ کی بالادستی قبول کر لیں۔ یہ دراصل برطانوی بقدر میں قسم سچ کے لئے ایک ایسی سیاسی حکمت عملی تھی جس کے تحت انتخابی انتیارات، یا تھی حکمرانوں کے پاس رہتے تھے۔ 1857ء کی بغاوت کے بعد، جس کے سبب میں سے ایک ہے اس بیان اٹھایا کیا تھی کی وجہ پرمنان پالیسی اور ستائی ریاستوں کا اگر یہ حکومت میں الماق کا مل تھا، ملکہ، کوئی نئے یہ شہر و صدر میں تھا کہ ستائی شہزادوں کے حقوق دوڑا کا خیال رکھا جائے گا۔

میرا بیبا شاہ کے مہد میں ریاست سوات اور برطانوی حکومت کے درمیان تعلقات کا احاطہ چوتھے باب میں کریا گیا ہے۔ میرا بودود کے عہد میں اس تعلق کو اس کے خاندانی روایوں اور حکمران بننے سے قبل برطانوی حکومت سے اس کے روابط اور تعلقات کے تناظر میں جانچے کی ضرورت ہے۔

سید ہذا اور اس کے بیٹوں کے اگر یہ حکومت سے خانے بہتر تعلقات تھے اور اس کے چاروں بیویوں نے ان سے پہلے رابطہ کو کوشش اس وقت کی جب 1895ء کی لاکنڈ فراز کے بعد انہوں نے لاکنڈ کے پونچھکل انجمن سے خلا دکان بستہ شروع کی تھیں اگر یہ حکومت نے ان کو یہ نکالا سا جواب دے کر اس مسئلہ کو ختم کر دیا کہ وہ اس وقت تک ان سے کوئی سرکاری تھنیں رکھے گی جب تک ستائی طبقہ انہیں حکمران نہ حلیم کرے۔

سیاں گل خاندان نے جولائی 1897ء میں سرتو رو فقیر کو لاڑا کے سے ہٹانے کی کوشش کی ہے اگر یہ حکومت کے لئے سات کی سر زمین پر کوئی صعبت کفری نہ ہو گیں وہ اس کو شش میں ہٹا کر ہے۔ تیغنا میرا بودود اپنے تھجیے بھائیوں کے ساتھ 1897ء کے جادہ میں شرکت پر بھجو رہا۔ درستہ تو اسے کافر قرار دیا جاتا۔ تھیں وہ اس جادہ میں 29 جولائی 1897ء کو شاہی ہوا اور اصل میدان جگ سے دور ہی رہا بلکہ حقیقت میں اس نے لارڈ میں شرکت نہیں کی تھیں اسی بات بھی اگر یہ حکومت کوٹک میں جلا کرنے کیلئے کافی تھی۔ اس سے سیاں گل خاندان کو

انہوں نے اپنے لئے 2 تکمیل اعتماد فراہد بیا جس پر اس خاندان نے ان کو خطروں کو رہائی کی خواہیں اور اطاعت قبول کرنے کے لئے اپنی استدعا فیصل کی۔ اس نے جب اگست 1897ء میں اگرچہ حکومت کی طرف سے الٹی سو سال کے خلاف تحریری بھرپوری کی گئی تو ان سے تھمار پیٹھنے کے لئے خصوصی طور پر کئے گئے خود راست محسوس نہیں کی گئی۔ 24 جنوری 1897ء میں عہدالودود حکومت سے مذاہبت کی اہمیت کو بحثت ہوئے عہدالودود سوات ہاؤ کے ایک جگہ کے ساتھ پرچم کل اجتہد سے ملاقات کے لئے چک درہ گیا۔ وہ اپنے ساتھ دوسرے کاری بندوقیں اور لیفٹینٹ گریوز کی گوارنی گیا جو کہ دوں گلی (سوئی خیل ملک) میں دو ران جگک مار گیا تھا۔

اس کے بعد والے سینے دہ میان گل خاندان کے افراد کو لے کر لاکنڈہ گیا اور سرتو فتحیر کرنے والوں کے اور بعض لوگوں کی جانب سے ان کے سر بر کے نلاٹ استعمال کی منافی تھیں کی۔ انہوں نے پرچم کل اجتہد کو اپنی طرف سے خیر خواہی کے چند بات کی بیان و دعائی کرائی اور احمدی بھائی کی ناطر بونیر کو مطلع فرمان دیا تھا کی تھیں کی۔ لاکنڈہ سے واپسی پر دوہاں بھر پر باختر گئے تاکہ دوں گل کو اگرچہ حکومت کی طرف سے مان کر دوہاں جو خاندان کی ادائیگی پر قائل کریں جو جادو میں شرکت کی وجہ سے ان پر عائد کیا گیا تھا جس کو لوگوں نے انکار کر دیا۔

1902ء کے بعد سے میان گل خاندان کے افراد کو فی کس سالات پانچ سو روپے کی رقم اگرچہ حکومت کی طرف سے خیری طور پر وقف و قدر دی جاتی رہی۔ 1903ء میں عہدالودود نے چک درہ سے چالی گئی ایک رانفل اگرچہ حکومت کو بالا ساختہ دیا گی۔ اپریل 1905ء میں میان گل خاندان کے ارکان نے بآچا خان کی فوایب دیر مقرر کرنے کے لئے چیف کشٹر کے دربار مسندیدہ پر مقام چک درہ میں شرکت کی۔ اپنے خاندانی اور قبائلی جگہوں کو سلمانے کے لئے مختلف مواقع پر پرچم کل اجتہد کے ہاں آنے جانے سے میان گل خاندان کے ہارے میں اگرچہ خلماں کے چند باتیں آہستہ آہستہ دوستانہ ہوتے چلے گئے۔

اربع 1906ء میں عہدالودود نے ایک موڑ گاڑی خریتے اور جگہوں تک سرک کی ترسیج کے موہمنی پر بات چیت کے لئے پرچم کل اجتہد سے ملاقات کی۔ اسی سال گئی کے بعد میں پرچم کل اجتہد اپنی جوہی کے ہمراہ سو سال کے درہ پر گیا اور سیدوں میں پر طور میان اُس کے ہاں قیام کیا۔ 1908ء میں سرتو فتحیر نے ایک بار پر جو قبائل کو لاکنڈہ پر جمل کے لئے آ کرایا۔ عہدالودود نے سو سال میں سے اس کے گزرنے کی مخالفت کی۔ اس پر اسے دو رانس کے بھائی کو اگرچہ حکومت کی طرف سے 20 بڑا روپے دیئے گئے۔ پرچم کل اجتہد نے عہدالودود اور اس کے بھائی شیرین چان کے درمیان ہائی کرائے کے محاہدہ کر دیا۔ محاہدہ نہیں پرلاکنڈہ میں ان کی ملاقات کا انعام کیا گیا جہاں پر تازع عمارتی طور پر ہوا۔

جو لائی 1913ء میں عہدالودود اور اس کے بھائی نے اگرچہ حکومت کو اپنی طرف سے یہ پیغام سننا چاہیا کہ وہ

اپنے اٹو رسوخ کو ان کی مرپی کے مطابق استھان کرنے کے لئے تھا ہیں۔ فروری 1914ء میں انہوں نے جریدہ بار کرایا کہ وہ بخار میں بھی اگرچہ حکومت کے حق میں اپنا رسوخ استھان کرنے کے لئے تھا ہیں۔ انہوں نے بخار اور سوالی میں اگرچہ حکومت کے خلاف کے لئے اٹو رسوخ استھان کیا۔ جب پہلی جنگ عظیم چڑی تو انہوں نے اگرچہ حکومت کی حیات کا اکھار کیا اور اٹھیں ریلیف فلڈ میں چندہ دیا۔ جون 1915ء میں سو اسات بالا کے لوگوں نے سندھ کی بیبا کے زیر اشادیں زیٰ علاقوں پر قبضہ کو شکل کی۔ اگرچہ حکومت نے اس کا ردود اعلیٰ کی خالیت کی۔ صورت حال نے ہرگز احتیار کیا۔ اس موقع پر میاں گل برادران نے اگرچہ حکومت کو بیش بہادر افراد کی۔

جنگ عظیم اول کے دوران حامی صاحب آف ترکی اور سندھ کی بیبا سو اسات اور علاقوں میں اگرچہ غالف کا ردود اعلیٰ میں اضافہ کی کوشش میں سرگرم رہے۔ جب کہ میاں گل برادران اور ان کے ہم خیال پاسٹی ڈا (ایوبکر) نے انہیں ایسا کرنے سے روکا اور ان کے ایسے الہامات کو اسلامی تعلیمات کے خلاف قرار دیا۔ سید بیبا کی اولاد میں سے ہونے کی وجہ سے بہت سے لوگ ان کی اس بات کو ایجاد دیتے تھے۔

جب نومبر 1915ء میں عبدالجبار شاہ نے میاں گل برادران کو سو اسات سے ٹھال باہر کیا تو عبدالودود پر ٹھیکل ایجاد سے ٹھات کے لئے لاکھ گیا۔ اسے قمانی یاد بار چک درہ میں اپنی سیری اراضی پر قیام کی اجازت دے دی گئی۔ جب نومبر 1916ء میں میاں گل برادران اور سو اعلیٰ کے درمیان معاہدہ ان کے لئے گفت گو چاری تھی تو عبدالودود نے سو اعلیٰ سے کہا کہ وہ برطانوی حکومت سے بھی مجاہدہ اس کر لیں۔

عبدالودود کی حکومت کے بالکل ابتدائی دنوں میں گائینڈز کی باری چک درہ کے دوسوار اپنی بندوقیں اور گولیاں لے کر فوج سے بھاگ گئے۔ عبدالودود نے ان میں سے ایک کو صرف گرفتار کرنے پر ہی اکٹھنیں کیا بلکہ اس کی بندوق اور گولہ باروکو گی لاکھ میں اگرچہ حکام کے پاس بیٹھ گیا۔ مارچ 1918ء میں عبدالودود اپنے دو ہزار آدمیوں کے ساتھ دوسری زیٰ میں خود اور ہوا گیل اگرچہ حکومت نے عبدالجبار شاہ کی طرح اسے لاکھ چڑھال رہوں کی طرف آئے ہوتے سے نکل رکا۔ البتہ جب اس نے لڑاکے کے مقام پر ایک چوکی ہائل چاہی تو اسے ہتایا گیا کہ اگرچہ حکومت اس بات کی اجازت نہیں دے گی۔

جون 1918ء میں سندھ کی بیبا سے ملے کے لئے دو آدمی جو خود کو ترک کہتے تھے اور حامی صاحب ترکی کی طرف سے کچھ لوگ سو اسات کو بھاگ آئے ہاں انہیں اس بات پر آمادہ کریں کہ لوگوں کو ایک بار پھر اگرچہ دنوں کے خلاف جہاد کے لئے تھا کریں۔ عبدالودود نے کہا کہ سو اسات اگرچہ حکومت سے لانے کا متحمل نہیں ہو سکا بلکہ وہ تو اگرچہ دنوں کے مکون ہیں کہ انہوں نے انسدادی چیز اڑاٹھم کر کے نقل و حمل کی اجازت دے دی ہے، جسے عبدالجبار شاہ کے ہدایت میں سو اعلیٰ کی جانب سے اگرچہ حکومت کے خلاف پورش کی کوشش کے بعد 25 اگست 1915ء کو

1901ء کے ریکارڈین 111 کے تحت لاگو کیا کیا تھا۔ اگر جو دن اور افغانستان کے درمیان لڑی جاتے والی تیری جنگ کے درمیان ہفت سال کے عہد ان کی کامیابی کے نتیجے میں بیان کے لائق اس سے لا تھلک رہے۔

جن 1921ء میں جب مبدأ اللودود کے ایک وزیر نے ہفت سال کے مذاکرات کے باہم بات چیز کے لئے پونچھکل ایجنت سے مذاکرات کی تو برطانوی حکومت نے اپنی طرح اس پر بات واضح کر دی کہ چرال اور دیورزک، جس کا دس میل کا حصہ یاست ہفت سال کے حدود میں سے گزرا تھا، پر ٹپے والی زیست سے چاہے وہ بھی ہو یا سرکاری کسی تحریر کی چیز پر چھاؤ کو ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا۔ اسی سال انکو میں پونچھکل ایجنت اور انہی کے وہ پر گیا اور ہاں مو جو ہفت سال کے کھنڈ پر چرال روڈ اور چک درہ کے قلعے کے گرد وفاخ کے تحفظ کو تعمیل ہاتے کے لئے تور دیا۔ مبدأ اللودود نے پونچھکل ایجنت کو صرف اس بات کی تحریری تعینات دھانی نہیں کرائی بلکہ یہ استغفار اس کو ہاں کر دیا کہ اگر بری حکومت کے خلاف فٹا کوئی کام نہیں کیا جائے گا۔

1921ء میں مبدأ اللودود نے الام کا یا کہ پونچھکل ایجنت نے سازش کر کے اس کے خلاف کامن کا ایک اتحاد بنالا ہے۔ اس کا یہ الام کی حد تک میں برحقیت گلنا ہے اس لئے کہ یہکہ بی شبل میں اپنے جن ہائیکین کو مبدأ اللودود نے قید کیا ہوا تھا انہیں تھانے کے خان صاحب بریام خان کی مذکورات پر آزاد کر دیا گیا جو اگر بری حکومت کا اتحادی اور دست راست تھا۔ تاہم اگر بری حکومت نے اور انہی میں سات اور دیو کی ریاستوں کے درمیان پھری طویل (1918ء تا 1922ء) جنگ میں پختاونوں میں سے کسی کا بھی ساتھ نہیں دیا۔ اس وقت ان کی عکت عمل سے گلنا ہے، یعنی کہ مقامی عہد ان اپنے تازعات خود میں کریں۔ اور شاید وہ باجا صاحب کی طاقت کا انداز بھی کافی چاہتے تھے۔ انہوں نے مذاکرات اس وقت کی جب دنون فریق خوبی مرستک اپنی اخوان میدان جنگ میں رکھ کیں الیت نہ ہونے کی وجہ سے اس ہم کی عمل ہا کا کی کی آخری حد تک پہنچ گئے تھے۔ اگر ایسا ہو جاتا تو باجا صاحب کا این زیستی طلاق پر بقدر قرار دہتا۔ چرال سر زک دس میل تک اسی طلاق میں سے گزرتی تھی۔ چون کہ برطانوی حکومت اس سر زک کی خلافت کی حد میں فواب دی کو پہلے سے ایک رقم دیتی تھی صورت حال میں تبدیلی اس انتقام میں بے ربطی کا باعث ہو سکتی تھی۔

20 جن 1922ء مگر برطانوی حکام نے دنون فریقوں کے لئے ایک فرمان جاری کیا ہے اور انہی مجاہدین کو چاہتا ہے۔ مبدأ اللودود نے صوبہ سرحد اور سیاسی شبکے کے اعلیٰ حکام کی مرشی کو منتظر رکھتے ہوئے اس فرمان پر پوری طرح سے ٹھیک درآمد کیا۔ اس سے اس پر برطانوی حکومت کے احاد میں اضافہ ہوا اور اس کی عکسی ہوئی پھر پر ٹھیم کرنے کی راہ ہمارا ہوئی۔ گیارہ جنوری 1923ء کو چیف کمشنر سے مذاکرات کے لئے وہ پشاور گئی اور اس کے ملا کئے کے دروڑ کے موقع پر دوبارہ اس سے مذاکرات کی جس کے درمیان پونچھکل ایجنت کے ہارے میں اس سے گفت گوری اور

برطانوی حکومت کی تنخا معلوم کئے بغیرہ ہاں اپنے داخل ہونے کے معاہد کی وضاحت پیش کی۔ اس نے انہیں یقین دلایا کہ وہ بخیر سے برطانوی حکومت کے علاقے پر کسی حلہ کی اجازت نہیں دے گا اور ان کے خلاف انقلاب ساز شوں کو بھی روکے گا۔

22 ستمبر 1923ء میں عبد الودود کے ولی عہد کی رہنمائی بندی کی تقریب کے ایک دن بعد ایک اجلاس منعقد کیا گی۔ اس اجلاس میں وزیر حضرت مل نے عبد الودود کی جانب سے ایک تقریب پڑھ کر سنائی۔ جس میں شامل مقرری سرحدی صوبے کے چیف کمشنر اور ملازم کے پولیٹکل اجٹ کی طرف سے بخیر کی بھم کے دران بالواسطہ اہدا اور سرمراہی کا انتظامی گرم جوشی سے فلکری ادا کیا گی۔ اس نے تقریب میں بخیر کیا کہ وہ برطانوی حکومت کا وفادار رہے گا اور ماضی میں سے بھی کہا کہ وہ بھی اگر برطانوی حکومت کے وفادار رہیں، اس کے خلاف کوئی سازش نہ کریں اور اسے اپنا دوست نہ رکھیں۔ اس نے بالٹوکوں اور ان کے پولیٹکل اجٹ سے کی غفتہ کی اور اسے اسلام کے خلاف قرار دیا۔ اس موقع پر موجود شرکاء نے وحدہ کیا کہ وہ برطانوی حکومت کے وفادار رہیں گے۔

پالٹوکم کے ایک مشتبہ اجٹ مولوی عبد العزیز نے وضاحت کی

"اللهم امراء اس کے معاہد کیا ہیں۔ اس نے کہا کہ اس کا انتظامی خانہ ملکا خان ہے۔ اس آنکھ کا مقصد یہ ہے کہ دیا کے سارے پالٹوکوں، رولٹ مددوں، بھکر اؤں اور ذہنی پیشواؤں کو جاؤں اور باکر رہا جائے۔ ان سے اور عام اؤکوں سے ان کی ساری جانی و محسنی لی جائے اور ہمارے تلاطفی سے استھان کیا جائے۔ اس نے آنکھ کے سے تھن، کچھ سے انکار کیا اور موروں کوئی صحت کی کہ وہ تو کوئی اس للاتر یک سے دور رکھیں۔"

لیکن برطانوی حکام اپنی عبد الودود اور سوات کے دیگر ممتاز لوگوں کو اجٹ کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وفاداری کے تمام ترتیبات کے باوجود وہ بالٹوکوں سے کسی نہ کسی حد تک ربط و ضبط برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ پولیٹکل اجٹ نے عبد الودود کے ہام اپنی ایک تقریب میں مولوی عبد العزیز کے ہارے میں اپنی بدگلائی کا انکھار کیا۔ جواب میں اس نے اس امر کی پرزور القاظ میں تردید کرتے ہوئے پولیٹکل اجٹ کو یقین دلایا کہ مولوی عبد العزیز کا بالٹوکوں سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔

جنواری 1923ء میں عبد الودود اپنے اور نواب نائب کے درمیان ہونے والے واقعات کی روپرث روزانہ کی بنیاد پر پولیٹکل اجٹ کو بھیجا رہا اور اس سے اس بات کا عہد کیا کہ کامیاب ہونے کی صورت میں وہ ایساں کو میور کر کے تاریں کی جا کر میں داخل نہیں ہو گا، کسی بھی صورت حاجتی صاحب آف ترینگ زنی یا باہر ہوئے اسدا طلب نہیں کرے گا اور جنی سے اور ایسی معاہدہ کا پابند رہے گا۔

جب 26 جولائی کو وہ بخیر کے سلسلہ پر بات کرنے کے لئے پولیٹکل اجٹ کے پاس گیا تو اس نے اس شرعا

پر بانجھ سے انخلاء پر رضا مندی ناظر ہر کی کہ بر طالوں کی حکومت اس کے دعویٰ تباہ ملاؤں کی عناصر اے۔ 27 جولائی کو بر طالوں بند کے کاغذ راجحیت نے اسے علاقات کی اجازت دی اور اس نے 18 جنوری 1923ء کوں رانی زمیں واقع کیسپ میں پنجھکل ایجنت سے علاقات کی اور ملائکہ اور رانی زمیں پر اپنے بخوبی دھمل کے لازم کو اپنے دھمنوں کی غربت اور دوستوں کے حصہ کا تجھہ قرار دیا۔ اس کی بار بار کی بیعتیں وحشی کے ہاد جو اس کے چکیر اور کوہا کی بھوؤں کے دروان پنجھکل ایجنت نے اسے اپنے معاذوں کا پاس کرنے کے ہاد سے میں لکھا۔ پنجھکل ایجنت کی خوشبوی کی خاطر اس نے سید شریف کے اسکول میں تعلیمات اور ہدایہ مداران کے ایک اسکول نجیش اُنکن کو اس لازم میں صوات پدر کر دیا کہ اس کا دیا بگریز حکومت سے فیر مٹا ہاتھ ہے۔

بر طالوں حکومت سے اپنے تعطیل کو ہر یہ مکالم کرنے کے لئے عبد الودود نے 9 فروری 1924ء کو اپنے وزیر کے ہمراہ ملائکہ میں جا کر پنجھکل ایجنت سے علاقات کی اور بھرپڑا در گیا۔ اس نے اگرچہ حکام کے ہمراہ دس سو اس اور بوئیر کے علاقہ کا ہوائی جائزہ لیا۔ اس کے دوستوں نے تو اسے ایک اعزاز مان کر اس پر خوشی کا اکھبار کیا جیسی دوسروں نے اسے اگرچہ حکومت کی ایک چال۔ یا اور کہا کہ اس کی خود نمائی کے بعد پر کو اس طرح تکمین دیئے گی آڑ میں یہ لوگ دراصل اس علاقہ کی تازہ تصادی اور نئی نئی باتاں چاہیے ہیں۔ اس وقت کی سیاسی ذائقی میں یقین ریثی ہے کہ جو لوگ ہوائی چہار پر اعزاز اپن کرتے ہیں وہ در حقیقت دل میں اگرچہ حکومت کے دشمن ہیں۔ یا اس بات کو جانچنے کا ایک اچھا پیمانہ ہے۔ اس بات کا اندر راجح کیا گیا ہے کہ

”یہاں میں اگرچہ حکومت سے اپنے دوستوں تعلقات کو ترقیر کہا ہے اور ایک سے زیادہ معاشر پر بر طالوں پا ہیں کا کا لاد کرنے ہوئے اپنے دوستوں کو گلی جانس پہنانے سے اخراج کیا ہے جیسے کہ کوئی کوت کے بہادرخان کی سر برائی کے لئے اسے بکھر کرنے کی خواہیں اور اسی طرح پہنچنے ہوئے اور یہ ذائقی ملائکہ کو دوبارہ معاشر کرنے کی بھجوں جس کا تقد 1922ء میں اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔“

عبدالودود نے بوئیر کا سردے کرنے میں بر طالوں حکومت سے مکمل خداون کیا۔ پنجھکل ایجنت 10 مارچ 1926ء کو سید شریف آیا اور یہاں دوستات قیام کیا۔ اس نے اول نئائیں کے تعظیت کے لئے بھی انتظامات کے جو سواعت کا سردے کرنے کے لئے یہاں کا درود کرنا پا ہتا تھا۔ 16 مئی 1926ء کو ملائکہ والہی پر اس نے اپنے اس دورہ کو ہر طاقت سے کامیاب قرار دیا۔

مئی 1926ء کو یا ٹکلو۔ سواعت تعلقات میں ایک اہم سنگ میں گردانا جا سکتا ہے جب بر طالوں حکومت نے ریاست سواعت اور یہاں میں عبد الودود کو وہاں کا باقاعدہ حکمران تسلیم کر لیا۔ 3 مئی 1926ء کو کل کین، چیف کشور، شامل مغربی سرحدی صوبہ، جزیل آفیسر کا اڈا گھر، ٹلح پڑا در، اور دیگر دو افسروں کے ہمراہ سید شریف آئے جہاں

ایک دربار کا انعقاد ہوا جس میں عبدالودود کو ری طور پر والی سوات حلیم کر لیا گیا۔ انعقاد دربار کے دروان تھی سوات بالا پر واڑ کرتے ہوئے پانچ چہاروں سے اُنے مبارکباد کے پیغامات گرانے کے۔

"برطانوی ہند کی حکومت اور والی (عبدالودود) کے دریان ایک باقاعدہ معاہدے میں پایا جس کی وجہ سے میان برادر، پہ سلاطین کی ادویہ رقم کے وضیں والی نے برطانوی حکومت کا مقابلہ رکھنے، اپنی ریاست کو برطانوی طاقتوں پر حلقہ کرنے، اگرچہ طاقتوں سے آئے ہوئے بھروسے کو پا، اسیہ بزرگ کی سرحد پر آپہ تباہی کے حالات میں دھل شد اسیہ اور حالات کے بیکاٹ کے اگر جو حکومت کے لئے قابلِ ذائقہ نتائج کرنے پر خاصی غافریک"۔

انقلابی روپورت اس حکومت میں رقم طراز ہے کہ اس معاہدہ پر عمل درآمد کے سلسلہ میں والی سوات کا روایا انتہائی اہمیتان بخش رہا اور معاہدہ کی شرائیک پر یورپی طرز سے عمل ہوا اسے لئے اُس نے بے حد محکومت پسندی کا ظاہر ہوا کیا۔

31 اگست 1926ء کو والی نے پونچھکل انجمن سے جاگر طاقت کی اور کاغذ اخور بند کے خال میں آباد گوہستانوں کے خلاف اپنی تحریری مہماں کی وضاحت فیش کی۔ اُسے متلب کیا گیا کہ وہ اپنی اس حکومت کی کارروائی کو چنانی ضروری تحریری مہماں لے کر مدد و کر دے۔ 15 اکتوبر 1926ء کو ایک بار اور اُس نے بذات خود پونچھکل انجمن کو اپاسکن کوہستان کے حالات سے آگاہ کیا۔ دائرائے لارڈ ایرون نے اپنی نیکم کے ہمراہ 12 اکتوبر 1926ء کو طاقت کا دورہ کیا جائیں اُس کی سوات کے عکران سے طلاقت ہوئی۔ 6 فروری 1927ء کو خال ملی سرحدی صوبہ کے چیف کشٹنے عبدالودود کے سہماں کی حیثیت سے سوات بالا کا دورہ کیا۔

فروری 1927ء کو بانیر اور سندھ کے دریاں کے انقلابی سرحد کا پا جائے ہو یہ کندڑہ بک کا قصہ کیا گیا۔ اس میں سوات کی طرف سے وزیر جب کہ اگر جو حکومت کی طرف سے اسٹنٹ کشٹن کوہستان کے علاوہ سطارزدی اور فوجی کے قبائل جو کوئی نے بھی حصیا۔ اس میں عبدالودود کو بانیر کے کچھ حصہ (مندرہ ایلی طلاق) سے اپنی مرضی کے خلاف دست بردار ہوئا۔ سرحدی طلاقت میں جدید فاصل کو ہماروں کے لئے ایسا لازم تھا۔

14 نومبر 1927ء کو عبدالودود طاقت کی گئی اور 15 اور 16 نومبر کو پونچھکل انجمن سے طلاقت کی۔ سوات میں جنگلات کے انقلابات کے باہم میں بات کی اور کچھ بندوقیں خریدنے کی اجازت کی اپنی درخواست کو درہ ریا۔ اپنی ریاست کو فریض کرنے کی اپنی ہم کے خلاف بناوات کی صورت میں اگر جو حکومت کی تائید و حمایت کی یقین و معانی چاہی۔ گفت گو کا ایک اور مضمون، جسے اظہیں اسٹنٹ کوہستان کے سوات رخصت ہونے کے بعد ان کی جانب سے زیر بحث لانا تھا، والی کی بھگت ہاجا بایا بادشاہ کہلانے کا اُس کے دریہ مطالک کو منداشتا تھا۔ لگتا ہے کہ اس دورہ کا اصل مقصد یہ تھا۔

1927ء کے مادہ بیسر کے دربار، بٹ خلیل کے چانسی مردان اللہ بن کوکاڑی میں چلتے ہوئے سات کے علاقے میں قل کر دیا گیا اور تاکس بھاگ کر برطانوی زیر انتظام علاقوں میں چلا گیا۔ عبد الودود نے پرانی کل ایجنس کو طرم قاکی خواہی کے لئے کہا تاکہ اس پر مقدمہ چلا جائے۔ اس نے اپنی تحریر میں کہا کہ مژہ وہ تباہی رہا یا میں سے تھا اور پروتکٹ فیلڈ میرا مہمان تھا۔ اگر قاکی اس طرح فرار ہو کر آزاد گھوٹا ہوئے تو مجھے اس کا بہت افسوس ہو گا۔ پرانی کل ایجنس نے قاکی گرفتاری اور مقدمہ چلانے کے لئے لفڑ اقدامات اور طریقے اگر یہ حکومت کو پیش کے اور یہ بھی بتایا کہ سوالی حکمران آپی سرک پر اس جنم کے ارتکاب پر انجامی برہم ہے (چون کہ مختول اس کے نزدیک خاصت ہو جو ستر قعا) تھیں اس نے ہر حال بھرم کی وائی سوات کو حوالہ کر دینے کی سفارش نہیں کی ایک اس لئے ہے کہ اس طرح ایک غلط مثال قائم نہ ہو جائے اور اُن دوسری باتیں کہ آج یہ وائی سوات نے بھی برطانوی علاقوں سے فرار ہونے والوں کو پکڑ کر حوالہ کرنے کی بھی کوئی کامیاب کوشش نہیں کی تھی:

سیاں گل عبد الودود نے بر سرچ پر برطانوی حکومت سے تعاون پر آمدگی کے انکھار کو بھی چھپایا تھا۔

1930ء میں پشاور میں ہونے والی گزبڑی کی اطاعت ملتے ہی اس نے ہر ایک برطانوی ہند کی حکومت سے رابطہ کر کے مدد کی پیش کیں کہ اور اپنے علاقے میں اس حکم کے واقعات کی روک قیام کے لئے ضروری اقدامات لے کے۔ اس وقت کی سیاسی ڈائری میں اس بات کی طرف اشارہ کر کے کہا گیا ہے 'ظریبے کہ وائی سوات کے متاب اقدامات کی وجہ سے بوئرہ تھلہ اور خدو خش کا علاقہ ابھی تک کسی حکم کے سیاسی احتجاج سے حفاظ رہا ہے۔' 1930ء کی ایک اور سرکاری روپورث میں بتایا گیا ہے کہ عبد الودود نے برطانوی سفارادات سے اپنی کمل و فناواری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے علاقے میں احتجاج کی کوشش کرنے والوں کو حقیقی سے دہادیا ہے۔

1931ء کے اگست اور ستمبر کے میتوں میں گدوان اور خدو خش قبائل کے بارے میں یہ تک پیدا ہوا کہ وہ سرخ پوش تحریک میں حصے لے رہے ہیں بلکہ ان کے بہت سے افراد کے بارے میں کہا گیا کہ وہ اس تحریک کے اجلاسوں میں شریک ہوتے ہیں۔ عبد الودود نے ان کو اگر یہ حکومت مختلف رہگریوں میں حصے لینے سے روکنے کے لئے خفت اقدامات لے اور تحریک کے ہمدردوں اور اس میں حصے لینے والوں کے ساتھ انجامی خفت روایہ اپنایا۔ طوائفی (ریاست سوات) کے ایک رہائشی حضرت اللہ کوئی نے روزا شاہ خان کے نام سے بھی بیچانا جاتا ہے، مسالی میں تحریک کے اجلاس میں شرکت کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس کے حکم کے ساتھ پتھر باندھ کر اسے دعویٰ کے مقام پر دریائے سندھ میں پیچک دیا گیا۔ اس کی لاش بھر بھی نہیں دل سکی۔

ای طرح پھر کے چھوٹے سے گاؤں کے ایک ذہنی قصہ نہ یاد ہا کو پہلے قید میں ڈالا گیا اور پھر اسے 1931ء میں ایک خلک کوئی میں پیچک دیا گیا۔ اس پر عبد الودود کے خلاف سازش کا الزام لگایا گیا۔ نہیجہ اور ہے

(W.R.Hay) پریسکل انجمن، اس متوتو بناوادت کو رنچ پوش تحریک سے جوڑ کر میداودو کے اقدامات کو لاشموری طور پر انگریز حکومت کے سرخ پوش تحریک کے خلاف ہم سے مر بوط قرار دیتا ہے۔ میاں گل جہان زیب ہر حال پریسکل انجمن ہے (Hay) کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتے۔

ایک انتہائی شاکت، مقبول اور سوات کے سب سے قائم یا اندھا خام میں سے ایک دریغول استاد کو خانہ 1932ء میں نواب دری سے خیر الہوں کے جھونے اڑامات کا کر گولی مار دی گئی۔ دراصل اس کی ذکان میں سرخ پوشوں کا شائع کردہ سال "پکنون" ملا تھا۔ اس کی لاش کو سید۔ میکور و دو پر تین دن کے لئے لکایا گیا۔

برطانوی حکومت کی طرف سے ریاست سوات کو باضافت تسلیم کئے جانے کے بعد پریسکل انجمن اور میاں گل میداودو نے باہمی ملا جاتوں کا تواریخ سے ایک سلسہ شروع کیا۔ یہ تعلقات دوستانت سے کمک بڑھ کر تھے۔ پھر ان میں تھیات چیف کشر اگرزر نے بھی کمی موافق پر ریاست کا دورہ کیا۔ اسی طرح میداودو و بھی کمی پار پشاور کے۔ اکتوبر 1929ء میں واکسرائے ہندرائڈ گوشین نے دری سوات اور چڑال ایجنسی کے دورہ کے موقع پر میداودو سے ملا تھا کہ جب کہ 14 اپریل 1930ء کو واکسرائے اور گورنر جنرل لارڈ اروون نے سید و شریف میں ایک ریگی دربار کے موقع پر آپ کو رکنے کے خطاب سے نوازا۔ یہ خطاب انہیں جتوڑی 1930ء میں برطانوی ہادشاہ کی جانب سے عطا ہوا تھا۔

میداودو نے انگریز حکومت کو کشتہ کر باہمی مفاہوں پیش کیا کہ اس طرح انگریز سلطنت کی ریاست سوات سے لگنے والی سرحدیں محفوظ ہوں گی۔ جو باہم کی طرف سے ریاستی معاہدات میں مداخلت نہیں ہو گئی۔ یہاں کے صوبائی گورنر نے 1933ء میں اپنے مقاصد کی روشنی میں ریاست سوات کی اہمیت کے بارے میں اپنے موقف کی یوں وضاحت کی کہ یہ اور سوات میں حکومت کی موجودہ صورتِ حال کا برقرار رہتا ہمارے لئے اتنا اہم ہے کہ یہ رے خیال میں ہے اسے لئے اس حقیقت کو کھنالازم ہے اور ہر یہ یہ کہ ہم کسی حد تک اس کو جوں کا توں رکھنے پر بھجوہ ہیں۔ میداودو جب بلور عمران سانے آیا تو اسے برطانوی حکومت کی باقاعدہ سرپرستی حاصل تھی۔ اس کے انتدار کے حصول کے معاذر کے فوائد و نقصاءات کی کل جانچ پر تال صوبائی چیف کشر نے کی تھی۔ یوں بھی وہ 1897ء کے بعد سے برطانوی مفاہدات کے لئے کام کرتا رہا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ فریقین کا باہمی مفاہوں بات سے دبست تھا... کوئی ای تحریک اور... اخلاقی کمزوری رہنا ہا تمہے نہ تکل جائیں۔ اس کے باوجود برطانوی حکومت اسے تسلیم کرنے میں ہاٹھ کرتے رہے۔ جب 3 می 1926ء میں اسے بطور ایل تسلیم کیا گیا تو خاصی دری ہو گئی تھی اور یہ خطاب اس کی پسند اور خواہش کے مطابق بھی نہیں تھا۔ وہ تو خود کو باچا کہلوانا چاہتا تھا۔

میداودو سے برطانوی حکومت کے اس برنا کے کمی مقاصد تھے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ اس سے ہر یہ وقارداری

کے خواہیں تھے جو کہ اس پر ان کے اعتماد کا داشت جواز سمجھ دیا گواہ۔ جنہوں کے محض اخلاقی مخالفان کی مثال ان کے رہا ہے۔ بھر اسے یہ بھی ہابت کرنا تھا کہ وہ اقتدار پر اپنی گرفت مضمون رکھ سکتا ہے، ریاست میں احکامِ ایسا کے اور برطانیہ مخالف معاشر ہی سے کہنا اگلی بیان سے نہیں کی واقعی خواہیں رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ بھی دیکھا ہے تھا کہ ہاشمیوں سے اسے کوئی بھروسی نہیں ہے اور یہ کہ وہ اُن سے بھی کے ساتھ نہ سکتا ہے۔ اس لئے کہ 1917ء کے ہاشمیوں کی انتفاضہ کے بعد وہیں کے زاروں کی پرانی تو سچ پسندان پالیسی میں انہیں ایمان صالوگئے سے ہر چیزی آگئی تھی۔ سوات تزویری ایمانی طاقت سے اُس ایمانِ ترین فتحی ہاں میں واقع تھا جو کہ صوبہ پردی کے تباہی طاقت تزویری، ایمان اور افغانستان پر مشتمل تھا اور جس سے روس کھڑا ہوا تھا۔ علاوہ ازیں برطانوی حکومت اپنے کچھ کام متصدی کے تحت سوات کو اپنے زیرِ نگہیں لانے کا بھی ایک خیال رکھتی تھی۔ اس بات کا اندازہ اُس سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے خیبر طور پر یہاں سے حاصل ہونے والی آمدی کا تجیہ کیا تھا جو یہاں قبضہ کی صورت میں انہیں حاصل ہوئے۔

مزید برآں عبدالودود کے ایک ترقیاتی مولوی عبدالعزیز پر (جس نے اسے سوات کا حکمران بنانے میں ایک کروڑ ادا کیا تھا اور جو سید و شریف میں رہائش پنپر تھا) برطانیہ مخالف شورش پاکرنے اور ایک قبیل جمیعت مسکریہ ہندوستانے کا الزام تھا جس کا مقصد یہاں ایک بالشویک مرکزِ قائم کر کے ترقیاتی برطانوی علاقوں میں پاکروں کو نوک پر پہنچانا کرتا تھا۔ برطانوی حکام کو یہ بھی تھا کہ عبدالودود کے ہاجوڑ کے ماؤں سے رابطہ ہیں اور انگریز مخالف حاجی صاحب آف ترکمنی اور مولوی عبدالعزیز سے بھی اُس نے سازہ باز کر کر گئی ہے۔ انہیں تھک تھا کہ وہ امیر افغانستان کی جانب سے ہاجوڑ سے الائی تھک کے علاقہ کا گورنر بننے کا خواہیں مند ہے جوہاں بالشویک نظریات کی پہچار کے لئے اسکل قائم کر سکے۔

ای جد سے ریاست کا باقاعدہ حکمران تثیم کرنے کے معاہد کو اُس وقت تک نظرِ اخراجیں رکھا گیا جب تک مولوی عبدالعزیز کا انتقال نہ ہو گی، عبدالودود نے سنداگنی بیان سے مکمل ہاطنہ تو زیلا اپنی حیثیت پوری طرح سکھمنہ کر لی اور مختلف موقع پر انگریزوں سے اپنی وقارداری کو ہر قسم کے تھک و شہر سے بالآخر نہ ہابت کر لیا۔ اس لئے جب موبائل گورنر افغانستان سے پوچھا کر آپ اپنی زندگی کا سب سے ہاں کام نہ اس کی بات کو سمجھتے ہیں؟ تو انہیں کسی پیچھا بھٹ کے عبدالودود نے جواب دیا کہ انگریز حکومت سے دوستانتِ مرکزِ قائم کرنا میرا سب سے ہاں کام نہ اس ہے۔

انگریزوں کی پشت پناہی کا حصول اُس کی بھروسی تھی، انتفاضہ نہیں تھا۔ اسے اپنے دریشیں کے مقابلہ میں اپنی پوزیشن سکھمنہ کرنی تھی جس میں غیر مذہبی اور مذہبی دوسریوں قم کے لوگ شامل تھے۔ اسی طرح دیو اور مسب کے جھڑواپڑ دیوبیوں سے ہر وقت بربر پیکار ہونے کے خلاف تھا۔ اشیاء ضروریہ اور سماں حرب و ضرب کی فراہمی

خوندر گنڈاری کی بیتیں رہائی کرائی۔

عبدالجبار شاہ کے مدد میں دیر اور سوات ریاستوں کے تعلقات کا جائزہ اس کتاب کے پڑھتے ہاں میں لایا جا چکا ہے۔ دریا کے دائیں جانب کے علاقوں پر بقدر کے لئے دلوں ریاستوں کے درمیان کشکش کا آغاز نظری و تینی تھا۔ تواب بیر کے خلاف اپنی پوزیشن حکم کرنے کے لئے عبدالودود نے تیک بیٹی خلیل میں گاؤں۔ ڈاکے اور ہاڑزی میں جنگی گرام کے مقام پر قلعہ تعمیر کرائے۔ اس طرح دریا کے دلوں جانب خاتمنی ڈاکہ انتشار کی گئی۔ اس اثنامیں عمر خان آف چول کے بیٹے عبدالحسین خان اور تواب دیر کے درمیان عدالت کی خبر 3 سو سال پہنچی۔ عبدالودود نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی ٹھانی اور اپنے سپر سالار کے ذریعہ کمان ٹھوڑزی کے ہزار پتلکر بھجا جس نے تیزی سے آگے بڑھ کر جیر گل اور زرد نیلہ کے قلعوں پر 10 نومبر 1917ء کو بقدر کر لیا۔ اسی بند بند میں پھٹکی کے قدر پر بقدر کے دیر کی افواج کو ٹھوڑزی ملاد سے نکال دیا گیا۔ وہ ادین زی علاقت میں راسوئہ تک پہنچے ہٹ گئیں۔

سوالیٰ ٹکڑا دین زی علاقت میں پیش قدمی میں صروف تھا کہ تواب کی جانب سے عبدالحسین خان کو تھکت سوالیٰ ٹکڑا دین زی علاقت کی صاحب موقع کے اختصار میں پیش قدمی روک دی اور فریقین اتحادی ہماز دینے کی خرآلی جس پر سوالیٰ ٹکڑنے کی صاحب موقع کے اختصار میں پیش قدمی روک دی اور فریقین اتحادی ہماز ہانے کی بھج دو میں لگ گئے۔ دیر کا ایک جرگہ تواب دیر اور خان آف خار کا اتحاد بنانے کے لئے خار گیا۔ دوسرا جاپ عبدالحسین خان نے عبدالودود کو بیتیں لایا کہ ہا جزو کے ملا صاحب اس کا ساتھ دیں گے۔ اس نے وہ ادین زی پر جمل کر دے اور وہ خود چھوپر جمل کر دے گا۔ تواب دیر نے عبدالحسین خان کے ساتھ مجاہدہ کر کے اُسے سوات کے خلاف لانے کی کوشش کی۔ ناکاہی کی صورت میں وہ اُس پر جملہ آور ہو گیا۔

تواب کے ہا جزو میں صروف ہونے کا فائدہ اٹھانے اور اس طرح اُس کے خلاف عبدالحسین خان کی مدد کی خاطر عبدالودود نے 24 ماہی کو درہ زار افراد پر مشتمل فوج کی مدد سے ادین زی علاقت پر چڑھائی کر دی اور پورے علاقہ کو درا ج کر دیا۔ 28 ماہی کو اُس نے تواب کے شوالکہ پر جمل کا قصد کیا جنکن دریں اُن تواب کے ٹکڑے سے اپنے پہاڑی کے راستے کو خفرہ میں جان کر اُس نے اپنے بڑھتے قدم روک دینے اور سید و شریف لوٹ گیا۔ سو اس کا ایک جرگہ دیر کے خفرہ سے منٹے کے لیے سند اکنی بہا کی مدد حاصل کرنے اُس کے پاس گیا۔ وہ شامیزی علاقت میں آیا اور اُس کی کوششوں سے سوات کے سب ٹکڑے اخیال گرد تواب دیر کے خلاف تحد ہو گئے۔ یوں عبدالودود اور سند اکنی بہا میں بھی مناہست ہو گئی۔ عبدالحسین خان نے بعد از عبد جنگ چیزیں کے بارے میں اطلاع دی۔

تواب نے عبدالحسین سے منٹے کے لیے متعلق اقدامات کے بکدروں سوات کے خلاف ایک اتحاد بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ سوات کے کچھ خوانین بھی اُس کے ساتھ مل گئے۔ تواب اور عبدالودود دلوں نے اپنے اپنے ٹکڑا کشے کے تواب کی فوج پوری طاقت سے مانے آئی۔ خار، چھوپر، سیند، میدان، بر اول، سلارزی، اور ماہونہ ٹکڑا بھی اس

کے ساتھیں گئے۔

11 اگست 1918ء کو دیر کا لٹکر شورزی کی طرف بڑھا۔ اس نے اس پھر نے خدا پر قبضہ کر لیا جس کی حادثت پر چار بانی کے نظرخان کی قیادت میں 26 افراد حصہ تھے۔ وہ بے بھری سے لازم اور سب کے سب ہارے گئے۔ اس کے بعد انہوں نے گزری۔ خزان کے قبضہ پر ملک کیا جاں میاں گل شیرین جان، شاہزادہ میرزا، ۱۱ لے میاں، میرزا رحیم خان آپ پاریزی ۱۸۰ افراد کی فوجی کے ساتھ موجود تھے۔ لیکن قبضہ کے دروازے تک پہنچنے کے بعد دیری فوج نے اسے آگ لگادی۔ جب دروازے کھلے، سب لوگ باہر آئے۔ میاں گل شیرین جان کو پہنچنے سے کوئی مار کر بلا کر رہا گیا۔ دیگر قائدین بھی مارے گئے۔ دیر کی فوج کے دوسرا افراد تو یا مارے گئے جب کہ سوات کے سارے افراد کام آئے۔ میاں گل شیرین جان کی سوت کی خبر ہر طرف رکھ کر باعث تھی۔

میاں گل شیرین جان کی سوت سے میش میں آگر باجہز کے ملاویں نے باہرہ ملکی قیادت میں انقلام کا فروہ لایا۔ باجہز سے خطرہ بھویں کرتے ہوئے خار، جندول اور میدان کے لٹکر سوات سے ٹپے گئے۔ جندول اور جندول کے لٹکر شورزی سے پہنچنے والے ہٹ کر ادین زدی میں اونچ پڑے گئے جب کہ سوات کے لٹکر بھی مستقر ہو گئے۔ نواب کی فوج باجہز کے ملاویں سے منٹے جندول چلی گئی جیسا انہوں نے خان آف خار کے خلاف شدید جنگ شروع کر دی تھی۔

اگرچہ ملاویں کو جانی نقصان اٹھانا پڑا ایک آن کا فزم مسمم قا۔ جانی صاحب آف ترکمنی نے بھی گندب کا دورہ کیا اور میاں گل شیرین جان کے خون میں آکروہ کپڑے رکھائے۔ جندول اور طیبہ زدی قبائل نے بھی خان آف خار کے خلاف لانے کا فیصلہ کیا۔ اس نے اس دوران باہرہ ملکے پاس اپنی ماں و بیکن اور کچھ کے مطابق اپنی بیوی کو بھی میاں گان کے ایک بڑے وند کے ساتھ بھیجا۔ اس نے اس وند سے ملاحت کرنے سے اتفاق کر دیا۔ وہ خان کے خلاف ماسوند قبائل کا لٹکر تخلیل دینے کی سی کرتا رہا جب کہ جانی صاحب ترکمنی نے جند قبائل کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی تھیں جو کہ مدد ہو دو۔

سوات میں میرزا عدو دنے شورزی ملکہ کا تبدیلی کرنے کے لئے سواتی لٹکروں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی گئی سوات میں مطلوب جوش و خوشی کی کی تھی۔ سندھ اگلی ہیا نے غصب ہاں ہو کر ملکی دی کی اگر لوگ میاں گل شیرین جان کا انقلام لینے کے لئے باہرہ لٹکے تو وہ ان سے ناطقہ کر باجہز پڑے جائیں گے۔ پکو شورزے بہت لوگ تھے۔ شورزی پہنچ کر وہ نواب کے آدمیوں کو وہاں سے نکال باہر کرنا چاہتے تھے کہ باجہز میں ملاویں کی فوج کے تخت ترہ بننے کی خبر آئی۔ یہ سن کر یہ لوگ بھی واپس گھروں کو لوٹ آئے۔

سوات کے عصر ان کا محیر ادا کرنے کے لئے نواب دیر نے سوات کے سابق عصر ان میرزا الجبار شاہ کے ساتھ ساز باز شروع کی تھیں اس کے مطالبات نواب کی بخوبیہ دعایات سے کمک نہ یاد تھے، اس نے یہ تسلی منڈھے نہ چد

سکی۔ نواب اور بھاچا دلوں ہی اپنے خانین اور ملاؤں سے نئے اتحاد پر ان جن حانے کے لئے کوشش ہے اور کرنے والے نہ بیرون کے لئے ان کی پوزیشن مشبوط ہو گئے۔

13 اپریل 1919ء، کنواپ نے سوات پر حملہ کے لئے اپنی افواج کو قوشی تحریک کا حکم دیا۔ اس عملکی توشی بندی کے نئے سوات جو نے پہلے یہ نہایگ دردہ کی راہ میں واقع گاؤں شور پر قبضہ کر لیا جو کتاب مذکوٰ مصلح کا حصہ ہے۔ 22 اپریل کو نواب کا لٹکر سر بالا کے راستے صدر خان کی تیاریت میں تو آنوباعظی پر حملہ اور ہوا۔ سواتی لٹکر نے حملہ اور دوسرا کوچھے دھکیل دید۔ یہک پہلی خلیل کے لئے سیو جنی علاقوں سے جنپتی والی تازہ دم لگ کے سوات جوں کی پوزیشن ہر چیز سکھ کر دی۔ اسی اثنامیں جب یہک پہلی خلیل میں نواب کے لٹکروں کو شدید ہراحت کر کے پہنچا ہونے پر بھروسہ کیا جا رہا تھا۔ بعد الہودو نواب کے ساتھ دہلی فریب میں صرف تھا۔

حالانکہ نواب کے لٹکر یہک پہلی خلیل میں تھکت سے دوچار تھے لیکن وہ تالاش میں چدروہ سوکی فخری کے ساتھ موجود تھا۔ جب کہ بارہ سو افراد پر مشتمل اُس کا ایک اور دست اورین زمی علاقہ میں موجود تھا۔ سواتی افواج بھی خور بند اور کاخوں سے تازہ دم لگ کے ساتھ صرف آرائیں۔ اس سے سوات جوں کے فرم اور سخت روایتی میں ہر چیز شدت پیدا ہوئی۔ حتیٰ کہ بعد الہودو نے جو کنواپ کے ساتھ کی معاہدہ پر خاصاً ملکی تھا، اُسے کہلا بھیجا کر وہ سوات جوں کے فرم ستم کو آزمائے کی جرأت نہ کرے۔ نواب نے اس دوران حوالی میں سوات جوں سے چینے گئے شوژنی علاقوں پر اپنا قبضہ برقرار رکھا۔

اگست 1919ء میں دری کی افواج نہایگ دردہ کے راستے دادی سوات میں ایک بار پھر دہلی ہوئیں۔ اس وقت سوات میں موجود نواب کے ذریعہ (وزیر) کے لوگ بھی ان کے ہم راہ تھے۔ کی گاؤں ان کے قبضہ میں چلے گئے۔ دو ہفتے بالا مدد کے علاقوں میں تھکے تھے گے۔ اس دوران بھاچا کی با جوڑ پا یعنی کامیاب ہوئی جس کے نتیجے میں بعد ایک ماہ نانے جدوجہد پر حملہ کر کے ہازہو (سیوجوہ شریان) پر قبضہ کر لیا جو نواب کو اپنی افواج سوات سے واپس بنا پڑیں۔ سوات بالائی میں موجود اُس کی افواج کو حکم ہوا کہ

"17 اگست کی دریائی شب آدمی رات کے وقت وہی شروع کریں۔ سوات جوں کو اس بات کی اس کن ہو گئی اور انہیں نے پہاڑیں فتح کے راستے میں بھج چکا، اُسکی اپنی پوزیشنیں سنبھال لیں۔ نواب کی افواج کو اسکی ذریعہ اخلاقی چیزیں کی میں مل جائیں۔ مل جائیں میں ملی مطلک ہے۔ پا گاؤں سے ایک جزو رکھ لے اور اسے گئے۔ آنحضرت وہیں اور دوسرا پہاڑیں کھوئے گئیں ہیں۔"

بھاچا صاحب نے اس اتفاق کو جوں یا ان کیا کہ:

"نواب نہارے باخوں سے بال بال قارہ بھاگے میں کامیاب ہوا لیکن بہت ہی بہری حالت میں۔ سوات جوں نے دھنوں کا کام بھج کیا کیا۔ سارے پہنچے گئے علاقوں میں لے لئے۔ ہم نے شوژنی اور این زمی پر قبضہ کر لیا اور ہر چیز اسے چھوڑ کر

تباہی کر رہے تھے کہ اب کے ہاتھوں باجڑ میں مہماں خان کی لفکست کی خواہ آئی۔ ہم نے اپنی پوری قدری، وہکی اور اپنی سوچ وہ کامِ اسلام پر مضمون ہو گئے۔

کمل لفکست کے باوجود نواب دیروانی تحریر ان کو این زندی پر آسانی سے ٹاپس ہونے کی اجازت دینے کے لئے تباہیں تھیں۔ اکتوبر 1920ء میں سوات چین نے محسوس کیا کہ نواب اور این زندی پر حملہ کی تیاری کر رہا ہے۔ انہوں نے اپنی دفناگی پر پوزیشن کو ہڑی بیٹھا کیا۔ باچا کا ایک آرکار باجڑ میں موجود تھا جا کر نواب کے حملہ کی صورت میں خان آف خاد، طاؤں اور حاصلی صاحب آف ترکمنی کی مدد سے حاصل ہو گئے۔ نومبر 1920ء میں دریہ کی فوٹ نے اپنے اتحادیوں کے ساتھ ادراق کے مقام پر پوزیشن سنبھال لی۔ 21 نومبر سے اکا کاٹے شروع ہوئے۔ سنڈاگی ہائے جدول کا رشتہ پھیرنے کے لئے ایک تحریر کی۔

”عالم زیر بخوبی کی قیادت میں جدول ہائے بیماری سے بیوال ہوتے ہیں تو اپنی کردی کر کے چاہئیں کے قدم اکھاڑا اے لیکن، اپنی بھتی فوج کو سوات چین نے تحریر کردا۔“ ۱۹۲۰ء، اتحادی بھگی کے نام میں ۳۰۰۰ اش اوت گئی۔

نواب نے ایک بار پھر میدا بیمار شاہ کو دریا کے سوات کا پورا بیان کیا وہ دینے کی شرط پر اتحاد کے لئے آمادہ کرنے کی سازباڑی جو کہ اس کا دریہ پر مطالبہ تھا۔ میدا بیمار شاہ نے تکمیر کی طرف سے پیش کردی کی کوشش کی گئیں اس دوران نواب بیماری کی وجہ سے اپنی فوج کو حرکت میں نہ لاسکا۔ باچا صاحب نے آسانی سے اس کوشش کو داکام بنا دی۔ جولائی 1921ء میں نواب نے سلطنت خان آف جوہ (جو بعد میں خان بہادر کہلایا) کو دوسرا فردا کے ہمراہ ایک ہراوی دست کی ٹھیل میں نیک پیٹی میں پورا جواہر ابیل کراس پر قبضہ کے لئے بھیجا۔ سلطنت خان نے اپنی وقارداری پہنچتے ہوئے باچا کے ساتھ مظاہرت کر لی اور دریہ سے ساتھ آئے ہوئے نواب کے آدمیوں کو ایک اپنے گھروں کو پہنچ دیا۔ لیکن

”چنان لکھر ہمارا ہے ہاں سازشوں کو کامیابی نصیب ہوئی۔ اس دوسری جیان گل (میدا بیمار شاہ) کے خلاف ہاتھ کے اکثر علاقوں میں کچھ روپی پکڑی تھی۔ کی تباہی ماندنی معاوق چور گز نواب کے ساتھ سازباڑ میں صراف تھے۔ تیر (1921ء) میں اور این زندی معاوق نے جیان گل سے آزادی کا اعلان کر دیا۔ نواب نے ”بہادر اپنی اخوان کو کچھ کر دیا۔“ اندر وہی عدالت اور عدم اطمینان کی وجہ سے باچا صاحب کی پوزیشن اس وقت غاصی کر دی تھی۔ لکھر کی پوچش کے لیے اس کے احکامات ظفر انداز کے چار ہے تھے۔

دسمبر 1921ء میں جاہنگیر اور این زندی کے مقام پر سورچ بند ہو کر ایک دوسرے کے آئنے سامنے آگئے۔ اپریل 1922ء میں تمیں ماہ کے لئے عارضی جنگ بندی ہوئی لیکن سازشوں کا مسلسل جاری رہا۔ یونیورسٹی اور سوات کوہستان میں ہونے والی شورش کی وجہ سے باچا صاحب کی پوزیشن غاصی کر دی تھی لیکن اس نے اپنی عکبٹ مغلی کی بدولت اس سب پر قابو پالیا اور کامیاب رہا۔ اس دوران برطانوی حکومت نے فیصلہ کیا کہ جزاں میں کے معاوق

ان جملی صورت حال کی اجازت نہیں دی جا سکتی اس لئے 20 جون 1922ء کو پنجھکل ایجنت مالکنے نے نواب دیر
اور باچا صاحب کو لکھا کہ

"اویز زندگی میں سو سال اور دوسری کی افزائش کے درمیان یہ محقق برطانوی حفاظت اور ہزار سوک پر اسن والان کی صورت
حال کے لئے غصہ ہے اس وجہ سے حکومت کا فیصلہ ہے کہ اسے الٹر قائم کیا جائے۔ چیف کمشنری جانب سے نجی خواہ
فریقین کو منع بدلیں ہیاں جاری کرنے کے لئے کامیابی ہے۔"

فریقین اپنے مفت و حلاۃ تے پھوٹنے کے لئے چار نہیں تھے لیکن انہیں اس فرمان کو تسلیم کرنا پڑا اسکے لئے ادین زندگی
محابیدہ کہا جاتا ہے۔ باچا صاحب کو 15 جولائی سے پہلے ادین زندگی سے انخلا کے لئے کہا گیا جب کہ نواب کو بھی
ضاہیوں کے قتل پاپندا کیا گیا۔ اس محابیدہ کی شش 4، 9 اور 5 میں کہا گیا ہے۔

۱۔ زیستیں 15 جولائی سے قبل اپنی افزائش اس طلاق سے بٹالیں اور آنکھوں میں سے کوئی بھی اس طلاق کی
طرف لیں لونا نہ چیز۔

۲۔ نواب سختیں میں دریائے سوات کے دامیں اور ملروی جانب کے قبال، شاہیری، بھنگی، میل، سیبوجنی اور
شہری قبال کے خلاف اس وقت بھی کوئی ذبح کنیت نہ کرے جب تک ان قبال کی اکتوبریت اس کی حکومت تکوں
کرنے کیلئے از خود تیار نہ ہو۔

۳۔ اگر ہیاہو جائے جب بھی وہ کوئی لٹریجین سے قتل مالکنے کے پنجھکل ایجنت سے متعلق تحریری اجازت حال
کرے۔"

اس محابیدہ کے ذریعہ سو سال اور دوسری کے درمیان جنگوں کا لامتناہی سلطنت ہو گیا۔ اس کے بعد چھوٹی سو سالی
برحدی بجز پوں کے علاوہ کوئی باقاعدہ جنگ نہیں ہوئی تاہم اس سے عمل ہم آنجلی کی نظماً قائم نہ ہو گی۔ اس کی شش چار
نے سختیں میں نواب کی جانب سے سازشوں کا دروازہ کھلا رکھا۔ آنے والے ہر نواب دیر نے ان قبال کی حمایت
مالک کرنے کے لئے اپنی کوششیں بذاری رکھیں۔ دیر سو سال دشمن سازشوں کا مرکز بنا رہا اور باچا صاحب کے ناقصی
کے لئے ایک حکومت پاہا گا کے طور پر استھان ہوتا رہا۔ اس کے جواب میں باچا صاحب نے بھی با جوز اور دوسری میں نواب
کے ناقصیں سے سازباہ کا سلطنت بذاری رکھا۔

شروع میں جب سو سال کی فوجیں یونیورسی کی جانب ہو گیں تو نواب دیر نے سو سال خالف اتحاد کی اسید یہ
مبدأ بخار شاہ سے خدا دکاءت کی۔ ہم پنجھکل ایجنت کی جانب سے خط کے جواب کے خلاف کی جسم کا کوئی لٹریجینی بھیجی گا اس لئے
کرانی کر داد ادین زندگی محابیدہ پر کمل عمل درآمد کرتے ہوئے میاں مگل کے خلاف کسی حرم کا کوئی لٹریجینی بھیجی گا اس لئے
مبدأ بخار شاہ اور نواب دیر کی طرف سے مسئلہ لٹریجی کے لئے ترقیب اور اپنے بہت سے شیرروں کی جانب سے
ادین زندگی محابیدہ سے ملکہ ہو جانے کے باڑ کو اس نے نظر انداز کیا۔ صرف لٹریجینی کے جھوٹے وعدوں پر انہیں رخانا

رہا اور نواب صب کو نے رہنے کی تائید کر رہا۔

جب فروری 1924ء میں بacha اپنے ذریعے کے ہمراہ پشاور کیا تو نواب نے معاملات کی نسخن لینے کے لئے اوپر زمین کے قصیل دار کو ان کے پیچے بیکھا۔ سوات اور بوئنگ کا جب اگرچہ جوں کی مدد سے باچانے ہوئی جائز دیا گیا اس پر نواب دیر کے دل میں حسد کی آگ بیڑک اُخی اور نواب نے اپنے قصیل دار کو بیٹھ کر اس معاملہ کی ساری تفصیلات معلوم کیں۔

1925ء میں نواب اور گنگ زیب خان (تیسرا احمد ہادشاہ خان کے لقب سے جانا جاتا تھا) کی ہوت کے بعد اس کا پیٹا شاہ جہان خان تخت نشین ہوا۔ اپنے اس کے بھائی عالم زیب خان کی امداد و تعاون کی کوشش کی وجہ سے برلنی حکومت نے اُسے ایسا کرنے سے روک دیا۔ جب عالم زیب خان پر عہد اجتنام خان نے حملہ کر دیا تو ہاپنے فوراً اس کی مدد کے لئے پانچ سوکل اجتنام سے درخواست کی۔ اُس کی ساری مکرمہ مندی کے باوجود اُسے درخواست دیر میں ہونے والی اُسی لارائی میں حصہ لینے سے منع کر دیا گیا۔

عبدالودود اور این زمی معاہدے کی سیاسی ثنوں سے خوش نہیں تھیں تھا اس لئے اس نے اس میں کوئی رامہم تجویز کیں۔ اُسے ملک کنڈہ بایا گیا تا کہ وہ اس میں نئے نواب دیر کے ساتھ خدا کرات کر سکے۔ کچھ جیبید مسائل طلب تھے۔ عادات و شرمی کے مطابق اقدامات سے دست کثی کی صورت میں داؤں ریاستوں کے درمیان ایک دوستانہ ساہب ہے پاکستان۔ 14 مارچ 1925ء کو داؤں ریاستوں کے نمائندے ایک درمرے سے ہے۔ اسید کی جاری تھی کہ داؤں عکران اور این زمی معاہدے کے مطابق اپنے دیگر سارے جھزوں کو نہ کر ایک تسلی بخش معاہدہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور اس طرح باہمی تعاون کا خاتمہ ہو جائے گا لیکن تعاون کی کیفیت برقرار رہی۔ اس لئے اکتوبر 1925ء میں باچانے اُنیک پانچ سوکل اپنے قصیل دار کوئی سے اس امر کا پابند کیا کہ وہ درجہ جانے والے سروں کی کڑی بگرانا رکھے تاکہ سوات کا کوئی باخوبیہ نواب دیر سے کسی حکم کی کوئی سلطنت جتناں نہ کر سکے:

سند اُگنی بیبا (تیسرا عبدالودود نے سوات سے چاپ بازی سے ٹھال دیا تھا) نواب دیر کو سوات پر حملہ کئے سلسلہ اسکارا تھا۔ نواب نے اپنے قبیلہ پاکندہ خیل کو سوات پر کسی حل میں شرکت سے منع کر دیا تھا۔ نواب نے تو خود اس حاملہ میں دل بھی لے رہا تھا اور نئی اپنی رعایا کو اس بات کی اجازت دینے کے لئے چار قلعیں دے سند اُگنی بیبا کوئی واضح جواب بھی نہیں دیا چاہتا تھا۔ وہ اُسے یوں ہی لٹکائے رکھنا چاہتا تھا اس لئے اُس کی ہوت تک مختلف مذہب تراثی کرآن سے مطمئن کر رہا۔ اُس کی سابقہ دیر مختلف سرگرمیوں کی یا وابحی نواب کے ذہن سے خونکھی ہوئی تھی۔ چون کہ دیر میں اُس کی موجودگی سوات کے عکران کو سلسلہ مختلس، رکھنے کا باعث تھی، اس لئے نواب اُسے دیر سے نکالنے پر آمادہ تھیں تھا۔

جو اولیٰ 1927ء میں نواب نے پنجشکل اجتہت سے احتیاج کیا کہ وادی (میداودو) نے نیک پیشی خلاف تھی، واقع قلاع کے اور سر بالا کے لوگوں سے مٹرا کھانا کیا ہے جب کہ باپا نے فائیت کی کہ نواب کے افسران نے اور انہی سے گزرتے ہوئے اس نیک پیشکار کا لئک ضبط کر لیا ہے (جس کو ریاست میں نیک کی فرمائی کا عمل ضبط کیا گی تھا) جو کہ ریاست سوات کے واہیں جانب کے ملاقوں کا تصد کے ہوئے تھا۔ یہاں حکام نے نواب پر واحد شخص کو دیا کہ قائم گئے اس کی حدود سے باہر ہے۔ میرانبوں نے فربیقین سے کہا کہ وہ اپنے نمائندے ملاکنہ بھیجیں گے اس کا عمل ضبط کر دیں تاکہ نیک اور سرحدوں کی صحیح صدیدنی کے سلسلہ میں معاملات ملے کئے جائیں۔ بالآخر سوات کے حوالہ کردیا گیا۔

1928ء میں باپا نے تحریری مذاہت دی کہ اس کی ریاست میں سرحدوں کے قریب تیم کوئی پناہ گزیں اور ملاقوں دری میں جا کر کسی جرم کا مردجہ ہو تو اسے سرحد سے بہالیا جائے گا۔ اسی تحریری مذاہت نواب دری نے بھی کی۔ صورت ممال نے اس وقت ایک ہازک سوزیا جب جنہوں میں عالمزب خان کے ساتھ لڑائی شروع ہوئی۔ وہ نواب دری کا بھائی اور باپا کا اتحادی تھا۔ باپا نے نیک پیشل میں تو زانوبانڈی کے مقام پر اپنی افواج جمع کیں۔ وہ سطل پنجشکل اجتہت سے عالمزب خان کی مدد کی خاطر اور اسی نزدی پر جمل کی اجازت مانگ لیا۔ پنجشکل اجتہت نے تو صاحبک اس بات کی سفارش کی کہ باپا کو ایسا کرنے دیا جائے تاکہ نواب اپنے بھائی سے کئے گئے معاہدہ کی مدداری پر بھور ہو جائے، لیکن اٹھی بر طائفی حکام نے اسے ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی۔ جب کہ اس دوران نواب نے سوات سے ملاکے خداش کے قوش نظر اور اسی میں اپنی پوزیشن حاصل کر لی۔

13 ستمبر 1928ء کو میاں دم خان نے والی خان کے بیٹوں اور قریباً 1500 افراد پر پشتل حاسیوں کے ایک بڑے گروہ کے ہمراہ کوت کے مقام پر دری کی سرحد گورکی۔ ایسا انبوں نے باپا ایک ناکام شب خون مارنے کے بعد کیا۔ یعنی سڑک کی تحریر کے موقع پر جنگی (چپ پور) میں اس کے بیوہ دوروہ کے موقع پر کیا گی۔ 11 ستمبر 1928ء کو چک درہ کے مقام پر نواب دری کی جانب سے کیا گیا یہ سال کو کیا میاں دم خان آگئے ہیں اس بات کا غافر ہے کہ یہ سارا خوب اس کے مشوروں سے ہایا گیا تھا۔

نام نواب نے اپنے بھائوں سے کہا کہ وہ ابھی سال ڈیزہ سال کے لئے سوات پر جمل کے لئے تیار نہیں ہے اس لئے کہ وہ جنہوں میں بری طرح الجما ہوا ہے۔ اس کے بھائوں اس پبلو تھی وادیے جو اب سے بہت جز ہوئے۔ درحقیقت نواب کو بر طابوی حکام سے خفت پیظامیں چکا تھا کہ سوات سے آنے والے یہ لوگ اس کی سر زمین کو سوات ٹالف رکھیں اور سازشوں کے لئے استعمال نہ کریں۔ کہا جاتا ہے کہ ستمبر 1928ء میں نواب دری کو ایک غیر دستکا شدہ خط ملا (جو پہ نظائرہ میاں سوات کی جانب سے تھا)، جس میں اس سے استعمال کی گئی تھی کہ وہ آکر سوات کو والی کے قدر سے چڑا لے، اس لئے کہ لوگ اس کی خفت گیری سے بھک آگئے ہیں۔ اسے قوش کی گئی تھی کہ

دی جائے سوات کے دامن کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں۔

نواب کو یقین تھا کہ معرف و پیار اس طور کوں ہار دھیانے کے لئے والی کی حکومت سے ہر افسوس کا ایک مرپ ہے۔ ۲۴مئی اس نے اپنے رضاہی بھائی اور اس کے باپ کو سوات کی مرحد پر واقع سماں کوٹ بھجا کر دو دہانے ایک تقدیری کر لیں اور یہی خل کے لوگوں کو باچا کے خلاف بحادث پر ناس کیجیں۔

1929ء میں سوات میں سونگی چانے کا ایک معمولی واقعہ بھی اختلاف کا باعث ہا۔ جب ہر ہا آئے ہوئے دیری زائرین کو حادست میں لے لیا گیا۔ برطانوی حکام نے دہنوں حکمرانوں کو ایسے جرام کی حوصلہ میں اور اپنے دیگر دیوبندی تکاری عادات میں کرنے کے لئے کہا۔ حالات کو معمول پر لانے کے لئے برطانوی حکومت نے 2 ستمبر 1930ء میں ایک فرمان چاری کیا جس میں نواب دیری اور والی (عبد الدود) کو باہمی بخشی بلکہ ایک درسرے کے خلاف سازشیں کرنے سے بھی منع کیا گیا۔ نواب نے تو مختلف درجہات کو پہنچا دیا کہ 1932ء تک اس پر مل رہا تھا سے اکابر کیا یعنی والی نے اسے فی الفور حلیم کر لیا۔

سوالیٰ حکمران کے لئے یہ فرمان بھرپور خلیل قبر بات ہوا۔ حالانکہ ان احکامات کے تحت اس کی پوزیشن زیادہ ہرگز نظر آتی تھی اس کی جانب سے اسے فوری حلیم کرنے کی وجہ بھی نہیں آتی ہے۔ اس سے وہ مضبوط ہوا اور اس کی پوزیشن سالم ہو گئی۔ اس سے درحقیقت ادین زندگی معاویہ میں سوات کے مخالفین کا خلاف ہاتھوں کا ازالہ ہو گیا۔

سوالے ادین زندگی پر دیری کے قدر کے باقی ہر کالا سے والی اور نواب کی پوزیشن یکساں ہوتی۔

اس فرمان کے اجر اور حلیم کے جانے کے باوجود تتوڑوں اور دہنوں ریاستوں کے دریمان بھرک و شہبات کی نفاذ نئم ہوئی اور شاہ میں روتھان تعلقات تمام ہو گئے۔ بہر حال عدا دہنوں اور سازشوں کا سلسلہ پکوہ دت کے لئے ضرور مل گیا۔ تعلقات آخوند بک غیر روتھان اور تھاؤ کا خلا رہے تھیں پھر بھی کھلی جگ بک جاتیں ہیں تھیں۔ اگرچہ دہن کی تنقیح و توازن والی پالیسی دہنوں ریاستوں کے باشندوں کے لئے کسی فتنے سے کم نہیں تھی۔ اس سے وہ سلسلہ کھاکش، پورشوں ہزاری اور لوت، اور کے عذاب سے فیگے۔ 1969ء میں ادغام بک جاتیں دہنوں ریاستوں میں حالات جوں کے توں رہے۔

ریاست امب سے تعلقات

ریاست امب موجودہ صوبہ خیر بختون خواہیں '15°-34°-23° اور '52°-72° اور '10°-73° شرقی واقع ہے۔ یہ ریاست ایسکن کے کالا سے 225 میل کے علاقہ پر پھیل ہوئی تھی۔ اسے مغرب

میں اتنا زلی، جو دن، ماہی اور ماحصل کے آزادی کیل کے پہاڑوں نے تھیں اور تھا۔ اس کے شالِ شرق میں قصیل
ہانگرہ (اب طیحہ نامہ)، شالِ مغرب میں صن زلی، حضرتِ خلیل، کازی اور سورتی قیاک، یا غی (غیر) علاقہ،
بہب کے بخوب میں قصیل ایسٹ آیار (اب طیحہ) ہے۔

ایک طویل عرصہ میں کو ایک نئی خوددار ریاست کی بیشیت حاصل تھی۔ اس کے سربراہ محمد اکرم خان کو
1868ء میں انگریز نے نواب کے خطاب سے نوازا۔ اس کا سبب 'پکوتو' اس کے باپ کی جانب سے (1857ء)
کی بجک میں (انگریزوں کے لئے) پیش کردہ خدمات تھیں اور کسی حد تک 1868ء میں بڑا وہ بھم کے دروازہ اُس کی
انی خوشنہندی اور دو قاروں کا اعزاز اُس کے ہاتھ میں آیا۔ اُس کے بعد اُس کا بھی اکرم خان کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اُس
کا جیانا خان زمان خان تخت نشین ہوا۔

خان زمان خان کو برطانوی راج میں ایک بے نظیر بیشیت حاصل تھی۔ ایک جانب وہ اپنے علاقہ کا خود رئی
حکمران تھا جب کہ دوسری جانب تکالیف جائیں کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ہری پور قصیل طیحہ بڑا رہ میں واقع جا کر
اور وسیع زیمیں کا مالک ہونے کی وجہ سے برطانوی ریاست میں شامل تھا۔ جنوری 1919ء میں ریاست اُس کی
سربراہی کی بدولت اسے (دفاہاری اور راجھے برہاؤ کی شرط پر) نواب کا سودوی خلیل خطاب دیا گیا۔

دریمان میں واقع خدو خیل، یونیورسٹی اور المازی علاقوں کی وجہ سے سوات اور اُس ریاستوں کے لئے دوستاد
اور معاندانہ دلوں تم کے تعلقات موجود تھیں تھے۔ نواب دیرے نے سابقہ سواتی حکمران عبدالجبار شاہ (حالیہ تتم)
سخنانہ سے ساز پاڑ کر کے سوات کے خلاف اتحاد بنانے کی کوشش کی۔ عبدالجبار شاہ کی سوات خلافت فرگریوں اور
سوات اُس ریاستوں کی جانب سے یونیورسٹی کوششوں سے دلوں ریاستوں کے دریمان بجک چھڑ گئی۔

نومبر 1918ء میں نواب دیرے نے عبدالجبار شاہ کو سوات پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لئے مدد کی ترغیب دی گئی
اس وقت شرائکا پر معاہت نہ ہونے کی وجہ سے بات آگئے نہ ہو گئی۔ فروری 1921ء میں نواب نے دوبارہ
عبدالجبار شاہ کو کچھ کوت دفت سوات پر حملہ کرنے کی دعوت دی اور دریائے سوات کے باسیں جانب کے علاقہ پر اسے
کمل القدر کی یقین و حالی کرائی۔ اس دعوت کے دو ماہ بعد عبدالجبار شاہ نے نواب سے کہا کہ حملہ کا مناسب وقت
آپنیا ہے۔

16 اپریل کو عبدالجبار شاہ نے پکیسر سے اپنی بھم کا آغاز کیا اور پر راستے عزی خیل سوات پر حملہ کرنے کے نواب
سے دریا کے دوسری جانب سے حملہ کے لئے کہا جیسا کہ ان کے دریمان معاہدہ ہوا تھا۔ یہ کوشش کامیاب نہ ہو گئی بلکہ
عبدالجبار شاہ نے نواب کو تاریکہ داپنی فوج ایک بار پھر آگئے لائے گا اگر اسے معلوم ہو کہ نواب نے سوات پر
چپی حالی کر دی ہے۔ ریاست سوات کے خلاف دیرے اور اُس کی ریاستوں کے دریمان سازشوں کا سلسہ جاری رہا جس

کے تجھیں دلوں نے مل کر سوائی عمر ان کے خلاف ایک خدوخ کوشش کی جو 22 کاہی پر تجھ بولی (پانچاں ہب دیکھ لیں)۔ تیر 22 1922ء میں نواب موب نے سوائی عمر ان کو نکال بایہ کرنے کے لئے اپنا لٹکر بھیجا جس نے اپنی پوزیشن اور معلومات کی خلافت کے لئے اپنی پوری طاقت استعمال کی۔ اس کے ساتھ بونیر پر اپنی ملک داری قائم کرنے کے لئے بھی دو کوشش رہا جس 20 1920ء میں سردار اری کے میانہ تراشکی قیادت میں ایک پھونٹ سے دست نے بونیر کی طرف واقع کیلیں با غصہ پر قبضہ کر لیا تھا۔

فروری 1923ء میں حسن زدیلی قبیل کے تقریباً سو افراد سموات آئے۔ وہ سوائی بھاچا کے ساتھ نواب موب کے خلاف اتحاد بناتا چاہیے تھے۔ اس سے نواب کو پریشانی لا جی ہوئی اور اس نے فی الفور مانڈل جو گر طلب کیا تھا کا پہنچنے کی اتحاد کی صورت میں اس کا توڑ کیا چاہکے۔ نواب موب بونیر پر سوائی محل سے میش میں خلاص لئے اس نے مبدأ بیمار شاہ کے ساتھ اتحاد بنانے کی بات کی۔ مبدأ بیمار شاہ اس کا توڑ ہے گیا۔ اس نے نواب کو تجویز چیل کی کہ ہاؤنی (بونیر) میں شاہ جہان خان کی مدد کے لئے ایک دست روانہ کیا جائے تاکہ سموات سے محل کے خلاف کو کم کیا جاسکے۔

حسن زدیلی اور خدوخ چیل جو گروں نے آگرے ایک بار پر نواب موب کے خلاف مدد کی اور خوات کی۔ بھاچا صاحب نے بونیر ایک لٹکر بھیج کر اس پر قبضہ کر لیا۔ جب کہ اسی دوران اس نے مانڈل کے پانچھکل اجنب سے مذاہب کی کہ نواب موب نے خدوخ میں اپنی فوج بھیجی ہے جس نے بند کے تمام پر اس کے آدمیوں پر فائزگی کی ہے۔ اب وہ جو اپنی اقدام کرے گا جس کی ساری ذمہ داری نواب پر ہوگی۔ میں 1923ء میں اس نے پانچھکل اجنب کو لکھا کہ اس کی معلومات کے مطابق نواب بونیر میں اس پر مدد کرنے والا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو دو ماں پارچا دل پر مدد کرنے میں خود کو آزاد کیجئے گا۔

جولائی 1923ء میں نواب موب نے اپنی ساری بے قابو فوج کے ہمراہ دیکھنی کے مقام سے کوچ کیا تھا کہ جلد پر قبضہ کے لئے سوائی فوج سے دو دہائی کرے۔ سوائی افواج و زیر حضرت ملی کی زیر قیادت آگے ہو چکیں۔ اور تھی کہ انہیں پڑھا کر موب کا ایک لٹکر ہے گئی پر مدد کرنے والا ہے۔ اس دوران وزیر اور نواب موب کو حرمہ لکھ چکی گئی۔ 19 جولائی کو مبدأ بیمار شاہ کی زیر قیادت موب لٹکر نے ہو گئی پر مدد کر دیا۔ محسان کی جنگ چڑھ گئی۔ 20 جولائی کو جنگ رک گئی اور دلوں فریت اپنے دستوں کو مشہود بنانے میں مدد کر رہے۔ 26 جولائی کو بھاچا نے پانچھکل اجنب کو مطلع کیا کہ اگر اس کے دمکڑ پر قبضہ ملکوں کی خلافت کی خاتمت دی جائے تو وہ بونیر سے پہنچا ہونے کے لئے تیار ہے۔

سوائی لٹکر نے 17 اگست کو موب فوج پر مدد کیا اور انہیں اپنے نکاحوں سے نکال بایا۔ بھاچا نے پانچھکل

ایجت کوکھا کرنا اس کی فوجوں نے 18 آرچ کوبہ کے نواب کی فوج کو لکھت دے دی ہے اور انہیں بوندر سے کمال دیا ہے۔ اور وہ داہم دیجئی پہلی گئی ہے۔ نواب امپ کی فوج کی لکھت اکی ایک وجہ اس کے افسران کے درمیان حسد کا جذب تھا۔ دوسری وجہ میاں گل کے ذریعی جگلی عکت عملی تھی جس کے تحت اُس نے ان کے رہنماء راست مسدود کر دیا تھا۔ سوات چوں کی یہ فوج نواب امپ کے لئے کاری ضرب ٹابت ہوئی اور سوات کے خلاف اُس کی بہم جوئی کا خاتر ہو گیا۔ اس بجک میں جاتی تھسان بہت زیادہ ہوا۔ اس کا سبب پوچھنی سوات چوں کا دھر کے کیا گیاں عام تھا جب دوہزار رہا۔ سے تھا اور پھر اس کے دھر میں ہونے والی جو اولیٰ کارروائی تھی۔

تواب اب کی مدد کرنے میں بات کی دشمنی کر رہا تھا۔ تواب دریے کے ساتھ اکارڈ وہ اپنی فون کو بیٹھ
قدی کے لئے پارکر گئے کہ جب دریے کے لٹکر میدان میں آجائیں تو وہ بھی ساتھ دینے کے لئے آجائے۔ تواب
مذہب نے یہاں تو اس تجویز کی خاتمت کا اعلان کیا تھا۔ پس پر وہ اپنا ایک آدمی میاں گل (سوائی عکھران) کے پاس
محابہ وہ اُن کی شراکت کے پارے میں مسلمانات کے لئے بھیجا۔ خدا کرات شروع ہوئے۔ باچانے تجویز چیزیں کی کر
خود مشیل، مہمازی اور آس پاس کے دیگر قبائل (جو کہ دونوں عکھرانوں کے زیر اثر ہیں) دونوں ریاستوں کے ماتحت نہ
رہیں اور اس پورے علاقے علاقہ کو تصالح دروک ملا۔ اس قرار دے دیا جائے تھا۔ تواب اب ان قبائل کو پہلے کی طرح اپنے
ماتحت رکھنا چاہتا تھا۔

تواب دیر نے تواب اسپا ابیار شاہ کے ساتھ مسلسل بہانی کی۔ تواب اسپا نے پیش قدمی کا ارادہ پانچ ہزار کرپے تجہیز کرایا۔ ذپی کشتر ہزار نے "آئے شہزادیاں کو رہنمائی کیں جو جنگ میں ایک کم جوئی سے احرار کرے۔ بکھریاں مگر سے گفتگو کا آغاز کرنے کی کوئی نیکی پیدا کر کے ہوئے، اور جنگ کی اولیٰ صورت کا لے اور پھر جنگ کا درجنی تباہ کے ٹھنڈے میں باعثیت بدھی کا انداختہ کرے۔"

اگست 1924ء میں موالی بانچانے خود خلیل اور ماڑائی علاقت میں پہنچنی کی۔ شیر کیا جا رہا تھا کہ وہ سخنان اور سب پر اچاکٹ مل کرنے کی صورت پر بندی کر رہا ہے۔ نواب امپ شیر گاہ چھوڑ کر در بند آگیا تا کہ ایسے کسی حل کی مزاحمت کی جائے۔ بانچانے خود خلیل اور سور سے ماڑائی کو زیر لگھن کر لیا۔ جولائی 1925ء میں انہیاں جا رہا تھا کہ بانچا اور نواب فوری طور پر سرحدوں کی حد بندی کرنا بانچا جئے ہیں اور یہ کہ کچھ موالی حکام کو اس غرض کے لئے گفت و شنید کی خاطر بیکھا گیا۔ لگن دو ہاتھ ملوٹ آئے۔ ہم برطانوی حکومت سے معابدہ کے بعد بانچانے اپنے اور نواب امپ کی راستوں کے درمیان ایک تین جانبدار علاقہ تسلیم کر لیا۔ ایسا اگر جوں کی جانب سے اُسے والی تسلیم کئے جانے کے موقع پر آئی گیا۔

اس طرح برطانوی حکومت کی مخالفت اور رہنمای ریاستوں کے درمیان حد بندی کرنے سے آئندہ ان کے درمیان جنگ کا خطرہ نہیں کیا جائیں ان کے درمیان تعلقات غرابی رہے۔

1930ء میں نواب امیر نے برطانوی حکومت کے ضمروں پر کلی خودیں کا خواہ دیتے ہوئے ہاتھ کے ساتھ میں پانے والے تغیری پر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے مشکل و محنی کو ہرا دیا۔ اس نے لکھا۔

"جس کی جنگ میں ٹھیک ہوئی بھارت سے مقابی اگرچہ حکومت کی خواہیں ہی اخراج کرتے ہوئے جو کہ جولائی 1923ء میں ہوتے والے مدد کی جنگ سے قلی بوجھ بچھائی گئی تھیں۔ میں نے خاصی اختیار کیے کہ اس خیال سے کہ، یہ ساتھ

اور امیر کے درمیان حدود کا بھی تینیں کر دیا جائے گا۔ جنگ بھریں اس امانت شماری کا بدل بھری تباہ تھات کے برخلاف اپنی خروس ہیں۔ میں میں بھج دیا گیا۔ تھات پر ان مطاقس سے کمرہ کر دیا گیا۔ جو گزشتہ پھر سماں سے ہر سے باہم میں تھے۔"

یعنی برطانوی حکومت کی ترجیحات مختلف تھیں۔ جس کا اکابر ہوں کیا مگر کمزوری است امیر اور ساتھ کے درمیان ہتھے والے قبائل کے ہارے میں نواب امیر پر بھی والی سوات جس کی پانچ سال کی زندگی میں اکثر کمزوری حکومت نے اگرچہ کمل کھلا دال کی حیات و خفات کی پالیسی اختیار کیں کی تھیں میں پر دو دو اس خیال سے اس کا خیال رکھتے رہے کہ صرف یہ تینیں کہ اس کی محدود حکومت ان کے مفاد میں ہے بلکہ ہر ہر موقع پر اس نے ان سے تعاون کر کے اپنی لازم وال وقار اداری کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ اس نے بریاست سوات کو حکام کر دیا اگرچہ دون کے بہترین مفاد میں تھا۔

پاکستان سے تعلقات

بریاست سوات ہندوستان میں موجود تقریباً 562 نوابی ریاستوں میں سے ایک تھی۔ ان ریاستوں کی حیثیت اور سنتیں کے ہارے میں آل اغا یا کاگریں اور آل اغا یا سلمانیگ کے نتال نظر میں نہایاں فرق تھا۔ کاگریں کے اکثر رہنمای اخوس اس کے صدر جواہر لال نہروں کی میں موجود ان علامہ اکابر یوں کے خلاف تھے۔ اس نے سنتیں میں ہندوستان اور پاکستان کی آزاد ملکتوں کے قیام کے بعد ان کے وجود کے ہارے میں نہرو اپنی خالقات رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہ شخصی حکومت کا کامل خاتم ہونا چاہئے اور یہ کوئی کسی کے لئے بھی چاہئے وہ متنے بھی اوپنے مقام پر فائز ہو یہ کہتا تھا ایسے اکابر یہ کہ آج کے درمیں اسے درمیان انسانوں پر ان لوگی اختیار حاصل ہے۔ کاگریں کی ان ریاستوں کے ہارے میں سرکاری پالیسی یعنی کائن اکابری آزاد ہندوستان کا جزو والا جنگ ہو کر رہنا ہو گا۔ اقتدار اعلیٰ یقیناً وجود میں آنے والی ملکتوں کو حاصل ہو گا۔ سلمانیگ کا نتال نظر مختلف تھا۔ 1940ء میں گور

مل جہاں نے قرارداد پاکستان کے پاس ہونے کے موقع پر ایک بیان جاری کیا جس میں اس بات کی طرف اشارہ کی گیا کہ شال مغلی ملائقہ میں موجود ریاستوں کو مسلمانوں کے دہلی کے وفاقد میں شامل ہونے پر خوش آمدی کہا جائے گا۔ انہوں نے ہاتھ مدد اعلان کیا کہ ایک کائن ریاستوں کو مجبور کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ اس کے بعد انہوں نے اس مسئلہ پر کچھ تفہیں کہا۔

ہندوستانی نوابی ریاستوں کے بارے میں 3 جن 1947ء کے پالسی بیان میں کہا گیا کہ شہنشاہ حضیر کی حکومت اس بات کی وضاحت کرنا چاہتی ہے کہ ہندوستانی ریاستوں کے بارے میں ان کی جو پالسی 12 میں 1946ء کے کینٹ مشن یورڈم میں بیان کی گئی ہے اس میں کسی حرم کی تبدیلی نہیں کی گئی ہے۔ 3 جون کے مطابق ہندوستانی حکومت کے اعلان کے بعد تیرہ نے کامگیریں کی تقریر کر دے پالسی کے مطابق کہا کہ آنے والی کوئی سی بھی ہندوستانی حکومت اگر یوں سے انتقال اقتدار کے بعد اقتدار اعلیٰ کی حق دار ہوگی۔ اس نے انتظامی شدید سے اس بات سے اکار کیا کہ ریاستوں کو خود کو از اقتدار میں کا کوئی اختیار حاصل ہے۔ اس نے وہی کیا کہ کینٹ مشن کے یورڈم میں اس حرم کی کوئی بات موجود نہیں ہے۔

جب کوئی علی جہاں نے کہا کہ ان کے خیال میں ریاستوں کو اس بات کا مکمل حق حاصل ہے کہ وہ دلوں میں سے کسی بھی اسلیل کا حصہ بننے سے اکار کر دیں۔ ہر ہندوستانی ریاست اپنی حیثیت میں اقتدار اعلیٰ رکھتی ہے۔ ان ریاستوں کی آزادی حیثیت کی دکالت کرتے ہوئے جہاں اپنی بات پر اڑتے ہوئے ہوئے تھے۔ اس مسئلہ میں اپنے دلائل دیجئے ہوئے وہ کہتے ہیں۔

“کینٹ مشن نے اس حرم کا کل اصول میں تھیں کیا کہ ہر ریاست کو ضرور دلوں میں سے کسی ایک اسلیل کا حصہ بنانا چاہئے۔ انہیں فطرہ کرنے کی آزادی حاصل ہے مگر ان حرم میں کسی محاکمات میں ہونا بھی باقی ہیں۔ یہ کام شاید ناجدہ ہی کر سکا جب تک وہ بے۔ سلیمانیک اکامگیریں دلوں کا خانہ اعلیٰ میں ہے کہی محاکمات میں ہو جائیں۔”

بعد میں انہوں نے ملائقہ کے مطابق کے بارے میں اپنے اعزازی اور پاکستان کے ساتھ آنے والی ریاستوں کی آزادی کی خاتمی کے بارے میں اپنے ارادے کا اعلان کیا۔

جزی سے بدلتے مظہر میں شال مغلی سرحدی ریاستوں کی حیثیت قدرتی طور پر ہندوستان میں موجود دوسری ریاستوں سے تخفیف ہی۔ ان ریاستوں کے کھرانہ تھے تیکبر آف پرنسز کے اکان تھے اور نہیں ریاستوں کے بارے میں گفت و شنید کرنے والی کمی میں ان کوئی ناجدہ گی حاصل تھی۔ ان کا مستقبل قبائلی ملائقوں سے بندھا ہوا تھا۔ اولف کیرا نے مارچ 1947ء میں کہہ دیا تھا کہ اگر ہندوستان کے شال مغلی سرحد کو محفوظ رکھنا ہے تو اس کے لئے ان ریاستوں میں احکام برقرار رکھنا لازم ہے۔ اس سے ان ریاستوں کی تزویری امیت اور ان کو باقی رکھنے کی ضرورت ہے۔

الخوازد ہوتا ہے۔

ان ریاستوں کے سائل ممالک سے زیادہ خارجی تھے۔ ان کے مشتمل کے بارے میں فور و خوش نہال مفری سرحدی پہنچی علاقے کے تاثر میں کیا جاتا تھا۔ یہ بندوستان کے دکنستان علاقوں سے مختلف صورتیں مال کی مال تھیں۔ ان کا مشتمل اس علاقے سے سربو طاقہ جو کوئی بوجہ نہ لائیں اور بندوستانی انتظامی مشینی کے تحت علاقوں کے درمیان واقع ہے۔

ان باتوں کو منظر رکھتے ہوئے پاکستان کے خارجہ امور اور دولت مشترک تعلقات کے شعبہ نے پڑا
میں نہ رہیں کوئی کھانا۔

"ہر اس سرہانی تمام حلقہ عکس اوری مطلع کرو، (اگر ضروری مثال کرو تو اسی پانچ پاس کو مشیر کرو) کو کوئی نکل لادہ سے اپنی آزادی ہوئے کا اختیار مالی ہے پاکستان کی عاصی حکومت ان سے وہ حالت تعلقات کی خواہ مدد ہے، اور چاہتی ہے کہ انہیں اپنی چاہنے والی اولاد اپنی رقوم میں ہوئے انتظامی اور ضابطوں کو ان میں اخوناں اور اعلیٰ کی اراضی، بیرونی ممالک ہے برقرار رکھا جائے۔"

اگر یہ ریاستیں چاہیں تو اس وقت تک موجودہ انتظامات کو جاری رکھا جائے گا جب تک کہ حکومت پاکستان اور مختلف ریاستوں کے درمیان تقابل انتظامات کے لئے نئے معاہدے نہ ہو جائیں۔

سیاں گلیں مہدوالوروڈ کو برلنی حکومت کے انتظام کے بعد پاکستان سے معاہدہ ٹھیک کرنے کے لئے اپنا کوئی نمائندہ مقرر کرنے میں ناکام تھا جن کو خود اس پر دھکا کرنے کے لئے تیار تھا۔ بعد میں اس نے اپنے ولی مہد کو یہ معاہدہ (جب اور جہاں اس کی ضرورت پڑے) ملے کرنے کا اختیار دے دیا۔ یہ اعلان کیا گیا کہ سرحدی ریاستوں کے لئے اپنے نمائندے ہیں کو اور زیستی جان تو لازم ہے اور مطلوب اس لئے کہیں سارے معاہلات مقامی طور پر نئے چاہیں گے۔ 13 اگست 1947ء کو بتایا گیا کہ سوالیٰ عکران نے موجودہ معاہدوں کو 15 اگست سے حکومت پاکستان کے ساتھ جوں کے توں جاری رکھنے پر رضامندی ظاہر کر دی ہے۔

وزیر اعظم پاکستان نے مثال مفری سرحدی صوبے کی حکومت کو 12 اکتوبر 1947ء میں راولپنڈی میں فریخ
پالیسی کے بارے میں منعقدہ ایک کانفرنس میں ہدایت کی کہ سرحد پر واقع ریاستوں کے ساتھ حکومت پاکستان اور ان کے درمیان مشتمل کے معاہدوں کے مسئلہ میں بات کی جائے۔ مقدمہ اس کا یہ تھا کہ ان تمام ریاستوں کو اعلان کے اس ضابطہ کو تسلیم کرنا چاہئے جس پر ریاست جو ہاؤزہ نے دھکا کئے تھے۔ "مگر وہ دستورِ الماقن کا نیچو یہ تھا:
"امریں کا اس ضابطہ کے تفصیل اٹھیں میں اعہد کیا گیا ہے اس کے مطابق حکومت پاکستان ہاؤزی اور پالیسی مازی
کی مجاز ہو گی اور یہ کہ ریاست کا عکران اس ضابطہ کو اپنی صدیقہ کو کرنے پر تیار ہے۔ جب کہ عکران کے سر جوہ، اگل
انتظامیات اسے مالیہ ہیں کے حوالے ان کا ہیں کا ضابطہ کے تفصیل اٹھیں میں ذکر کیا گیا ہے۔"

پنجشیل ایجنت نے تباہ کر دیا تو اس کے عکران اس المانی ضابطی مددات اور جو پیدا کی کی وجہ سے مدد شافت کا
ٹھکار نکل آتے ہیں۔ موبائل گورنمنٹ نے پنجشیل ایجنت کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے سرحدی ریاستوں کے خصوصی
مددات کی وجہ سے مختصر معاہدہ تجویز کیا۔ اس نے تجویز ٹیکل کی کہ

"میں حکومت پاکستان کی جانب سے ان عکرانوں کو کوکہ کرتا ہوں گا کہ حکومت پاکستان کی ذمہ کوہ تھن امور کے بارے میں
ریاستوں کے ساتھ پالیسی ہا ٹھرم انجی ملکوہ پر استوار ہوگی جن پر حکومت ہر طالب اور ان ریاستوں کے درخواست پر سے
مددات پڑھنے پڑتے ہیں اس سے ان کی تسلی ہو جائے گی۔ میں انہیں یہی تباہ کا کان کی ادا دیں قوم
و فادری اور گرجوی ٹھراں کے ساتھ چارہ دیں گی۔"

وزیر اعظم پاکستان نے 30 اکتوبر 1947ء کو ضابط المانی کا ترمیم شدہ حصی مسودہ، صوبہ سرحد کے گورنر کو
سوپا۔ ۲۔ ہم تفصیل لائی گل کے ساتھ منسلک ایک ٹینی تحریر میں اس بات کی وضاحت کی گئی کہ ان ریاستی عکرانوں کو تحریر
یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ذمہ کوہ تھن امور کے بارے میں ریاستوں کے ساتھ حکومت پاکستان کی پالیسی ان عوی
خطوط پر استوار ہوگی جن پر بر طائفی حکومت کی پالیسی استوار رہی ہے۔ البتہ ادا دی قوم کی یقین دھانی ان کو دے
دی جائے۔

ٹوپی فور و خوش کے بعد 3 نومبر 1947ء کو ریاست مددات نے پاکستان کے ساتھ المانی کیا اور 24 نومبر
1947ء کو سایہق بر طائفی حکومت کے ساتھ صوبو جو ڈھراں کا ضابط المانی کو تسلیم کریا گی۔ اسے اچھی جیبی رقم طراز ہے:
"بر طائفی امور کے دو ٹھکانے شدہ مددات میں کی بعد میں حکومت پاکستان نے بھی تو تینیں کی ان میں دو یعنی عکرانوں کے لئے
ٹھوڑی اتنی مددات ٹھراں کا ضوابط اور حقوق و وظائف کی پوری وضاحت موجود ہے۔ ان کے مطابق تمام اہم امور ہیئتہ دھانی
خواجہ امور دی جی اس مردمی خیر و ہدا اس طرز کی حکومت کے تحت آئیں گے۔"

وہی امور کا ذکر ضابط المانی یا منسلک تفصیل لائی گل میں نہیں ہے بلکہ خاصہ امور، دھانی اور مددات سے
ٹھکانے حکومت پاکستان کے ٹانوں و اتفاق و انفرام کے حق کو تسلیم کریا گیا تھا۔ 1954ء کے ٹینی ضابط المانی میں دینی
اور کرنی سے متعلق امور بھی شامل کرنے گے۔

میاں گل عبد الدوود کا دعویٰ ہے کہ ریاستی عکرانوں میں پاکستان سے المانی کرنے والے دو ٹھکانے عکران ہیں:
حقیقت میں یا اخواز اگر اسے اخواز کہا جائے، ریاست جو ہاؤگڑھ کو ملنا چاہئے، جس نے اگست 1947ء کے اول
میں (تمیاز تسلیم) پاکستان سے المانی کے ادارے کا اعلان کر دیا تھا۔ اس نے 14 ستمبر 1947ء کو پاکستان سے
المانی کی قادور گورنر جنرل پاکستان نے 15 ستمبر 1947ء کو اس پر دھکان کر دیئے تھے۔ بہادر پور اور خیر پور کی
ریاستوں نے ضابط المانی کو 3 اکتوبر 1947ء کو ملی جائس پہنچایا اور اسے 15 اکتوبر 1947ء کو منظور کریا گیا۔ چنان
اور دیگر کی ریاستوں نے بالترتیب 16 اکتوبر اور 8 نومبر 1947ء کو اسے ملی جائس پہنچایا ہے بالترتیب 18 اور 8

فروری 1948ء کو منظوری تھی۔ پاکستان سے الماق کے بارے میں میداود و اور میاں گل جان زب داؤں کے بیانات نہیں۔ آخر قذہ کر کے مطابق چرال نے الماق میں سب سے پہلی کی، پھر دریا اور تمیرے نمبر پر سوات نے اسے مغلی جاس پہنچایا۔

قصیم ہند سے قتل میاں گل میداود نے آئل انڈیا سلمینیک اور ٹریک پاکستان کی حقیقت مدد کی۔ بالخصوص صوبہ سرحد میں ہونے والے ریفرنڈم کے موقع پران کی خدمات نہیں رہیں۔ ریفرنڈم کے افزاجات میں مدد کے لئے انہوں نے سلمینیک کو ایک لاکھ دوسرے پے دیجے اور اس کے ساتھ ساتھ ریفرنڈم میں پاکستان کے حق میں رائے عاتیہ ہوار کرنے کے لئے پہلے اتفاق اخلاع میں اپنے لوگ بھیجے۔

انہوں نے چارہ افغانیم روپیہ خدا میں دلا کھرد پے دیے۔ اس طرح موقع پر قلعہ مختلف حرم کے پاکستانی خداوں کے سلسلہ میں کل آٹھ لاکھ دوسرے پے دیے۔ انہوں نے یکریزی اور قائم اتحاد مرزا کے کمپنی پر حکومت پاکستان کے لئے ایک نیوری لڑاکا جہاز ایک لاکھ پیس ہزار روپے میں خریدا تھے اور مدد سوات جان زب کا ہام دیا گیا۔ اسی طرح وہ اپنے سالات و تغییر سے بھی بھیٹ کے لئے دست بردار ہو گئے۔

جب 1948ء میں کشمیر میں جنگ چڑھی تو انہوں نے بارہ سو لا میں پاکستان کو پہنچنے والے ابتدائی جنگ کے بعد اپنی ریاست ملیٹیا کو شیر بھیج دی۔ سوالی فوج نے عاصی پر پہنچنے والی محنت کے اندر ہائی کے قلب پر تقدیر کر لیا۔ اور انہیں باروک توک آگے بڑھنے دیا جاتا تو وہ پوچھ پوچھ پر تقدیر کرتی۔ وہر چنگ کے مظاہرات میں یقین کرنا سپر تقدیر کرنے والی تھی کہ پاکستانی حکام نے انہیں پہنچاہنے کے لئے کہا۔ بعد ازاں یہر درسرے سینے سوالی فوج کا ہام وہ دست ریاستی گاڑیوں میں پہنچ کر اپنے ساتھیوں کی جگہ لیتا رہا تھی کہ قاتر بندی کا اعلان ہو گیا۔ 1965ء کل جنگ کے دوران بھی سوالی ملیٹیا کو کشمیر کے حاذ پر بھجا گیا۔ دورانی جنگ ایک دست عالمی پر سو جو درہ، وقت معینہ پر ہاتھ ددم دست اس کی چکد لیتا رہا۔ اس بارہ بھی جہاز پر سوالی ملیٹیا نے بہت اہم کردار ادا کی اور جو زمیں کامیابی حاصل کی گئیں پاکستانی افسران کی، اُنکی کی وجہ سے تحریف علاقوں سے ہاتھ دھونے پڑے اور جیش قدری کر کے فوجی تدبیج مغلی سے اہم مقامات تقدیر میں لینے کے موقع کو وادیئے گئے۔

قصیم ہند کا مغل 15 اگست 1947ء کو پاکستان کو پہنچا اور اسی دن پاکستان صرفی وجود میں آیا۔ کر 14 اگست کو جیسا کہ گواہ کہا جاتا ہے۔ ریاست سوات اندر ونی طور پر خود مختاری، حالانکہ جنگی نماش سے اس نے پاکستان کے ساتھ الماق کر لیا تھا۔ کلام کا مسئلہ (جس پر سوات نے 14 اور 15 اگست کی رات کو تقدیر کرنا یا تو) فریضیں میں وجہ زراعی بنا رہا اس لئے کہ حکومت پاکستان اس قبضہ کو قانونی طور پر بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ پر مسئلہ 1954ء تک برقرار رہا جب 12 فروری 1954ء کو والی صاحب نے حکومت پاکستان کے ساتھ سوات

کے پہلے آئینے اور سوات کو پہنچان (کالام، ادشہ، اتر ور کے ملاتے) کے انعام کے بارے میں معاہدے نہ پڑھتی۔ اُنفست سے بچنے کی ایک تدبیر کے طور پر اس بات پر صالحت کی آئینی کریمیاں سوات کے ملاقوں کی طرح کے اختیارات کے ساتھ والی کے ماتحت رہے گا جیسے سختمان کالام کہا جائے گا اور یہاں کا انعام چلانے کے وضیع سے سالانہ چوتھیس ہزار روپیہ لاڈنیں دیا جائے گا۔ سوات کی ریاستی حکومت کا خیال تھا کہ کالام اُس کا حصہ ہے جب کہ حکومت پاکستان کے خیال میں اسے عارضی طور پر ریاست سوات کے زیر انعام دے دیا گیا ہے۔ ذیل ذکر اس پر یوں اپنی رائے دیتا ہے۔

”کمز کالام سے یونیورسیٹیو ہال پیدا ہوا ہے کہ مرکزی حکومت اس ریاست کے ملاصدہ جو کو کہاں برداشت کر دی ہے۔“

اس ہال کے کی وجہ ایسے جائے گیں جیسے سائب چوبی ایس کے چیف بکری کا لگائے گیں نے کہا کہ سوات

کا امام ہر جو دوسرے ممالک کے مقابلے میں مرکزی حکومت کے لئے لگائے گیا ہے ملک اور پرانگوں کا سبب ہے گا۔“

پاکستان بننے کے بعد ممالک میں پکھڑ یادہ ٹھیک بدلنا۔ جو یہ تمی کی حکومت پاکستان نے ان سرحدی ریاستوں کے بارے میں خاص ازام دیا رکھا۔ مرکزی حکومت نے سوات کی سیاست میں کوئی مداخلت نہیں کی۔ صوبہ پردی کے گورنمنٹ وہاں کا دورہ کیا اور 17-18 نومبر 1947ء کی رات سید شریف میں گزاری۔ مارچ 1949ء میں گورنر جنرل آف پاکستان خوبیہ گم الدین نے صوبائی گورنر اور پختگیل ریزیونٹ کے ہمراہ سوات کا دورہ کیا۔ 12 دسمبر 1949ء کو وزیر اعظم پاکستان بیانات میں خان نے سید شریف میں منعقدہ ایک دربار میں شرکت کی جس میں انہوں نے والی صاحب کی اپنے ہاتھوں سے دستار بندی کی۔ اپنے خطاب میں انہوں نے فرمایا کہ ”میں والی صاحب کو اس بات کی لیکن دہلی کرنا چاہتا ہوں کہ مرکزی حکومت یہاں کے لوگوں کی انتظامی اور سیاسی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہر ٹھیک مدد فراہم کرنے کی خواہاں ہے۔“ سات سال تک حکومت پاکستان نے ریاست سوات کی سیاست میں کوئی مداخلت نہیں کی۔

”جب بھی اس کا کوئی افسر یہاں آیا تو انہیں اختیار کو قائم رکھا۔“ 1954ء کے یا یہی قطیعے سے مرکزی حکومت کی یا یہی تحریف آئیں یہ کیانیت کی خواہاں ہیں ہیں۔ 1954ء کا سوات میری آئینی ایجٹ اور ٹھنگی خابدالاں اس ریاست کو آنکھوں کے لئے فاقہ پاکستان کا حصہ کر رہا تھا۔“

بہادر پور، خیر پور اور بلوچستان کی ریاستوں کے عکران اب صرف آئینی سربراہان تھے۔ ان کے سارے اختیارات وزراء ایلی کو ختم ہو گئے تھے۔ جب کہ سوات میں کسی وزیر ایلی کا اقتدار نہیں کیا گیا۔ والی ہی کو نسل کا صدر، وزیر ایلی اور عکران تھا۔ یہ بات بھی دل ٹھیک سے خالی نہیں کرواب دریے ٹھنگی خابدالاں پر دھنخدا کرنے سے البتہ کو یا قا اس نے ریاست عکرانوں میں اُس کی حیثیت سب سے جدا ہی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت پاکستان نے اُس کے خلاف کارروائی کی اور اسے معزول کر دیا گیا۔

پاکستان کے مغربی ہاڑو میں ون یونٹ کی تخلیل کے وقت خدش تھا کہ تباہی ملاستہ اور تو اپنی ریاستوں کو اس نے سوپر میں مضمون کرو دیا جائے گا۔ اس طرح ان کی ملادھد حیثیت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ بہادر پور کی مختصری بر طرفی کو اس حتم کی کارروائی کی تجدید سمجھا گیا۔ اس نے والی نے ریاست کی مشاہدی کوشش کے لئے اتفاقات کا علاوہ کرو دیا۔ اس کے بعد سوات کو مطری پاکستان میں مضمون کرنے کے بارے میں مزید کوئی بات نہیں کی گئی۔ ۱۴ دسمبر (1954ء) کو ایک سرکاری اخباری اعلانیہ میں، ریاستی خود یادگاری کے طسل کی تقدیم کرتے ہوئے کہا گیا کہ ٹال مفری سرحدی صوبہ کی ریاستوں کو مجوزہ مغربی پاکستان میں مضمون کیا جائے گا بلکہ ان کو خصوصی علاقوں کا درجہ حاصل رہے گا۔

جب الجب خان بر سر القدار آیا تو حکومت پاکستان اور ریاست سوات کے درمیان تعلقات میں صدر پاکستان کی دو بنیوں کی والی کے دو بنیوں کے ساتھ خداوی نے ہر یہ گرم جوشی پیدا کر دی۔ ہاتھ پھنس محالات ہیسے ہر سوں کی ایک دوسرے کو ہوا گی وغیرہ کے بارے میں اختلافات برقرار رہے۔

کچھ پاکستانی حکام ذاتی طور پر والی کے ہمدرد تھے اور اُس کی حمایت کرتے تھے۔ ٹال کے طور پر پانچھکل ایجنت ٹکل سیف زیدی الشاہ نے اپنے ایک انجمنی خیریتی خلائق میں دو ریاست اور چڑال کے پانچھکل ایجنت کو لکھا کر والی صاحب ان کے شترک دوست ہیں اور وہ حقیقی الوسی ان کی فرست و دو قاروں والی حیثیت برقرار رکھنے کے لئے کوشش رہیں گے۔

جن لائلی 1951ء میں کہا گیا کہ ملادھت میں ایک نام خیال ہے۔ کوئی سوات نے... نواب دیر کے ساتھ ایک خیریتی معاہدہ کر لیا ہے کہ وہ دو فوں انفان حکومت سے ملی بھگت کر کے پاکستان پر حل کر دیں۔ نیچن جہاں تک والی صاحب کا تحفظ ہے تو وہ پاکستان کے وفادار ہے ایس اور اُس کے لئے کسی حتم کے سائل پیدا کرنے سے بیش احراز کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے پاکستانی حکومت کے خدشات کے جواب میں لاکنہ میں پانچھکل ایجنت کو واضح طور پر بیان دیا کہ جیسا کہ جیسیں معلوم ہے کہ یہی بیش سے یہ کوشش رعنی ہے کہ حکومت پاکستان سے خادون کرنا ہوں اور اس کی مدد کرنا ہوں نہ کیا اس کے لئے خلافات پیدا کروں۔ اُس نے نہ صرف یہ کہ سیف زیدی الشاہ کا ٹکلی ایک یا کوئی دو اس پر اعتماد کرتا ہے بلکہ اسے اور حکومت پاکستان کو یقین دلایا کر میں حکومت پاکستان کے لئے کسی حتم کی کوئی مخفی کمزی کرنے والا آفری آدمی ہوں گا۔ میں یہ بات لکھ کر دیا ہوں کہ یہ ایسی مطلب ہے۔ والی صاحب نے بعض سوالی باشندوں سے خاطیں لیں کہ وہ پاکستان کے خلاف کوئی پروپیگنڈہ نہیں کریں گے۔

کمزور والی اصلاحات، بھارتی شہزادی ذاتی اخراجات اور کالام پر جائز نہ جائز قدر سے حکومت پاکستان کا صرف نظر اس بات کا غافل ہے کہ حکومت ان کا کتنا لامعاً کرتی تھی اور یہ کہ باہمی محالات میں ان کی حیثیت کتنی مضمون

تھی۔ علاوہ ازیں پاکستان انعامیے نے (جس کے بعد یہ طرزِ زندگی کی دل دار تھی) اگرچہ دن کے نئش قدم پر پہنچنے پر بے سوائے کی ترقی پسند حکومت کی دیگر ہیں ماندہ ریاستوں کے مقابلے میں زیادہ حمایت و تائید برقرار رکھی۔ ہمہ مارچ 1969ء میں ایوب خان کی حکومت سے دست برداری کے بعد تعلقات اتنے دوستائی پسیں رہے اور فوج کے اقدام میں آئنے کے بعد پھر پاکستانی حکام نے (جن کے سوائے کھرانوں سے ذاتی خلاف اے تعلقات تھے) سوائے کے پاکستان کے ساتھ تعلقات کی کنج کو بالکل بدلتا۔

انتظام وانصرام

سول انتظامیہ

اس روایت کی بنیاد ایک محدود عالمین کے جو گرنے رکھی ہے عکر انوں کے تقریباً دوسری طرفی کا اختیار حاصل تھا۔ جو گرنے میدا بیمار شاہ کے تقریباً دوسری طرفی اور اسی طرح میاں گل عبد الدود کے تقریباً دوسری میں اپنے اس اختیار کو استعمال کیا۔ ہم میاں گل عبد الدود نے روز روز ایک مطلق العنان عکر ان کی جیشیت اختیار کر لی اور پھر اسے سوراٹی طرز عکر ان میں پہلی ۱۱۷۔

اس انتظامی دھانچے میں چوتھی پر عکر ان اور سب سے نیچے قصیل دار ہوتے تھے۔ عکر ان تنظیم مغل ہو چکی تک مدد حقیقت میں وہی سب ٹکڑوں کا سر برداشت۔ حکمی شاباط الماقن جس پر 1954ء میں والی نے دستخط کئے تھے اور تکمیل سو سال (عمری آئین) ایک 1954ء دونوں سے مطابق عکر ان ایک مشادراتی کوشش ہانے کا پابند قرار جس کے

پڑو، اور کان سنج اور دس تکران کے ہمراہ کردتے تھے۔ میں بہادر، فخر پر، اور بلوچستان کی ریاستوں کی طرح بین کسی وزیر اعلیٰ کو نہیں تھوپا گیا۔¹ والی خود اس کے اپنے الفاظ میں کوئی کام کا صدر، وزیر اعلیٰ اور تکران تھا۔ میاں گل جہان ذمہ بنتے تھے۔

تدریجیات میں کے ہاتھ کرو، اس کام سے کوئی فتنہ چڑھا۔ اس کوئی کام کے ہاتھ نہیں تھی۔ میں انہیں سال میں دو بار بین کر کر، اور انہیں ہاتھ کر کر کر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض کو مجھ پر بوقت کرتے ہیں کی ابھیت صرف ان سے ہاؤں کے لئے ہوتی۔ میں ایسے ٹوٹی انہیں کہتا فیک ہے یوں کہوں گا، اور ان سے بیٹھ کر رہ کر رہ انہیں ریاست کے انتظامی ملکہ اور ضروری راست کو زندگی بنایا پر دیکھتا ہے۔ جب کہ ریاست بیداری تحریف کرتے اپس سب کوچھ خودی تو کرتے ہیں، میں شوہ، ویڈے کی کیا ضرورت ہے۔ بہادر، میں میں بیٹھ کر کہا اور ان کے ساتھ اس پر ہاتھ دیتا رہیں گے۔

1954ء سے قبل تا یہ کہ پہلی مشاورتی کوئی بھی موجود نہیں تھی اور تکران کی سر مرتبی سب کوچھ تھی۔ مثلاً تو ٹھنی شاباطہ الممالق کے بعد بھی اس کے اختیارات اور حیثیت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ شروع میں تکران کے لئے عام لوگوں کے تعاون کو نظر انہیز کرنا ممکن نہیں تھا، اس لئے کوئی حکومت کے لئے اسے ان لوگوں پر اعتماد کرنا چاہیے تھا، جن کی مدد سے اسے اقتدار ملائی جیسیں، نہ روز میاں گل عبد الدوود کے بعد میں حکومت نے عمل بادشاہت کی تھیل اقتدار کر لی، جس میں تکران کی مرتبی ہاتھوں تھی۔ اس کے اختیارات اور طاقت لاہور و تھی اور افغانستان کے فلسفی بادشاہ کی طرح و خود بہر ضابطاً اور قانون سے برداشت۔ وہ لوگوں کے ہاتھے ہوئے موجود تو انہیں کوئی کم کر سکا تھا اور ان کی بجائے اپنے قوانین لاسکا تھا۔ وہ جو چھوٹے ہر قسم کے کام کا اقتدار، اور بہر طرفی کر سکا تھا۔ ریاستی ملازمین صرف اس کے ساتھے جواب دلتے۔ ریاست میں اس کے اختیارات کا معاخذہ نہیں ہو سکتا تھا اور 1954ء تک وہ پاکستانی کام کی طرف سے اس پر مسلط کی میں مشاورتی کوئی کام کے ساتھے نہیں ہو جا بس تھا۔ ریاست کے اندر بہر حامل میں اس کا فیصلہ تھی جو ہاتھ تھا۔

مثال کے طور پر والی کا ایک فرمان یہ تھا کہ اس کی اجازت کے بغیر اتنا میپ بھیجو (جانشید اور کیمین دین والی کا اونٹی (ستادیون) کو بھیڈ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کوئی مقدمہ جس کا فیصلہ شریعی قوانین کے قوت کیا گیا ہو، میزبان پر نظر ہالی یا ناٹر کے لئے اس کی اجازت کے بغیر کسی اور قاضی کے ساتھ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کوئی افسوس کے حکم کے برخیں عدم نہیں، اسے سکتا تھا۔ جزو یہ کہ اس کے کسی حکم کو اس کی اجازت کے بغیر فرم نہیں کیا جا سکتا تھا۔ خلاف درزی کرنے والے کی نوکری ختم کی جائی تھی۔

سوات کو ایک کامل مطلق العنان ریاست میں تبدیل کرنے کے بعد تکرانوں نے مرزا زید پر بھی نظام سیاست کو برقرار کیا۔ وجہ پر وہ جداً اختیار و اقتدار کا کوئی مقامی نظام تھیل دینے میں کوئی دل میسی نہیں لی۔ سلسلہ نیلی

فون والہوں کے ذریعے وہ کسی ملائق میں تینیات افراد کے درمیان خلافت سے توازن کو برقرار رکھتے تھے۔ جب کہ نہ تو کوئی ایسا ادارہ تھا اور فوج حکمران کے اختیار کو توازن رکھنے کا مدد کرنے میں کسی حکم کو کوئی کرواردا کر سکے۔ اکبر اپنے اہم اس کا مٹاہد کرتے ہوئے کہا ہے کہ

”وکیر شرقی ملائقہ انہاں آمرتوں سے اس کا تعلق نہ کام و حکمرانی اخراج کے تنازع میں نیا بہا پاہتے۔ سائل مدعاہت مغلیہ دوسری دوسری صد قروں والی قادیہ اصول کی روگی پائیں۔ اور ہم اپنی تھی سے دوسری کا شامیہ بھی ماحصل نہ ہو۔“ ان اصناف بادشاہ صاحب کی مدد بخدا جنم کر۔ چال، سانچی اور بہت تکرار سے ان محضیت تھی۔

یاد رہے کہ سواتی معاشرہ ہندوستان اور ایران کے دیگر معاشروں سے مختلف تھی۔ سواتی نے ریاست اور معاشرہ کی تکمیل ایک تازہ دار دلتھی۔ سوات کے باپا صاحب کی بے حد تحرک، چال، سانچی اور ہر چند نظرتے والی محضیت کے پیچھے دھمل اپنی نصیحت کے لاماء سے بالکل یکماں سواتی معاشرہ میں انہیں اپنی بہا کا سال درجش تھا۔ چیز چیزے ان کی پوزیشن سمجھم ہوئی گی، وہ یہ دیے ہر جگہ تکنیچی کی ان کی عادت میں کسی آئی گی۔ سوات کی یکماں نصیحت اور اس کی سیاسی قیادت ہی نے حاکم اور عالیہ کے درمیان تعلق کا ایک خناس دلپ دیا تھا۔

عبدالودود کے مدد میں گورنمنٹ میں تو ایسا کوئی انعام بھی تھا جیسیں بعد میں برطانوی حکومت سے خطا آتا ہے کی زسداری ایک سیکریٹری کو سونپ دی گئی۔ اس کے علاوہ بھی حکمران کی جانب سے جو کوہاں کے خواہیں کیا جائیں وہ اسے سرانجام دیتا۔ بعد میں حکمران کی طرف سے ایک چیف سیکریٹری اور پرائیمیریت سیکریٹری کا تقرر ہوا۔ چیف سیکریٹری پہلے برطانوی حکومت اور بعد میں حکومت پاکستان سے رابطہ استوار رکھتا اور دیگر معاشرات بھی دیکھتا جو اس کے خواہیں کے جاتے۔ پرائیمیریت سیکریٹری حکمران کی ذاتی خطا و کتابت کا کام سنبھالا اور ہر چیز جو بھی اُسے کرنے کو کہا جائے۔

جبان زیر کے مدد میں ذپنی سیکریٹری اور اسنٹ سیکریٹری میں افسرا اطلاعات کے نئے مددے ہائے گے۔ ان کا کام پرائیمیریت سیکریٹری کو غنی خطا و کتابت سنبھالنے، تعلیم و سوت اور یا تی ملکیت سوات ہوں کے معاشرات میں مد فراہم کرنا تھا۔ ہر چیز ہر آس ان سب کے ذریعہ حکمران گاڑیوں کو لاٹھنیں کے اجراء اور ہر چیز میں کرنے والے اداروں کی مگر اپنی بھی کرتا۔ حکمران شعبہ اطلاعات پر اسنٹ سیکریٹری میں افسرا اطلاعات کے ذریعہ نظر رکھتا۔ چیف سیکریٹری کی مدد کے لئے بھی اس کے دفتر میں ایک ہاپ سیکریٹری کا تقرر کر دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ سیکریٹریت میں بھی انساف کا ایک سر برداشت ہوتا تھا۔ شروع میں یہ مدد حاکم اعلیٰ پر ہر حاکم اعلیٰ دفتر حضور، بعد میں اُس کو شیر کے مدد پر ترقی دے دی گئی۔

ہر سے کی بات یہ ہے کہ مجری کا کوئی باحتمال و خفیہ ادارہ موجود نہیں تھا۔ اس کی ضرورت بھی محسوس نہیں بلیں گئی

لیکن مہد الدوادود اور جہان زیب کے پھر پھر بروج کے بعد مقرر کیا گی اور نہی خاص طور پر ان کو کوئی رسائی حاصل تھی۔

ہاشمیت قائم ہونے کے بعد ایک دلی عبد مقرر کیا گیا۔ 1923ء میں اس نے اپنے ہے بیٹے جہان زیب کو دلی عبد مقرر کیا۔ جب 1949ء میں جہان زیب والی ہاؤ اس نے اپنے ہے بیٹے میان گل اور مج زیب کو دلی عبد مقرر کیا۔

دلی عبد عکران کی فیر سو جو دلی میں اس کے فرائض سرانجام دیتا۔ ریاست میں اس کی حیثیت عکران کے ہب کی تھی۔ اسے انتظامی امور کا تجوید دلانے کے لئے بیک پلی خلیل اور شوزی علاقہ کے انتظامی معاملات پر درکردیتے گئے۔ دارالحکومت میں اس کا علاحدہ دفتر اور ملکہ تھا، جہان وہ اپنے دائرہ اختیار میں لوگوں کی دادری کرتا اور مختلط قیصل دار یا حکم کے فیضوں کے خلاف ایبلوں کی سماحت کرتا۔ حتیٰ فیصل کا اختیار اسے حاصل نہیں تھا۔ اس کے فیضوں کے خلاف ایبل کرنے کا حق بہ فرائیں کو حاصل تھا۔ حتیٰ فیصل عکران یا کا ہوتا تھا۔ کسی سرکاری خازم کو برطرف کرنے کا اختیار بھی اسے حاصل نہیں تھا۔ ایسا ہو مرف اس سروت میں کرکٹا تھا جب دلی عکران کی فیر سو جو دلی میں اس کے فرائض سرانجام دے رہا ہوتا۔ اس سلسلہ میں سوات زیریں کے مشیر ہائی محکم خان زیب سرکاری خلیل موجود ہے۔ اسے کسی کے قدر کا اختیار حاصل نہیں تھا۔ سو جو معلومات کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ عکران اور دلی عبد کے درمیان امور ملکت چلانے کے سلسلہ میں تعلقات بھی اچھے نہ رہے۔ میان گل اور مج زیب یوں تو ان افرادوں کی تزویہ کرتے ہیں اور اپنے معاشر میں وہ کہتے ہیں نہیں کہیں، یہ کہتے ہیں نہیں کہیں اسکے لیے لیکن ان کی اس بات سے اس خیال کو تقویت بھی ملتی ہے کہ اخلاقی رائے تو بہر حال ہو ہے ہی ہے۔

انتظامی حکام

حکام حکومت سنگالی کے بعد مہد الدوادود نے حضرت ملی کو پاپا اوزیپ مقرر کیا۔ ابتدائی طور پر ان مرکزی حکام میں سب سے اہلی مرتبہ حضرت ملی (وزیر) اور سپر سالار (کامڈر ان چیف) احمد ملی (حضرت ملی کے بھائی) کا تھا۔ 1940ء میں اس وقت حضرت ملی کو وزیر اعظم اور احمد ملی کو وزیر ناویہ گیا جب کہ کامڈر ان چیف کا عہد دلی عبد کو سونپا گیا۔

1943ء میں وزیر برادران کے استھنوں کے بعد وزیر اعظم کا عہدہ ختم کر دیا گیا اور نئی اسامیاں اور جہدہ ناٹے گئے جو یہ تھے۔ وزیر ملک (وزیر ملکت)، وزیر مال (وزیر خزانہ) اور سپر سالار۔ یہ حکام ریاست کے انتظامی

اسور میں حکمران کی مدد کرتے تھے اور یہ اپنے ائمہ نگاروں کے سر براد تھے۔ انہیں مختلف سب زوج ٹوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری بھی سونپی گئی اور یہ اپنے مختلف انتظامی مطابقوں کے اچارج ہوتے تھے اس کا انتظامی امور کو جلدی اور آجھی طرح سے فراہم کیا جائے۔

انتظامی عہدے متعلق بھیں ہوتے تھے بلکہ ان کا دار و دار حکمران کی صوابید چہ پر خا۔ اور وہ سلسل ان میں تبدیلیاں کرنا رہتا تھا۔ محل کے طور پر سیال گل جہاں ذریب نے

"مشیر لفک" (انتظامی شہر اور مشیر بال) (مشیر بالیات) کے عہدے ہاتھے۔ میرزا موسیٰ کو ہذا جریب درج عکس (وزیر علیگت) (وزیر خزانہ) کے ہڈی ملے۔ میرزا موسیٰ پس پیٹے کام کر کے تین ملاہے ختم تحریر کئے گئے۔ پھر وہ سیکھ یہ عہدے برقرار رہے۔ میرزا موسیٰ کی جگہ وزیر لفک تھے۔ ان کے ملکہ 1957ء میں، محل کی مدد کے لئے ۴۲ اسپ دزیر (جنپی خسر) مقرر ہوئے۔

1960ء کے ایک شایع فرمان پر دو اکابر دزیر دوں، پسہ سالار اور دزیر لفک کے دھنلا سمودہ ہیں، جو کہ ریاست کے سرکاری ریکارڈ کا حصہ ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ کوئی وزیر ایک دن میں ۱۰ سے زیادہ حوالات میرے سامنے پہنچنیں کرے گا۔ حکومتی کی صورت میں اگر میں اسے جرمات کروں تو وہ اسے بہت زیادہ محروم کرے۔ ۶۔

1966ء میں ایک نئے وزیر یعنی وزیر منصاقان، تمیں مشیر دوں اور وزیر بال اور وزیر لفک کا ذکر ہے۔ ان کے واڑوا اختیار میں آنے والے ملکے مندرجہ ذیل ہیں۔

1 وزیر منصاقان: ماں کی پیغمبر، ماں کی پردن۔

2 وزیر بال: ہمارہ اعلیٰ اعلیٰ عکست

3 وزیر لفک: ماں کی بڑیں، ماں کی بچیں۔

4 محمد علیان مشیر: اکا سروف بائی خلیل بیگی خلیل، وزیر خلیل، سیپہ، شہزادی۔

5 کشور خان مشیر: ماں کی سوات، اہل، ماں کی پیدائش۔

6 نان محمد خان مشیر: ماں کی بڑیں، بھوٹانی، بائی خلیل، بخت خلیل۔

1958-59ء میں اعلیٰ عہدوں پر یہ حکم تھے: وزیر لفک، پسہ سالار، وزیر بال اور دو اکابر دزیر (ایک ستر ہاب دزیر اور دو اچھے نیز ہاب دزیر کہلاتا تھا)۔ ان کے واڑوا اختیار میں آنے والے ملکے درج ذیل ہیں۔

1 دزیر لفک: برکھٹ، دزیر، بچ شلی، برج، کندی، بانگلی خلیل، بیکن، داؤپی، سیوار، شہزادی کی حصیں۔

2 پسہ سالار: سوات بالا، بیتلام، پیغمبر، مادر، گھب، دوچر، کل، غصلیں۔

3 ستر ہاب دزیر: ہاہنڈی، ہٹھڑی، سندھ، پاہاڑ، بانگل، بزرگ، بکچی، بکار، اور سلہڑی کی حصیں۔

4 جون ہاب دزیر: الپوری، بگری، کاکاہم، کاکاڑا، خوار، نہلی، بیلوان، مدین، سچپر، سید، شریف اور بھوٹانی۔

وزیر مال کے دائرہ و انتظامیہ کے معاون کا کوئی ذکر موجود نہیں۔

ضلعی بانفوڈ خانہ میں اس دور کے مخنوفر جزوں میں مندرجہ ذیل اضافہ موجود ہے۔ باقی ریاست سوات:
 حکمران ریاست سوات: ووچی صدر ریاست سوات: غافلَ الملک خان بہادر وزیر اعظم ریاست سوات: وزیر علک ریاست سوات: وزیر مال ریاست سوات: سپر سالار ریاست سوات: وزیر منظہن ریاست سوات: تائب وزیر ریاست سوات: شیر علک ریاست سوات: شیر باریست سوات: شیر باریست سوات: تائب شیر باریست سوات: شیر باریست سوات: شیر باریست سوات: شیر باریست سوات: تائب شیر باریست سوات: حاکم اعلیٰ تحصیل بایرونی: حاکم کوڑ سوات: حاکم اعلیٰ کبل بیک پیٹھل۔

بعض اوقات ایک شخص کے لائف القاب والے انسانوں پر دھنلا ہوتے ہیں جس سے پہلے پہلے کر قصداً ریاض اور القاب مسلسل بدلتے رہتے ہیں۔ حاکم کی تعداد موجود انسانوں سے کم کم تھی۔ جس سے معلوم ہوا ہے کہ مستقل صدر نہیں ہوتے تھے بلکہ برجی کا درہ اور حکمران کی خواہش اور ترجمہ پر تھا۔

ریاست کے اعلیٰ مناصب پر فائز حاکم کو ریاست کے مختلف علاقوں سے گئے ہوتے ہیں۔ ان سب کے مقابلے پیدا ہر بیس میں تھے اور یہ سب حکمران اور ولی صدر کے مقام تھے جنہیں وہ صرف حکمران کے آگے جواب دے سکتے ہیں۔ ابتدائی اور مرکزی دائرہ و انتظامیہ حکمران کے تحت تھا۔

انتظامی تقسیم

عبدالودود کے دور حکومت کے شروع میں سوات انتظامی نامہ سے پانچ اضلاع میں تقسیم تھا (جنہیں حاکمیتی جاہات تھی) اور ہر اضلاع ایک حاکم کے ماقوم تھا۔ ریاست میں 25 تحصیلیں تھیں اور ہر تحصیل تحصیل دار کے ماقوم تھیں۔ یہ انتظامی تقسیم بالخصوص تباہی بینیادوں پر تھی اور اسے مرکز سے حاکموں اور تحصیل داروں کے ذریعے چلانا چاہا تھا۔ حاکمیوں کی تعداد سات، آٹھ، نو، دس اور گیارہ بھائی تھیں۔ جب کہ تحصیلوں کی تعداد حکمران کے ایک فرمان کے مطابق 30 بھائی تھیں۔ یہ مختلف صفتیوں نے اسے 35، 33 اور 32 بھی تھا یا ہے۔

تحصیل کا حاکم اعلیٰ یا تو تحصیل دار ہوتا تھا جیسا کہ ریاست کی سب سے محظی اکائی تحصیل ہوتی تھی اور تحصیل دار اس کا انتظامی سعید بھائی تھی جس میں دارماڈ کا ضاکن، اور افسر مالیات ہوتا تھا۔ حاکمی ایک بڑی اندھی ہوتی تھی اور حاکم ن کا انتظامی سعید بھائی تھی جس میں دارآمد کا ضاکن اور افسر مالیات ہوتا تھا۔ حاکم کا ارجمند تحصیل دار سے ہوتا تھا۔

وہی ارجمند تحصیل جیسے کبیل پر تحصیل دار کی جگہ حاکم کا تقرر کیا جاتا تھا۔ اس صورت میں اس تحصیل کو حاکمی کیا

بنا آتیا۔ یا اسے کسی پھر ٹھیکیں میں تعمیلت کردیا جائے جوں کا دو اپنی رنگ ہو جائے اور اس کی حاکی میں شامل دکھنے۔ ٹھیکیں اور ٹھیکیں داروں کے لئے واقعیت ہر تین افراد میں کے فرائض سرا جو ہے جاتا۔ ایسا ہمچوں جس سے وائر و اختیار میں ایک سے زیادہ ٹھیکیں ہوتیں رہتے ہیں وہ ان ٹھیکیں داروں کے فرائض ایلوں کی مانعت بھی کرہے جو اس کے وائر و اختیار میں آتے ہے۔

حاکم اعلیٰ دفتر حضور کا حوالہ بھی یہ ہے۔ وہ مرکزی یکٹر فریت میں ملکہ محل کا سربراہ رہتا تھا۔ والی ایک فرمان کے مطابق سیف الملوک حاکم اعلیٰ کا تقرر کر کے (جو کہ حاکم اعلیٰ دفتر حضور تھا) ان چو افسروں میں شامل یا نہ یہ ہو کر والی کی خیر موجوںگی میں خدمات کا فیصلہ کر سکتے تھے۔ ایسے ہی جو اے حاکم اعلیٰ بائزی اور حاکم اعلیٰ کل ایک پیٹھیں کے ہارے میں بھی لٹھتے ہیں۔ تمام دفتر حاکم کی طرح ٹھیکیں داروں حاکم کا تقرر بھی حکمران کی رہا تھا۔ وصرف اس کے ساتھ جواب دے تھے اور حکمران کی آئندہ درخواست پر ان کے مددوں کا دارو داری اور اکثر ان کا چالہ بولتا رہتا تھا۔

حکمران ہی کی طرح ٹھیکیں دارو اور حاکم کی اپنے وائر و اختیار میں مختلف النجع و سداریاں تھیں۔ انتقالی، صداقتی اور ماہی حکمران کے امور انہیں منتلاپے چڑھتے تھے۔ ان کے فرائض میں میں شامل تھا کہ وہ حکمران اور دفتر حاکم ہے۔ اسے فرائین پر تکمیل ملی دارا مدد کو تھیں ہائیس، قوانین کی پاسداری کرائیں اور حکمران خاندان ان کے خلاف کسی سرگزی یا سازش کا برداشت سد باب کریں۔ وہ اپنے وائر و اختیار میں لوگوں کے دیوانی اور فوجداری اور ذریون حکمران کے خدمات نئے کے پیارے تھے۔ وہ ریاستی مصروفات میں مشریع کرنے کا کام بذریعہ یا لایا کی کو تشوییض کرتے۔ پھر اس بات کو تھیں ہائے کہ دفتر کو بھی طریقے سے جن کیا کیا ہے اور اس کی پوری بھی مقدار یا است کے خزان میں بیچ کر دی گئی ہے۔ اس طرح اپنے وائر و اختیار میں شامل سرکاری طرز میں بھی اساتذہ، ذائقوں اور فوجوں کو تھوڑی اسی دیے اور آمدی اور ادائیگیوں کا حساب کتاب رکھتے۔

وہ زیر تحریر سرکاری کاموں و منصوبوں میں پڑوں اور سرکاری غاربوں کا سماں کر رکھتے۔ اگر وہ جگ ٹھیکیں ہیں کو اور سے دو ملک بھنگ کے قابل ہوئی تو ان پر اس کا دروزان معاہدہ لازم تھا۔ اگر پانچ ملک بھنگ کا قابل ہو جاتا تو ہفت دارو محکم اس پر لازم تھا اس کا اس بات کو تھیں ہائیا جانتے کہ کام بھنگ طریقہ سے ہو رہا ہے۔ کسی حکمران کے لئے اور خانی کا اس دار ٹھیکیں دارو اور حاکم، جس کے سالار اور مائدہ کیستان ہو جاتا تھا۔ جانیدی اور سے لئن دین سے کامنڈات اور نکان ہائی میں دھوکا کرنا اور ان کا ریکارڈ رکھنا بھی ان کے فرائض میں شامل تھا۔ حکمران کے فرائین کی جیس ان پر بھر گزی ایز بھی۔ انتقالی مددوں کے لئے با اہم شیرہ، با اڑ اور دکار خاندان انہوں کے افراد کو چنانچہ جائیں کہ عام لوگ ان کی ہرست کریں۔ والی کے اپنے الفاظ میں یہ سارے عبادتے سیاسی فویت کے تھے اس لئے ان تقریبیوں میں سیاسی

حوالی کو مذکور رکنا لازم تھا۔ حکمران کی جانب سے بہ طرف کئے جائے کا خط و ہر دقت ان پر منڈلا تاریخ تھا۔ اس بات کا دوستی کیا جاتا ہے کہ تفصیل دار اور حاکم رشتہ لینے یا منور تھانف قول کرنے یا کسی جرم کے لذام میں بہ طرف کردیے جاتے ہیں۔ نبیر صورت دشوت سلطانی ہام تھی، جس کا خود اعلیٰ کو بھی مم تھا۔ جس کا خود اس نے بھی اعتراض کیا ہے بشرطی کرداری میں موجود حقیقت پر دلکشا ہو۔

1960ء سے قبل سرکاری طازہ میں کوئی حکم کا صلخداری یا پیش و غیرہ بھی ملی تھی لیکن جون 1960ء میں اطلاع کیا گیا کہ آنکھہ الگ سے سرکاری طازہ میں کچھ بحالت دے دی جائے گی۔ پندرہ سال بھک طازہ مت کرنے والے اس سکھ سے مستفید ہونے کے حق دار ہوں گے۔ انہیں ہر سال پر ایک بنیادی تحویل کے سادھی رقم دی جائے گی لیکن اس میں دی جانے والی رقم 20 میٹروں کی بنیادی تحویل سے زیادہ بھیں ہو گی۔ وہ لوگ جو پندرہ سال طازہ مت کے باوجود اس کے حق دار بھی ہوں گے ان کے 20 بھی دینے ہوئے ہیں۔

جل

ریاست میں سید و شریف کے مقام پر ایک سرکزی جبل تھی اور ہر تفصیل، تکمیل اور تعقیبات میں بھی ایک جبل ہوتی تھی۔ جبلوں کے حالات بدترین ہوتے تھے۔ طریق کے ساتھ انجامی بر اسلوب ہوتا۔ خوراک کم مقدار اور کم معیار جب کو قفل خانہ کی بحالت نہ ہونے کے بر ایجھی۔ ابتدائی زمانے میں قیدیوں کے ساتھ ایک انجامی غیر انسانی سلوک یہ بھی کیا جاتا کہ ان کا ایک پاؤں کی بڑی لگڑی میں سوراخ کر کے اس میں بند کر دیا جاتا۔ زیادہ سخت مجرموں اور راسی طرح سیاسی مجرموں کے دلوں پاؤں میں ہیں جیسا کہ اسیں اسیں جاتی۔ اسے کوئندہ کہا جاتا۔

ایک بڑی جبل محاذ کے درمیان یہک بیٹھل شاہزادیر کی کے ایک قیدی قاضی مرتضی نے جبل کے برے حالات اور خراب خوراک کے بارے میں والی سے تکالیف کی جوأت کی۔ والی نے اسے بری طرح دادیجا لیکن بعد میں کسی حد تک ان تکالیفات کا ازالہ کر دیا گیا۔ 1966ء میں لگڑی کے ملی جیدرنے جبل کی خوراک کے پست ترین معیار، قصل خانوں، ہائک اور سخت سے سختی سرتوں کی کی کے بارے میں جبل سے مکمل کھلا۔ اس کے بعد حالات کو بہتر ہانے کے سلسلہ میں تھوڑی بہت کوشش کی گئی۔ تھان اور قلعوں جبلوں میں قید ملزموں کی خوراک کا انتظام ان لوگوں کو کرنے پڑا تھا جن کی تکالیف پر انہیں قیدی بیا گی تھا۔

مجرموں سے جبل کے بہر جسمانی مشکلت کرائی جاتی تھی، لیکن مراعات یا نفع خانہ انوں کے افراد سے صرف اپنالاں یا سرکاری بھجوں کی مثالی سحر اول کا کام لیا جاتا تھا جب کہ عام مجرموں سے تھوڑا ہونے جیسا سخت کام لیا جاتا۔

تباہ ان سے ہجروں کی کان کی کرائی جاتی۔ میاں بگ جہاں زیر نے سیدہ شریف میں بیٹل کی ایک تین عمارت ہوئی اور پکھا اصلاحات تحریف کرائے۔ یہ فرمان جاری کیا کہ قیدی کو ایک بندے سے زیادہ قوانین میں بیس رکھا جاسکا تو اور تینے ایک بندے سے زیادہ قیدی کی سزا ہو جاتی اُسے مرکزی جیل خل کر رکھا لازم تھ۔ نومبر 1964ء کے بعد سے قیدیوں کو بھرائی و قید (تحفیض قید) کے ہم سے 40 روپے ماباہد یعنی جانتے تھے۔

فووجی انتظامیہ

کسی ریاست کے دفاع اور احکام کے لئے فوج کا ہوا ضروری ہے۔ ریاست ساتھ اس ضرورت سے مستثنی نہیں تھی۔ گرد و چیل میں دشمنوں اور ریاستوں اور اندر وون خان مصبوط ہارش عاصر کی وجہ سے ریاست ساتھ کی صورت حال اس شخص میں زیادہ ہوا تھ۔ اس کے لئے اجنبی فوج رکھنا لازم تھ۔

ریاست ساتھ کی تکمیل کا فوری سبب نواب دیر کی خالانہ تکمیلی سے نبات حاصل کرنے کی شدید خواہی تھی۔ یہ ردنی دشمنوں کے ہاتھ مزاحمت کی توڑ کرنے اور داخلی ہارش عاصر کو چاہو میں رکھنے کے لئے ایک بڑی مصبوط فوج کی تکمیل ضروری تھی۔ راجحی خم کے لٹکر ایک مضمونہ فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ ۲۔ ہم اُس وقت کی فوری ضروریات پوری کرنے کے لئے ریاستی فوج کے ساتھ ساتھ اس راجحی احکام کو بھی جاری رکھا گیا۔ آخری والئی سوات نے اس سلسلہ میں کہا۔

”ویر اور سب سے تھوڑے کے لئے وہ کوئی سے لٹکر ہے اور اُس کے ساتھ ساتھ خود اکابر ضروری تھے۔“ ریاست اور اُس کی سطیحی کی مدد کی جائے۔ زمین کے ہر دو حصوں کے بدلش اُنہیں اپنے خان کی قیادت میں لے لئے ایک سچے آدمی سیا کرہے ہوئے تھے۔ جب وہ بچ کے لئے کسی لٹکر کا حصہ بنانا تو سے نواب اور کوئی تو سوں کے افراد بخوبی ہے کرنے پڑتے۔ جب لٹکر جو کتنی ترکھانا توہ خان یا لک کے رسم و رکورڈ ہے۔ اس نے سب سے بچ پسے اس احکام کا ختم کر کے سطیحی کی تھوڑا میں اضافہ کا فیض کیا۔ یہ ایک خم کا پیار یا جیونی ثفت تھ۔ جب لوگوں میں در محل اور کرکٹی خم ہو گئی توہ لٹکر دوں میں خالی ہونے سے کرنا نہ گے۔ ہر یہی تھا کہ ان افراد کا انتیار ریاست کی جگہ نہ کے ہے۔“

اُسی لئے آپس آپس لٹکر کا احکام ہر کر کے فوج کی تعداد میں اضافہ نہیں کیا۔

تھنگی ڈھانچی

سلیمان فوج کا سالار اعظم تو محترم خود ہوا تھا۔ مگن افواج کی فوری کمان پر سالار کے ہاتھ میں ہوئی تھ۔ اُسے عدالتی اور انتظامی فرائض سے بھی مدد و برآ ہوا ہوا تھا۔ اقتدار میں آئے کے فرائض دو عبد الدوادو، اپنے ساتھ

شیرین جان کو پہ سالا رہا تھا لیکن 1918ء میں اُس کی موت کے بعد شیری اور فتحی انتظامی دلوں کا سر بردار و ذریعہ حضرت علی کو بنا لیا گیا۔ پھر فتحی انتظامی کی از سر تو ختم اور اصلاح کے نظر و ذریعے کے بھائی احمد علی کو پہ سالا رہا تھا کیا۔

سلیمان افغان کی حکومت ہوئی تھی۔ برپہدارہ سپاہیوں کے اوپر ایک افسر ہوتا تھا جسے بعد دار کہتے تھے۔ پھر جددادوں کے اوپر ایک صوبیدار ہوتا تھا۔ 5 صوبیدار ایک صوبیدار۔ پھر کے ماتحت ہوتے تھے۔ دو صوبیدار۔ پھر وہ سپاہیوں کے اوپر ایک پختان ہوتا تھا۔ 1957ء سے پہلے پختان کو کان افسر کیا جاتا تھا۔ برپہدارہ سپاہیوں کے اوپر ایک حوالدار بھی ہوتا تھا جو جدداد کے ماتحت ہوتا۔ ان کے بعد دو نائب سالار اور ایک پہ سالار ہوتا۔ جس کی حیثیت ایک دوسرے دوائی اور کانڈر ان چیف ہوتی۔ یہ سب کے سب عکران کے ماتحت ہوتے تھے جس کی حیثیت ایک سالار اور اعلیٰ کی تھی اور صرف وہ افغان کو کچھ کرنے کا حکم دے سکتا تھا۔

سپاہی سے لے کر پہ سالار تک تغیرت، ترقی اور بر طرفی کا اختیار صرف عکران کے پاس تھا۔ اس کا انحصار اس کی صوابیدار تھا۔ 1958ء میں اعلان ہوا کہ جس کی نے اپنے موجودہ مجدد میں دو سال نگذارے ہوں اُسے ترقی کے لئے عکران کے پاس جوش تکیا جائے۔ مجدد اخنوو تھا کیا کہتا ہے کہ برپا ہون میں آنحضرت سپاہی، چالنس حوالدار، پالنس جدداد، آنحضرت صوبیدار اور دو صوبیدار۔ پھر ہوتے تھے۔ پالنوں کا سب سے اعلیٰ افسر کان افسر (کانڈر) کیا جاتا تھا۔ بعد میں اسے پختان کیا جانے لگا۔

شروع میں جدداد کے ترتیب 17 سپاہی ہوتے تھے۔ ان میں ستر ہواں حوالدار ہوتا تھا۔ اور اس اکالی کو سو کی کمی جاتا تھا۔ بعد میں اس کی تعداد میں کم کر کے اسے 16 کر دیا گیا۔ سلیمان جدداد اور پندرہ ہواں حوالدار ہوتا تھا باقی نام سپاہی ہوتے تھے۔

سلیمان افغان

سلیمان افغان میں حکومت کے لئے ایک بارہ قاعدہ اور ایک بزرگ رو (آنکھوں کی متعدد نئے محاذ سے 12، اور کمی تھی)۔ باقاعدہ فون کوتا نجرت میں تھی لیکن، بزرگوں جیوں کو کچھ نہیں ملا تھا، اس وقت بھی جب دنیا بڑی تھی۔ ان کے ہاتھ بیاست کے پاس لگتے ہوتے تھے اور ہاتھ گہلانی کی صورت میں اپنی طلب کیا جاتا تھا۔ ان کی کل تعداد پندرہ کے لگ بھگ تھی۔ ان میں سب سے ۳ افسر صوبیدار ہوتا تھا۔ دو باقاعدہ فون کے پہ سالار سے تخت خدمات انجام دیتے تھے۔ وہی ان کی محترمی اور ان کے طرزِ عمل کے قواعد و ضوابط پر ہوتا تھا۔ طلب کے

پانے پر ان کا واحد کام ریاست کے دفاتر کے لئے بھجت میں شریک ہوا تھا۔ اپنے لئے اسی اور گول باروادو خود فریب تھے، البتہ انہیں دو ران جنگ، رائٹن دی جاتا تھا۔ نمایاں کار کر دی ہی پر انعام میں انہیں رائل ملٹی ٹی اور ہاتھ میں نون کے برکس و جسمانی مشقت سے سختی ہوتے تھے۔

شروع میں باقاعدہ فوج صرف پاہوادہ اور سوار دستوں پر مشتمل تھیں لیکن بعد میں توپ خان، شیخن کن، تسلیم رجسٹر اور سکر ان کے لئے ذاتی خانگی دست کو بھی اس کا حصہ جانا گیا۔ ابتدائی برسوں میں گز سوار دستوں والیں سلاطین اور سرخ اگرکت ہونے کی وجہ سے سب سے موڑ اور انہم کیجا ہاتھ تھا۔ اس کو ترقی دیں تو پہلے اور اس کی تعداد میں اتنی جلد اضافہ کیا گیا کہ صد اور دوسرے اقتدار کے درستے سال میں ان کی تعداد 700 تک پہنچ گئی۔ جب پہلی ریاستوں اور انہوں کی خالصی سے غیر کم بوجگی اور سرکوں کی حالت بہتر ہوئی تو ان کی ایجتہاد کم ہوتی پہنچ گئی۔ شروع میں ان کی تعداد کم کر دی گئی اور پھر آفریقی والی کے مدد میں 1950ء کی ربانی میں انہیں بالکل ختم کر دیا گیا۔

باقاعدہ فوج میں تین سو فوجوں پر مشتمل ایک دست کو براہ ول کیا جاتا تھا۔ اس دست اور سوامی فوجوں میں پر فرق تھا کہ انہیں 303 رائل ولی جاتی تھی، جب کہ عام فوجوں کو سو ایک رائلس ولی جاتی تھیں جو زیاد تر انہیں تھیں۔ توپ خانہ پندرہ بندوقوں، فرسوادو توپوں اور چڑے دیانتے والی چند چھوٹی توپوں پر مشتمل تھا۔ سید اشریف میں صرف چند شیخن تھیں تھیں اور ان کی خانگت اور استعمال کے لئے خاص تربیت یافتہ لوگ رکھے گئے تھے۔ تسلیم کوڑا شیخوں کا جما جاتا تھا۔ تربیت یافتہ اور تحریر کاروگ اس رجسٹر میں خدمات انجام دیتے تھے۔ یہ مختلف بہوں میں فوکس ساتھی ہوتے تھے۔

100 یا اس کے قریب افراد پر مشتمل والی کے ذاتی خانگی دست کو براہ ول ضرکر کیا جاتا تھا۔ باری باری آؤ دست بند و ارڈر بھی دی جاتا تھا۔ ان کے اپنے جنادراء صوبیہ اور اور دو پکستان تھے۔ کپتانوں کی بھی باری باری بند و ارڈر بھی ہوتی۔ دو ریاست کے اندر اور پاہوادل کے سرداروں بھی۔ حضور اور ولی اور ولی حضور کے فرمانیں میں والی کی بانٹیں گاہ اور رفتہ کی خانگت کر دی گئی تھی۔ باقاعدہ فوج کے برخاف انہیں ریاست سے یونیفارم، جوتے اور پاپا ہوتے ہیں تھا۔ چون کروادل کے خانگی دست میں شوہیت کو اعزاز سمجھا جاتا تھا، اس لئے ہر چند انہوں نے افراد کو اس میں سمجھتی کیا جاتا تھا۔

ابتدائی ریاستی افواج کا کوئی تھوس یونیفارم نہیں تھا۔ 1940ء میں والی مدد نے خالی یونیفارم اور پشاوری چپل کو یونیفارم بنا دیا۔ بعد میں اسے فاختی کر دیا گی۔ نومبر 1960ء میں میٹھا اور پونچ میں شامل سب ہے۔ ایک دیگر یا ایک دوسری کی تھوس چال میں چلانا یا میں درنا تھیں تو کوئی سے برخاست کر دیا جائے گا۔

مسئلے افواج کے فرائض

افواج کا اصل فریضہ تو ریاست کا دفاتر کر، حق تینگن زمان اس میں انہیں صرف رہنیاں تو زنے کی بجائے وہ
کاموں چیزیں سرکوں اور پلوں کی قیصر پر لکھ دیا جاتا تھا۔ اس کے پیچھے خیال یہ تھا کہ بے کار بینک کران کی عنزة
جانی میں کسی آجائے گی۔ ان کے لئے یہ عواید بخلافی کے کام زیادہ مشقت طلب تھیں تھے۔ سال میں صرف دو سیخے
انہیں دینے پڑتے تھے۔ پہلے اقت ائمہ صرف دس دن کام کر دیا پڑتا تھا۔ اس طرح انہیں اپنی زندگیوں کی دیکھی بحال
اور دیگر ناگزیر کاموں کے لئے بھی پرواقن میں کام کرنے کے لئے بھروسے اور ان کے گھر وہاں کو بھی طویل تقویں کے لئے ان کی دوسری کا
ذرا بخوبی جیلنا پڑتا تھا۔ علاوہ ازیں انہیں اپنے افراد کی میمت میں کام کرنے کی وجہ سے علم و نعمت کا سبق یا درہ بتا
تھا۔

اپنے ایک فرمان میں والی نے عام پاہیوں اور خودداروں کو دکان داری کرنے پر بھی چلانے اور اس کے
چلانے کی اجازت دے دی تھی۔ جحدار اور اس سے اوپر کے افران کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں تھی تاکہ ان کا دب
و دب پر قرار ہے۔ وہ ان تمام جیزوں کے مالک ہو سکتے تھے لیکن انہیں خود پلاٹس کیتے تھے۔ وہ اجرت پر کسی اور کی
خدمات حاصل کر سکتے تھے۔

تختخواہیں اور اجر میں

ابتداء میں افون کو تجوہ اسال میں دوبارہ بڑی ضھلوں کے سوتھ پہنچ کی تھیں میں ملی تھی۔ سپاہی کو 14 میں بھی اور
4 میں گندم، خوددار کو 16 میں بھی اور 5 میں گندم، جحدار کو 20 میں بھی اور 6 میں گندم، صوبیدار کو 40 میں بھی اور
10 میں گندم، صوبیدار سمجھ کو 80 میں بھی اور 20 میں گندم اور لکان افسر کو 120 میں بھی اور 30 میں گندم بطور تجوہ
ملی تھی۔ بعد میں عام پاہیوں، خودداروں، جحداروں اور صوبیداروں کو تجوہ دینے کا تینی طریقہ کارباری رہا جب کہ
صوبیدار سے اوپر کے افسران کو مہانت بیباڑوں پر رقم کی تھل میں تختخواہ لیتی۔ بعض صوبیداروں کو بھی مہانت تختخواہ دی
جانے لگی۔

1950ء کی دہائی میں سپاہی کو سالانہ 18 میں، جحدار کو 25 میں اور صوبیدار کو 50 میں غلہ دیا جاتا تھا۔
ہر گز رہائی کی فصل کے مقابلہ میں سو مرما کی فصل میں سے زیادہ حصہ تھا۔ صوبیدار سمجھ کو 120 روپے، کپتان کو
180 روپے، نائب سالار کو 400 روپے اور سے سالار کو 750 روپے مہانت تختخواہ ملی تھی۔ بعد میں ان میں اضافی کیا
گیا۔ ایسا کین کو پستان سے تعلق رکھنے والے فوجیوں کو باہم سو مرما کی فصل نہ ہونے کی وجہ سے سو مرما میں کچھ نہیں

ہاتھ تھا۔ اس کی ٹھانی صورت میں ایک فصل کے موقع پر کوئی جاتی تھی۔ والی کے ایک فرمان کے مطابق کیمپنجر 1962 سے پہلے 230 روپے اور صوبیدار سمجھنگر کو 135 روپے ملائیں گے اور ملکا کرے گی۔ 1960ء تک سلیں انواع کو مسلط خدمات یا پانش دینے کی کوئی روایت موجود نہ تھی۔ ابتداء ناٹر ہونے والے کام ہر دو کوئی قرضی خوش دار اس کی جگہ عمران کی صوابدی پر یا اسی ملیخا میں بھرتی کر لیا جائے۔ 2۔ جو تو کے مطابق 1960ء سے بعد 20 ہاؤ کی بخواہ دے رہا ہر قوم (آخری تین سالوں کی اوسط بخواہ اسے حساب سے ارجمند ہوتا پڑا کرو) پہلی پیشہ ویاصن تک لازم ہے دورانیہ کم از کم پندرہ سال ہو۔ اسے کمیں کہا جاتا تھا۔ جو لوگ اس فرمان سے اجر آئے وہ سال گل ناٹر ہونے تھے انہیں بھی یہ کوالت دے دی گئی۔

والی نے اس بات کی پوری طرح صراحت کر دی تھی کہ فوج میں جس نے 20 سال یا اس سے زائد وقت کے لئے خدمات دی ہوں، جس نے 15 سے 19 سال لازم ہوتی ہے اور جس نے پندرہ سال سے کم ہوتی ہے تو لازم ہے کہ وہ ان کو بالآخر تیپ اس شرخ سے ادا تکمیل کی جائے گی: 400 روپے، 300 روپے اور 20 روپے۔ جس کی مدت لازم ہے 15 سال سے کم ہو اور اس نے رضا کار ان خلود پر، ناٹر ہوتی ہوئی سے کوئی بھی تکمیل یا جا بوجا نہ ہو۔ بعد میں اس میں کچھ تراجمیں کی گئیں جب کہ انوں صوبیدار سمجھوں (صوبیداروں، جعہداروں اور جوالداروں کے لئے پوری، تکمیل اور ایک چوتھائی کے حساب سے کمیں دیا جائے) ہوں۔ اس کا انحصار اس بات پر تھا کہ اس کی ریاست ہوتی ہے اس کے لئے کوئی ضصب پر ترقی دی جائے گی۔

با اعتماد انواع کا سال میں دو بار معافی کیا جاتا تھا۔ چند ایک استثنائی صورتوں کے خلاصہ ذائقے سے مارے۔ افروضہ پاہی اپنے گاؤں میں اپنے گروں میں رہتے تھے۔ بلاور پر دستبر و دقت اور ستر و دقت پر پختہ پتے تھے۔ ان کی رہائش کے لئے ناقصر کیس میں حصی اور نہی کوئی چھاؤنی۔

سلیں انواع کی تعداد

میان گل میدالورود ایک بڑی اور مشبوط ذائقہ کی ایمت سے ہے اور اس کی ایک مشبوطہ گزینہ صورت
دست کی تخلیل کے لئے اس نے قرض لینے سے احرار نہیں یہاں کر دیجے۔ مشبوطہ گزینہ حادثت کی برابری کی
مقابلہ کرے۔ 1918ء میں نواب دری سے ہونے والی درسری جنگ میں اس سے پان سو فٹ 60 فٹ پر پختہ نہ
سوارہ ستر تھا۔ اسے اور این زمیں اور شہزادی علاقوں پر دوبارہ قبضہ کے بعد بڑھا کر 700 افراد پر مشتمل دست ہادیا گئی۔
اکتوبر 1923ء کے ایک برطانوی سیاسی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ میان گل (میدالورود) نے حالیہ دوں

تیس اپنے نکایی لٹکر میں اضافہ کر کے اس کی تعداد پچ بڑا بھج پہنچ دی ہے۔ اور بتایا جاتا ہے کہ وہ بڑا بن، پھرسر اور بونیر کے علاقوں سے تین بڑا دریا صوات کو پہاڑ سے ایک بڑا دریا افراد بھری کرنا چاہتا ہے۔ میاں گل عبد الدودو نے پانچ سوکل ابجت کے ۲۳۰ اپنے ایک طویل نہ میں اس اضافہ کی تصدیق کرتے ہوئے بتایا کہ ذریعہ اور ادب ریاستوں کی جانب سے دو ہرے نظرہ کی وجہ سے نہیں کے لئے ایسا کہ ضروری ہو گیا ہے۔

ہر طرح کی ریاستی افواج (گز سوار اور پیادہ) میں اضافہ کا یہ مغل جاری رہا۔ اس نئے جب 1949ء میاں گل عبد الدودو نے اقتدار میاں گل جان زب کو سونپا تو اس وقت ریاستی افواج کی تعداد تیرہ بڑا بھی۔ اس میں شیخن گن کمپنی، توبخان، گز سوار دستے شامل تھے۔ اس کے ملاوہ دریا رفتہ بھی موجود تھی۔

جب ہر دن خطرات میں مچے تو گز سوار دست فتح کر دیا گیا اور دیگر شہروں کی تعداد میں کی کر کے (عطف) یا ہات کے طبقات کی تعداد 95000، 100000، 80000، 85000 اور 60000 کردی گئی۔ پاکستان میں اونچام کے وقت افواج سے تعلق افراد کی کل تعداد 6126 بیان کی جاتی ہے۔ ہر دن خطرات نہ ہونے کے پاہ جو رفتہ رکھنے کی توجیہ آفری داہی صوات نے یہ بیان کی ہے کہ اس طرح لوگوں کو ایک حرم کی طازست فراہم کرہ ایک انش مندانہ قابل تھا۔ اس کو دو اپنی مزت افزائی کیجئے تھے۔ اور اس طرح ریاست کو منت میں کام کرنے والوں کی اتنی بڑی تعداد بسیرتھی۔ جہاں تک اندر بدقہ کا تعلق ہے تو در اصل لوگ جحدار اور صوبیدار بنا اپنی بڑی مزت افزائی مزدانتے تھے۔ خانین، سیدوں اور میاں برادری سے تعلق رکھنے والوں کو فضذار رکھنے کا بھی یہ ایک کارگر طریقہ تھا؛ طاولہ ازیں اُن کے تھیمار رکھنے کی وجہ سرکاری طازست تھی اور یہاں اختیارات کا نشانہ بھی پورا ہو جاتا تھا۔ اس محاں کا ایک اور اہم پبلوگی ہے جسے والی نے انفراد ادا کیا ہے۔ وہ یہ کہ فوج حکومت کی طاقت کا تعلیرتھی۔ موام کو موام نہائے رکھنے کے لئے ہر ریاست کو اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ کسی بھی اندر وطنی خلقشار یا عکران کے خلاف بنا دت کی سر کوئی کی بھی واحد طاقت تھی۔

سلسلہ افواج کو جدید ترین تھیماروں سے لبس کرنے کے لئے عکرانوں نے ہر ضروری قدم اختیار اور جنی الامکانات اٹھ لی گئی ذخیرہ کرتے رہے۔ عبد الدودو کو تو اقتدار حاصل کرنے سے قبل ہی اس بات کا پچھلی اندازہ تھا کہ اپنا اٹھانہ لازمی پڑے ہے۔ اس نے کام کا صاحب زیارت کے صاحب شاہ اور اس کے بیٹے مرحت شاہ کو اس مقصد کے لئے طازست دل کر دی وہ اس کے لئے اٹھا ہا اُسی گے۔ برخلافی حکومت کے ایک دیگر ہاں بھبھ نے یہ کارخانے جوں 1912ء میں دیکھا۔ اُس کی موجودگی میں برلنی بھری رائل کا راتھ کا رتوس بنایا گیا۔ جس کے خول کا انہوں ہار بھرا جاسکا تھا۔ اپریل 1923ء میں بنایا گیا کہ

”میاں گل (عبد الدودو) کی سرداری میں اٹھانہ لازمی ذخیری کے ہارے میں ایک خصوصی دل بھی سے خال نہیں ہو گا۔ یہاں

مادر نجیبی بزرگ کاروں کی روزانہ پیوں ۵۰۰ دلار 500 ہے۔ کیونکہ کوئی قس اس سے اٹھ کر کرے گے ہیں۔ اور اپنا مالا مال بخوبی پاٹا دنار بابا۔ اور اپنی اور انکھوں کے لئے سنبھل پاؤڑا رہی۔ اس کا ایک خود چوتھا پتے لئے تار پہنچنی اعلیٰ عالم کی سمجھا جائے گا۔ اسے تھی بے کر کیجیا۔ اس کے بعد اور یہاں کرہ بندوق کی ہٹھنا لیکے اور بندوق تیز کر جائے گی۔ اس کی بھائی اور ان کا اپنی حصار نجیبی رہنکل سے سماں ہے جب کہ جنکے پاس ہمہ ایگی اور جھکا جیں۔

اُس رپورٹ کے دو سال کے بعد مہماں الوود کے سید کے کارخانے میں پانچ بیس چھپے سے بڑی جانے والی
بندوق جس میں بیڑی پیک ہوتی ہے بحال گئی۔ اس کی آزمائش ہندستان بخل رہی۔ 1927ء میں اپنی جنگی خصوصیت کو
رباست دریکی سلسلہ پلانے کے لئے مہماں الوود نے برطانوی ہند کی حکومت سے درخواست کی کہ اسے بھی ہندوستان میں
انسانی اسلحہ اور گولہ بارود فریبے نے کی اجازت دی جائے جتنا کافی نواب دریے اس کے اقتدار میں آنے کے وقت سے
فرمائے۔

قلعہ، تھانے اور ان کی نظری

اکن و مان ہائم رکھنے کے لئے ریاست میں بر بجگ قلعے تیر کے گئے۔ ہر قلعہ میں سوریدار یا جحدار کے ذمی
تیار دست فوجی ہوتے تھے جنہیں قلعہ والی کہا جاتا تھا۔ وہ اپنے خاندان انوں کے ہمراہ اعلیٰوں کے اندر رہ جتے۔ غیر شاد
شدو افراد کو قلعہ میں توکری کی اجازت نہیں چکی۔

عبدالودود کا مستحدد یہ تھا کہ ریاست بھر میں قاتلوں کا ایک جال ہادے نہیاں اور جنی تجسسوں یا پیاری چیزوں کی خلاف
بے پاس نہیں۔ فاسٹے پر ہوں کہ ایک تکمیل سے دوسرا سے قلتے کو دیکھا جائے اور یہ کہ زیاد خوف و خطر ایک دوسرے کی مدد
کر سکیں۔ سرحدوں کی خلافت اور انہدوں کی خلافات سے منٹے کیلئے 80 قلتے قبیر کے گئے تھے۔ ان میں خوف قشیں،
ضمیلیں قشیں، رکاؤ نہیں قشیں، اندھی تھے اور سب کے سبب مضمونہ نہیں گئے تھے۔ تعداد کے باہر سے میں اختلاف
ہے۔ 73 اور 75 بھی یہاں کی گئی ہے۔

ہر قلعہ میں ایک نیلی فون بوتا جو روز ناچے لگاتا۔ ایک دس دار آز مسودہ و فادار صوبہ اور یا
جعدہ اور ملکہ کا سر بردا ہوتا۔ اسن دامان پر قرار رکھنا، انتخابی حکام کے احکامات کی قیل، جہونے سے نے فیضے کر جاتا اور سب
سے اہم یہ کہ ہر جنم کے انتشار و احتساب کا تکلیع قائم کر جائے اس کے فرائض میں شامل تھا۔ ملکتے فرائض میں سرحدی
محصول (غیر) اکٹی کرنے میں امدادت، بھروسوں سے خوشی تباہیا بھات اور جرمانتے مسول تریخ، تصریح اور دستور دینے
کے فرائین ہو اتم تک پہنچانا، اور قرض داروں سے قرض خواہیوں سے قرض میں مسول رہنا شامل تھا۔

تلخی کا ادارہ کثیر القاصد اور کثیر الجھت تھا۔ اس میں تینیں تملکی تعداد ملائق کی ضروریات اور اہمیت کے

لاؤ سے لائق ہوتی تھیں۔ جو موافق کے مدد ہا ب اور کارکردگی کی بھرپوری کے لئے قدر کے افران کا بھی ہر دن یا تین سال بعد جادو کر دیا جاتا۔ جس طرح کراچی کام کے کے جاتے تھے۔ لوگوں کی خواہیات بھی ان کے جادو لے یا بھرپوری کا بھبھی تھی۔ اس مکمل کے امداد افران 4۔ بھرپور ایک کامن تھے۔ جو بھرپور کے قوت کی قلمی ہوتے تھے۔ اس کے بعد انہیں افران کی کارکردگی کی ذمہ داری اُس کی تھی۔ 1958ء تک قلمی بھی پس سالار کے ماتحت تھے۔ اس کے بعد انہیں ملا صدھ کر کے انہیں ایک کامن کے قوت کے قوت کر دیا گیا۔ قلمی تمام افواج کا پاٹی سے کامن رکھ کر حکمران کر جاتا تھا اور ان کی بر طرفی کا اختیار بھی مرف نہ کوئی۔ قلمی کے سارے ملک کو تکواد مرض کی خلی میں سال کی دو بڑی فضولوں کے موقع پر دی جاتی تھی۔ حکمران کے ایک فرمان کے طبق زیک ذیعنی دینے والے پولیس کو جو اتنے کا پائچی مدد اور یہ ذیعنی سرانجام دینے والے غیر پولیس افراد کو جو اتنے کا دس فی صد دیا تقریباً پیدا تھا۔

وقت کے ساتھ ساتھ قلعوں اور قلعوں کی تعداد میں فرق آتا گی اور سرطان وار قلعوں نے قلعوں کی جگہ لے لی۔ عقاب اور تکمیل میں بنیادی فرق یہ تھا کہ قلعہ میں تھیات پاہیوں کو تکمیل اور افران کے افراد میں جمعدار اور سوہنہ دار کہا جاتا تھا جب کہ قلعہ میں تھیں پاہیوں کو پولیس اور افسر کو تھانیہ اور کہا جاتے تھے۔ تاہم ہر قلعہ کا سربراہ تھانیہ انہیں ہوتا تھا۔ اکثر قلعوں کی خارجی دو کروڑ پر مشتمل تھیں۔ جب کہ قلعے بڑی مضبوط عمارتیں تھیں جن میں پاہیوں کے خاندان بھی رہائش پنپر ہوتے تھے۔ سب سے اہم بات یہ بھی تھی کہ قلعہ قلعہ کی طرح کثیر القاصد جگہ تھیں تھی۔ قلعوں اور قلعوں کے محلی تدواد بھی مختلف بیان کی گئی ہے لیکن 1825ء اور 2000ء تعداد میں اضافہ ضرورت میں اضافہ کی وجہ سے بڑا ہو گا۔

فریز درک بال تحریر یا است سوات کی ذیعنی تھیم کا بہت واضح انداز میں یوس خلاصہ بیان کرتا ہے۔

"شقائق اور حلاحلی بنیاد رکھنے کی وجہ سے اس میں بیانی تھیم، ذیعنی اسی لئے اس کے افسر اور عامہ ذیعنی دھرے بندی (ذار نکام) اسے ہر لڑکوں کا تھا۔ اسی لیے اس بات کو انتہائی اسکان، ہدایاتی کارکرداشت کو کھلا مددگی پرندی، بخاترات یا ذیعنی انتہائی بستہ اسکال کیا جائے۔ مرتب کا دبپ، اسلحہ اور ذیعنی صورتی فیصلت کو ایک لیکی تھیم کی دلائی کے لئے ساتھ جزو دیا گی تو اسے زیادہ تر کوئی بھائی کے کاموں میں مشتمل رکھا جاتا تھا اور جو پیار کی خدمات سرانجام دیجے والا جو اسکم اور اس تھ۔ مرتب کی وجہ سے افسر ان کو انتہائی و اقتدار کے ایک بارہ اسکال کی سکولت ماضی تھی۔ اور سوہنی سماشرہ میں جس شان و شکست کی پس مطلب ہے اس سے وہ بھی لب جاتی تھی۔ جب کہ زیادہ تر غریب گمراہوں کوں ذیعنی اور کرنی سے، ذیعنی رونی کے سائکل پر گاہے پانے میں قابل قدر سمات ل جاتی تھی، اس طرح ذیعنی لوگوں کو محکومت کو خوار کرنے کا اچھا ہے یہ تھی۔ ایک اچھائی سطح پر طریقہ سے پھر سے آنحضرتیک افسر اور بیانی مشیزی میں جزو دیا گیا تھا اور اس سے حکمران کے خلاف کسی بخاترات کا بھی کوئی خوش تھیں تھا۔ اس میں وہی بخاترات پر گواہ بھائی کی خدمات سرانجام دیجے کی طاعتیت سو جو تھی اور پھر جو اُن اُنھی کے سیاسی مقاصد کے لئے رفتہ رفتہ بخوبی کی سلسلہ تسلیم کیا انجامی کا راتمذہر یہ بنا دیا۔"

مالي انتظام

مالی و مسائل قوموں اور ریاستوں کی تحریر و ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس نئے علم سیاست میں مشہور ہندو صنف کوئی نئے اس اصول کی بنیاد پر بھی کہنے پس کر سب کاموں کا دار و دار مالی و مسائل پر ہے اس نئے خزانہ پر زیادہ توجہ دی جائی چاہئے۔ ریاست سوات کے امور بھی کافی مالی و مسائل اور مضبوط مالی نظام کے بغیر کامیابی سے نہیں چاہئے جا سکتے ہے۔ ریاست کی مالی انتظامیہ کا بانی مبدأ بپارشاً و تھا۔

انتظامی مراثت

جگہ مال کا سر براد بھی حکمران خودی ہوتا تھا اور مالی احتجاجات کا حصہ اختیار بھی اس کے پاس تھا۔ اس کی پہلی اجادت کے بغیر کوئی رقم صرف نہیں کی جا سکتی تھی۔ نیچے سے اوپر تک ٹکر کے سارے ملازمین کی تقریبی ترقی اور بر طرفی کا اختیار حکمران کے پاس تھا اور وہ یہ سب کچھ اپنی صوابیدی کے مطابق کرتا تھا۔ شہری انتظامی کی طرح ٹکل مال کے ذخانچے میں بھی سب سے اوپر حکمران اور سب سے پنکھے درج پر تعصیل درا ہوتا تھا۔ ہر تعصیل میں ایک ناس ٹکر ہوتا تھا (جسے سب دفتر مرزا کہا جاتا تھا) جو چاروں واروں سے سرکاری و احتجاجات وصول کرتا، اس کا حساب دزیر مال۔

مرکزی دفتر میں تین کرہاتا اور تعصیل کی سٹپ پر کاری آمنی کا حساب رکھتا۔

عبدالوروڈ کے عہد کے ابتداء میں دزیر مال نہیں تھا۔ دزیر اعظم کے ذریعہ ساری ریاستی آمدنی سر خزانہ میں تین ہو جاتی اور اس کی اجادات سے نکال جاتی۔ بعد میں ایک مالیات کا دزیر تقرر کیا گیا (حقیقت میں ملامہ سے کوئی ٹکر مال نہیں تھا) جسے دزیر مال کہا جانے لگا۔ وہ حکمران کی جانب سے اس ٹکر کو چلا ہوا تھا۔ اس کے پاس انتظامی اور صداقتی احتیارات بھی ہوتے تھے۔ اسے ایک خزانچی اور ایک چوٹی سے ملا کی بہوت مالیں تھیں جو اس معاملہ میں اس کی مدد کرتا تھا۔ بعد میں (عبدالوروڈ کے عہد میں بھی) اولیٰ عہد چنان زیب دزادہ کی بنیاد پر حساب کتاب کی جانچی پڑھان کرنے لگے۔ شیر مال (مشیر خزانہ) کا عہد بہت بعد میں چنان زیب کے عہد میں ہذا گیا اور دو والی بذات خود بھی سوئے ٹکر مال کا دیکارڈ اور رکھاتوں کی تفصیلات کی جانچی پڑھان کرنے جو کہ خزانہ کا افسر (جسے ستم خزانہ کہا جاتا تھا) اُس کے سامنے پیش کرتا۔ دزیر مال کو خزانہ میں موجود کل رقم اور جس میں دو خرچ ہوئی سے پہلے رکھا جاتا۔ آخری والی اس مسلمان میں خود کہتے ہیں کہ

"خزانہ کا مکمل بقدر اُس کے حوالات کی جانچی پڑھان بمرے ہاتھ میں تھی۔ خزانہ کی رقم دزیر مال یا مشیر مال (اگر وہ جو نہیں آؤں جاؤں) پیش کرنا بھیں اور اچھیاں اور حسابی کتب بھیں کہ قلت تھیں یعنی اس مال کا پہاڑکا ہے۔ وہاں اس طبقہ سے قحط تھا۔"

حالاں کر دیں۔ میدانی اذیت سے پہنچا گیں، وہاں سے مسلم کو کھاپا کر دیا جائے، اور تم کہاں سے آئیں اور ازیز اور اچھیاں کب آئیں گی اور نیرہ نیرہ۔“

ذرائع آمدنی

رباست کے پاس آمدن کا سب سے بڑا ذریعہ موڑ قائم ہے۔ فصل کی تیاری کے موقع پر منع کیا جائے۔ اسے دس فن صد کے حساب سے کھلایا میں، صول کیا جائے۔ میدا اور وہ کے عہد میں مشرک کے ساتھ رباست نے خرچ دوسرا حصہ لینا شروع کیا۔ اس کی وجہ اخواج کی وجہ بھال تھی اور اس کے پہلے میں لوگوں کو فکر کی ذہنی سے چھوٹ مل جاتی تھی۔ آخری والی اس پارے میں کہتے ہیں۔

”بہرے اپنے دخون حصر ملات کی ذریعہ صول شروع کی۔ دوسرا حصہ اکھلایا پر لے لیجئے اور نہ کمر پیچے کے بعد ہر یہ دسی پیسہ صول کرتے۔ یا انقلابیں فکر کے ہم پر لیا جائے۔ اس کے خلاف فکر، خلائقت کا سلسلہ بادی، رہا۔ میں نے اس پر سلسلہ کا تعمیل ہاڑو، لیا کر مژر کا نہایتے اور رہا۔ یا انقلابی دوسرا اس میں کتنا اضافہ کرتا ہے۔ میں اس تجھے پر پہنچا کر یہ ساز سے سات حصیں سے ایک حصہ بیان میں سے دو حصے کے رہا۔ نہایتے کہ دس میں سے ایک۔ تو ہم نے کہا یہ اور ہر یہ دسویں ہوئی پاہیزے کر کیا۔ ہر اکھلایا میں لیا جائے اور ہر کمر پیچے پر لایا جائے۔ یا نئے طریقہ میں یہ خالی بھی تھی کہ دو تھعات اراضی اس سے سچی تھیں جو بیری کے ذریں میں تھیں۔ اس لئے کوئی کروں میں آدمیوں کی خداوندی کی خواص کو خاتم نہیں ہوا۔ لازم تھا۔ جب ہم نے یا اکام حدوف کر لیا تو ساز سے سات حصوں میں سے ایک حصہ لایا جائے گا۔ اس طریقہ ایک ۲٪ی ریاست میں اکھلایا کی وجہ بھال کے لئے دیکھا۔ تسلیم صورتیں بھی ختم کر دی گئیں۔“

اس طریقہ رباست مشرک کے نام پر اکھلایا ہی پر سے 33.13 فنی صد کے حساب سے صول کرتی۔ مارچ 1969ء میں اس شرع کو کم کر کے دس فنی صد کر دیا گیا۔ والی کا کہا ہے کہ یہ مرے خلاف ائمہ والی خلائقت میں سے ایک تھی۔ میں نے سوچا: رباست نے اپنے ہر صورت جاتا ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں چلو فیک ہے۔ اس لئے مژر کو دوبارہ مژر بنا دیا گیا۔ اس سلسلہ میں دیئے گئے فرمان میں کہا گیا کہ اب عشویج معنوں میں مژر ہیں گیا۔ اس بات کی بھی دھنات کر دی گئی کہ اس سے سالانہ بجٹ میں میکسیں لاکھوں پہ کا خسارہ ہو گا جس سے ترقیاتی کاموں کی رفتار کم ہو جائے گی کہ بجٹ کو دوبارہ خوازن ہایا جائے۔ میدا بخار شاہ کے عہد میں بیری تھعات اراضی کو مشرک سے مستثنی قرار دیا گیا تھا جن میدا اور وہ دینے والے جانوروں گاہوں، بھیسوں، بھیزوں کے گھوں اور پھلوں کے باغات پر بھی لیا جانا تھا۔ بھیزوں کے گل اگان کو 40 بھیزوں اور بکریوں پر ایک عدد بھیز یا بکری، اسی طریقہ شد

کی بھیں پر اپنی بحث میں ایک سیر شدود جا پڑا تھا۔ دو دو دو نے والی بھیں یا کہے پر ایک سیر کمی فی جانور دی جا پڑا تھا۔ دو دو دو نے والی بکریوں پر بھی ایک سیر کمی دی جا پڑا تھا۔ بزرگوں اور بچوں پر بھی مشرب دی جا پڑا تھا۔² شروع میں والی استہان کے لئے اگلی جانے والی بزرگوں، رہائشی گروہوں میں موجود بچل دار و نتوں، کمی بخاستہان والی بچوں و بھیسوں پر بھی مشرب مول کیا جاتا تھا۔ بعد میں انہیں مشرب سے سُکن قرار دے دیا گیا۔³ چند اپنے بچوں پر زکوٰۃ کے علاوہ سالانہ ایک اونٹی کمبل بھی پر طور پر بھی ادا کرتے تھے۔

یہ سارے عامل ریاست خود رکھنے نہیں کر سکی بلکہ ان کی باقاعدہ نیلامی تکمیلی اور سب سے زیادہ بولی دینے والے کو اس کا طبقہ دے دیا جاتا تھا۔ ان لوگوں کو اجارہ گرد اجارہ دار یا مشتری کہا جاتا تھا۔ بچلوں کے لئے انہیں فصل اور دیگر بچکوں کے لئے انہیں ایک سال کے لئے ایک ناس ملکہ کا اجارہ دیا جاتا تھا۔ اجارہ دار کو ایک ناس دستاویز جس پر ذریعہ مال، قصیل دار، یا حاکم کے دھنڈت ہوتے تھے دیا جاتا تھا۔ جس میں اس بات کی وضاحت ہوتی کہ بلاں ملکہ کا اجارہ و فلاح بھی کوئے دیا گیا اور یہ کوہ طے شدہ نسل کی مقدار پر افرم یا دیگر اشیاء بھیں کی صورت میں مقرر و دلت پر ادا کرے گا۔ اس میں اس بات کی بھی وضاحت ہوتی تھی کہ نئی نئی تھانوں و دفعوں صورتوں میں اجارہ دار کا ملے شدہ حصہ ہے۔

ادا-انجیل میں ناکام ہو جانے کی صورت میں اجارہ گروں سے دصول کا بہت عی اونکا طریقہ اختیار کیا جاتا۔ سرکاری ملیٹھا کی ایک خاص تحداد اس کے گھر جا کر تھم ہو جاتی۔ اسے اس وقت تک ان کے کھانے پینے اور ہما انتظام کرنے پڑتا جب تک وہ ادا-انجیل نہ کر دیتا۔ اسے سوکی کیزوں (چو کی: عناہ) یا نوکران کیزوں (نوکران: عناہ) کہ تھا۔⁴

اجارہ داروں کے لئے خیام کا اہتمام ذریعہ مال قصیل داروں کے ذریعے کرتا تھا۔ صرف یا اس لفاظ سے مخفی لوگ اس میں حصہ لینے اس لئے کراگروہ مظلوم پر مقدار سے زیادہ دصول کرتے تو وہ ان کا ہو جاتا اور اگر مظلوم پر مقدار سے بحق شدہ مقدار کم ہوتی تو وہ کسی انہیں پوری کرنی پڑتی۔ مقرر و دلت آنے پر انہیں غل، بھی، شبد یا اندر قرم فوری دیتی پڑتی۔ اسی لئے مجاز خیام کا یہ فرض تھا کہ صرف صاحب حیثیت لوگوں کو یہ لیکھ دیتے، ورنہ اجارہ دار سے دصولی نہ ہونے کی صورت میں وہ خسارہ انہیں پورا کرنا پڑتا۔

بعد میں عمران کی طرف سے ان لوگوں کی ہام نہرست ہیلی بھی جنمیں اس کی تحریری اجازت کے بغیر اجارہ نہیں دیا جاتا۔ یہ فرمان بھی چاری ہوا کہ جو سرکاری ملازم کوئی اجارہ لے گا اور پھر سرکار کا حصہ ادا کرنے میں ہا کام رہے گا تو اسے نوکری سے برخاست کر کے خلی بھیج دیا جائے گا حتیٰ کہ سرکاری حصہ اس سے دصول کر لیا جائے۔

حصیل داروں اور حاکموں کی ذمہ داری تھی کہ وہ سرکاری واجبات وصول کریں، ان کا صحیح حساب کتاب رکھیں اور رشتہ اور نہیں کامبے باب کریں۔

درآمد اور برآمد پر بھی محصلہ بیان جانا تھا ہے جنکی کہا جانا تھا۔ سوات میں اس کے لئے لذائک چیک پوسٹ درآمد اور برآمد پر بھی مصدقہ چیک پوسٹ کے مقام پر انتظامات کے گئے تھے۔ لذائک چیک پوسٹ کا قیام جنوری 1918ء، اور جونیر میں صدیقہ چیک پوسٹ کے مقام پر انتظامات کے گئے تھے۔ لذائک چیک پوسٹ کے بعد جولائی 1924ء میں چائم کیا گیا تھا۔ اس میں ٹول میں لاہیا گیا تھا جب کہ صدیقہ چیک پوسٹ جونیر کے الماق کے بعد جولائی 1924ء میں چائم کیا گیا تھا۔ اس سے سیال میں عبد الورود کی تبلیغت فاسی حالت ہو گئی تھی۔ محصلہ بھی شیک پر بیان جانا اور شیک دار کو اسے چار اقسام میں ادا کرنا ہوتا۔

جنوری 1918ء میں ہر گمراہ ایک روز تکمیل کیا گیا۔ جس پر زبردست اجتماع کیا گیا۔ گی 1925ء میں یونکروہ کے 24 جزوں پر 20 سے لے کر 120 روپے تک کا تکمیل کیا گیا۔ اس نے بھی 24 جزو پیش برادری میں پہنچنی پہنچلی گئی۔ نیک اور سمجھی کی فراہمی کو بھی شیک پر بیان کیا اور شیک دار سے محصلہ وصول کیا جانے لگا۔ 1926ء میں نیک کی فراہمی کا میکر ایک سال کے لئے میں ہر گمراہ 20 سے پہنچنی پہنچلی گئی۔ 1934ء میں پیشور افراہ اور دکان داروں پر جیت تکمیل کیا گیا۔

آدمی کا ایک اور ذریعہ تکمیل تھا۔ رانچورز داروں اور گازی ماکان سے ریاست ایک تکمیل کی رقم لئی تھی۔ ہنگر ہاؤس سے بھی ایک خاص فیصلہ وصول کی جاتی تھی۔

سوات جنگلات کی دولت سے ملا مال تھا۔ ریاست کے وجود میں آنے سے قبل اس سے مناسب استفادہ نہیں کیا گیا۔ ریاست بننے کے بعد مسلم طریق سے اس پر کام شروع کیا گیا اور ذریعہ ریاست کی آدمی کا بہت بڑا ذریعہ بن گیا۔ جنگلات کی آدمی میں 90 فی صد ریاست کے پاس چالا جانا تھا صرف 65 فی صد رائلی زمین ماکان کو ملی تھی۔

ترکات پر بیانے والا تکمیل جو ائمہ پر لئے جانے والے جرمانے بھی ریاستی خزانے کے لئے آمدن کا ایک اور ذریعہ تھا۔ تکمیل جو ائمہ پر بھاری جمانے عائد کئے جاتے تھے۔ رارپیٹ، قل، چوری، زنا، توہین و ضوابط کی خلاف درزی وغیرہ پر شیک خاک جرانے عائد کئے جاتے تھے۔ ان ہنگر ہاؤس کا ایک بڑا حصہ ریاست کے خزانے میں چالا جانا تھا۔ کچھ تکمیل ابہت مرہبیتی اور دیت کے سلسلہ میں ہمارہ فرقہ کو دیا جاتا۔ شروع میں محلہ خان اور محلہ کو اس جرمانے کا ایک تہائی حصہ دیا جاتا۔ بعد میں ان خوانین اور محلہ خان کو 20 روپے سے زائد تکمیل لئے تھے جن کو مواجبہ تکمیل ملا تھا۔ اور جن کو 20 روپے سے زائد مواجبہ ملا تھا تو ان کو ان کے مواجبہ جتنی رقم دی جاتی تھی اس سے زیاد تکمیل۔

خلافہ اور اسیں اتنا سب بھیجہ، اسلووا نسنس فیصل، نیل فرانس فیصل، نیشنل لیکس (اکاؤنٹ بالیون اور جپان کی فراہمی کا خیکدہ یا جانا تھا) کا نیس (زمرہ و غیرہ) مطبیط شدہ جائیدادوں کے کرائے والی آمدی، موشی میل نیکس اور ریاستی ملکیت کے ہوٹل (سوات ہوٹل) سے آئے والی آمدی، الفرض آمدی کے کئی ذرائع تھے۔ ان کے خلافہ حکومت پاکستان سے بھی امداد کی ٹکل میں ایک خاص رقم ملتی تھی۔ البتہ اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ موشی میل نیکس، کافنوں سے حاصل ہونے والی آمدی، سوات ہوٹل اور بنیادی جگہوڑتے کے حصہ میں حکومت پاکستان والی امداد وغیرہ میانگی جہان زیر بہ کے عہد سے تعلق رکھتے ہیں۔ آفریقی والی نے اس بات کا یہیں خلاصہ بیان کیا ہے کہ

"رباست کی میثاث میں یہ محترمہ کاؤنٹ بالی جاری رہا ہے۔ اس کا تصدیق اس میان کر رکھتے ہیں کہ اس کا یہ حصہ جس کی صورت میں فرانس میں آئا اور بنیادی خدمات کے سعادتی پیچے پہنچنے والی ذرائع کی تعداد اس میں والی آمدی جاتی۔ تقدیمی نے بھی اس میں اپنا حصہ لانا شروع کر دیا۔ لفڑی پیداوار جمعتے سے عذر میں حاصل ہونے والی آمدی جو ڈگی۔ جس سے ہم اپنے پیچے کے بھی ٹکل ہو گئے... تقدیم میں اضافہ بھیان کلکٹر، جب میں نے زمام اختدار سنبھالا تو رباست کی سالانہ تقدیمی 50 لاکھ روپے تھی۔ یہ جمعتے دار کردہ ہو گئی جب کہ تقدیم کوئی اضافی نیکس کا ارتھی نہیں ہوا تھا اور نیکس ہمیکا گیا۔ صرف پنچل سے تھے والا مصروف جو اتنا میں صرف پنچو، پنچو اور پنچو تھا، یہی حکومت کے نالہ کے وقت میں کوئی تکمیل کیا تھا۔"

والی صاحب نے تو اس کے لئے ریاستی میثاث کی اصلاح احتیال کی ہے بلکہ درحقیقت یہ صرف رباست کو اصلاح کی دل میں لٹھے والی آمدی ہے۔ دراصل نیکس بہت تھے جس کا باہر تھے محکمی سے تجویز کیا ہے۔ وہ کہتا رہا رباست کی آمدی کا انعام ارب طرح کی تھی مختلط بخش گرسیوں پر نیکس، زندگی پیداوار پر عذر، عمارتی لکڑی پر نیکس، درآمد و برآمد پر پنچل مخصوصات اور مختلف کاموں پر فیصل کی رسوبی پر تھا۔ ریاستی آمدی کی ان لفڑی کے ان لفڑی تفصیل تجویز ہے (جس کا باہر تھے ذکر نہیں کیا ہے) بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ تھی مختلط بخش گرسیوں کی رسوبی کیا جانا تھا۔

آخر اجات

تعصیل کی سعی پر مختلف ذرائع سے لٹھے والی آمدی میں کی جانے والی ادا بھیجیں کے بعد آمدن اور اخراج بھیٹ کی تفصیل کے ساتھ مرکزی خزانہ میں بیجھ ہو جاتی تھی۔ خزانہ سے تعصیل دار اور حاکم کو اس کی رسوبی جاری کرو جاتی۔ تازہ ترین مکمل حساب کتاب رکھا جاتا۔ شروع میں اس کا اگر ان وزیر مال تھا۔ بعد میں ولی عہد اور پھر خزانہ نے پڑا۔ ذات خود کیا کام سنپال لیا۔

سرکاری آمدی کو انتظامی (مد شایع اخراجات)، فوج، پولیس، اسلووا نسنس، تعلیم، صحت، مزکوں اور پلوں۔

آپ پاٹی، موجود بخرا شاعت، پاکستانی نژادوں میں علیمات، منکرات اور امداد، مکمل لیٹن فون، بیتل، جو اسی موجود کے لئے رانچی پرست، جنگلات کی رائیتی، مشاورتی کوشل کے اخراجات، سرکاری غمار توں، کافوس کی رائیتی اور ریاست و ملازمین کی سمجھی جیسے مددوں پر خرچ کیا جائے۔ 1954ء سے پہلے شدت مشاورتی کوشل کا کوئی وجود تھا اور نہ شاید اخراجات کے لئے دلیل کا صورت فراز کا سارا انتیار حکمران کے باوجود میں تھا۔ مثلاً بعد میں بھی ایسا ہی رہا۔ مختلف مددات کے لئے رقم کی حصیں بہت بحد کی بات ہے اس لئے کہ 1954ء سے پہلے بھت کا کوئی صورت موجود نہ تھا۔

نہ تو محضی ضابطہ الماقن سے پہلے ریاستی اور اخراجات اور شاید اخراجات کے لئے مختص رقم کی جائی پڑتا ہے اور نہ یہ بعد میں بھی ایسا ہوا۔ ایسا ہمیں ہار پاکستان میں ریاست کے ادامام کے بعد ہوا ہے حکومت پاکستان نے کریا۔ میں کسی بے قابلی اور نہیں کا پتہ نہیں چاہا۔ الزام لگا جائے ہے کہ پرانا سارا ریکارڈ ضائع کر کے نیا ریکارڈ اُس کی جگہ رکھا گیا، ہا کہ بے قابلی اور نہیں کا پتہ نہیں ہے۔ نتیجہ۔ بھی نہ لالا جا سکتا ہے کہ دلوں باتوں کی سوت میں نہیں بلکہ یہ جانپی پڑتا کا حال مرف لیپاہوئی سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔

مددات کے بارے میں ایک خاص بات یہ ہے کہ ساری آمدی بھی استعمال میں نہیں لائی گئی بلکہ اس کا ایک حصہ بیش قابل ہے۔ 1949-50ء، 1955-56ء، 1961-62ء، 1966-67ء، اور 1966-67ء میں بالترتیب آمدی سانحلا کھرو دیے، پیشوا کھرو دیے، ایک کروڑ چودہ لاکھ تین برزارو دیے، اور ایک کروڑ سانحلا کھرو دیں برزارو دیے، جب کہ اخراجات بالترتیب سانحلا کھرو دیے، ایک کھوکھویں برزارو دیے، ایک کروڑ تیرہ لاکھرو دیے، اور ایک کروڑ ساندوں لاکھچا لیں برزارو دیے رہے۔ بھی وجہ ہے کہ جب فرازہ حکومت پاکستان کے حوالہ کیا گی تو اس میں چند رو لاکھرو دیے تقدار پر کوئی حصہ موجود نہ تھے۔

کرنی

ریاست سوات کی اپنی کرنی نہیں تھی۔ پہلے برطانوی ہند اور بعد میں حکومت پاکستان کی کرنی کو ریاستی کرنی کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا۔

عدالتی انتظامیہ

دیگر انتظامی رائزہ بائے کارکی طرح ریاست کا اپنا نوکھا عدالتی نظام ہے۔

تو انہیں دوسرا بار

حکمران نے پہلے بھی مطلقاً اتنا نیت کی تھیں احتیار کر لیں حکمران کے لئے لوگوں کا تھاون
ماں سل کرنا ضروری تھا۔ اس لئے کہ جیساں صحیح حکومت چلانے کے لئے اُس کا دادر و دار ان لوگوں کی صفات پر قبضہ
اُسے اقتدار میں لائے تھے۔ اپنی فیر تھوڑا جذبیت اور سماں صورت حال کی وجہ پر گھس سے پڑھیں اتفاق ہونے کی وجہ
سے جیساں ملک جبراہی کے زیر یاد گئے اپنے ملکا تائی روان اور ضروریات کو مدھ فخر رکھ کر تو انہیں دعوایا
ہاتھے لوگوں سے کہا کرو جو گئے ذریعہ اپنے اپنے ملکا تائی روان اور ضروریات کو مدھ فخر رکھ کر تو انہیں دعوایا
ہاتھے۔ ان تو انہیں دعوایا کوئی سے ہاتھ کیا جائے گا اور لوگوں سے ان پر ٹھیک رہا کہ دعوایا جائے گا۔ ان تو انہیں کو اختر
اصل کیا جاتا تھا۔ ان دعوایا (جو مختلف جگہ اپنے علاقوں کے لئے ہاتھ تھے) میں کمائنیت نہیں ہوتی تھی۔

ان کے ساتھ ساتھ حکمران اپنے فرمان بھی جاری کرنا تھا اور اپنے تو انہیں پر بھی ملک درآمد کرنا تھا۔ 20
نومبر 1931ء میں چاری کروڑ اُس کا ایک فرمان صاحبہ نکاح میں پکوئی ثالث کرنے کے بارے میں ہے۔
11 نومبر 1938ء کا ایک فرمان زمین کے لین دین کے بارے میں ہے اور ایک ہاتھ فرمان نئی فون کے
ستون چاہ کرنے یا انہیں جلانے یا درختوں اور گندم کی اصل کے ساتھ یہی حل کرنے کے بارے میں ہے۔

یہ فرمان بھی وقت علاقے میں موجود تو انہیں دعوایا کے بر عکس ہوتے تھے۔ اس بدلہ میں جو گر سے کہا
کرو ان کو اپنے دعوایا میں شامل کر دے۔ خلازیز اور درے خیل جو گر کے دعوایا کے مطابق قتل کا جرم اتنا سو
سے دوسرے پہ کے درمیان تھا لیکن حکمران نے اسے ایک بڑا درہ پے کر دی۔ جو گر نے اس کی تصدیق کی اور اس
شروع پر خوشی کا اعلیٰ بھی کیا۔ اس نے سرک کے اوپر قتل کرنے کی صورت میں قصاص کے مقابلہ کو بھی تسلیم کیا۔

تحصیل برائیاں (بگرین) کے جو گر کے بیان سے عیاں ہے کہ ذریعہ اکھی اور جیزاپ پر حکومت نے پابندی
مائندگاری ہے اور اس نے اس کی تصدیق کر دی ہے۔

ای طرح سے جیسے کہ سر کرو، افراد کے ایک بیان سے اس بات کا پہنچا ہے کہ انہیں شاید فرمان کے
ذریعہ کیا کر چوری، قتل اور ضمیم جلانے کی صورت میں اگر مجرم کوئی ہامعلوم آدمی ہو تو علاقے کے لوگوں پر لازم
ہو گا کہ وہ مجرم کا پہنچا کر اسے پکڑوا کیں۔ پس صورت دیگر اس پورے علاقوں کو جرمانتا رکھنا پڑے گا۔

حکمران اکثر دیشتر اپنے فرمان پر ذریعہ نئی فون جاری کرتا تھا۔ خلازیک جو گر جاتا ہے کہ 20 جون
1938ء کو پڑ ذریعہ نئی فون یہ فرمان جاری کیا گیا۔ میاں ملک جبراہی کے زیر یاد اپنے اس طریقی کا را در حکمت عملی کو جیسا بیان

کرتا ہے:

ہنگری میں یہیں تو اسے صرف اول نہیں۔ سمجھا جائے کہ سوات کا صد افغان اور انگلشی کلام اور بہل کے سارے قسم اینکے مضمون
نہ صرف یہ کہاں نے خارف کرنے لگا تیرے زمین کی پیوں پار ہیں۔ اس میں کسی اور سے کوئی مدحیں لی گی۔ ملک کی
ضروری بات اور بہل کے خصوصی معالات کو سب تکرار کئے ہوئے ہیں لے طوری انہیں سرج کیا۔

بہ کوئی یہاں ملک تھے جیسا کہ پرستی سے بیاست میں شال ہوا تو میں، پس کی ساری آہوں کا ایک نامہ جو گرد ہے جو گرد ہے
اور ان سے کچھ کوئی، واک، پیوری، غصب، نہ، الگبر اور زندگی ہے جو ان کے لئے خودی سزا میں مقرر کریں۔ جب وہ کسی ایک
پیمانہ پر پتختی ہے تو ہم نے ایک حملہ کی تھیں کھووا، میں پر وہ سب دھکا کرتے ہا اپنے انگریزوں کے ننان لگاتے۔
خالی حرم کے مقدمات کا اس کے مطابق نہایا جائے۔

میاں گل مہداور وہ نے اجتہادی وزیرداری کا قانون بھی خارف کرایا ہے جو گورنمنٹ نے مظہر کر کے اپنے
خانہ بلوں میں شال کر لیا۔ اس قانون کے مطابق محلہ ملکہ کے لوگوں کی مشترکہ وزیرداری بھی کہہ بھرم کی نشان
دہی کرے یا اسے حکومت کے حوالہ کریں۔ ناکامی کی صورت میں مزلا جرمانہ سب کو جھکتا پڑتا تھا۔ اس غامبک یہ قانون
پہنچ رہا اور جو ائمہ کو ہمارے کھنے میں دو گارڈ بستہ ہوا تھا۔

عمل درآمد

اس طرح جو گورنمنٹ کے ذریعہ ہائے گے تو انہیں پر بالحروف عمل درآمد ہونا تھا لیکن بعض اوقات کسی خاص ذریعہ
پشت پناہی یا ذراؤے کی وجہ سے استثنائی صورت حال ہن جاتی تھی۔ اس کی وضاحت کے لئے دو مشہور مثالیں دی
جائیں۔

یہ گورنمنٹ نے اپنے پھاپ بھروسہ خان کو قتل کر دیا تھا ان اسے سزا نہیں دی گئی۔ آخری والی کے بیان کے مطابق
اس کی وجہ یہ تھی کہ عکران، بھروسہ خان کو پسند نہیں کر رہا تھا۔ اور مذیع برآں یہ کہ ان لوگوں کی خان کو قصاص کر کے نہیں
مارا جاسکتا تھا۔ یہ قانون اپنے نہیں تھا لیکن اس دور کی سیاست کا لیکن تھا تھا تھا۔

دور امقدار مغلوں کے دوستے خان اور اس گاؤں کے زرین خان کا ہے جن کے درمیان تباہی اور رفتار
میں آری تھی۔ زرین خان کے مجرمہ میں سے فائز کر کے دوستے خان کو مار دیا گیا۔ جس پر زرین خان کو پکڑ کر دوستے
خان کے بیٹے کے حوالہ کر دیا گیا۔ جس نے اسے گولی مار دی۔ والی اس واقعہ کا تمذکرہ کرتے ہوئے اعتراض کرتا ہے کہ
ہنگری میں زرین خان کو پچالیتہ اولاد کے کمی سر کروہ افراد اسلام کا تے کر دوستے خان کو میں نے قتل کر لیا ہے بلکہ اس حرم
کی افسوس پلے ہی شروع ہو گئی تھیں۔

والی خود یہ بات بیان کرتا ہے کہ ثڑیوت میں قائل کی شاخت کے لئے مخفی شہادت کا ہوا لازم ہے۔ جب

تجھے سے گولیں کی بوجاہز ہوئی تو کس کی کوئی کامتوں فولاد نہ ہے تھکن الجیان ہے۔ تھکن اُسے دستے خان تے دھرے کے آگے جھکنا چاہا اور ذرین خان کو ان کے حوالہ کر کے قتل کر دیا گیا ہے کہ وہ اس قتل کے اڑام میں ملوث ہونے سے فیجاتے۔ والل کے اپنے الفاظ میں: تھکن کے لاملا تھے یا یک سیاہ سالام تھا۔ والی نے تو اس پات کے لئے افواہ کا لفڑ استعمال کیا ہے تھکن اُس کے بارے میں اُس وقت عام خیال یعنی قاتم کریں قتل والل کے کہنے اور اس پیشیں دھانی پر کیا گیا کہ ٹھاں کو تحفظ دیا جائے گا تھکن دستے خان کے دھرے (ذر) کے دباو سے وہ اپنے دندھو کو پھرانت کر سکا۔

قاضی، شریعت، عدالتی ڈھانچی اور ان کی حیثیت

سماں میں میداودو نے گاؤں، تفصیل اور حاکمی کی سلسلہ پر ہائی منٹر کے 5 تاکہ اور سی کے لئے جائز ہیں کوئے ناطے نہ طے کرنے پڑیں۔ تفصیل ہائی مرف تفصیل سلسلے کے دیبلی ہی نہ کہتا بلکہ گاؤں کے ہائی کے فیصلوں کے خلاف درخواستوں کی ساخت بھی کہتا اور حاکم سے والیت ہائی اعلیٰ عدالت کا فریضہ سرانجام دیا تھا۔ اور حکومت میں موجود اعلیٰ ترین عدالت ہائی القضاۃ اور فرقہ اسلامی پر سند قضاہ پر مشتمل تھی۔ اہم مقدمات کا نیطہ اس عدالت میں ہوا تھا اور یہ اسلامی فرقہ کے مطابق نیطلے کرنے والا اعلیٰ ترین ادارہ تھا۔

سماں میں جان زیرب کے ایک حکم کے مطابق موجودہ ہائی اپنی اپنی بجکہ برقرار رہیں گے اور یہ کہ مستقبل میں ہر ماکی میں تین اور تفصیل میں دو ہائی ہوں گے۔ اس طرح کل 71 ہائی ہوں گے۔ جنہیں برکھٹ ماکی کے لئے دو جب کہ کلام تفصیل کے لئے تین ہائی منٹر کے گئے تھے۔ ایک دوسرے حکم کے مطابق اگر ابھی صحت کا مالک ہو تو ہائی 70 سال کے عمر میں رہا تو ہو گا پہ صورت دیگر 65 سال کے بعد رہا تو ہو گا۔

درحقیقت عدالتی ڈھانچی میں بھی سب سے اونچے حکمران اور پیچے تھے تھے جب تک تفصیل دار ہوتا تھا۔ ہائی کمی مقدس کو اُس وقت تک ہاتھ بھیں لاتکتے تھے جب تک تفصیل دار اسے اُن کے پاس نہ بھیجی دیا تھا۔ جنی کہہ سالارجت کے پاس عدالتی اختیار تھا۔ ایک بالکل یا نیا شعبہ مکمل صفائح کے ہام سے بعد میں تفصیل دیا گیا۔ ان منصونوں کو بھی عدالتی اختیار دے دیئے گئے تھے۔ یہ لوگ گروپ کی نیفل میں تھا تو بجکہ اس محاذ کر تے اور یا تو ہائی کا خود یہ فیصلہ کر دیتے یا اس کی تفصیل رپورٹ تیار کر کے حکمران یا ولی عہد کو پہنچ کر دیتے، جیسا ہمیں اُنہیں کرنے کو کہا جاتا۔ صفائح کا فوجداری مقدمات سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ اُن کے جواب لئیں کئے جاتے تھے۔ ان کا دائرہ اختیار جائیداد کے تھا ماتحت تھے۔

محمد و تھا۔

سات میں شریعت اور کامیون کی مشیت کے بارے میں خاص مطابقیانی سے کام لایا گیا ہے۔ خلائق اور بخان کھجتے ہیں کہ تم کے تازہات چاہے دیجاتی ہوں یا فوجداری، قرآن اور شریعت کے مطابق مل کے جائے تھے... باہم اصحاب اور آن کے پیغمبر عاصی وغیرہ مثلاً اسلامی انساف سے کام لیتے تھے۔ لیکن باچا صاحب خود بیان کرتے ہیں کہ جو پاہنا اپنی مریضی سے اسلامی شریعت کے مطابق اپنے مقدمہ کا فیصلہ کرو اسکا حقا۔ اور یہ کہ مذکول جو گر کئے جو قوانین و ضوابط اپنے علاقے کے لئے ہائے تھے، ان کی ایک قتل ہر قصیل میں موجود ہوتی تھی اور اس لوگوں کو اختیار حاصل تھا کہ وہ شریعت اور رحمتی قوانین میں سے جس کے مطابق چاہجے اپنے فیصلے کرو اسکے تھے اس کے مطابق ہوتے تھے اور کسی کے لئے یہ قانون خالی مطلا بے کہ شریعت ریاست کا الگ ترین قانون قرار دہب فیصلے اس کے مطابق ہوتے تھے اور کسی کے لئے اس سے دو گردانی ملکن تھی۔

اختیارات کی کوئی قسم موجود نہیں تھی۔ اختیاری، مل، درآمد، مالی اور عدالتی طاقت اور دنیا کے سب سرکاری حکام اور حکمران سے باقیوں میں تھے۔ قاضی عدالیت، اختیاری اور عدالتی حکام کی تابعیت حکم اور اسلامی قوانین میں ملکی ضوابط اخلاقی کے تحت قسم جب کہ یہ دونوں حکمران کے تابع تھے۔

بعض مقدمات میں انگریز قضا کی رائے کی خاص درخواست کے بارے میں معلوم کی جاتی کہ کیا وہ شریعت کے مطابق رہا ہے یا نہیں۔ پہنچ سوت عدالتی انگلیس کے قدمے میں تھی۔ ہاؤز لوگوں کے مقدمات اور قتل اور زہادت کے مقدمات کا حکمران خود فیصلہ کرتا تھا۔ انہیں قاضی کے پاس نہیں لایا جاتا تھا۔ کامیون کو اکٹر نیتاڈ یا جاتا کہ مقدمات کیے چلانے ہیں اور کیا لا اونٹل اختیار کرنا ہے۔ بعض اوقات کامیون کو اشارہ نہیں لایا جاتا کہ قریبین میں سے کون حکمران یا کسی خاص سرکاری افسر کا حضور نظر ہے۔

حکومت پاکستان کی ایک مردم شماری روپرست میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ کامیون کے فیصلے تھی ہوتے ہیں اور انہیں حکمران بھی نہیں بدلتے۔ حقیقت میں کامیون کے فیصلوں کے خلاف حکمران کے خلاف کامیون کے پاس اپنے بھیلیں والیں کی جانب اور کسی بارے کامیون کو شریعت کے مطابق کے گئے اپنے فیصلوں پر نظر نہیں کے لئے کہا جاتا۔ اسی طرح یہ بیان کہ کسی مقدمے میں قاضی کے فیصلے کے بعد قصیل اور کے پاس اسے فتح کرنے یا بدلتے کا اختیار نہیں حقیقت کے برخلاف ہے اس لئے کہ کسی بارے کامیون کے فیصلے کو منسوخ کر کے اس کی جگہ اپنے فیصلہ دے دیا۔ کامیون کے فیصلوں اور دیگر کائنات کی قوتوں بیش انتہائی عدالتی افسران سے کرائی جاتی اس لئے کہ صرف قاضی اور حکمران قضا کے دھنلا اور میر کو کافی نہیں سمجھا جاتا تھا۔

جرم کے جرم کے لئے جو مانے جائے چیزیں، مارپیٹ، چوری، زنا وغیرہ۔ جنت قسم کے اسلامی قوانین پر مل دو آدم کمی کیا جاتا اس لئے کہ ان سارے جرم ان کا تین مقامی جرم گوں یا حکمران نے کیا ہوتا۔ اس بات کی وجہ

وضاحت کے لئے عمران کے مدد و ہدایتی احکام بیان دیے جائے ہیں۔

اپنے ایک شائع شدہ فرمان میں میاں گل جہاں زیر اعلان کرتا ہے کہ آنکھوں سے جوانے اس شرح سے رسول کے چائے گے۔

1. اور ثابت نہ: 500 روپے (صرف مردوں سے حوصلہ کیا ہوا تھا)

2. کسی پر گول ٹالا: 200 روپے

3. کسی کے علاوں میں انتہا نہ: 200 روپے

4. ثوابت: 200 روپے (صرف بھل کرنے والے سے لیا ہوا تھا)

5. محنت سے بھیز پہاڑ: 100 روپے۔

والی کے اس حرم کے ایک اور فرمان میں اعلان کیا گیا کہ جس کی نے اپنی بیوی کی ہاتھ کاٹ دی تو اسے والی ہزار روپے جو مانادی کو طلاق رکھا پڑے گا۔ پھر اس فرمان میں ایک تھم کر کے کہا گیا کہ خرم وہ جزو اور وہ پے جو مانادی کا سال تقدیم کیا اور اس کے ساتھ بیوی کو طلاق بھی دے گا۔

قل کے مقدمات کا نیمہ شریعت کے بے جائے خالصتاً سایی بیلوں پر کیا جاتا تھا۔ اس حرم میں جزو زمان اور دست خان کے قل کی مثابوں سے پہلے ہی اس بات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ میاں گل جہاں زیر کا مدد و ہدایتی شرح اس بات کی تجزیہ و ضاحت کرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

”میں بیش سے طلاقیں، روان کی ہو جو لوگ کا صرف بہاؤں، میں کبھی سے ناگی کو مختار کرنے پڑتے ہیں۔“
”یہاں نہیں سے قائم پڑتے۔ جوڑے ہیں، ہے تھے۔ اگر کوئی کسی کو قل کر رہا تو 22 چال کے قریب، میادوں میں کسی کو اپنے سوت نہیں دے سکتا اسیں ہم اُس کو رکھتے تھے اپنے کر کئے تھے۔ یادوں میاں گل جہاں زیر اسیں بیکانت دے کر تھے۔“

قصاص کے قانون پر صرف پینکیں کا اتنا قل کے مقدمات میں مغل و رات نہیں کیا جاتا۔ قابک درج حرم کے قل کے مقدمات میں بھی اس پر مغل کم ہوتا تھا۔ جس کا اندازہ والی کے اس بیان سے لیا جاسکتا ہے کہ زیست سوات میں سالانہ اوسط 22 قل ہوتے تھے۔ ان میں سے آدمیے اباکن کو بہتان میں ہوتے تھے۔ ٹھنڈے بیان میں ایک مقدمہ میں بھی کسی کو زراعتی موت نہیں دی گئی اور زیست کے دیگر علاووں میں والی کے بیان کے مطابق، دو سال میں صرف دو یا تین چالوں کو کوئی مار کر ہلاک کرنے کا حکم دیتے تھے۔ 22 میں سے تین کو زراعتی موت دی جاتی۔ مجرمت کے لئے یہ کافی تھا۔ ہاتھی چالوں کو 7 سال یا 10 سال قید بھماری جرمائے کردی جاتے۔“

درخواستیں را از کرنے والی طرح اون کو ننانے کے مغل میں بکانیت نہیں تھی۔ درخواستیں کسی حرم کے سرکاری نام کے سامنے پیش کی جا سکتی تھیں جیسے قسمیں دار، حاکم، حاکم اعلیٰ، ہب شیر، شیر، وزراء، پرنسپل، ولی عہد،“۔

ولی، بخش اضافی پھیلیں ہیں، مگر رفتار کے لئے اپنے خلائق کی خلائی میں
بھی رفتار تکمیل کیوں نہیں۔ درستادت سے مختلف سرکاری بیانات، جوابات اور اخلاقی اس کا خود کی پشت پر بھی
بانتے تھے جس پر رفتار کی بھی جعلی غیری۔ حق پہلے اضافی بھی ہر کو کہا جا سکتا تھا کہ فریق کے خلاف کردے چاہتا۔
لیکن یہ احمد فخر رہتے تھے۔ وہ بھی رفتار دعوہ اور دعا طلبی کے زامنے فریق کے خلاف کردے تھے، لیکن انصاف
کو کہا جاتا۔ جس کی وجہ نہیں اس میں کہا جاتا۔ قبضہ کر راستے کی سرکاری زبان تھی۔ اس سرکاری سہاروں میں
یہ کوئی رکھا جاتا تو۔ دل بھونگ کی راستے ہے کوئی طلب اضافی میں موجود خاصیتیں بھی فتنی کوں بازی، ۲۳ فروری
منگا جاؤ ہیں۔ اینہے پوکاہیاں کرنے

مختصراتی حمارہ جوئی اور جلد فیصلے

یہ اعلیٰ صورت ہے کہ بھاٹ میں کافی فضاف سے الار کے خرفاں ہے۔ اس لحاظ سے صفات کا
عکس فضاف مثیل تھا۔ علاق پاک، جوں کا طریقہ آسان ہو، پیٹھ بہت جدید ہے جائے ہے۔ لہذا ایک ۷۰ و ۸۰ تک
میں پیٹھ نہ ہے جائے ہے اور ان پر فوجی میں سادہ کر یا چاہتے۔ جوہ المقرر ہاگی کہنے ہیں کہ خداستہ ادا کرنے،
پیٹھ۔ ایک قرف کو سول، حکم کے حق کرنے یا اس پر حبیل کی کوئی بھی نیکی لے جائی۔ درخواست کو ارفہ جوہری یا
وہ بھل پاک، خالی یا ایک جسے کسی لڑکی نہیں کر دے۔ ہمارے حالات ۱۰ اور ۱۱ بھروسہ، پیٹھ ایک ۷۰ و ۸۰ تک میں کر دے
جاتے ہے۔ عبد اللہ بن کعب کے مطابق، خدا نے یاد رخواٹیں ایک آڑ کے کام سب ہمچو پر ۲۰ کے جائے ہے (۱۰ یہ میں
۱۵ ۲۰ کے جائے ہے)۔ ان کو حکمت کی طرف سے ہر قصیل اور حدات میں فراہم کر دیا جاتا تھا۔ یہ حدات اور
قصیل میں خاص لگائیں جیساتھ ہے تھے جو درخواست گزاروں کے لئے سوت میں دو خواٹیں کہتے ہے۔ حدات
کی کوئی نیس نہیں تھی۔ جو جو حداتیں لگاتے ہے۔

حمدیں اتنا سب بھوکی تیت ہے حادی گی اور وہ خواست ہے مقدمہ لڑ کرنے والوں کو اس کی تیت ادا کرنی جیل فوجی اور تعلیم یا امور امت کے اعلانیں ہے جو بعد نظر کاروں مخفیں کر دیں اس کا سارا ضمیر جائز ہے۔

رشوٹ، بدھتوانی، اور رواداریاں

(کوں کا ملی تھوڑے بڑی کے سمجھتے ہوں گے اپنے اپنے اس طرز فیضے بہت جلد اور ان پر گل دناء مذکوری
ہے تھا مگر اتر پاپیل، رشتہ جلال کے جراحتہ کوئی سائنس کام میں سمجھا گئے۔ مانی وحی وحدت کے
سرکاری خاتم اور کافی صورت کا اس کوئی حکمت کی بیرونی سے بیٹھ پاک نہیں ہوتا۔ اسی طرزِ اولِ امریخ،
حاصہ مگر اس کے باطلوں پر ازدواج ہوتے تھے۔ باساپ لے اصل چھوٹیں کے لئے اس کوئی حکمت کے اسلام ہر کوئی
کاہری میں گلی ٹھیک ہے اور جو کافی صورت کو ایک گورنمنٹ کے ساتھ اس میں منازع گی ہو جائے گی۔ عمر ان اس
سے کوئی حق نہیں کرنے کے لئے حسابِ اقامت سے کیونکہ جو کوئی ملک ہو، پوری حوصلہ ہے۔

عمر ان بیاناتِ خداوتِ رشتہ خاتم میں ملٹی نیشن ہے جس کو اس طرز میں اپنے مذاہات کو کہہ کفر، کچھ
ہے۔ فرینڈ بارخ اس بات کی تائید ہو گئی کرتے ہوئے کہ یہ کوئی کوئی نہیں کیں اسی اصطلاح پر جو ہدایت ہے جو ایک
بے کوئی حدود ہے جو اور بروتِ ناطقوں سے قائمِ اضافہ ہے۔ مسائلِ عمر ان کا نہایتی کام ہے۔ باہلِ ساپِ برجم
کے مقدادِ انتشار ہے جو جیسا کہ کہی چاہیے۔

"اپنے اس کا ایک بڑا سالہ میں علی گھر کے ۲۴۰۰ مربع فٹ کی بے افسوس اسی کا ہے۔ اس سماں میں کوئی بہر
خلیفت کے مذاہات یا کوئی بکری جنم لے سکتا ہے تو۔ اس کام کی تحریر میں اس کا اصل ۲۴۰۰ قدر
تکمیل میں مدد و مدد ہے اس کے مذاہات کو جو کوئی ایک بڑا سالہ میں پختہ کرے جو کوئی بھی کوئی بھی ہے۔"

یعنی فرینڈ بارخ اس بات کا اگر ہر کوئی اپنے قلم طلاق ہے کہ خاتم کی یادست کو ایک باصمہ اور
بے بنا کے اپنے مذاہات کو خاتم کا اکار جو بہت ایک کوڑا اور اکار بے اس طرز سے درج سا پڑے جاؤ گا اس
کی مگر اسے اٹھنے والے سیاسی مددگار کے قیصریوں سے خوفزدہ کئے جائیں کہا میا پر، تھی۔ سیاسی مگر جہاں اس کا اپنے ایک
مدد کے اس کی یادست کا تھا اس کام کے لفظ پختہ کیں گے اس مذاہت کرتے ہیں۔

"اپنے اکثر کے اپنے اس بات کے لیے لیکار کے لئے ہے۔ یہ مذاہت، بیچاٹ لیکھنے والے میرے پیش
لے لے گئی ہے۔ مدنظر یہ ہے کہ اس کوئی مددگار کے قیصریوں نے وہ اپنے مذاہات میں بے شکر ملا کے قیصریوں سے تھے
کہ اس بیان کے ایک ایسا گیرو ہے۔ اس کے مذاہات اس کا ایک ایسا گیرو ہے۔ اس کے ایک ایسا گیرو
تھے۔ میں ۱۹۳۸ء میں اپنے مذاہات میں اسے ایک ایسا گیرو کی تھیں اس کے اسی مذاہت میں بیٹھے
کے ہوں گے ایک ایسا گیرو۔ میرے مدد کو ایک ایسا گیرو کے مذاہات میں بیٹھے کیوں نہیں بیٹھے
تھے جس کو اس کے ایک ایسا گیرو کی نیکیوں میں ملی ایک ایسا گیرو۔ اسی لئے ایک ایسا گیرو کے تھے
میرے ہم اس کی مدد ہوئی تھی۔ اس کی تھی اس کی مدد ہوئی تھی۔ جو اس کی مدد ہوئی تھی اس کی مدد ہوئی تھی
مگر اس کی مدد ہوئی تھی اس کی مدد ہوئی تھی۔ اس کی مدد ہوئی تھی۔ اس کی مدد ہوئی تھی۔ اس کی مدد ہوئی تھی۔

اگلی صادق کے اپنے بھائیوں سے اگر وہ اپنی والی پیاس سے کامبے چڑھے گے۔

”کرے کرنا ہے ایسا لوت پڑھے تو اس کے باعث مدد پڑھا کی تاریخ سعدی کی بھی مدد کا ایسا
مدد سخنی کی ہے اس کے بعد اس سخنی کو ”معذہ ایسا“ کہتے ہیں۔ میں اس کی بھی تاریخ سخنی کے مدد کو
کلی خوبی کے ایسا تھا جو عجیب طور پر اس خود کی خوبی کی طرف میل کر دے۔

دیکھ دیں والی صاحب کا بھتی ہے کہ وہ اور بیٹھا ہوئے بندی کی جایست سے اپنے کچھے اور انہیں اس کا بھتی ہے

فریڈرک بارنہورس اس طبقات میں گھومنا لٹکائی صورت ممال کا انتہائی خوب صورتی سے چاہئے لئے ہے۔

10

گلیں اور گھوٹے گلے کا سب سے بڑے لایا جاتا اسی کی سبھتہ چائے کے لئے بڑی ایڈیشن 17.53 روپے 1983ء میں ایڈ کریکٹر، ڈیل جیئنریٹر، ڈیل ٹرینر اور سوچ کا اعلان کیا گیا۔

سماجی اور شناختی پہلو

کسی بھی سماں کے مالک ہوئے تو پہلوں کو چاہئے پر کہتے اس انتہا کا تعلیم اخراجہ کا جا سکتا ہے کہ سماں شر، بھی اگر ہے باہری یا اندازی نے، راستہ جات ہمہ کا مالک ہوئے تو اسی مالکوں تسلیم ہٹلہ ہے۔ پہلاں فرمیں، زبان، ذہب، حجت، مستقل بخوبیت اپنی، موسیقات، منحت و قیامت اور ایسا انتہا کا تعلیم اخراجہ کا جا سکتا ہے۔

5

مالی سنجی قلم کی ابھی ایک تحریر شدہ امر ہے۔ راجہ جات میں مثال ملا تے ریاست کی بھل سے تسلی
تحریر لادا سے بھل سے لادا ہے۔ اس لادا سے ان کی صورت مال مثال غریب روحی صوبے کے قبائل خاتم کے
ڈاکوں سے لائف ہرگز نہیں ہے۔ تحریر لایل اگر وہ تباہ کی تھی جو ہے یہاں جو ۱۷۰۰ کی اڑات نہیں ہے
غیر آبدی کا ایک بہت بچھا حصہ بیانی تحریر کی تحریر سے ہے، وہ اور ۱۸۰۰ تا ۱۹۰۰ صوبے میں صورت گئی تو انہم
ہٹلے کی طرح ابتدی قلم کے لئے دن کی تقریبی تحریر مذکور اکٹھا۔ وہ گوں نے ابھی اس میں بھی اسکی کمیں
بھی کا انداز بھی کیا تھا کہ اپنے بیرون کو جو یہ قلم سے درستاس کرنے کے لئے لفک کے دمکتے علاقوں کی طرف

بیان اگلی بہار کا ایسا بیان گلی جو ان ذریب کے اپنے پڑات سے بھی سمجھی پڑے چلا ہے کہ حادثت میں قائم ہونے والوں کی تعداد خیز تھے اور اس طبقہ کی بخشک حکمرت کے درمیان ہر نے اپنی خلافت کا تاثر بے اثر کا پڑے چلا ہے کہ بیان خالی کمال کی وجہ اُن خبروں ایسے تھے جو کسی حد تک رواجی طرزِ تضمیم سے واقعیت کی وجہ سے خارجی اور کوئی زبانوں سے آگئے۔

سماں اگلی مجددی المودودی کے مجددی میں جدید تعلیم

جب، اسست مدرسہ رجہ میں آئی اور مجددی المودودی نے اسے کی ساختِ مکالم کر دیا تو وہ تھا: «بڑے طرز
زندگی سے لوگ خداوند نے لے گئے مالاں کو اپنے ان چند قرآنی ناسخہ تعلیم کی وجہ سے کا بڑا بیٹا اور زادہ فر۔
وہ چنان تھا کہ بخیر بہ و تعلیم کے حاتم کو وہ خلود پر کامیابی سے چاہا تھا جیسی تھیں۔ وہ مسلمان ہوا ہے کیا کام بہوں
پر اپنی کامیت کے لئے اگلی نگی خوات مسائل کرنے کی خدمت میں اپنے اس خواب اور اپنے اغذیل کے لئے بخیر کا کام
کیا کام۔ اسست میں یہ ہے تھیں اور اسے کام کرنے والے جہاں سے ریاست کی خدمت پر اپنی کاری کے لئے افغان
طوبیوں کے امیر افراد کی اصل چارہ ہے۔

سید شریف میں پہلا پر افسوسی مکمل اور 1922ء کے تاریخ ہب کا نام کر 1925ء، 1926ء، 1927ء میں، جیسا
کہ مامندر سر اسکا بات ہے۔ پھر اوس بائی تھیجہ اور زی (ایسی) اسی پر ہب 1923ء کی اور انہیں بے کہ کہتے ہے
کہ اسیاں میں اپنے سیدہ کے مکمل میں وہ ہب میں اپنے اسخنے جس میں اسکا اعتماد کیا گیا تھا، اسکی بیان
کوہات میں مطلی کے لئے پھر اسکا بات ہے پھر تھے اس طبقہ میر کیا۔ کیا ہا اسے کہتے تھے تعلیم سے تکالہ، اسکا تکالہ
اس سے اس احتکار میں ہب جاتی ہے کہ مکمل 1923ء سے پہلے اس کی کیا گیا تھا۔

اس تھیہ پہنچنے کا کچھ تھے کہ صفا اولیٰ کو جمعہ مہبلی ہے کیا اسکے پر اگر کام کے وقت میں مدد کے
حادث میں پہلا مکمل کھولا گیا۔ تھیہ اُنکی، پہنچنے میں اس کا ایسا کہا ہے کہ اسکو کیجئے کہ کہنے، اڑھو جو
ہد سے ایک قلیٰ حادث کی رانی مغلی کی ہے جو کہ تھا کی اسی پر جو بندوں کی لفڑی، مکھیوں کی لفڑی ہے۔ نہیں۔
انکاں کی محدودی ہدایت اس اسلامی مہیا اور اس امور میں اس کے عین اس کے عین اس کے عین اس کے عین اس
1915ء میں لاہور میں میں اسی کا نام ہے مدارجے نے مالوں میں مثالی تھا۔ اسی نام سے جو ہب اس کا ہے کہ
”میں کے اس عادت کے حاصہ جیسا اس کی فکر رہے ہوئی ہے۔ جو 1915ء میں اسی کے بعد میں مکمل
تمہارے بائیں میں مغلب باری سے ہو جائے کہ اس کام کے اسی مکمل میں اسکا اعتماد کیا گیا تھا میں پہلی بارے پہلے
جس میں مکمل میں سب کی طرف ہے۔ اس کو تھیم کی جو گلے کی گئی ترکیب کا اسی نام رکھ دیا گیا تھا، جو ہب کا نام ہے۔
سماں اگلی مجددی میں چھانے ہوئے کے اس سے مغلب میں اس کے عین اس کے عین اس کے عین اس کے عین اس
پہنچنے کا ملا جائے گا کہ اس کو اس کا لکھاں میں بیٹھا گی۔“

اس حادث کے سلسلی مہینے (جو کہ سرپر کے اعشار نزدیکی میں پاہنچا اخوار مکان کے تھیں) مخصوص
سے سلسلہ، باقاعدہ کی مجددی المودودی کے ساتھ میں اسکو اگر مالوں کے درمیان اسی تھاں سے پہنچتا ہے تو اسکے
لئے کوہید شریف سعادت میں مجددی المودودی کے ساتھ میں اسی تھاں نے اور 1922ء سے اسی دہی پہنچا کر اسی پہنچا کر

بند کے مکروہ بیناں سے باطلہ جالت کرنے والی مادوں کی تجویز۔

1925ء میں مردان کے مختلف شرکتیں ایک بارہ میں تباہ کر دیں گی جو 1920 کے دری
نے اپنے 1920 کے دہائیا بے کاریاں گی (جو 1920 اپنے ملادو 0 غیر ایشی پاکستانی اسکول کھلنے کے
ایک خوب پر عمل نہ کر رکھتا ہے۔ نہ لازم کر رکھتی 1925ء میں پہلے وغیرہ عسکری اسکول ایکٹ کے طبق اس سے
1925ء صاحب کے ذمہ میں اس خاتم کے لئے سختی کے خواص کے طور پر ملے ہوئے ہیں جو 1920 کے دری
بے کاریاں کا جزو تھیں یعنی عرف رانی کرنے کے لئے اُن نے پہلے ذمہ تھیں پر انہوں نے اکتوبر 1925ء کے بعد تھیں

”بلاں کو بڑے بہرے خورد کا لئے تھی مالنے والا تھا جو اپنے سارے گھر بھائی اور خانہ تھے میں نہ کرے۔ کچھ بھائیں
وہیں تھیں لیکن کیلئے ملکی خود سے ملکی خود کیلئے تھیں تھا۔ یہیں کیلئے کامیاب تھا۔ باستاد خود خانہ تھا، اسیں اپنے
خانہ تھے جو اپنے کام اور اپنے اکابر اور اپنے افسوس کے ساتھی تھا جو اپنے اکابر کی دھانل اور اپنے افسوس کی وجہ سے ملکی ملرو
ہاتھ کر رہی۔ اسی وجہ سے عین اکابر کی دھانل اپنے اس نئے نہاد پر اپنا کار اسی وجہ سے جو اپنے کام اپنے دی
کے اپنے دی جو اپنے کام تھے۔ حق کا اکابر سب کے اترم کامی کی کوئی نہیں جیتا تھا۔ اور جو وہ حق تھی کہ جو دید
سری قیوم کے لئے اس اعلیٰ نہیں ہوا تو کہ اس کو اکابر جو اپنے اسی ملک میں پر اپنے لئے پڑا جائے کہ اس
کے لئے اپنے کام کا اکابر کی وجہ سے ملکی ملرو۔“

سینٹر فیلڈ کے پہاڑی اسکل کے ۲۰۰۰ میٹر کا، پارالائی بکسر، دارکر پہاڑ کے نامیں میں پہاڑی اسکل کو کہا جاتا ہے۔ پہاڑ اسکل اپنے نام نے 27 دسمبر 1927ء میں اپنے نام لے گئی تھا:

”بخاری و محدث کی کہدے ہے مادہ (عمران) نے سیدنے ایک اسے بھل کرلے (کمل کرو) ہے لہو اسی طرح
بخاری کے 12 پاری بھل کرے گی۔“ قسم پر مادہ (عمران) کو بھل کر دیا گئے۔ مل (باہم سب) کی
ادامتیں اور تجھہ ایک مرا آدمی کے لئے سماں کا کام ہے۔“

اس مارچ 1827ء میں ہر افراد میں پہاڑی اسکول بکالہ پر امری اسکولوں کی تعداد 12 تھی جس کی وجہ سے اسکول اور اسکول کی تعداد کا اضافہ کرنے کا ارادہ کیا گی۔ اسکے بعد اسکول کی تعداد کے لئے ایک ایسا صاحب نے بڑا فروزی ارادہ کیا جس کے مطابق اسکولوں کے طرز پر اسکول بکالہ کے بعد ملین تکمیل کا ارادہ کیا گی اور اس کے لئے بڑی بھی کامیابی کا انتظار کیا گی۔ اسکے بعد اسکولوں کی تعداد میں اضافہ ہونا پڑا گیا۔ اتفاق وہاں ہے تو گورنمنٹ کی تدبیحات اور ان کو سنبھالنے کے لئے بچا صاحب کے طرز کا کامبند فلور کیتے ہوئے تھے اسکے لئے اس بھارتی سے اتفاق کرنا مطلوب ہے کہ بچا صاحب تو اس کا اپنے اسکول بھیجنے کے لئے بڑی بھیجنے ہوں۔

مغلی جنم کی طرف لوگوں کو بیکار کرنے کے لئے بہا ساحب کی کوششیں اور لوگوں کی اس سے لا خلقی اور

نے خود کی خواہیں کے اعلیٰ کاروباری اگلی طرف تسلی جانہ لیتے ہیں۔ اور خود خواہیں پاٹنے کی وجہ سے کر رہے ہیں اسی وجہ سے
سید اسکول کے مطابق باقی مددے اسکول ٹھاکری۔ ایک صدم و سنت بیسی کی وجہ سے خدا کرنے چاہے۔ ہاں ایک دوسرے اسکول
و رکھت کے خاتمہ ٹھاکری بھٹک کر خدا کے پا پر مکار بند ۲۳ صدم و سنت میں اسکولوں کی خوشی ٹھاکری۔ ایک صدم
و سنت بیسی ہرگز اٹھنی تھی۔ اس کے پیشے میں اسکل ایک بھٹکی ٹھی سونہ کا رہا تھا۔ ۱۹۳۰ء کی دوپتی کے وقایت
رسن میں بندھو ٹھاکری میں اگرچہ ٹھاکری اٹھانے کے بعد پہنچنے اسکل اٹھانے پا ہوا صاحب کو خستہ کیا کہ اگر انہیں خاص
و ٹھاکری کا اس کا جو بھی مدد ہو گیں اس سے دعیٰ مدد رہاتے ہیں اسکا کوئی خصم نہ لے سکے اور یہ دعیٰ خودی خودی خودت
کو درستی ہے۔ مطلب یہ کہ اگرچہ حکومت کی فراہم کردہ سالتوں سے وہ اپنا اپنی قیمتیں مالی کرنے والے مسٹر
اویں خودت کے خلاف اٹھانے کر رہے ہیں اس طرح اس کی بڑا بھی قیمتیں مالی کرنے لے یہاں کے ٹھاکری
اویں خودتی ہو گی۔² اسی لئے اسکا صاحب نے سید شریف اور رکھت کے اسکولوں کے مالا مالی مددے اسکول
کروائے۔ اس کے مطابق ان میں ۱۹۳۰ء کی دوسری کوئی ٹھاکری کیا ہوتی ہی ہے اسے اسکول
کروائے۔ ۱۹۴۰ء کی دوسری میں سید شریف نے ۷۵ فیصد اسکول کروائی اور ہر اسکول کا سیدہ دیا گی اور اسے
اسکول بھی کھو لے گی۔ اس کے بعد حکومت کا اعلیٰ سال ۱۹۴۸ء میں مستحقی نے اسکولوں کی خدادراد کے پھر
سینہ اخلاقی مالے کا انجام دیا ہے۔ ایک سے مطابق ایک ہائل اسکول، ۶۷ ہاؤزل اسکول، ۲۸ پارکری اسکول
اس طرح اسکولوں کی کل تعداد ۳۵ فیصد ہے۔ مددے کے مطابق ایک ہائل اسکول، تین ہاؤزل، نو ہاؤزل وہ
پارکری اسکول میں مددے کل تعداد ۲۵ فیصد ہے۔

اول کیوں نے مدد اسکل کے بعد حکومت میں حصہ ختم کے شعبوں میں خاتمی کے ہے مددے بات کرتے
ہے مدد اسے کام لیا ہے کہ نہ ہر چکر اسکول اس اچھال خیر کر رہا۔ اور حقیقت اس مددوں شعبوں میں زیادہ تر کام
اویں کے میں سہاگیں جوان زب کے درہ خودت میں ہے ہے۔

اگر میرے کو کیا ہے۔

اس سے پہلے قلم کا کوئی ملاصدیر گروہ نہیں تھا۔ ۱۹۷۰ء میں بائی اسکول کا کوئی باخبری مدد سے اسکولوں اور
ٹیکسٹ بورڈ کا رونق ۰۰۰ روپے کی محتساب کرہے تھے۔ بائی صاحب نے ذرا ذکر کیا تھا کہ ان کے مقابل قلم کا ایک
مکمل چار ٹکڑے اس ٹکڑے کے امور والی صاحب اپنے پرہائی حصہ سکریٹی اپنے بعد میں دینیں سکریٹی اور اسٹنڈنٹ سکریٹی
کی مدد حاصل فیکی مدد سے خود چھانتے ہے۔ برویال میں اسکول کیجئے تھے اور پہلے اسکولوں کا درود بلا صافا جاتا
تھا۔ بائی صاحب نے اسے تکمیل کیا اور اس کا ایک خوبصورت نامہ بنایا تھا۔

حکومت سچانے کے بعد 1950ء میں جہاں نے اپنے ہمراہ ایک کامیابی کے کام
اٹھ کر بنا، اسی میں خروجی تحریر کے بعد 1951ء میں ایک جعلی سکھل کے خلاف مذکورہ حکومت کے
طبق، اسی پر اٹھ کر 1952ء میں آئندہ سکھل کے لئے سالہ دل (گیراہیں عادت) میں ہلاکو، کو، اعلیٰ
دست دے گئے۔ بعد میں کافی میں کندھ کی کفر (میں جان کرہو) یا بات کر جان اگل جہاں زہب کے 15 ٹھر
کی 1952ء کو کی خواہ کی ہے۔ گیراہیں عادت میں اعلیٰ تحریر 1952ء میں ایسے گئے جب کہ اسکھل کی
کامیابی میں پہلی بار مذکورہ میں سکھل کی کفر تھی۔ میں کی تحدیتیں مذکورہ ایڈیشن کے برادرات پہنچے
پس بے شے پہنچا کیا ہے۔ کافی میں کفر کی کامیابی 1950ء میں شروع کیا ہے اور اس کے بعد کافی کی خواہ 1950ء،
کے دن کی خواہ میں اس کی اعلیٰ مذکورہ مذکورہ 1951ء میں اپنے سکھل کو کافی کی کفر کی کامیابی اعلیٰ تحریر 1952ء،
کے کافی کامیابی کی خواہ کا اپنے اگرچہ ایک درج "آئی" سے ملائی ہے میں کا (خیل کو جا گئے کہ) تجھیں احمد
امیر گلشن (تضمیں) کی طرف ہے۔ بعد میں اس میں ایک تسلی خزل کا اتنا ذکر کیا گیا ہوا ایک ملاصدرا مائنٹس ہا کے بھی

خاتم میں جدید قلم کے دنگیں کافی کام کر رہے ہیں۔ ساتھ اور جو ان مذمت کے علاوہ بیرونی مصلح قلم کی لفڑی سے آتے ہے۔ جو کی احتیاط ہے کہ اگر ہر دوں دن ترجیح میں مذاہلہ یعنی دوسرے پہلے طالب علم کے کام ازالت و تحریر میں رہاست سے تحریر کرنے والے طالب علم (اٹھا میں ہے) اور فرائض (انہیں نہیں) کا مصالح ہے۔ مکرمہ پاکستان نے تاج پرچمی تحریر کے تحت رہاست کا ایک لاکھ روپے کے ڈار کرنے کی تحریر اور یہاں سماں لیجہڑی کے قیام میں مدد و مددی جائے۔ جنم پر دنگی ایک خوبی کا درست نہیں اور دنگ میں دنگے اپنے خانہ کے بعد تحریر ہے۔ تحریر کا ادبی کا تجھدی یونیورسیٹی کیا ہے، ساتھ کا سکران ایجادی صرفت کے ساتھ اس تحریر کے درجہ اور طرز کی ادائیگی کے بندوقات کا تجھدی کر جائے۔ یہ قیام کا کام کی تحریر کے مخصوص کو پہنچیں یعنی تحریر کے کام میں مدد و مددت ہوں گی۔ تکمیل انجمن کا کام کی تحریر شہزادی مبارکت اور آئندے واقعیت

کے لئے بھلی کے شکری مشغلوں کے بہت سے مکانیاں مانگ رہے ہیں۔

"مکالمہ کی وجہ سے اپنے بھائی کا پوچھ لیا گیا تھا۔ مکالمہ نے کہ کہا تو اس سے مل لالہ مکالمہ کے لئے احتساب
کیا تھا۔ اس احتساب میں جو عدالتیں پڑھ دیتیں تو وہیں کے لئے کہا گیا کہ مس میں بھی ہو گئے۔ جو کہ قبائل
کیسے ہو گردے ہے۔ مددوں کی طرف کا اسٹریکٹر کی پہلی اکتوبر تاریخ سے ہے۔ اس کے برابر میر جعفر شریعتی کو
عینہ رکھا۔"

چہرہ میں سلطنتی صفائحہ تھیں جس کا نام ہے ملک احمد شاہ بخاری۔ 1949ء میں چار جزو
مرجع مکل کے نامے پر مکمل بولی راستے میں صرف ایک بولی مکمل، تین مول مکمل، نو اور نول مکمل اور
12 پر بخوبی مکمل تھے۔ جب کہ اگر 1944ء میں اس کا سازش کریں تو اس وقت پر بولی راستے میں ایک
مکمل، ایک نول مکمل اور 12 پر بخوبی مکمل تھے۔ آنے والے 100 سال میں تھیں میدان میں زبردست ترقی،
1959ء میں پہلا یونیکائٹ فلمی اسکول، 25 نول مکمل، 19 نو اور نول مکمل، 53 پر بخوبی مکمل، 34 نول
پر بخوبی مکمل تھے۔ 1969ء میں ایک گل، 37 بولی اسکول، 33 نول اسکول، 14 نو اور نول اسکول،
184 پر بخوبی اسکول اور 120 نو اور پر بخوبی اسکول تھے۔ 1967ء میں، اب اسے دنہار کا نام دیا گیا (دو گھنٹے) اس سفر میں
(ساتھ 14) میں قائم کرنے کی تھی دیری۔ اس کے بعد اسی سال 1967-68ء کے وہیں تھے ایک (دو گھنٹے) اس سفر میں
تھیں۔ جس کا 7 اور 8 میں کے بعد خدمت میں مکمل ہو گیا تھا ان دنہار کا اکاؤنٹری، اکاؤنٹری راستے کے ادامام کے بعد
میں میں تھا۔

فطیمہ دروس کی تعداد کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی کارکردگی اور تضمین مددگار طرف تقدیر یا اگر لازم ہے۔ اس تضییں کے حصول کے لئے احتیاط ہلاکو و ملائکہ دینے جائے گے جسے اس اساتذہ کی کارکردگی پر اختیام نہ رکھیں گے۔

دریل پر اسلامی بھی۔ مسلمانوں کی تعداد میں سے ۷۰٪ کو مسلمانوں کی تعداد کے مقابلے میں ۹۰٪ کا حصہ ملے گا۔ مسلمانوں کی تعداد میں مسلمانوں کی تعداد کے مقابلے میں ۳۰٪ کا حصہ ملے گا۔

نے اپنے انتہا پر بھر کر پڑیں ہیں لیکن کوئی ایجاد نہ پہنچا۔ اس طرف سائنس نے
ایجاد کرنے والے افراد کو ایجاد کرنے والے افراد میں سے بھر کر جسے اپنے انتہا کے لئے اپنائی جائے۔

رأی سے ہی تحریر کے بھائی شریعت، مکمل کے مطابق کلی فیر برداری مکمل و محدود تھا، اسے 1950ء
کی باتی کے مفہومی کم لئے کلی محدود فتویٰ کی کوئی تحریر، اس کے لئے زمین میں ریاست کے چیزوں سے متعلق کوئی
لارڈ کی تحریر بھی باقی ہو جائیں سکتی گی۔

اسنے اور کثیر پاک اخترائیش (اختر و نجف) پر ریاست میں علمی میدان میں کمپنیاں ایجاد کرنے کی
تحریف کی اور اس پر اپنے امیریان کا تحدید کیا۔ اس نے پہنچوں ایجاد میں مددوں کی کم کردہ کم ایک لاکھ روپے کی مدد
ریاست کا اسٹریٹجی چاندنیا کر پیدا نہیں کیا اور اس کے لئے خریداری اتفاق کی جائے۔
ریاست میں فرمادہ ناقصیم کے لئے اس کی مسماتی کے مزاف کے طور پر اعلیٰ اسلام اعلیٰ اسلام کے مذاہب سے
وزر امیر اور جامد پڑھانے والی ایسا (اکثر آنے والی) کی امدادی خدمت سے مدد کیا جائے۔ اعلیٰ صاحب نے اعلیٰ کیا کہ
ونپا اور اونپانے والے پہلے پاکستانی ہیں۔

لوگوں کی شراکت

علمی اداروں کے قیام پر، پہلے مکملس کے پیداوار کے لئے ذمہ داری باشندے مدد فراہم کرتے
تھے۔ تحریر کا کام بھی رہائی ملیٹیا اور سماں باشندے مدد فراہم کرتے تھے۔ ریاست کا کام باشندوں کے ساتھ کے
ٹائم پر گذرا، مکمل کے بھائے تحریری خاتمہ کی کوئی ایسا مکمل کی کوئی خریدت نہیں ہے اور یہ کہ اس کی
تحریر کے کام میں پہلے جان منڈک کے ساتھ کلی فتاویٰ نہیں ملکی کریں گے اس اگر یہ کیا ہے اس میں ہے پہنچ مصل
تعییم کے لئے بھی بھیجیں گے اور اگر وہ اپنے پیغمبر اکمل بھیجا جائیں گے تو ہم اگلے جان منڈک کے مکمل کی تحریر پر اعتماد
کرنے والی ساری اہم بھروسہ اور اکابریں گے۔ ریاست کے اخڑی بوس میں مکملوں کی تحریر کا سارا کام فیکدہ درد کی
کرتے تھے اس کے لئے انہیں ریاست کی طرف سے ادائیگی کریں گے۔ اگر اس رہائی ملیٹیا اس کا کام میں
کوئی حصہ نہیں ہے۔

انقلابی مدرس میں رکزی مدد سے بادر کے مکملوں کے خلاف کوئی مسماتی باشندے پڑھو کر کہہ دیتے
تھے۔ پہنچکل ایجنس اور اساتذہ اور جنگی اہل خانہ اور ہے، کہتا ہے۔
”سے مدد کرتے ہیں، مکمل میں ہم مکملوں کے خلاف کوئی مسماتی باشندے نہیں ہے۔ یہی مدد کے لئے ہم ہیں۔ جب کہ کوئی مکملوں کے
مسماتی کی کوئی کم رکاوٹ اپنے کو لے گی تو کہا کی جاتی ہے۔“ یہی مکمل کی تحریر خالی ہوتی ہے۔

بڑی تین سو لاکھ ایک کمی کا قدر بہت جو سے فرما کر چکے گئے اور اپنے پیغمبر نبی کرنے کے لئے چونچی
شے، سیدنا علی بن ابی اسامة، کی خاص درخواستی تھیت کے مطابق اُنکی تیزی۔

ٹانکوں اور جنگل، سے نوشی نہیں بھی ہوا تک 1954ء میں تریخ 15 جولائی 1955ء پر فیصلہ کر 1955ء۔

1955ء، مگر با آخر تجسس اس کا انداز 95 غنائم پر اور 12 جنگل پر کاملاً گلاب۔
انداز میں اسی حکومت میں باقی اسکلوں اور چند مدد و تجیخی اسکلوں میں قبضہ ملتی تھیں باقی اسکلوں میں
والیں تھیں اور تجھے۔ ملاں کی بعد میں مارائے جو ہم سب باقی تھیں بالآخر قبضہ ملتی تھی۔ فریب طلاق، برجمی
نسیں سے سُلیٰ تھے۔ ان کی کامیں اور جو لی کر دیا تھا اور چند بیس اس کی سطح پر گرا تھیں کہ ساری
آہوں کی مدت قبضہ کی سمات ماضی تھی یا تو کہ قبضہ اور نیتی تھی کہ پس پوچھنا کرنے والوں نے بتایا ہے۔

تعہدم نسوان

اوکیس کی قبضہ کا ذکر انداز بھی کامیاب 1928ء میں گوکیوں کے لئے پہلا اسکول کھولا گیا۔ سو پر صلی
الحمد للہ (عزیز) (سایی) اعضا اعیان فرمودی 1928ء میں کھانا ہے کہ یہاں مگر مدد اور اسے سنبھالنے والوں کا ایک بھل
اسکول کھولا ہے۔ اس کے لئے بھوس کی روپاں میں جوں رہا اتنی قلکی ایسا اس کا اعلان کرو دیا ہے، ملاں اور کی
لے لئے کی معاوضہ اسکول کا اعلیٰ ذریں اور اسکوں۔ اس لے لئے گا ہے کہ یہ معاوضہ اسکول کلنے کے بعد جدید ہوئے
۔

اوکیس کے لئے معاوضہ اسکول نہ ہوئے کی وجہ سے گلہ قبضہ کا اعلان کیا۔ اُنکیل اُنکیل اُنکیش چھوڑ
ریگن اور اسننت اُنکیل اُنکیل اُنکیل (از بھر، بھر) اے 1958ء میں پہنچنے والوں اسکلوں کے ساتھ
کے بعد خوبصوراً اکتا اساتذہ درہ طبلہ کی بھرتی کی خواہی کی خواہی سے لاؤں کے اسکلوں میں نہ قبضہ بکھرائی اسکول لاؤکیں
بتا جلد اسکی جو گلے اوکیس کے لئے قائم کردہ معاوضہ اسکول سے اسکریپٹ میں ملک جو ہے۔ اُنکیس کے لئے
معاوضہ اسکلوں کا اتنا ہی اس ملک سے نہیں ہے اسی لیے اُنکیس کے لئے اسکول قائم کیے گئے۔ اسکلوں کی قدماء
میں پہنچنا اس از بھاگن اُنکیس کے لئے صرف نئی معاوضہ اسکول قائم کرے 100 میں صرف سید شریف، اور یادگار
میں۔

سید الحکم حاکم نے 1962ء میں منعقدہ ایک پرلس کا قفسی میں ہونی کیا کہ اُنکیس کے لئے ایک
کامیاب قائم کیا گا ہے۔ چھوڑ ایک پر چھوڑنے والوں نے اس لئے کہ بیاست کے نہان میں گوکیوں کے لئے اکل کا گلے 100
نسیں ہیں۔ بیاست کے ارقام کے وقت ہماری رہاست میں گوکیوں کے لئے چھوڑ نئی معاوضہ اسکول موجود ہے۔

شروع خواہی

پاکستان میں 1951ء تک کل اگر مردم پاکستان کے مطابق ریاست ہاتھ درگز بھی نہ تھی، جو تھی، اس سے ہے۔ تھے بھی پاکستانی حکومت سے دو چیزوں میں متعلق کرنے والے مسئلے گوں کی شروع و مکمل اور کے مقابلہ میں قابل ذکر صدیکہ نہ ہے، تھی۔ ریاست ہاتھ میں لاکریں کی تضمیں کی شروع اگر خاصی بھرپوری۔ 1951ء کی مردم پاکستانی کے مطابق، ریاست ہاتھ میں شروع ٹارنگی 12 فیصد تھی۔ ولی ساچب کا اعلان ہے کہ ریاست کے ادارام کے وقت پہلی شروع خواہی 20 فیصد تھی۔ لیکن ہائیکورٹ میں اسے مطربے 20 فیصد تک لے جایا گیا۔ اور یہ سب کو ہائیکورٹ کی اکاؤنٹنگ کا نتیجہ ہے۔

پاکستان کے ریاست کے قوم سے قبل جو چیز ڈینی گیا، پس سمجھوئیں تھیں کہ اسی شروع خواہی کی صورت میں سفری تھری۔ 1972ء کی مردم پاکستانی ریاست میں خداوار اور یہی اس سے پہلیا ہے کہ مطلعہ سودت۔ یعنی ساچب ریاست ہاتھ میں شروع خواہی ہے۔ 1961ء کی مردم پاکستانی کے مطابق 12 فیصد تک ہے۔ اسی ساتھ اول صاحب 20 فیصد تک اعتمادیں کی گئیں تھیں۔ تکمیر ہونے والوں کی شتر کو شروع صرف 7.1 فیصد تھی (12.4 فیصد سفر، 1.3 فیصد اور یہی تضمیں کی تھیں)۔ شیری معاوقوں میں یہ شروع 25.3 فیصد تھی (38.7 فیصد سفر، 10.8 فیصد اور یہی خواہی تھیں)۔ اب کوئی معاوق میں شروع خواہی کو صرف 1.6 فیصد تھی (10.8 فیصد سفر، 0.8 فیصد اور یہی خواہی تھیں)۔ لیکن اس سے کوئی خیر اور ہائیکورٹ کی اکاؤنٹنگ میں ایس کام میں انہیں پیار کے اشتمان، بر طائفی اور بعد ازاں ایسی تکمیل پاکستان اور سوسائیتی تکمیل کی دعویٰ میں متعلق تھی۔

10

ایک ناہم قبولی ہے کہ ال صاحب، اتنی طلباء کو جو ان راست س رسول نہیں تھیں، یا کسی فرمانے پر اپنی مدد
کے دھانک دیا کرتے تھے۔ ال صاحب کی وجہ سے، یہ چالے اسے دھانک دیجئے تو حقیقت اسی صورتی کی میں
ہے، یہ چالے تھے مگر پہلے وہ قومی محکومت اور حد علی تھکوت اور انسان، یا اسی محکومت کو دیکھ لیں گے مگر سے باپ
صاحب پر کوئی محکومت نہیں اور اسے تھکوت کی وجہ پر ایک خاص کے لئے استثنائیں۔

بازہ پر قتل کی بھی صورات میں ایک کے باہم کے بھی یہ فحذیا کیا سانے ہائے
غلبہ کے لئے مخالف کی صورت میں استھان کیا جائے گا جن کی نظریں والی صاحب کریں گے اس طرز
مخالف صوبی تکمیل کی جائیں۔ مخالف صرف ان طبقہ مکالمات کیا کرتے ہیں جو عوامی تکمیل کی
والی صاحب نے اس قسم کو صاحب طرز سے استھان نہیں کیا جس کی وجہ سے 1951-52ء میں پختگی لائن
ٹالکنڈ کے بخڑ میں اس میں 20 ہزار روپے کی تاریخی کاروباری قتل آیا۔ والی صاحب نے اپنے بانے میں کچھ دعا
دینے کی کوشش کی ہے کہ جیسے ہمیں نے اس اولیٰ قتل سے دست بردار ہالے کی تھیں مل جسما کو وہ کچھ

کی نہ فرمائیں کے لئے جو کافی نہیں ہے۔ میں نے اسی درجی میں سے کھاٹی کے 2.4، 3.4، 4.4
مشتمل کیا تھا جو پڑھنے کی کہانی تھے۔ جب تک بخوبی ملکی کمپنی کے لئے اس سے مدد
کیں جس سے بخوبی پاکستان کی حکومت سے پورا کیا کر رہا تھا جو کسی کو کچھ کے لئے پورا کرنے کا
مکمل نہیں تھا کیونکہ علمی مذاکرے کے لئے مشتمل کیا ہے۔ وہ میں کے لئے پورا کرنے کا
کام ہے میرے لیے مذکور کے لئے مشتمل کیا ہے۔

مخصوصیتیں، غیبیں سے اس بات کی وظاہت آ جاتے گی کہ حکیمت اس مدارل، قبیلے ہے جو صد بارہ
اور نے کامیاب دال صاحب کی بگ بچا صاحب نے کیا تھا، میراں، تم کو ہون ٹھی۔ نے وظاہت کی ٹھیں
ہے، استعمال کرنے کا بھل بھی صوب پر صکی محکومت نے کیا تھا۔ دال صاحب نے اس بات کی وظاہت کی جس کی ہے۔
مغلی یا اکٹھان کے بکریوں، اولر کے بیان کے مطابق:

”مکھی کے لئے کوئی بھبھے پائیں اور باستحالت کر دیا جائے۔ شہزادوں کے مغلائی والی جادت اپنے صاحبِ حکم پائی جائی کی جانب سے ملکہ ولی خلود پر اعتمادی قلم چینے کا حق نہ ہے۔ حکم پر صاحبِ حکم کی طبقہ میں 1948ء میں ڈی ایکٹ پر مبنی تحریکی مشیت سے موب برداشت کا کام کرنے والی جادت لے سکتا ہے۔ میرزا علی خورسدن، صاحبتِ عصی ایکٹ کی تحریک کی تحریکی میں شامل کی۔

لیکن اس ساتھ کامپیوٹر میں ملٹیپل پرینت ہجاؤ کے لئے مکمل طور پر مدد ہے۔

سادھیں اے پاگر جو بخان ملیں کر جائیں۔
 خوش بآجی کھنڈاں نہ چوں پہنچ دیا جائیں۔ میں اپنے مالک کی سارے کاموں پر
 ہمان پہنچ دیا جائے ملک دے لئے اس سماں تک اپنے بخان کے لئے بستے ہوں گے اس کے خلاف
 تجھیں کوئی کام اسے باختیں کے ہم کے لئے کوئی مضمونی بخان کے لئے استعمال نہیں کیا
 اس پہنچ کا لیل کریا کیا ہے سایہ سر بر سر کی محنت سے بخان اور پہنچ دیکھنا کتنے بڑا سال ہے تاکہ اکن
 براہے بخان کے کوئی بخانی میں سے بخان کے علم کو دیکھنے کے طبق پہنچ دیکھنے کے بعد وہ اکن یہیں اس کے بعد
 بخان ہے، کیونکہ اس کے بعد اس کو اپنے بخان کے سارے بخان کے لئے بخان کے بعد اس کے بعد جو بخان
 تھے، اس کے بعد اس کے بعد ہے۔

والی صاحب نے بیانیں شد کہ اس کی وجہ سے بخان ہلاکت سے بخان ہلاکت کا اکٹھا اکٹھا لے لئے۔ یاد رکھی
 تھی اور جو اس کے بخان ہوئی ہے والی صاحب کی خاتمہ تھی، بخان کی تھی۔ مدد و نفع نے اس طبق
 میں بخان کا اکٹھ کیا ہے، ہستہ دیکھنی جانے والا تم کے بخان کر رہا ہے میں بخان کی محنت، اسی بخان
 ہے۔ اس کے سوچتے ہیں اس سے جان بخان کی اگی والی صاحب نے بخان کر رہا ہے میں بخان کی خاتمہ تھی
 تھیں لے کر بخان کے لئے اس کی تھیں آتے لے کر بخان کو جانے والا تم کے بخان کی بخان کی خاتمہ تھیں
 بخان لے پہنچ لے کے اکٹھ دیکھنے کے لئے بخان جو کہ اس کا تھی اس کا تھی اس کے لئے بخان لے کے اکٹھ دیکھنے کا لزین
 سر پا جاؤ گے تھا اسی نے اکٹھ دیکھنے کا لزین علی ٹھنڈا کر کر دیا ہے۔

پشوپ زبان کی خدمات

رباست سوات کی پاگر از ماہل ہے کہ اس نے پیش کر کا صدر کاری زبان ترقیدیں اخلاقیاتیں میں بھی پیش
 کر کا صدر کاری زبان تھیں۔ والی صاحب کے ساتھ سا سوچی زبان کو اگر کر کاری زبان کی خصیت سے استعمال کیا جائے
 تو بالا صاحب کے ہم کے لئے اگر جو اگر جو کے طالب، اگر کوئی خدایت کے بعد میں نے پیش کر کاری زبان کو رہاست کی
 سر کاری زبان ترقیدے دیا تو اس کی تھی کے لئے اس کو اگر کو اچھی کیا۔ تھی اسی سوچ کی پیش کر کا خاتمہ تھیں
 نہیں لے کر بخان کے لئے اس کی تھیں آتے لے کر بخان کو جانے والا تم کے بخان کی بخان کی خاتمہ تھیں
 بخان لے پہنچ لے کے اکٹھ دیکھنے کے لئے بخان جو کہ اس کا تھی اس کا تھی اس کے لئے بخان لے کے اکٹھ دیکھنے
 سر پا جاؤ گے تھا اسی نے اکٹھ دیکھنے کا لزین علی ٹھنڈا کر کر دیا ہے۔

جن 1937ء سے پہلے رہاست میں فاری کارکاری زبان کے طبق پر استعمال کیا چاہا تھا تاکہ کتاب نمبر 474
 ہمان 1935-1936ء 21-8-1940ء کا 110 ہا کتاب (جہا کل کہہ میں ٹھنڈا سرکش دیکھا دیا
 ہے، رہاست کا تھا کے لئے اس کی تھی، ہے اس کا 8 ہجاشان 1956ء تھی) سے اندازات کی زبان پیش ہے جس

تے صدر سربر 138 اور 168 کی 8 جون 1937 مدارس لے جوے اندیابات پختگیں ہیں۔ جب کہ بے نہ
بزرگوں سے بزرگانے کا تواریخ کم اگر 1936 میں انسان نمبر 399 و 400 میں 1937 مدارس لے جوے
اندیابات پختگیں ہیں۔

پختگی سرکاریہ ان تواریخے کے بعد ملکی اور سری گھر کی مدارس میں بے اندیابات پخت
نہ ان سکیں جو کنٹھر کر کر پانچ ماہیں تک ملک کے اندیباں کی خلاف اسی طرف اور قصل میں کے لئے
میں مدد و مدد مدارس سے جوں ہے۔ اسی مدارس کی تحریکی کارکنی کا سامنہ کرو جائیں تھا۔ میں اسیں کل بھروسے کے
برہم حکومت میں سرکاری اور سرکاری اخراج کے ایمان را بدلنا باتیں ایساں تھے کہ دیواریں گلائیں کے
اور پیچ کر اس تھال کیا جاؤ تھا۔ خدا، اکابر کا اس تھال کے پیچے کے پیچے تھا۔ اس نے پختگی ان رہنماء کے اند
سرکاری اخراج اکابر کے لئے اس تھال میں نہیں تھی۔ جب کہ بڑا خوبی حکومت اور بڑی حکومت پاکستان سے مدد
اکابر کے لئے بڑا جویں نہیں کہ اس تھال کیا جاؤ تھا۔ میں اسیں بھروسہ کر کے ملکی میں جوں کے تھے میں میں کی جوں
زب پکارے۔ سے ختم ماضی کرنے کی وجہ سے فاری، اور اسکے برا جوی پر پکار کر تھے۔ اسکی پختگی نہیں جو تھا
لختے پر میں خودت ماضی تھی۔ اس اخراج پر جو اخراج پر اکارتے تھے۔ اب تی کل مدرس اسی کی پیشگوئی کا نتیجہ
رہیں۔ خاص اور جو ایک دیا کرتے تھے پھر اس کے دیا اسی میں اس کا اخراج اس کے دخولی اکابر
اکابر سے بگھریں جو دریہ میں پانچوں نے دھکا کیے ہیں۔ اسی میں سے بھل کر اندیماں کے بعد اندیباں
رم میں کھو دیا گیا ہے اور اندیباہر توش و اشتوں پر پھر خاتموں ہیں ان کے دیے گئے جو ایک دیگر شکل میں مدد
و اندیماں جو اکابر کے تھے جوں پختگی تھیں کیا جاؤ تھا۔ اخراجات سے ایک کل اکابر کے لئے ان کے لئے ان کے لئے
زہان اور جویں جب کہ قسم اور حالت کے گھر میں کوئا مکون کی زہان بڑا جوی ہے۔ اس سرکاریہ رہنماء اندیماں میں
اکابر کا اخراجات میں ان کا کل ایسا ذاتی خطا کی اعلیٰ مرتبہ تھبت کے ہم اور جوں میں ہے جو اسی مدارس۔ جب
ہاسکل سرکاریہ زہان پختگی کیجا گیا۔

انداختی، سرمایہ اور مدد اور سادہ تھا۔ زہان میں ۱۴ بیتی تھیں اور ۱۴ طبقیں تھیں اور انہاں سے مادری تھی۔ پہنچاں
اس سرکاریہ کام میں سالی زہان کی پر پختگی مدارس کے دلخواہی ملکیاں کر دیا گیا۔ اپد۔ ۱۹۵۱ میں سرکاریہ سمجھی
شروع خودتی کے لئے تھی اور پیر تھر اخراج۔ اس کی خودتی کا سرکار، اسٹے جو اس کا کوئی کاری خافت خودت
تھا۔

بھتی کافیں ہیے کیلے اس اخراج اور زہان کا اخراج اس کا پختگی میں تحریک کیا گیا اور اسکی شان
کر کے لوگوں میں سلطت اٹا گیا۔ کوئی کافی پختگی میں تھیں جسیں ہیے اس اخراج میں جب سرکاریہ کی اخراجات

بیان فکر، تاکی کی تحریر، پوچھتے ہاتھ ملے آمد نہان کی اور قریب راست ساتھ دے دیں جیلیت اپنے اپنے ہاتھ
درست سیاٹ کیلئے اپنے اپنے اپنے نہان بخداہ سا سب۔ اسی طرح، ملائی تھی پر پختل ایک کا پہنچنے والے
وہ سنبھال دیا۔ ملائی کو اگر نہیں کہا۔ کہا جائے؟

پیر محمد رہنی تھیں میں ذریعہ نعمت پرست ہمیں تھیں لیکن بڑا فارغی بخدا بخدا انجیم با انسان میں
ماگیز یہ تعلیم پیاس کی رائج تعلیم اور اس کا اعلان اور شباب خلک کے گرد صورت پیدا کرتا۔ ۲۰۰۰ انہوں نہ اتنی
مدرسیں سے مدارس نہ ہوتیں، اسی وجہ سے میں کبھی دعویٰ نہ کر سکتا۔

مختلیات

پاکستان میں 1895ء میں نسلی چڑیوں کی تیام گاہ کے بعد دنیا ایک بڑی خلائق کا انتقال کا تم کیا کیا جائیں۔ اس سے ملک کی حکومت کی سوالات ہم پہنچائے کے لئے کل ایک اور موعد جوں ہے۔ اگر ہماری تحریک طلبان ہر یونیورسٹی پر
کرنے پڑے۔

بچہ بول کر لے

1915ء میں، بادشاہی کے دو دہائیوں نے اور 1917ء میں مجاہدین کے انتصار میں آنے کے بعد حکومت کے عہدکار ہونے تھے جو کہ اسی حکومت کی بدوہی کا سامنہ کیا گیا۔ اسی عہدکار ہونے کی خواہی میں 1927ء میں، بریتانیا کے سفیر نے اپنے سفارتی ادارے کے مکان پر ایک اعلیٰ افسوسی کا اعلان کیا۔ اسی اعلیٰ افسوسی کا اعلان کیا گیا۔ یہ اعلیٰ افسوسی کا اعلان 1927ء میں، بریتانیا کے سفیر نے اپنے سفارتی ادارے کے مکان پر کیا گیا۔

”مال میں سہ ریک اچال کوہے۔ لہنی خوشیت اچال لانک کے پانڈا سب مند برخی کے لئے
اچال میں کارن ملر کاپے پانڈا سب مند برخی اچال کے کریں ہے جیسے۔ ان کا تیل بے کر ملر، قمٹے خی
کوئی کے لئے اچال ملکتے گیر کریں گے۔“

حکومت کے فرمانے کے لئے جو اعلان نے مثالیں مردی میں کی تھیں اور حکومت کا اعلان کی کہ
سوسائٹیز میں قائم شدہ ایکسپریس کاموں ایک خود حکومت کے ساتھی المان کر دیا جائے اور یہ کہ وہ ایکسپریس کے علاوی
تعلیمات، پختن اور ریگلیف ایکسپریس کی بدلیں قائم بخش کرنے کے خالیوں کی پابندی پر خاصہ ہیں۔ مختلف برکاری
ایکسپریس میں تفصیل خدا اکٹ بات کے بعد 20 اپریل 1929ء سے اس المان کی ایکسپریس دے دی گئی۔ ختنی سب

اسخت مرین نکام کر آئی ایکھڑی کا زیر ہاتھ شری ز پھری سہو مٹریں میں تھرے کیا گیا اور یہاں تھری کا اولی کی می ضرور، یا بت پھری کی جائیں۔ پھریوں اور پٹکن کی دسیں ہری جانتے والی رنگ کو باپا صاحب کی درخواست پر بعد میں سلف کر دیا گی جو کسی اس کی طرف سے کی جانے والی ان سماں کی موصلہ بڑی کی جانتے ہوں اس نے ایک اچھے خرچی اچھال کے قیام کے لئے کی چیز اور بس پر اس نے ایکی خاصی قم طریق کرنی ہے۔ جب ڈاکٹر نکام کو کی تجھہ تری کے تجھے میں اس کی تکوڑا اور دیگر مرادات میں اضافہ کا سوال لایا تو ریاست نے ان سب کا لیکم کرتے ہوئے ان کی خدبات کو جاری کیا۔

1947ء کے رہاست میں تین اچھال (بینل سخت اچھال، سیدھریف اچھال، اور ایک ذاگ اخیر میں) کام کرنے پڑے۔ مروں مارکوں کے لئے طاریہ طاریہ اچھال قائم کئے گئے۔ بینل اچھال مروں کے لئے اور سیدھا اچھال امریک کے لئے تھا۔ جب اکثریتیبھر مدنے گل کھٹک اسیہاں اچھالوں کی برداشتی خصائص طبعیہ اچھالوں کے اس طبقہ کام کر دیا۔ اکثریتیبھر اٹھانے اس کے لئے پروپرانی قیمتی کاموں کا حصہ اچھل ڈالنے کے لئے کافی نہ تھا لاملا جو دشمن تھا۔ اکثریتیبھر مدنے گل میں کھروںکل کا جدید یا اس کے کردار میں، رہاست میں ہو تو الیا ہا سکا تھا۔ جس طرح خطرہاں نے، گھر شہریں میں مظہر افراد، ان رہاست سے کریماں ہاتے۔ ملکم کو اسی اکثریتیبھر اٹھانے کا نتیجہ مکالی ہے۔

ان بھروس اچھاں میں کل 140 ہمسروں کی خاتمہ ہو گئی۔ ایک سوچ تھا میں جو اپنے مریضوں کو کی تھا، اس پر مدنظر سامنے کی کمیں کی طبق فراہم کی جاتی تھیں۔ 1954ء میں سینال اچھاں میں کل 483052 ہلاکتیں کیے گیا۔ جبکہ اورہاں جوہر کے مریضوں کا بالکل مختلف علاوہ کوچھ تباہ کروالیں مریضوں کو کیا ہوا ہے اسی ملتوی فراہم کی جاتی تھی۔ سماں میں جہاں زیب و اونکی کرنے کے لئے بھروسے کی قیمت کے لئے اچھاں میں اپنے کھریاں کے قیام کے سلسلے میں کوئی پتیں نہیں ملیں گی۔ اس کی اپنی تحدید اور میں میں ہمسروں کی تصادم جوں کی تھیں اسی پتیں نہیں ملے۔ جبکہ کے مطابق 1958ء میں اچھاں 17 ہمسروں میں ایک کرکٹ میچات اور 22 ہمسروں میں اپنے کھریاں کے مطابق 1954ء میں اچھاں 567 بے انتہا اسے اپنے ہمسروں میں ان کاٹوں میں بھبھ کر جھوٹ میٹھاں اور 1968ء میں اچھاں 811 ہمسروں پر مشتمل 16 اچھاں تھے، اور 45 ہمسروں میں۔ اس کے مقابلے میں اپنے کھریاں کے مقابلے میں ایک ایسا بھیک اور مدد جعلی محنت کے مرکز تھے۔

شروع میں اگر اندازہ بھیت کے حوالے اکتوبر کی کل جمعتے تھے پہنچانے والے اخیر ہوں کی مکمل کاروبار کی پہنچانے والے ہوئے تھے اکتوبر کی مرطوبیت کا اسی لئے بعد پہنچانے والے کافی انتہا منبھری گئی کہ بے کار

ڈاکٹر یوسف احمد اس کے حوالے ہیں۔

محنت کا شعبہ

محنگان ڈاکٹر محنت کا سر برداشتی اور اپنے قلمیں اس طبقی کوڑی کا کام کی جنہوں پاٹھکی بندسید شریف پہنچانے کے طبیب اپنی پیلے ٹھہر کوڑی پر اکتوبر مطہر انجام دینے تھے۔ تاہم اپنے ڈاکٹر یوسف اس کے ڈاکٹر یوسف کی گرفتاری اور ان میں مدد کی تجویز اسی اسی کی نہ ساری تھی۔ ڈاکٹر محنت محکمہ زندگی میں پہنچنے کی وجہ سے اسٹاف ڈاکٹر محکمہ زندگی کی وجہ سے اسی مدد کی کر رہا تھا۔

محنت کی خدمات کو باقاعدہ بنانے کے لئے اقدامات

ایک محنت کی خدمات کو باقاعدہ بنانے کے لئے فرمان چاری کیا کیا کرنے اور اپنے ملکی اعلیٰ اوقاف کا کام
کروانے اور اسکے مقابلہ کے حق تھے جانتے والے پہنچاروں کے تحریک سے وہ کام کے احتجاجات کو پاس نہ کیا جو
اکٹھیں اس کام کے مقابلہ کے حق تھے جانتے والے اپنے اعلیٰ اوقاف کے پہنچاروں کا فکر کر رہا تھا۔ اس
مطہر پابندی کے خاتمہ عربی میں اعلیٰ اوقاف کے خاتمہ مطہر پابندی کی۔ مطالعہ کے اور متن مطلوب بابت
کے حوصلے میں، ڈاکٹر یوسف اس کی صداقت میں ان کی اس احتجاج کو کریں چاہیے۔ میر سعد یادو سعیہ نے قریبی حلقہ میں بحث
کی تھی کہ میر سعد کی صداقت میں اعلیٰ اوقاف کا کام ہرگز انجام کریں گے۔ میر سعد یادو اس کو چھوڑ گئے۔
ہاؤں کی مدد و مکافہ میر ڈاکٹر یوسف کے سمعانی میں اعلیٰ اوقاف مددی کرتے ہوئے ہاؤں کی مدد آپ سعیہ 100
دہائی روپیہ کو کا اقتدار ایک دس بارے فرمان کے طبق جوں نے پیچھے کا نیکت نکرو ایک دوسرے فرمان کے گھر کو اس کے
کی نہ کر پہنچ کا مرغیلہ اسی تھا اسے 50 روپیہ جو ایسا اس کو چھوڑ گئے۔

۱۰۷

میاں کے بعد 1940ء کے تمام اخراجی تحریکات کو راستہ ہے، اس فاصلہ کو بیان سے اس کے اقتدار کو درجہ اعلیناً جو ملکا قریبی اس نے اپنے طور پر ذمیں مطمکن ترین کے لئے بھی اٹھا لی۔ اسی طرزی سے اس نے میاں کی جوان ایوب کے مددوں پر بت کرہے (ایوب کہہ) کے حام ہر 1943ء میں ایک دارالعلوم قائم کیا۔ دارالعلوم کے لیے اسی مذاہم پر تحریر جعل جوان ایوب ساختہ ہے اور اسی قائم ہے۔ ایک تھکہ دارالعلوم اس سنتھمی کی صورت میں موجود ہے۔ بدھیں دارالعلوم کو اسی کردار کے مقابلے میں ایک تھیں اس سنتھمی میں مغلیل کرو کر کیا جوں تھیں کہا جائے گا۔ 1945ء میں پاریائی کے حام پر اس کی ایک تھیں اسی کی گئی۔ ان سالوں میں اگرچہ سے حد ترقیاتی تحریک اور اتفاقی تحریک کے مقابلے میں ایک تھیں اس سنتھمی میں مغلیل کرو کر کیا جوں تھا۔

طلب کے رہیں کہن۔ کتابوں اور اس کے مگر اخراجات ریاست حکومت پر بناشت کر لیتی ہی۔ اور جو سر اعلاء،
درست کے (اعضو) رہا اس نے تھے خوبی ملی کچھ ہیں اور
”میں جس ایک جائیدادیت کے اکٹھ میں کہتے ہوں اب تھے۔ ایسے اکٹھ میں کہتے ہوں اب تھے۔ میں اپنے کام کے
تھے اس کا ختم ہے اور اپنے مددگاری کی سر اعلاء ہے۔ میں کوئی بڑی ایسی کامیابی کے باوجود اس کے ختم
کے نہ رہ سکیں اسی مل میں لے۔ (جس کے) پختہ ہے وہ اپنے مددگاری کے ایک ”کمال“ میں کوئی خود
اکٹھ نہ رہ سکتا۔“

در المطہر کا خاص باری صرف اپنے سلسلے میں اسلامی (بھی اک عدایتی میں نہ کہے) احادیث کو تفسیر آن
سلسلہ تقدیر کرنا ہے۔ خطرناک، بخوبی، بخوبی مانتے ہوئے اور دینہوئی سماں کے بارے میں کوئی سمجھنے چاہیا
چاہاتا ہے۔ ان کی ساری خصائص کب ترمذی صدی یا اس سے بھی پہلے کوئی سمجھی جوہل تھی۔
کوئی نئے اسلامی ترمذی میں اسی کو ختم کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے ایک خوشی کے درمیان استاد کے ٹیکل کو خیر

اسلامی تحریر اور انگلیس سے پہلا بین الاقوامی نژاد کے مدد پر استاد اے ٹھنگی کی جانے والی قوم کی حدودی کی کوں
اویجھے، محنت سے حفظ پذیر گردانہ میں امداد کرنی گئی۔ اسی طرح جو وہ گئی کے موقع پر کی جانے والی قربت
کے بعد سے می خانہ بیٹھنے کے لئے گئے۔ جو کہ اکابر اگلی تھیں اسی طرح اپنے دیانت سے رہنے والوں
کرنے کے لئے اسی طرح پھر چون کام آسان ہاتے کی نا امدادی ایں کی مدد اور جعلی کے لئے آتیں۔ وہ یہ کے
ہم سے ارادتوں میں ایک کتاب مربوب کی گئی۔ اس کا ۲۰۰۰ روپیہ کی مدد اور جعلی کے نام پر کام کیا جائے۔ اسکی زبان فارسی
بنتے رہتے مہاری کی وجہات پان کر لئے ہے میں اپنے اس طبقہ میں اپنی ڈاکتی کا عروض کرتے ہوئے۔

کہا ہے۔

”دریں پاہو گئی کوئی چاہتا تھا کہ صاحب کی مدد اور اخلاقی مدد کے لئے کیا کروں۔ جس مدد کے لئے میں بھی
خالی ہوں، میں کوئی امر کے لئے مدد اور کوئی کام کی کردار ایسی اخلاقی مدد کے محتاج کر رہا تھا ہے کہ
اٹھبائیں مددیں بخیں۔“

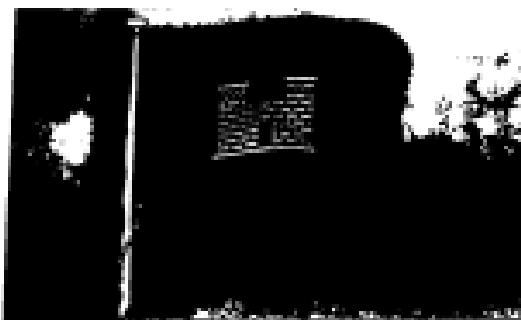
درالحلتم کا قیام بیان گی جو ان رہب کے مدد سے مل میں آتا تھا۔ اس کا یہ اخلاقی تھا کہ اس نے اسکو
برداشتی طبقہ مان کے ساتھ گئی پاکستانی سی حکمرت کی سریت میں مانگی۔ اس کے قیام کے ساتھ معاشر ہاتھ
بھٹکی۔ ۲۰۰۰ روپیہ کی مدد پر قیام کے لئے قیمتی ادارے ہاتے گئے تھے میں اسلامی قبیم کے لئے
کام کیا۔ اس کو بھی مدد دیا گیا۔

ستقل بندو بست اراضی

بمنفرد اور منفرد قبائل پر درمیں مدنی صورتی کے آخری ریاستی صورتیں کامل کے قریب و جوار سے جھرت
کر کے آئے اور قبائل طبقی مردمی صورت کے بھنٹ مذاقون پر چاہنے لگے۔ جوہری بندو بستوں کی تکمیل پر ان میں
باکھڑا ہیں جگنوں کا ایک طبقہ بھر کیا۔ ہم نے بندو بستوں کا ایسے کامل بھنٹ کے کیا اخراج سے مدد و قابل
کیا۔ میں مدد و مدد نے کے بعد اس کام پر بدبوب کر جسے اپنے بندو بستوں پر بن کر کام کا کام
کر رہا۔ اور جس اس اراضی کے پکنے کا نہیں تھا تو اس نے اپنے بندو بستوں پر بھی اور ایسا۔

روایتی قبیم اراضی نظام

جیفری خالق کی بمنفرد ایک سر رہائشی ایک نے قبول کی لائف شاٹوں میں باہت دیا گئی تھیں



دریا صہیل کا ابتداء پر شکر پور مدنگاری کے بعد سے بندہ پرچم اپنی پوچھتے ہے۔

(جتنی دنیا ملتا ہے، 1963ء)



کوئی نہ 1956 کا یہ شکر۔ 1990 کی بات کے وہ میں اب تک سے پہلے
پرچم یادگیریات ملکہ کی فراز



ہالی صاحب کی رہائش گاہ، جس کا شریف نکا ایک شکر۔ پرچم چورا کا ایسا بیان

جنگل میں (ستامانیا ملتا ہے، 1964ء)



فیضان کے بعد ایک دن (1987ء) پر شہر کو خوشی

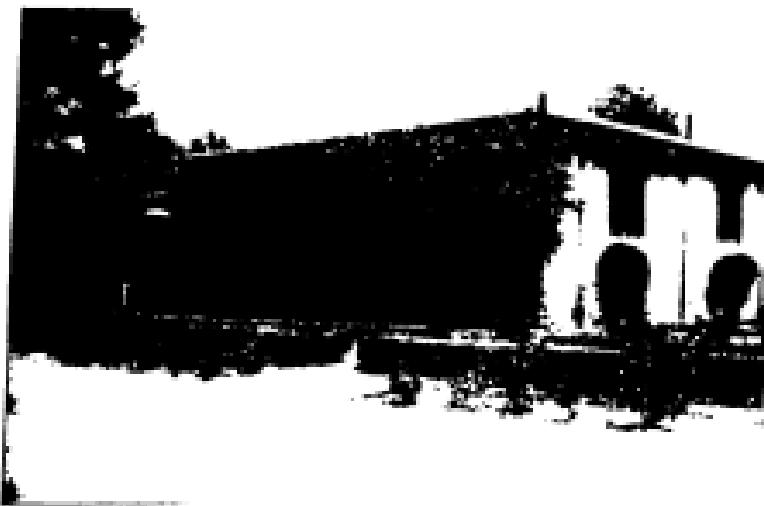
شہر کو خوشی



بہمنی سے ایک دن (1987ء) پر شہر کو خوشی



فیضان کے بعد ایک دن (1987ء) پر شہر کو خوشی

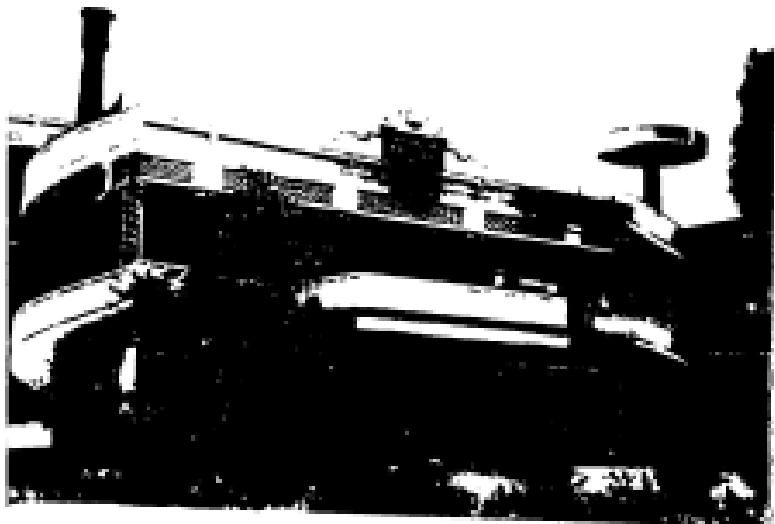


۱۰۔ اسلامیہ کی کلیتی تاریخ کے ایک حصہ اب صرف یونیورسٹی میں رہتی ہے (2005)۔

ڈاکٹر ڈنیلیز ایم اے جیپ نیشن



سونا گینوں کے ساتھ کامکار (2005)۔ ڈاکٹر ڈنیلیز ایم اے جیپ نیشن



جہالتی کا ایک نمونہ (2005) جو کوئی بھی کوئی نہیں پہنچ سکتا۔





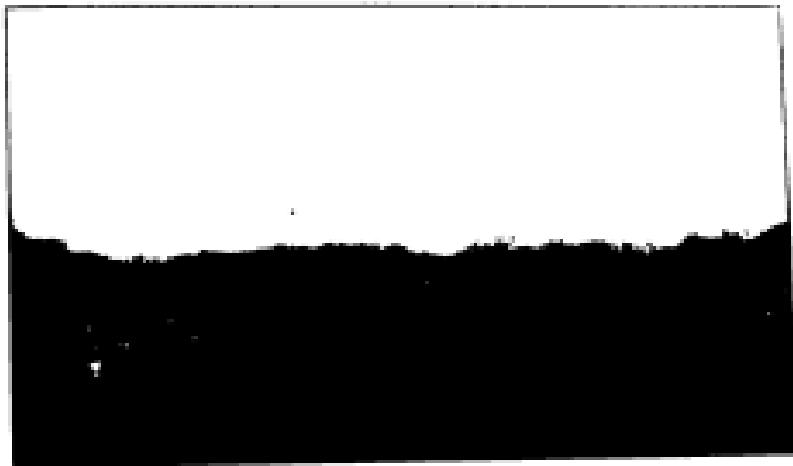
دویں شرکتی بانچا صاحب کی تربیتی قیمتی کوئی نہیں۔ پشاور یونیورسٹی میں اپنے
مناسک ساخت (1954ء)۔



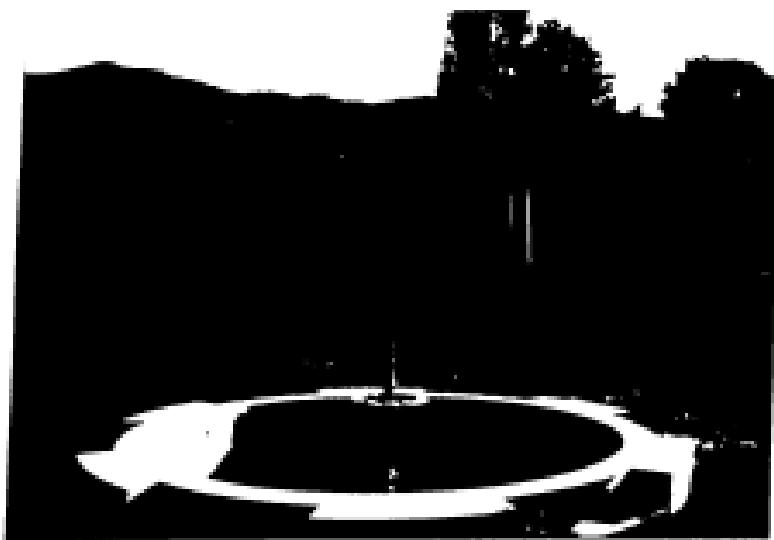
دویں شرکتی میں دوائی بانچا صاحب کی تربیتی کامروں میں کمپ میں
پشاور یونیورسٹی میں اپنے مناسک ساخت (1954ء)۔



ٹانکر پسندیدہ ملٹیپل کار بیویں نے اپنے ایک دوست کا ایک ایجاد کیا تھا
(تیرہ بیجتی صدیقہ، 1963ء)



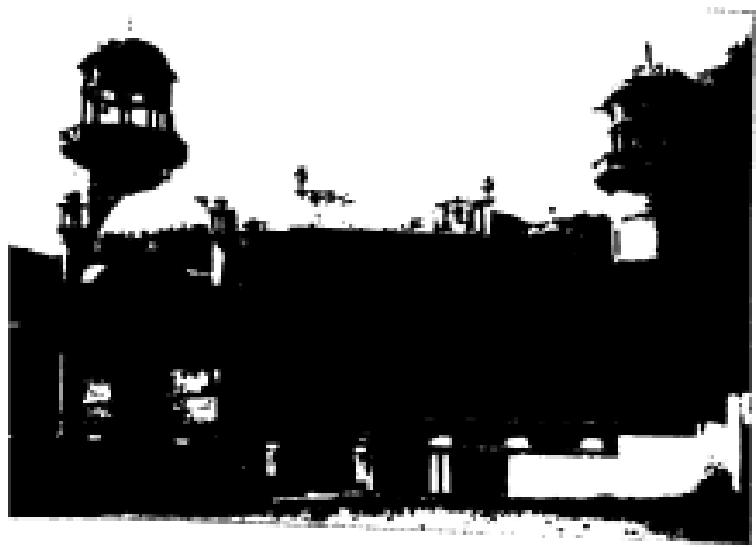
کام کے لئے اپنے پاس سوتھی پریاں تھیں (بیانی)، اگلی 1928ء میں پہلی بھارتی خاتون کی
ٹینی بیٹیوں کی اپنے سوتھی (بیانی) میں آئیں۔ اسی وجہ سے، 1940ء



دہلی صاحب کی رہائش گاہ مسجد شریف (2006ء)
پنجابی خانہ (پونکت ڈھونڈنگی نو ٹاؤن) (جیف آئی ٹک)



دہلی صاحب کی رہائش گاہ مسجد شریف (2006ء)
پنجابی خانہ (پونکت ڈھونڈنگی نو ٹاؤن) (جیف آئی ٹک)



چشمونیوں کے ڈھانکے میں ایک دیوار (2006ء)
بھرپورہ ڈھانکے میں ایک دیوار (2006ء)



چشمونیوں کے ڈھانکے میں ایک دیوار (2006ء)
بھرپورہ ڈھانکے میں ایک دیوار (2006ء)

پاٹی تیر نہ بیجی مفرائی آب پلیں، قریب اور قابلِ رسائی ہے پونچھے کی جو سے بخت زبان افرانیں بوجوں تھیں۔ پس لے اس ارادے سے کوئی کوئی سمجھنے سے بکھار لانے والے افسوس نے کوئی سمجھنے پر تکمیل رکھی تھی ایک اونچا کام خدف کر لایا۔⁴ بس کے طبقیں پر تکمیل (بلیں) امارتی خواہیں ہیں ایک سمجھنے والے کے ہوئی تھیں۔ اس وقت کے گزرنے کے ساتھ زندگی کے مکان کے درمیان زندگی کا باحال ہوتا تھا۔ اس کے لئے صورت (قریب) اور ایسا (تکمیل) کے لئے مثال کے ہاتھے۔

ہر قریب میں کا مطلب تکمیل ہے جیس کے لئے یادوں کو تجویز (پالانست) کیتا جائے۔ اس کام کے قبضے میں کوئی شاخوں کو تجویز نہ کی دلیل شاخوں کے درمیان اذل اذل کے قابوں کے تحت اس کے احتوں میں 10.5% 10 سال کے ہوئی تھی۔ اس وقت میں کیا دلیل شاخوں اپنی مختاری سے اذل کر سکتی تھیں۔ اماں کے درمیان جعلیت میں کا طریقہ کا ذصورت یعنی قریب مادہ ایسی تھی۔ جو تجویز میں باحال کے موقع پر صدارتی مختاری میں اپنے اپنے صورت کے مطابق کے گرد میں خلل ہو جاتے تھے۔ جو کام میں موجود تھیں اپنی ذمہت کے مطابق اذل درجاء کر سکتی تھیں۔ اس لئے صورت میں اس کی تجویز میں طریقے کی جائی تھی کہ قریب اور تھان میں ان کی خراکت کیا جائے۔⁵ اس تکمیل کو زندگانی (رساں کی تکمیل تکمیل) کہا جاتا تھا۔ قریب میں اس تکمیل کی پوری تفصیل جو کیات کی صورت اپنی خدا کا اپنے خرچیں میں کھوڑ کر لی جائی گئی تھی۔ کہ مدت بڑے ساتھ کھوڑاں گے کہا جانا اور اس کا کوئی ایک نیوگی موجود نہیں ہے صرف ہم موجود ہے۔ خدا

خان ننگ نے سرمیں صدی میں اپنے مددوں دلیل شریں اس کا جواہر ہے۔

دوہ کوارہ دی پہ سوات کی کہ علی دی کہ جلی

سخزن د دروزہ دیے بہا د فر د شبیع ملی

تر جس ساٹ میں کارہ سے غلامہ ہو جیں۔ الخی مدد چون کا اگر ان اسٹلی کا اختر۔

اس شعر کو یوں لکھی کہا گیا ہے۔

پہ سوات کیے دی دادوہ کفرہ جلی

بو سخزن د دروزہ دیے بہل د فر د شبیع ملی

تر جس ساٹ میں غلامہ دست کے دھریں ایک دین کا اگر ساہنہ راشٹلی کا اختر۔

1858ء میں سکر راول نے دھریجی کے کی توکی حاشی کے لئے قدمہ کے ایک باشندہ کو بھاڑا۔ اس نے پہن وادیِ جہانِ اماریں کا سہلی خیپ نہیں ہاں۔

رواتی نظام و لش کے نتائج

ہمارے گھر کی کام تکمیل کے لئے بھی کاربز ہاتھی ٹھنڈیں اس میں کوئی کام کے نامیں نہیں ہے۔ اے

نہیں مل سکتے اس کا علاوہ لیے جائے گئے ہیں۔

فرمول میں تک (جس نے سرمومی مصلی میں حالت کا دید کیا تھا) نے اس نظام کے خلاف اور اس کے برابر نہیں چان کیے ہیں۔ اس فراز نظام کی وجہ سے جس طبقہ زندگی کو ثابت کیا گیا ہے وہ ایک ہے اور کبھی بے کار قدرتی کے دریہ میں اسال اپنی الملاک سے ہاتھ دھینچتے ہیں۔ اس طریقے پر فرمودی طاقت کے استعمال نے اپنے اپنے بول آؤ درجے ترینے ہیں۔

وہ ایک طرح سے ماند جاؤں ذمہ داری کرنے تھے اور اسی دعائے درخواست کا خاتمہ ادا کیا جس اپنا تھا
ہمنے کے لئے چار بھی بڑے تھے اس طرح ایک طور پر مل پڑا جس کے لئے کسی جاگہ کا ذرا نہ تھا جا پڑ۔
ہباست کے اسی اسی اس بھی جس ادارہ کی راستے پر ہمیں تسلیکی وہ شامیں اپنی خلیل اور ستر غسل کے
دو سالیں بھی ہو گئیں۔ اس لیے کہ احمد قطبی، ملی (حسم) ملٹری کے افسوس ایڈیشنل ہسپتھسپتھ کے لئے چار
ٹینک تھے جنہیں نے 18 فروری 1919ء کو اس پر اعزام کیا۔ بڑے مٹلی شامی نے بیک بی بی مل کے ایک طور پر
ہدایت حملہ دیا اور بقدر کر لیا اور جس سے با اٹھی کاٹاں دیا۔ بڑی بڑی بڑیں کا سامنہ ہوتے ہے میں ان میں

بہادری کے خلاف ہو گئے۔ ان طرف یہ کھاڑا نے اپنی بیکاری پر ہدایت کیا۔

روایتی نظام و شیش کا خاتم

بہادری نے اپنی بیکاری سلطنت کرنے کے بعد اس کام پر اپنی اکتوبری کی روح میں ایک جنگی ناچ نزدیک نہ
ہوتے سلطنت کا چیزوں اور اس سلطنت کی صورت میں بھی سمجھی گئی۔ اس سلطنت کے اپنا صاحب کے اتنی خوشی و خصوصی کا
ظہیر کرتے ہوئے کہ اپنا دنیا بیکاری کی خاتمت کا حکم بخواہیں تو اس کرنے کے لئے اس نے اپنے جنم کی
اسلامات کو ختم کر لیا۔ یعنی، بیٹے کے اس بھائی کا اس جس سے اس نے اپنے بھروسوں کو بیویتے ہے اس نے
زینوں سے بے حرمت کر دیا۔ جب کہ اپنے اولادوں کا اس طرز فخر اور بیویتے کے لئے اسی طرز میں زینوں
کی خاتمت ہے کہ اپنے اپنے اس کے ذوق خاصہ کو اپنے سر برپا کرنے نے بھول کر اپنی سے مستقل
خدمت کے سوتی پر اپنی اپنی پستہ خدمت سے کام لیا۔ ایک سلطنت حقیقی بھی اپنے اپنا صاحب کے نام نہ فراہم
کر سکتے۔ اس سفہ کے ساتھ اپنی علاقوں میں اس بات کو اپنے ساتھ کر دیا۔ اس نے اپنے ساتھ ملک کو
بھٹک کر اپنے کل کی اراضی سے بے حرمت کیا۔

اپنا صاحب سے خوبیوں کا نہیں جان کیا گیا ہے کہ

"مرہ بکا ہر کی خدمت فی رہ بخیر بخیر، تیرتھ سفر خلیل کی صورت گھے بھیں کے بہر، نکھل کھی
تھا کر قام بہائیں کی جگہ کام ہے، جب تک سر برل کل خدا ہے، خدا کو اپنے عازمی کی اسی ماری تھی
بجاتھا اس کریں اسیل کی ناخواہ بکاری میں بھی گھی گئے۔"

اپنا صاحب کی سعادت کی خوشی اثاثت میں جان ملائی گئی ہے۔ اسی بخشاد پاکی کی کھتے ہوئے کہا گیا ہے
کہ اپنی بھاری بھر کو اسداروں کا پوری طرح احسان کرنے بہت سی میں نے خدمت اراضی کے ساتھا رہی تھی
اُن کرنے میں اپنی تباہ ہوا ہے اپنی صرف کر دی۔ اس سکے اصرار پر اخواتیں بھکر دیا جائیں گے۔ یعنی بخوبی سے
نکھن سافن لپھن کی جلتی ہی۔ میں نے اراضی اسلامات کا پورا گرام لیا۔ ان مہاگل اسلامات کے بارے میں اس

لکھا۔

"اُن سچھوڑوں صدر پر اپنے جگہ بھی بھاٹا کے لئے گئے بے صاحب، اکاؤنٹس کا صاحب، اکاؤنٹس کا صاحب،
بے خدا کو بھرنا، بے خدا کو اپنے صدر پر اپنے اکاؤنٹس کے لئے گئے تھے۔ اسی بھی تھی تھیں کوئی خروجی، اسی میں سے سلطنت کی قویہ، اسی
دوہن کے ساقوں پر اپنے اخواتیں کو دیکھ لیں، اسکے بعد اسکے دوہن کی طبق وہ میں تھیں اسی دوہن پر اپنے اکاؤنٹس کے

ایسا صاحب سے خوب بہو دیشی مسئلہ بخوبیت داشت کیا اس شمار جگہ کر لے کا سو معرفتی گئے
برادر حاصل کیا۔ حالانکہ وہ ایک سکھ تھا جو اپنے بھائی کا بھول صاحب نے بھی اعزاز کیا ہے کہ اس میں نہیں
بودھیں لے گئی جو طریق سے شبہ بہو ایک کر کے ان کا ساتھ دیا۔ پھر ایل ریاست میں اس کا ہم اٹھل کر لے گئی
لے لی گئی۔ ایسا صاحب جان کرتے تھے۔

ستل و میل کے ساتھ سات اسی نظری کی پردازی کا حزن ایسا اور غریب صورت تلاشات میں اور جزو، گمراہی
کو دیکھ لائے۔

ستھل بندوبست اراضی کب ہوا

اس میں تین بھائی صاحب اور ایک صاحب لطف خان تھے جس کے نامے اسی میں آملاہانداز 1930-1932ء، ایک 1928ء، ایک 1926ء تھے۔ ایک صاحب کے مطابق اسی کا نام ایک میری دیوار پر ملکیت تھا۔ میری دیوار پر ملکیت تھا۔

۱۹۲۶ء میں اورل جائیں کرنا ہے کہ اسے تباہ کیا ہے کہ روانا (Mind) ہمیں دیا گیا اس
دوشی تجھیں راضی کی صیغت سے بیان کرنے کے لئے کہتا ہے۔ اس طرح روانا دیکھتا ہے کہ اس کا مکان آنار
کر رکھا ہے۔ جب کٹال خریل مر جوبل خلیہ اخڑی (سیاہی) میں تھی ۱۹۲۵ء میں پروریت ہے۔
”ہمیں کی بہادرانہ سے اس کے قابوں کی سرکردانیاں الیں کے خاتمہ مدد کیا ہے؟“ کہ قابوں میں طرف
ساخت کرنے والوں پر

زیل شاہزادی کے اپنے بھائیوں کے لئے کامنے کے طور پر اپنے علاوہ کرے
انے اپنے اولادی کا تینوں اپنے بھائیوں کے طور پر اگر کام ملے تو انکی کام کر لیا جائے گا۔

اُس بیان سے مگر اندازہ ہوتا ہے کہ یہ لیگ 1925ء میں شروع ہوا اس سے اپنا صافی کی روزگار میں دلی

گل دست 1925ء میں تھی۔ جدنہ اکتوبر 1929ء میں بھارت کے برلن میں ایک
کانگریسی نمائندے کے زیر انتظام تھمہ رضا خاں کا قاتل مصطفیٰ علیؑ پر
کامیابی حاصل ہوئی۔

ستھن جو اسے تحریکیں مارنی شروع میں کوچلی بیان سے نہیں کیا جائے کہ ۱۹۷۰ء میں
گروں میں کسی کو تحریکیں اس سطھن نہیں پڑتیں بلکہ کوئی تحریک کرنا کیا ہے اور گروں کی تحریک اسی دیرہ
کا نتیجہ کرے گا اور اسی دیرہ کی سطھن تحریک کیلئے خلق ملک میں مختلف اوقات میں کئی بہت
حد میں کیا گیا۔ بعض ٹکٹکوں پر آئی کامیابیات کے اعلیٰ میں سے ۱۹۷۰ء کی بہتی میں سراہبیم، راجہ پر بھل
دیتھن میں ۱۹۸۰ء کی ربانی عزیز ٹکٹکوں پر

۱۰۔ اپنی جس کاچھل اس حکم دلیل کے تحت بنا رہا تھا، مگر (آخر) اس حکم کے اتفاق درجن
۱۱۔ ص۔ ۲۰۷ کا کہا تھا میں کیا اپنی ایسی حقیقت جو مردی خاہ دلیل سے منسٹھی تھی۔ اس حکم کی مرضی کو یہی
کہ بجا تھا قدر، اسے شیخ لی کی تکمیل میں نہایت حکم کے لاگئی کوئی تغیری نہیں کیا گی تھی تھے سب میں مادر، صاحب زادہ اور
گزینہ دلیل نے مرتداہ سیرجی کے پڑے میں کہا ہے۔

”اگر ایک کوہ صحرے کا خداوند سیکھنے کیلئے اپنی قلچیں کیلئے کیا فنا کے ساتھ مانگ کر پہنچا تو، تیر کی جگہ،
سینے کا سارہ نئی آنکھیں پہنچل کے لئے کیا کیا ساتھ مانگیں کیا کیا۔ وہ سادھی نہیں کہ احتیل اگلے بھر جاندے
ہے، اور تھانہ میں پہنچاں کیلئے کہ کہ کہ ملکیتیں اُنکے دہانے پر ہو جائیں۔ ملکیتیں دہانے کا طبقہ ہے اسی کا طبقہ ہے تم
کو سلطنت فرمتے، اس کا باتیں کی اکابر ہوتے، اس کا فخر۔ یہاں اسے سلطنت خدا تعالیٰ کیا کیا ہے مگر کم برداشت
سلطنت، اس کا بیان شدید کمی ویلی اکابر۔ وہ سیریز میں تھا تھا ہے کہ کامیابیمیں تھے تھے، وہ سلطنت کی وجہ پر اسے
مردے ہے تھے، ملک شدید کمی ویلی اکابر۔“

ہزار اس کڑنگل تیزی (حسم) کے دت کڑنی راشی سرین کے سارے پتوں پیش کیا کرتے تھے۔ ان راشی کے پاکن کو سیری مدد ایجاد کر کیا جاتا تھا۔ سیری مدد کو کار، بھل، دھات، ٹیل، ناموس، لبی، پتوں پیش کرنی جاتی تھی۔ حتم بہت سے خانہ اور منڈل بھی سیری راشی، کچنے ہے جسم سے عطف ہوں سے سُنگ فرادرے دیا جاتا تھا۔ حلاز نامی سیری (خان کے لئے عطف سیری) ۱۱۱۱ سے سیری (سمانوں کی بھی کے خلاف سے عطا راشی کے لئے عطف سیری) اور سری (مکان اور منڈل کے لئے عطف سیری)، اور تک سیری (تلہ اور گردے کے لئے عطف سیری)، اور موڑ نامی اور منڈل کا حصہ تکن کی خواہش، بخت کے سطاق کی کروڑ جاتی تھیں ملا۔ حصہ سریل اتنا قدر اس لئے طلبیں اور نظریوں کے خالوں ان سیری کو اپنی لیکھ کر لائے اس تکال کرتے تھے۔ چون کوچھ احادیث حسم کے اس مرچ چکام سے سُنگ حمس سے خوانی اور منڈل اپنے دست کے مکاروں پر سے نظماً راشی سے بھی نسبتیں جوئے رہتے تھے۔

نظام و لیش اور مستقل بندوبست کے بارے میں خلاصہ

لیں ہائی کمکو اور قیمتاتے ہیں۔ سختی خداوت اراضی کے وقت زمین پر اس وقت کے قبضہ اُنہیں
نمیں کیا جائے۔ حقیقت اس وقت ترمادی ازی کی گئی (جا بے گی) اس میں وہ کہ، یہ کی کی (اور) بخشش تحریک سب اس
کی تحریک ہے، وہ یادوں میں اس تحریک کے مطابق ہے، یا کہ، نہیں پر انتقال کے خلق جوں کے ذمہ ہے۔
براست نے ان انتظامیں کیا تھیں ہر دفعہ حکم کا 1950ء میں یہاں تک جوان زیرب نے ماں کام کی اپنی کے ہم ایک
لڑکی ہدایت کیا۔ جس میں کہا گیا کہ با صاحب درجہ سے حکم کے مطابق ۹ مہات میں اگر جو کوئی کوئی رہنا ہے تو یہی حکم
کی وجہ پر جو کچھ مالک نہیں ہے۔ اگر ان میں سے کوئی جو کوئی کرے تو اسے اُنہیں تحریک (ذمہ کے لئے
دین کا) دیا جو یہی وقت کرنی ہوگی۔ وہ زمین جو حلق پوشہ طور پر ہے اُندر پر
(اوپر) اسندہنگر (باقی)، نکٹی (طمیعہ)، جلا (ان) (انہیں)، اخیر کے بخش میں ہے، مکتوؤں کا نام ہے۔ اس
اس سال، اس سال میں مکتوؤں سے مردہ دلک یہی جو مکتوؤں کی کسی شناسی سے متعلق رکھتے ہوں، اُن کو تو جوں
شدید خلاف اراضی میں سے اپنا حصہ کھینچنے والے کسی جو مالک کی مکتوؤں کی کسی شناسی سے متعلق نہیں۔ کچھ
یہی کی طرح سے وہ میں سے کوئی صد کھنے ہوں، اس طرز بریاست نے، بھی بھی نہان کی جذبیت کر دی تھیں کی
اور بہ کی پیدا ہواں کی زمین پر انتقال کا پلے کی مدد نہ ترکار کیا ایک اس قبیلہ کو کھونا کر کے جزو حکم کر دیا گیا۔
ایسا نہ فرم بخشنون افریم خلاخ خلاخ اور سلک کی رضاحدی سے زمین طرف پستے تھے جیسا کہ اسی اور استاد میں ہے

ای طرف سبک میں نہ رہتی تھا، لیل کو ایک اور طرف خداوندگی میں پہنچتا ہے۔ اس نے اسے فریلے کے

نامداری کرنے میں کی مدد ادا تھیں جس کا بے حد تکمیر کی تحریک کی راست کے لئے بڑا اہمیتی تھیت
اوپر اٹھ کر لے کیا خوش گی ہے۔

بسا حساب لگایے کہ وادیٰ تھا ہو گل کے ہے۔ میں اس بارہوڑا اپنی تحریر کر رہا ہو۔
کس کے لئے یہ سند میں کافی کوں میں مدد ادا کر سکتے تھے اور کس کی تحریر کی طرح میں
دلیل میں نہیں کوچھ ہے بلکہ سختی پر اسرا تھیں، کیا جائے تھا تھیں ایسیں بھی نہیں ہوا کہ اسے سب میں
مکمل صورت کی صورت میں باقاعدگی میں شامل ہو۔ صدر کا اصرار تھیم کے وقت میں اپنے مذکورہ حصے کے مطابق
صحت تھا۔ کریم اور امیر صدراں کو بھی اسی ذریعہ تھیں کے سبق ہے۔ مدد سے غیرہ کردیا جائے تھا۔ اور کوئی
ٹھیک نہیں ہے صورت میں اسکی طاقت و قدر کی وجہ سے کام کرو جائے تھا۔ اسکی وجہ میں اسے تکمیر کر دیا جائے۔ اس کے بعد
کسی صورت سے غیرہ کردیا جائے بجھے حصے کے مطابق صورت میں۔

ایک ٹھیک نہیں ایسی وجہ تھی کہ مکمل کیا ہے اسے کام کرنے کے لئے اس کا سچانہ مدد نہیں مدد دیا جائے اور کسی بھی
سچانہ مدد کی وجہ سے اسرا تھیم کے سبق ہے کیونکہ اسکی مدد تھا۔ اسے تکمیر کی وجہ کے مطابق
لیکن کوئی شدید بکھرا کر تھا ایسی وجہ میں کوئی مدد نہیں کی تھیت سے اپنی تھافت سے مدد کر دیا جائے۔ اس کی وجہ
کہ کمیز گرت کے لئے بھی مدد نہیں ہے۔

سادت کی کپالی "رال میڈیل آف سولت" میں خالی وہان کا آفرینش یہ کہ میں کی اصرار مدد ادا تھیم
بھی جو فرما کر رخواہ خیر میں ملے۔ میں کہاں حصے کی تکمیر پڑھ کر دی کہیے ہے، اس کا تکمیر کی پڑھنا تھافت
میں خالی تھیں۔ سادت کی کپالی میں ایک کوچھ تھا۔ اسی کوچھ تھا اسی کا اپنا صاحب کی رہا۔ اس کی پڑھنا تھافت میں ہوا
تھیں ہیں۔

لاما سکن اور سوات کو ہستان میں زمین کی ملکیت

لاما کو ہستان میں بھی وہی طاہر ہی کی تھی کہ جس نے یہ قدر حاصل کی۔ میں مان کر۔ بیان بھی کچھ
ہی تھی۔ اس کی کوچھ میں اکھیتھیں کے قدر تھیں تھیں۔ اکھیتھیں بیرنی کی صورت میں ملکیت میں ملکیت خاندانوں کی ملکیت
تھیں۔ اکھیتھیں جو ہوتے کہ اکھی میں آنے تھیں۔ اکھی، اکھی کے قدر جو اکھی تھیں اس کی تحریر اور احکام میں اپنی
کوستنی خاندانوں کے درمیان اسرا تھیں اور وہ تھیں جو اکھی جو کسی کی ملکیت کی وجہ سے اس کا اخراج
کر کر تھے۔ بیان بھی اس کا احکام اور احکام کے خبروں نے ایک فرمان کے ذریعہ 1848ء میں فرم کر دیا اور اس کی بھی

ستھن خداوند راش کا، اسی خواہ بائی کر دیا جو کہ یادت کے بعد محسوس میں رائی کر دیا کیا تھا۔ اسکی کوہستان سے بگی، ہی نہ ائمیں خواہ بائی فرمائے ہو کر ہفت نئی تلب اسے ملاؤں میں رائی تھے۔ مسنداری کے لئے کوہ جعل قبر نب کا نہ فرماتا تھا اور وہ تھیم میں بھی پر پل تھیم کے مطابق ہی صدھا تھا۔ اور اگر کلی کی وجہ سے اسے
صوت سے فرمایا جائے تو اسی پر تھیم میں بھی اسے کوہ جعل کیا تھا۔

حالت کوہستان میں بگی زمین پر تو قسموں میں وہ تاریخی اور انسانی محسوس کی وہی
حیثیت تھی جو کہ ہفت نئی تلب اسے ملاؤں میں رائی کر دیتی تھی اور اس کی ملاؤں میں بھی یعنی بیان وہ تاریخی ملتمیزی اور
سختی بیان اور تھیم بھی اس نے بارہ تھیم کی صیحت سے پہنچانے کی خواہ تھا۔

مواصلات

کوہ آدم کی رتی، پہاڑی کی انجامات، حاصلات پر بھاٹا ہے۔ اس نظام کی مثال انقلاب میں خون
کی نسل کے نظام ہے جس پر زندگی کی پیداوار قائم ہے۔ اپنی اور یادت میں حاصلات کا نظام ہے
جی غیر اولیٰ ذمیت کا قدر، اپنا صاحب کے مطابق نہ کسی دو خانہ، اسیں اکلی صدمہ دیں۔ وہی خبر وہ اور دو ہوں کے
کہ اسے سوچوں کا کذب ہے اس کا پہنچا بیان ایسا ہے پہنچ پہنچ جائے۔ اس لئے کہ کبکب سوچوں کی اگر کسے سوچ
کر دیتے ہوں۔

”اے ایسا بات کو جاری کر کے جسے خرچ کرتا ہے۔

”کوئی بھی کوئی کوئی حکمت اس کو تھک کر ہزار طریقے سے بھک جائیں ہوں گے۔ بھک سارے نیں جھوٹتے ہیں اس
کوئی سبق کہ نہیں اس نے سوچ دیں کہ کسی کو
لے نہیں سمجھ سکتے۔ اگر کوئی بھک نہیں پہنچے گی۔ وہ بھک اس نے اس کا جلدی مل دیا تھا تھیں
تو۔“

پہلاں اسے زندگی کی اتفاقی میں احسوس کر لیا تھا کہ سرکار اور حاصلات کے اٹھنے نظام کی کتنی ایسی
ہے۔ اسی 1906ء میں، پہنچنکل ایک سے ٹھاٹا اس سے اپنے لئے ایک ہونکار خرچے اور جگہوں کے سرکار
کی اس کے سترے پر گفتگو کی۔ 1917ء میں، سرکار اس کا نئے نئے حصہ لانا کے سعید بھک سرکار خیر کرنا چاہتا
تھا۔ اس کی خارجی سرحد سے دارالعلوم تھک۔ اور یہ 1923ء میں اس نے ان دو ہواؤں کے ہائی محسوس
سے جیسے سے سرکار کا گورنمنٹ کیا کر دیا اور جزو اور جزو اس کی بایسیدی۔ مطابق کوئی اس نے اس تحریک کو پہنچ
نہیں کیا تھک کی نے کلے ۲۳۶۸ میں اس کی اولاد بھی نہیں کی۔ سرکار پر کامٹر اس اور سرکاری کے ہائی حصے اس کی

زمرکن کا جل پھانے کا کام خود کر لیا۔ ۱۹۲۴ء میں جسون نے اپنی بخشی سے باستحکام ہائیکورٹ پر
پولن کی کارکندگی کیا اس کا ایک کارکن کے لئے بھروسہ بھارت سے مردی کیلیا گیا اور جس اسی وجہ سے کوئی نہ زور
برقرار رکھ سکا تھا۔ اسی وجہ سے ایک طبقی صورت میں ان کی اعتمادت رکھتے ہیں وہ نے اسی وجہ سے
۱۹۲۵ء میں جنگ کا ایک بڑا سرکاری بارٹ فلچے، تجھے پیش کیا تھا کہ جسکے بعد
کیا۔ اپنے میں ۱۹۲۵ء میں ہبکٹل کی صورت میں تھے وہ تجھے ایک سرکاری سمجھی جائے گا۔

بیداری کے اعلان کیا ہے کہ جو خوبی تحریکی طرف سے راستہ کرنا چاہا ہے، تحریک کر لیجئے کے بعد سے
تیرباری کام میں تحریک آگئی۔ سب سے پہلے من نے ریاست کے لفڑی حصول کو ایک اور سے سفر کیا ہے جس کا
کام فروں سایہ ایک اپنے تھا جو سر کی تحریکیں تو سرف مکمل ہوں اور پیوس کے لئے مدرس تھیں۔ من میں سے
صرف ٹالانہ سے بکھر دیکھی۔ جو اور چونے کے قابل تھی۔ جو اسے ڈپریکی طرف مدد کے بائیں چوب
36 نکل ٹھوڑی سرک 1927ء میں محل بھولی۔ سرک کا ہدھ حصہ جو کہ تھوڑا کمزور تھا پہلے ٹالانے سے گزرا ہے جس کے
پہلے تھا گفت اور اپنے تھا گفت کہا جاتا ہے اسے دیکھا اسی لمحے کی وجہ پر تحریکی کمپوشن کی تحریک بے حد شاندار

30 جون ۱۹۴۷ء کے ہے اخراج کے طبق ۶۰،۰۰۰ ریال کے دریں ایک ۲۰ بیلی ملکی قیصری کا ۶۰ بیلی 1929ء
میں مکمل ہوا۔ بعد میں اس بجھ سے کچھ بیٹھی ہی جانب ایک بیلی ۱۵-۱۶ بیلی 1929ء میں رہا تھا مگر اس نے اس
بیلی کا باہمہ و تکمیل کیا۔ اس بیلی کی قیصری کلری کے ہوئے تھے، کچھ کلری کے بخوبی پہنچی گئی تھیں مگر اس بیلی کے پہلے
کے اندر رکھا گیا۔ قیصری پارک خزار کا بھی سماقہ تھا۔ یہ خیال کا کام کیا کہ ملٹی سالی، میں کافی خالد کر کے ہے جسی
پہنچیں اور ہر جگہ کے جو اسے ہے اور میراثی کلری کے ہوئے گئے اسے تھان بھیج کر ہیں۔ اسے پہلے بیانیں جنگی
حکومت کی مدد سے قیصری ۱۶۔

ریاست کے قائم اجڑے صور ملکہ بریکسٹ فیر کی بھی جاہے تو کتنے عوامیں ازدواجیں ہوں۔ ان کو سمجھدا۔
ڈاکٹر اور وینچر۔ برولز کی سرکوبی کے درپیش لکھ کے دنگیں قائم خداوند سے مارا گیا۔ 1949ء کے اخلاصی
ریاست تحریکیں 350 ملکی بھی سرکوبی کی قبیر تھیں جو گلگت۔ بہت سے بیل قبیر کئے گئے۔ ان میں سے تھے پہلے

۱۰ جو ایسا ہے جو بیر کے کے۔ ایک کاٹا کے ہاتھ پر جو بیل ملے۔ اسی سارے ہی آئیں بلے۔ بلے دھرمی (ایش احمدی) ۱۱ جو درود ہے اس کے تمام پر قدم۔ مزکون کے ہاتھ کا ہوں ہے۔ سارے ہوں کی راستت و آدم کے نئے سایہ دار درود

بے سیاں اگلی جگہ خوب کام کرنے والی تعلیمی مدارس میں بھروسہ ہوئے۔ اس نے
بڑوں کے لئے اپنے مدارس کے قاتم پر کامیابی حاصل کی۔ بھروسہ کی تعلیمی مدارس میں ایک طالب علم کی قائم کیا۔ بڑوں کے
22 سو سال کی عمر میں اپنے مطالعہ کے لئے ایک سفر لے چکا۔ اپنے درسرے مرکزی ماناں میں، اپنے مطالعہ کے امداد
کے لئے، ڈائزنر کے کام کی تعلیمی اور مالی کمی ملی۔ بڑوں کی صرفت، کچھ مطالعہ کے لئے قیمتی سرفراز ان کی کام
کیلی اس ساری کمی پر کوئی مدد ایسا نہیں پہنچا۔ اس کی مدد کی طرح اپنی خانی بیٹھنے پڑی۔ قیمتی بڑوں،
بڑوں کے کام کا میدان کھیتے کے لئے سطح ان کا سماز کرتے، جے تھے۔ جب کہ محتلاز خانوں کے قصیل دار، حکام
اویجیوں کی خانی کے لئے 24 ہزار روپے کی قیمت۔

اول صاحب نے سڑکوں کے اعلیٰ جانب ایک ناٹس فاصلہ تک کسی قسم کی قیمت کی منظہ کر دی تھی۔ یہ
فاصلہ تک کے پیغمب میں سے 25 لن، 20 لن اور 18 لن کے صاب سے ہوا جاتا تھا۔ طاقت کے لاملا سے ہی
نیچوں ماحصلوں میں سے کسی ایک پر گلہ آمد کیا جاتا تھا۔ جب کہ سہہ بندگی تکمیل کے لئے اس فاصلہ کا تینی محکمہت
کی صورت میں پہنچ دیا گیا تھا۔ قدر تکمیل کے لئے اس فٹ کے قابل پر گیروائی ہوا جاتا تھا۔ قدر تکمیل کے لئے پر
گیروائی کی قیمت بیس روپے۔ اگر کوئی اس علیحدگی مخالف درجی کرتے تو ہے گیری قیمت کو 20 روپے کی محکمہت ان کے کرانے کا حق
کھو جاتا رہے گی۔

والی صاحب مزبور کی کمک بھال رہا تھا اور کوئی مدد نہیں کر کے پر بہت زندگی پڑتے تھے۔ اس طلاق سے بچنے کے
وقت خدا شریار پر بیان کیا ہے اسے دیکھ کر بیک بیٹل میں بالائی کے قریب سرک میں ایک آنہ بہار گنجی میں کے
لئے والی نے حلقہ صوریوار بھر کا سے لیپک کرنے کا تمہارا۔ معاون کے درمیان صوریوار سمجھنا اس جگہ تھیں میں
کر سکا۔ جب والی صاحب دیکھا اس حلقہ سے گھوڑے تو انہیں نے پھر دو ہاتھ داری گھوڑی کی۔ سطح میں کرنے پر
انہیں تباہ کیا کہ صوریوار بھر اس ہاتھ دار گھوڑے تھیں تھیں کر سکتا ہے۔ اس نے خیال نہ کیا کہ والی اس جگہ پر کھینچا
ہے۔ جب اسے کھینچا جادہ تھا تو وہ بیٹا اس کی کمی کر دیتے تھے اسی ہاتھ داری کا پہلے جل گیا ہے۔ بعد اول خان
نے اسی تھیکی ایک ہاتھ کی بھالی بیان کی۔ اس کے مطابق والی صاحب اپنے ہاتھ دار سرک کے لیکے تھیک دار کو دیکھ لے گئے
اور سرک کے درمیان بیٹاں بھی کوئی ہاتھ داری نہیں بھیلے۔ ساتھ چانے والے بڑا بھائی کا درمیان سرک کے بھائی تھے اور جیکہ درمیان
کوئی بھائی نہ تھے۔

ساخت کی بڑکوں کی مدد مالک کا نہ ازدایم سی دنی کے جان سے بھی بڑا چکنے نہ تھا اور ان
نے اس قدر اگر صورت سے لفڑی جیں تو تمہاروں بڑھ سئے بڑک کا انتہا ہے اور جیسے کہ وہ بڑوں کی
بڑی بھروسے کے پیش کیم اور آسیں ملٹری ائیر فورس آفیل بڑک بڑھ کر جائے کہ اسی بڑی بھروسے
کے سروں کی تجھنیاں اسیں بھروسے کیم اور آسیں ملٹری ائیر فورس خود کی کیا اسی سے تعلق رکھتے
ہیں ایک بڑی بھروسے کے ساتھ ہو جاتا تھا بھروسے کے پیش کیم اس کے ساتھ بھروسے
اول نے اس سے کہا کہ جمال سے بڑک بالکل تمہارا داد داد مالک میں جاؤ اس پر بڑک کی خوشی کی سامنے رکھ کر
پس سفر کر جاؤ کرم مالک اسی کے لئے ۱۰۔۱۱ بجے ایں سے مالک کا اور مالک کی بڑکوں کی بھروسے کی مدد مالک کی
ضدیں کی۔

ٹیکڑا جو 1950۔ کے شروع میں دیاست میں میڈیا اسٹ اور لائپرینٹ سہیلیات کا زار کرتے ہے جو کہ
پس سفر کی بڑک میں ملٹری ائیر فورس کی بھروسے کی مدد ملٹری فورس پر بھروسے ہے۔ جمال کی بھروسے
زب نے اپ کے پیشے ۲۸ نے بڑکوں کے بھال میں کھا کی بھوس کی بھال کی جس سب کی بھال اور اسکی جو
ہوتے ہیں بھی تجویدی۔ اس طبقہ میں جانے والوں نے کافی تعداد میں بھوس کی بھال میں بھوس کی جس سے
کل میں بڑکیں جس کا کرسی سب میں جس۔ 1957۔ میں کل 400 کل میں بڑکیں جس کی میں
سے 15 کل بڑک بڑک پتھریں اور پتھریں بھی جس۔ 1957۔ میں کل 600 کل میں بڑکیں جس میں میں 104
کل بڑک بڑک پتھریں بھی جس کی جب کہ 1968۔ میں ان 600 کل میں بڑکوں میں سے 116 کل بڑکیں
بڑک پتھریں بھی جس۔ ان بڑکوں پر کل 500 کے لیے تھے اسی میں سے چار مددیوں سے لیے گئے کریم کھنک، یحیی
(۴۷ میں کل قریب ۱۵ بیل) احمد اونڈ، احمدین کے مددیوں پر بہتر مالکیت پر ہائے تھے۔ پاچوں ۱۳ بیل
ہائے تھے جو بڑکوں پر بھروسے کے خاص پر بھروسے کیا گیا تھا۔

ٹکلیوں

سوات کا ایک اور اہم ذریعہ بڑکیں تھیں۔ اگرچہ بھروسے کی جانب سے ہائے تھیں کی جانے سے بڑی
بھال کیلئے بڑک کا قیام بڑکیں تھیں تھاں نے کہ یہ سارے بھال کے بھروسے کے بھروسے تھا۔ ۱۹۲۷۔ میں بڑکوں کی بھال
بھال کے ایک بھال میں کہ بڑک کا اپنا صاحب نے بڑک اپنے سے چھوڑ کر بڑک کا لہا بھال سے ہائی بھال کا نہ
مرہا ہے۔ نیوالیں بھال بھال کے اپنے اپ کے بھال کے بھال سے میں کہے جس کر

کاری سے بھلے تھے اور اپنی کامیابی کے بعد میر نے یہ کام کرنے کی وجہ سے 1928ء کا
کرنگی تھا جسے اپنے پیلس میں اپنے شوٹنگ ٹھکنے کا طبقہ میں کیا جائے۔ میر کی اسی
کامیابی کا نتیجہ تھا کہ اپنے پیلس میں اپنے شوٹنگ ٹھکنے کا طبقہ میں کیا جائے۔ میر کی اسی

نیز بڑی کمی ملکیتی، جو قابو، باستعفیں ملکیت سے افراد، قبائل،
باستیں اپنے املاک کے خوازے کے لئے ان کے پس اولاد، یعنی ان سے مالک کے لاملاعہ تھے جو
کہ ایک اعلیٰ ترقی ملکی طریق تھا۔ اس اعلاق میں ان کے حکام ملک بزرگوں نے ان سے عدالت ملکہ بنے تھے
ان کے کرچے میں تھیں۔ باستی کے 2 اس کی بھیت کے لاملاعہ مالکوں کے لئے بھی اسی رہنمہ
ایک احمد ریاضی کیا تھا۔ 1947ء میں اسی ایکس بھیج گئے۔ کل لفظیں کی تعداد 180 تھی۔ 1957ء میں
اکیس بھیکس کی تعداد کردار ملکی اور لفظیں کی تعداد 292 تھیں۔ اسی کی تعداد 1967ء میں ایکس بھیج گئی کردار
کے لاملاعہ مالکوں کی تعداد 589 تھی۔ اسیکس بھیج گئی تھیں اور بے ملک لفظیں تعداد 17
کے لاملاعہ مالکوں کی تعداد تھیں۔

6

اے اگلی نہادت کو سسندھ مکان کی بچپنا کیا تھا جن سان گلکر آتی ہے جسے زیادہ قابل تحریک نہیں تھی۔
اے سرکار! ریاست نامی پر خواہی کے کوئی یہ سعادت کا ذکر کرنی گی سمجھ دے جب کی یہ سمازتے کی آزادی کی رقم
مکن فلوریٹی۔ ۱۹۴۷ء، ۱۹۴۸ء، ۱۹۵۷ء، ۱۹۵۸ء، ۱۹۶۷ء، ۱۹۶۸ء، ۱۹۷۳ء کی تعداد ۷ تھی۔

تحریک اور صنعت و ترقی

سماں اپنے زمین کی بے حد نوادرتی کی وجہ سے فیر سوچل مور پر ابھی خصوصی وہ قسم اتمکی ذہنی پیداوار کے
لئے بڑا باہم ترقی اور باتا جائے گا۔ کوئی قائم حکومت یا ادارے کے لئے اگر بھت پرانے تر اس سے شہرت حاصل
ਕرنی اور جو لوگ اس کے تجارتی سطح پر ہے۔ سو اونی شانکھی اور اونی کمل اپنی مرگ کی وجہ سے شہر چیز۔
جاںک نے سرنا اسکی کمل اور جنین شانکھ کی بے حد ترقی کی بے حد ترقی کی بے حد ترقی اور جاہدات میں جادو کے ہاتھوں کی دفعے
لے گئے۔

براست کے قیام، تباہی اور حاصل کی تحریر، جو بہت سادہ تحریر کے لئے مثال کی سازگاری پر بحثی اور انتقادی تحدی نے مل کر اپنے کے عہد میں بھی تحریر کے لئے بھی کام کیا۔ لے تحریر مراکز و درجہ میں آگئے جان فناہی ملک را کروں، جو اپنے بھی تحریر کیسی۔ 1880ء میں جاہانگیر ایک ڈاکٹر، جو اپنے سرات اور تہاریں مراکزی جس سے اپنے ان، اسیں پر بھر کر مکمل شرطی اصلاح کے ساتھ تحریر کیا۔ اپنی تحریر کے لامبے مکمل پر بھر پر تحریر کر کر اپنی ایجاد کی اولاد سے جگہ دکان پر تحریر تحریر۔ 1930ء میں جگہ دکان پر تحریر تحریر سے اس کے مکمل تحریر کی ملکیت مالی کریں جی۔ اس کی وجہ سے کافی تحریر اور مکمل تحریر سے اس کے قریب سے تحریر کیس کے ملکیت مکمل تحریر مراکز و درجہ کی تحریر کو اپنے خود میں خود اپنے ملکیت مکمل تحریر کے لئے زیادت سالی باشندوں کا احتمال دیا جائیں مگر انتقادی مباحثی کی وجہ سے جگہ دکان پر بھر کی وجہ سے تحریر مکمل تحریر کے لئے اسکے بھی بڑی تعداد میں پیدا ہے۔

لکھنؤ ساتھ میں بھی ایک اور وجہ، جو اس کے صفت و احتفاظ کی خرچ سے بہت کافی سامنہ ہوا۔ سامنہ وہ آمد و آمد کی خوبصورت میں ایک بھی بھل پر گھنی۔ مثال کے طور پر 1880ء میں بھل میں اس سے برآمد و آمد کے بھل پر گھنی، میں کمیں کمیں تحریری، کم کم پہنچنی تحریری، بخشنہ کمیں، بخشنہ بھل پر گھنی۔ 1955ء میں ان میں جو مالکیں، پیار اور کھاتیں، بخشنہ، امداد و آمد، اور بخشنہ میں کے لئے 2000، 2000 کی تعداد کا اضافہ بھل پر گھنی۔

1880ء میں بھل ساتھ اسی دلکی جانے والی بھروسے میں تک، قدرتی بھل پر بھل، بخشنہ اسی کیزے، کافیں، سرگرم بھلی، اگر اس ساتھ، ماہر تحریر کی، اسی دلکی، جو بھروسے اسے لے گھنی، اس کو بخشنہ کریں ہیں۔ 1955ء میں اس لکھنؤ میں بھل پر بھلی، بخشنہ، بخشنہ کا ملک، چاہل، گھنی، چوتھا، چوتھا، بخشنہ، بخشنہ، اس کے احتفاظ کے لئے ایک اشتیا کے بھل پر بھل۔ کے تھے۔ جو کے بھل اس کا تیار کردہ پکار، اس کا ایک، بخشنہ، بخشنہ کا سامان، اس ساتھ کے بھل اس، سکھار کا سامان، کافی کا پاس، کافی، سماں، بخشنہ، ماہر اشتیا کے صرف۔ بخشنہ کی بھے اسی مال سا مالکوں کو تحریر کیں، بخشنے پہنچیں، بخشنے، بخشنے کا تحریر سامان میں، اس کیا ہاں تھا۔

ذہنے پہنچنے پر کافی صفتی سرگرمی سو بھروسے تھی۔ زیادت ساتھ کے لائل کھروس میں اپنے کھروس کے ترب کام کرے تھے۔ صورت و احتجاج کی کمری صفت سو بھروسے ہے، بخشنہ، تریتے بخشنہ کارگردانی، بخشنہ اس کی بھنے تھے۔ بھلی، بھلی، بخشنہ اس کے لائل اسکل کے لئے کافی کافی تھیں۔ بخشنہ اس کے نہیں بخشنہ اس کے لئے بھی کافی کافی تھے۔ اسی طرح اسکل کو بھی تحریری پر بخشنہ کارگردانی کی اور اس کے لئے بخشنہ اس کا تھا۔ بخشنہ اس کے لائل اس کے لئے بخشنہ کارگردانی کی اور اس کے لئے بخشنہ اس کے لائل اس کا تھا۔ بخشنہ اس کے لائل اس کے لئے بخشنہ اس کا تھا۔

- 10 -

مُسْكِنِ سی ان میں تھی کے نئے بُبُو ۱۹۷۰ نے جو اپنے کو جو صد اخواں کی اور ان کے کاموں کے خلاف
کے نئے لاٹھنی چل دی۔ کیا جو اپنے کو جو بُبُو میں کیا تھا۔ باستے کے نئے وہ خود کیا کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں
کہ کیا کیا کی جیسے جو اپنے کو دیکھتا ہے اس کا ناتھ ۱۹۷۰ کیں بجاں صرف باخو سے پتھے اپنی کھجور
کے پھرے کے پنے پر کیزیں لے جائے اور۔

انت کے ساتھ مخفیہ رہا اور کرنے والے شخص چاہی کر کے اور نام بال کی دادا پر بھیں میں مجھت دے کر بھائی پرست پرستوں کے قیام کے کام کی وجہ افرانی کی گئی۔ ان العادات سے 1960ء کی دہائی تک یہ مخفی، بھی کپڑے کی صحت اگر کہا جائے تو 1967ء میں یہاں ہول ایسے سختی ہوتے کام کہہ ہے تو جسی میں لاد جاندہ جاندہ بے مرید ہوا تھا۔ 1968ء میں ان سختی ہوتیں کی تعداد بڑھ کر 22 تک گئی اور ان میں کام کرنے والوں کی تعداد جو کرتی بیزار بھی تھی گی۔ مخفیہ رہنمایی صحت کے ملادہ آگاہوں کو لوگوں کی طبقے کی میں پہنچی کرتی اور بے احترامی اور بھروسہ کی صفائی کے کوئی سختی ہوتی بھی نہ گئی۔ حکومت پاکستان کے تعاونی سے سختی ہوتی کرنے والی ایک ایجنسی ترقیت کا مرکز اسلام آباد کیا گیا۔

مشنی کے لئے اپنے بھائی کو کہاں کے لئے مشنی کا رسالہ کیا کہ کوئی اگر خاندان کا نام سے پہلے
مشنی کے لئے اپنے بھائی کو اسی میں کریں گے۔ عقول و علم کے اکابر اذان کے لئے اذن خواہ کرنے کے پیارے
رسالہ کو اپنے بھائی کو اسی میں کریں گے۔ اسی طرح مشنی کا درکون سے
آٹو گھنٹے زمانہ کا ہمیں لے جائے گا۔ اسی طرح مشنی کا درکون سے
آٹو گھنٹے زمانہ کی جو ایک دن بھی کی جائے تو کہاں کے لئے ملے گے۔

مشت بند کے ہمارا اکصورٹنے کے لئے میں اندازات کے گے۔ بند ماہان سے مدد پا گیا ہے کہ 200 کی سنبھال میں کلری اسٹھال بھی کریں گے جو انہیں بند میں ابتدائی آگ جلانے کے لئے رہنی خواہ کی طرف سے لٹکی گئی تھی۔ اس کے بعد انہیں کوکاری طریقہ میں اسٹھال کر دیا گیا۔ ایک اور قریبی حالت میں کامیابی کی گئی تھی 1985ء کے بعد سے بند ماہان کی آلبی زندگی ہے یہ کام بھی چلا گیا گے۔ اس کے لئے صرفہ الیزین میں کام اسٹھال کر لئے گے۔

حالاں کی تحریکی بہت سختیں کھاتی تھیں جن معاہد اخواز میں صنعتوں کی دشمنی حصل افریل کی گئی اور اسی زمانہ پر انہیں کام کی ابہانت دی گئی۔ جب ریاستی چیف سکریٹری نے کاربن ال کامن کے کارروائی کیا تو والی معاہدے پر کام کی ابہانت لگی اور کام سے بہاءست میں کم کی تکشیب ہو چاہئے گی۔ اسے بالآخر جوں باہست ٹکا گئے (انہیں اپنے تھاں پر تھاں پر تھاں) اسے ختم ہی خاتم ہے کامن پر ذکر کے نام سے لکھا گیا۔ حالاں کو وہی

صاحب اس طلے میں پیٹ سکھا رہے تھے کہ نامہ ان کے محتوا کے لئے بھی نہیں
 (رسی) وہیں مانے تو اپنے اس لفڑ کے لئے بھی نہیں ملے جاتے۔ کامران خان جو والی صاحب کے بہت قریبی مدد
 تھے (ابد میں ان میں سمجھا جاتا ہے اور اگلی فلم) صاحب ترقی کے طلے میں والی صاحب کی کوئی بھی یہ کہو جو ہے۔
 انہوں نے کام کا اک سدر، اک اخوان ایک نام صفت میں کل سسے ہے اپنے کام میں کم ایجینر پاکستانیں۔
 بیک لی فیصل کی آب پاشی پرور اور شاید اور افراد شروع کردا چاہے تھے جس سے یہاں صافی مرگریوں میں بے حد
 اضافہ ہو جائے اور جگہ ایک جا تھوڑی مرگزی جا گئیں والی صاحب اس پر راضی نہیں ہے۔ کامران خان کا کہا
 ہے کہ اس بات کی تصدیق ہیاں میں اگلے رنگ دب سے کرفی جائیں ہے۔

ہیاں میں اگلے رنگ دب سے کہتے ہیں کہ میں اس بات کی بھی خلیم بھکر کر رہا ہو۔ پہلے ہیاں میں صورتیں
 کے وہ سے ملیں کوئی مطہرات نہیں ہیں۔ اگر ان کا کوئی وجد ہو تو والی صاحب کیں ان کی جا لیڈنگ کرتے ہیں کہ بھی
 قارکروڑ پنچ اپ کے خلاف گردیں ہیں۔ ملکہ۔ جو بند خداوند ایک بیان سے کامران خان کے ہوئے
 ہے بات کی ہے کہ والی صاحب کے ساتھ ریاست میں انتظامی ترقی کے طریقہ کی جیسی مذہبیں پر کفت اکار کئے

۲

باغبانی اور نقد آور اصلاح

لاہوری اسکاتے کے بعد اپنی بھلی کھوہ پیارے کی جاتی تھی۔ وہ بار اخنان نے اس سید کو اکابر یا یقین
 کر چکر کر ہائی جات کی آب دہلوی خم کے ہال میں پیارہ کے لئے اچھل دہلوں میں ہے۔ ایک بار اس بخان
 سے لطف اندوز ہونے کے بعد جان دہلوز میں مل کر اپنا صاحب کی اس صورت میں کامیاب کا اگر ہر ساتھ دی
 گئی۔ میں یہ بات مستخلص نہ ہوں گے بعدی حلقہ کا اپنے علاوہ ایک جب اپنا صاحب نے اپنے ہائی اور
 ریاست کے دیگر شہروں میں ہوشلہڑی کی رہا۔ سفر نہ ہونے کے لئے لطف خم کے اذوات کے تباہ کی خد
 اور افضل بھی ریاست کی صورت میں مال ہائی اگریں یہاں سلطنتی بودت کی ہیاں میں ہوشلہڑی کی گئی۔ ریاست میں
 دیگر خدا اور اصلاحوں کے ساتھ ساتھ لے خوارز ہونے والے بیلوں نے بھی ہوشلہڑا مانپتے تھے جو بھل دہلوت کی
 برآمدات کا حصہ بن کر یہاں کے لوگوں کی صافی ختمی میں داہم کر دیا گیا۔

سیاست

اپنے تولی میں، افراد میں، تحریریں، اور جنگی معلومات میں کہیں اور دیگر اکالی خبروں کی وجہ سے سیاست ایک سلسلہ بیانیں مرکزیں گیا۔ جوں کی جوان تحریر نے سیاست کو زندگی دینے کے لئے بھروسے اور لذات کے ذریعے سے اپنے لاملاعی تحریریں پر میں کے اخواز اسے کی جکا تحریریں کی تحریکیں کا کام کیے گئے ان آہر کے بعض معاشرت کی مخالفت کا انتقام ہے۔ ایک سیزون کی طرزیاں کی جس کا انتکاب صدر پاکستان اپنے بھان نے 1960 نومبر 1963 میں کیا۔

ناکی جو یہ خود اسی سیاحوں نے ہائی ایئٹری کیا، اسی کے سیاست مدنظر کے نئے اس لئے ایک پر مشتمل جگہی صورت اختیار کری۔ اس طبقہ میں موہمنگوں، انہمہت کی سہیلیات اور سیواری بختوں کی رہیں افسوس تھے، اسے ایک کردار دیا کیا، اور بہت بڑے اس کا ایک جال پھانپت پر بھی کام اٹھ رکھا گیا۔ 1949ء میں صرف ۳۰۰ سے ۴۰۰ تحریر کر 1968ء میں ۷۰۰ تک ۲۰۰ تک ۳۸۰ تھیں۔ والی بختوں کی تحریر کے لئے اڑتھے پڑی کرتے تھے۔ میں اپنی اپنی پروردگار خالی باغیں اس بات کے کہاں ہیں۔ ۱957ء-۱958ء میں میں جو کسے تحریر پاکستان کا پیدا کیا تھا اس کے کام کا اکاؤنٹ کیا گیا۔

سماجی و ثقافتی تہذیب طیار

رواست سیاست کے بعد میں آئنے کے بعد یاں بڑا ہی رفاقتی تہذیبیں اُنہیں نہ تاریخ اور ادب کے قلبی ماقوم کے دھنگی بھت لایاں دیتی کی جیسیں اس لئے کہ ان میں سیاست اور سماجی تحریریں صدی کے بعد میں بھی اسی ایک پر چل دیا جس پر ماشیریں صدی میں ملکہ باختہ:

تحفیظ اعلیٰ

والی اعلیٰ رکھنا، بکتوں معاشرہ کی ایک اہم ناصیحت ہے۔ سیاست میں بہ پہ بخشن اعلیٰ ہیں اقوای اعلیٰ اس سیاست سے بخشنہ بخشنہ تھوڑے بخشنہ کے لئے اعزت و رہبری کیلئے بن گئی۔ وہ کہاں کم اپنے لئے ایک خداوند کا حصول اور اپنی اگرداہ تقدیر بخشنہ کے بہے میں کیا گیا کہ، اپنی پڑاں یعنی اور گی خدیقت سے بہت کرہے۔ اسی جو یہ مقدمہ میں بخشنہ کے پاس جو ہے اعلیٰ کا دادا، عادی بخشنہ تحریست کے لئے باعث تشویش فو، صحنیں

سندھ کے انتظامی اور مدنظر کے لئے ایک مرکزی تحریک ہے۔

میں اپنے اپنے بھائیوں کے طبقی کرنے کا مصروف ترین کردار پہنچا گیا۔ انہیں اصل خلائقی کر دیکھ کر کیا جائے کہ
جس ساتھ پرستی کو کافی آسان کام لیتیں تو جو شخصیں ملائیں وہ، وہ اُڑھادے۔ جو زبانیں ہیں جس کا ادبی سے بھی
اس ساتھ کی نہیں جی کہ وہ آسان سے اپنے تجھیروں سے سوت ہوئے رہ جائیں گے۔ اُسی مدرسہ کو کامیاب
ہانے کے لئے اُس نے بڑھاؤں کی تحریک کی۔ مددخواہی کو کسی بہادرت یا ایسا کرنے سے الگ ایک سوسائٹی میں دعویٰ کی
گئی۔ پرانگل المکت اپنی طرف سے ایک کافی بخوبی و معلم کرنے کے لئے آمد ہوئیں تو ہمیں کوئی اس
مدرسہ کا شہر یا علاقہ نہیں تھا کہ کسی کے لئے بھی مددخواہ کی تحریک

1928ء کے ہم کتابیں اس حصہ کے صاحب کے نئے ادھام (ادھام) اور رجے کے ہم کتابیں
احتلال کیں گی۔ لوگوں نے اپاٹھر جو خود کیا تھیں مکمل بخوبی کے ساتھ یاد کیے گئے۔ پہنچ طبقہ خلائق کی
کلی قوالت اور خون خرپے کے خلائق کی تھیں گی۔ مکالم عربی موصی موسوے کے اکثر رفاقت خود کے اسے باجا
صاحب کی دندنگی کا سب سے ڈالا کر اس قدر اور دیا۔ میں رائے پر عطا فرمی تھیں بخوبی اسی تھیں جسے اکثر کسی پختہ
کے سب سے بیشتر افسوس کی وجہ پر ہوتا تھا۔ عزم کر کا کلی مجہود کا کاروبار تھا جو اسی تھی۔ مگر
اس بھی کامیابی سے پہنچا تھا کہ لوگوں کے ہم اس طبقہ اپنے بخوبی کا ایسا کاروبار کیا کہ تم 1948ء کو جنم کر
سکتا تھا۔ ہم طواب پر کوئی تھے جیسی نظر کے لئے اپنے خود کا سمجھنا کیا کہ خاص تھے جس کو
چلی تھی۔ اس نے یہ کہتہ ہوا سب بے کار بھکرا مطلب ماذ کا مطلب سے اپنی پاک کر کر جو اُنکی تباہی سے
کچھ بچا کر خداوند کا انتہا تھا اسی میں ملا۔

خان اور ملک کی حیثیت

اہدائی خان اور ملک کا احباب اگلے بیٹی آزاد امیر خی سے خوبی کرتے تھے لیکن ملکی پر جو سوال
ہے گئی، ملاں کو فخری خوبی اب کی وہ صحب اگلوں کی مرخصی کے بیان قرار میاں گی میاں اور نے اس سے اپنی
خوبی کی خدمت کی جوہری کر دی۔ ایک دو گھنی سے اس احباب کا ان جگہ کرائے اخوبی سے اپنے بالوں کی طرف
تھے جو اخوبی یا نلک ہادیا۔ مخفیہ باریں اسی تھے خوبی کی طرف۔ اب ان اگلوں کی خدمت کی طرف سے خوبی ایک
لیکن تھے بلکہ اپنے دوسرے اختیار میں غریبوں سے تھے جانے والے اسے اخوبی کی طرف سے خوبی ایک خاص حصہ بھی انہیں تھا خوبی
اب سماں ادازگی کی طرف کا اعلیٰ ایک کرکے تھا۔ اگر کرنے بھی (جیسیں کوئی عالم جانے کا اختیار میاں
تھا۔ خوبی کا اب اپنے نے سطح میاں تھا (وہ تھے) اگلی باریں ہائے خوبی کی طرف کے سطح تھا۔

”ملک سوسائٹی کے سفری و مکالمات اپنے لئے بہت سالی کا مال بہت سے انتیبات اپنے ہوں کر برداشت کرنے
کے پڑے چلتے۔ خاصہ خوبی کا اسی اسی کے بعد تھا۔ وہ ملکی اپنے ملکی اپنے ملکی کو اپنے ملک کرنی تھی
جب کہ ملکی کی خوبی کو اپنے اس سے کوئی بہتری کوئی بہتری نہیں ملی تھی۔“

”اسی خوبی کو اپنے درست بے شکی صورات اور پاریتی کا ان دب بھی بھل کر اس سے اسکی طرح خوبی
مالک تباہی اس کا سے مبتلا ہوا۔ ان کی مشیخت اور ہر ٹکمہ دیا۔ اسے بیان گئی جان زیب نے اس خوبی
کو ای صبح کرنے کی خوبی کا اٹھ لی۔ خلا اس نے ہر ہاتھ مکالمہ ہائیود کے مالک کو اپنی جائیداد کا نلک
ڈالا۔ اس طرزی دیاست کے نامزد کردہ مظکون پر خوبی کی اگلوں کی جائیداد پر حاصل تھوڑی کاغذ تھی جو کوئی ای طرح
اس نے نہ لائی کوئی بھر کیا کہ وہ اپنے سیدھے خوبی ملکی (گردی) بھی اپنے محتقر کردہ پر حاصل تھوڑی سے رسم
بندوں جائیں (جیسیں اگر لٹھ اور کے جان کے برکش مبتلا ہوا یا تھا)۔ اس ملکہ میں ان
کا اپنی جائیداد لے لئے گے۔“

شیخ خود کے بے اہل کو سمجھ دست کے بعد ایکی مگریں کی آہوی کا باکسر برے گاؤں بھرت کرنے کا کوئی تقدیر
نہ پہنچائے اور اس کا نام ختم کر دیا۔

تین انعاموں ایجاد ہیں اور سختی کی وجہ توں کے زیر اوزار پڑھدے نے صدر مشیت ماضی کر دی۔ ان میں
بہت سے سماں شہر کی تیات کرنے والے ان مگریں سے زبان ختم اول اگلے میں کی جزوی کا خدد صرف رعنی ۱
جانشید ہے تھا۔ بالآخر مارے بکھریں اور بالآخر مارے خانہ تھا۔ میر علیق اپنی سعادتی میثاق کا پڑا، رکھ کی
کوشش کرتے رہے تھے میں میں اپنے خانہ کو بحال کرنے کے لئے اپنے سارے میں میں میں اپنے خانہ کو بھر کر مادر
پریلے مگر اپنی اپنی بیٹی چیزیں جو ۲۰۲۰ء پڑھدے نہ فرمیں۔ ۱۹۵۵ء کے اصادف میں سے اس تجھیل کا پڑھیں!
انداز ۶۰ کا یہاں کہا ہے ہب بکھر میں اپنے اوزار کا پختا حصہ مکون نے تین دوست مدد ۲۰۲۰ء پڑھدے ہے تو
فرماتے کر دیا۔

ہر ایک سماں شہر میں اگر صرف ایک سردار اپنی بیکاری کی طبقہ میں بہتر نہ کر سکا تو اس کا اعلیٰ ڈرامہ ہے
ہمیں سرگرمیں، ہمارا بیال اور ہمارا ہدایہ مدرس کے ساتھ کے لئے استعمال میں دیا جانا تھا۔ اس کی مشیت
ایک کیفیت احمد ہائی سرکار کی تھی۔ جو صرف ہماری کی پادتوں کا خلقہ تھا اور تھا بکھر کا اس میں ہر جا کار کا جلوس کی
بیان سے قریب ہو جائے کہ تھا۔ زندگی کے لئے ہماری طاقت سے اس کے مابین کسی کو اکا اکا ہٹا سکتے ہوں اور کوئی
کسی سماں سا ٹھیک نہیں۔ ایک سرگرمیں کا اکار کاٹھیں۔ اس کی جگہ انہوں نے ٹل لی تھیں اپنی اس کی کوئی
بیانی خاصیتیں موجود ہیں۔

جو قسم اکو جو دنی میں اوزاروں اضافے کیے جو جو حصہ میں پہنچا کریں۔ ۱۹۴۷ء کی ایک ایسا اعلیٰ
کوئی اکار میں کے سطحیں ہوئیں کھانا کھانے کے لئے چالاکیں قوالی اور اموریں پہنچ لیں کہ جس سے خوش میں نہیں
وائیں جعل۔

”جس سے ملک کے باب میں اکار پہنچ دی کر کے لئے پہنچے اپنے ساری اکاریں پہنچ کر کے ہوئے ملک کو
دی جیزی رکھیں، کریں، سخنانیں۔ جو ۲۰۲۰ء کا سلسلہ اسیں دیا جائے۔ اس میں میں کی سرگرمی کی
نکاحی اپنے ملک کے“

اکل اور پیاس سے میں نہ ہوں تھا اور جو میں اور نہ تھی سنتی۔ اور تھی ہی کچھ سے ملے اور پہنچے
کہ کامگریں پہنچ لیں جس۔ اکاریں جو دنیہ اس سے ملتے ہے اسے کے۔ جو کام کا ایکیں کوئی کوئی کوئی کوئی
وہ میں تھیں اسکے والی جزوں کھایا کرتے تھے اس میں ان قصائیں اور سائیں تھے۔ جو تھے۔ ۲۰۲۰ء کیں پہنچ دیا گا
کہ کامگریں ملک دنیا کریں گے۔ صورت و مکان کو ہم سر رائیں اس کی اجازت نہیں دیں۔ پہنچے جزوں کا اعلیٰ

تھے سو تے نئے نہیں، انہیں جانی تھیں اور اس کی حوصلہ فراہم کی جانے کی اور اسے ایک تریخی مل جوہری صور
و سدلی کی۔

اینچڑھو ہاتھ دے چکا ہے کہ جیک اگلہ راست میں ایک 21 اگسٹ 1947ء قدر نہیں مگر جیسا نہ ہے
تھے اسے فرم کرنے کے لئے بھجتے سے تو نہات کے لئے ایک بھکاری بھدا لڑکی سے غیر وی بھد لیا تھا کہ وہ آئکو،
بھیک نہیں دے سکے۔

ہر کی بھدا لڑکوں کے بیان میں اسیں مگر جانشی دب نے ہوا تھا سے صاف تر کوہ لئے اس میں ایک تم کی باحتمالی
پیدا کرنے کی ایک ایسی کی۔ لوگوں کے زانی، بچوں بھکری میں پیدا کرنے کے بھن کے لئے۔ شاد بچوں کو بھکری کوہ کوہ
پیدا کرنے کی ایک ایسی کی۔ اس سے ایک دلے بھدا لڑکوں کی تھداشت کر دی گئی۔ تائی 21 اگسٹ 1947ء
تھداشت کا ایک لڑکا ان کے مطابق ٹانگ ہوا تھا اس کی صورت میں اس کو کھو دھرے بھر کر کہ تم تھکس سے ملی۔ اسی
ٹرین کی کے نہات کے سوچ پر تھم اپنے والی (ستھانا) خوبی کے لئے ایک گمراہ سے ہانتے دلے افرادی
نہاد، اسے اس کی خاصیت پر اکھانے سے ہوا۔ ان سب نہات کے لئے اسیں بھن ملے گئے۔ عذر اور تشری
دھکی (جس کے لئے دلے اس کا پاؤں اور تھکر ان کی اپنادت (ڈی تھی) کے ٹھکر میں بھی فریب جادی کے لئے۔
”پا اتریں لہن لگاتے نہ لیں، کے پا کھانی میں ماں لیں ایسی کے لئے کی جو ای۔“ سے بھی کیا کیا۔ ایک
مرتھنہ بھان کے لئے ٹرین میں چاٹنے پر باندھی مانند کر دی گئی تھی۔ حالانکہ انہوں نے اخوات پر بھل ہوئے
میں مدد نہیں کیا ایک بھن اسی میں کی صورت کا سالی خود رہا۔ مل مولی۔ 11

بیان میں جانشی دب کے بھوکھات میں سہ پنچ سو دن بڑا گھن جانشی تھا۔ اسی طرزِ اسلامیت میں
کوہ پاکستان درپر رکھنا شروع تھا۔ بہادر ایکی خداوندی کوں انہوں کی آنکھوں کا شدید خاتمی بخرا ٹھیکنگی کیونکہ سکھ
مامول عادت کر دے۔ اس پاپے پاکستان ایکی کھنصالی میں شروع تھا۔ سڑک کے کارے پیٹاپ کرنے پر فتن
پاندھی تھی اور پیٹاپ کرنے کے بعد اسکی کوشش سے اسی پیٹاپ سے خداوندگر کے لئے کاہر برہامیں کاپل بردا
ج ہوتا۔ تمہارے خداوند پاکستان کا نام پر بھی پاندھی تھی۔

مُورتوں کے حقوق

”نہات کے پھاڑن کے نہیں جائیداد اور صاف تر میں انتہائی اور سیاسی قوت کا تھا اور ذریعہ میں تھی۔“
”ہر بھن طرزِ مغل اور بھدا لڑکوں کے لئے اونٹ لازم تھا۔“ جو بے نہات کے بخنوں کے لئے سماں بنا دیتے اور

کامیابی اس طور پر کیا جائے کہ بجا ہے۔

بیان اگلی بھروسہ کے اعلان کا ہے کہ اگر میں کو سماں خود میں کام کا چاہو تو تمام ہے وہ اس کیا بے حد بھروسہ
ٹریڈم کے سطحیں ان کے حلقہ میں دیے گئے ہیں۔ میں ان کی سماں میں ہے یہ لگائے گئے ہے تو یہی وہ بھروسہ
ہی کی رسمی پر کافی گی یاد ہے خود پر خداوندی کی تزویہ بھروسہ ہے اور نہ کہ وہ اخوبی کی شہزادی ہی
اسے ملا ہاتھ کرنے کے لئے کافی ہے۔ وہ حکمت اُنکی اُنہیں اور وہ سلطنتی کی طرح اُس کے ہاتھ میں
گیا ہے اسی سے گرام ہیں۔ 1939ء میں بھروسہ نے ایک سمجھتے ہوئے یاد کرنے کی تحریر بنائی اسی سے
کے سروالی گزندان کھڑم اور 1949ء میں پاکستان کے خبر کردہ گزندے کریں جس میں اُس نے اپنی پہنچ
چانپے اپنے ہاتھ میں بات دی۔ اس سے یہ حققت ہاںکل آؤ گی کہ اپنے گزندے کے سلطنتی گزندھوکی
جیسا ہی سے اُس نے احتساب کیا۔

میر غنی میر میں یہ، اول زیستیں کوختے ہیں مکن جیسی اور دوسری اُنکی، بھروسہ کوکھی جیسی۔ وہ صرف اُس سے
حاصل ہے جو اصل حاصل کر سکتی جیسی۔ دریں۔ راستہ نہیں۔ گھروں کی بکاری کیلئے کیا ملائی، رہتی میں دوستی
کیا گیا ہے کہ وہ اس کے خواز و خصوصات اُنھیں کے پاس بیجے جاتے ہیں۔ 1949ء کے بعد سے اس طور پر
کے سطحیں ان کا گھدر کرتے ہیں۔ 1937ء، 1949ء، 1951ء، 1953ء اسی کے خواز و خصوصات اُنھیں کے پاس بیجے
جاتے ہیں جیسی ہی کہ زبان اُنھیں اُنھیں کیا کوئی بنا دے لے کے جاتے ہیں۔ 1949ء سے پہلے میاں کو
وائی ہاؤں ہاؤں ہاؤں اُنھیں تکمیل تھا۔ 1949ء میں افتخار اُنھیں لے کے بعد اصل صاحب نے اُنیں احتساب میں دوستی کی بخوبی
لیتے کے گیا جو عین بکاری اُنھیں میں اُنھوں کو اُنھیں کا لون کے سطحیں ان کے صدھے ہیں۔ جب اُنکی

خدمات میں سرف ان زمینوں کی نسل استھان کرنے کی انجمنی بادلت ولی عین اپنے کے پیٹھے نہ مجاہد، والی بڑی اخواز میں کے جاتے تھے۔ بھل دہلوں ایسی بھی ہیں کہ جہاں نے مردوں کا نام نہ کہا کہ ان کا حصہ ہے، وہ کہ دیکھو، ایسے سارے خدمت و خیوس کے اہل افسوس کرتے تھے۔ بھی افسوس نے اس کوئی میں اس طرزی افسوس کے خدا کو اپنی طلبے کے لئے کلی خداوت کی افسوس نے خود بھر جاتے تھے۔ خود کے لئے افسوس کے مکاری کھلنے کے وجہ سے اپنے بیان میں ایسا بات اظہرم کیا کہ سارے خدمت و خیوس ایسی کلی اپنات کے افسوس میں کہ دن افسوس کے وجہ سے خس کی پا سکا تھا، اس طرز میں کہ حکومت میں بھی جہاں تکہ میں کی تکمیل اور راست کا تعقیل پہنچتا ہے تو بالآخر بھالی گاؤں میں افلاطون رہا۔

غیر فرمادہیت اور مطردیت

ربا سے رہات دن بدن غیر فرمادہیت کی طرف چھوٹی جلی گئی۔ رہات کم اہمیت کی حالت بھی کہ میرا اور بھر کے ۱۰۰ اور میں آتے ہی ان کے پیٹھے اوقات میں سے ایک پیغمبر اکیاس نے سارے نہیں تھے، رہات استھان دیپے۔ ۱۰۰ کے بعد رہات کے غیر فرمادہیت خداوندان سے (جو کہ ایک صرف ۲۰۰ کی نسل سے تھا) بھروسی حکومت کی زیر سرپرستی اور اپنے اپنی اگریت صفت کا رکھ کرے گا، رہات کا غیر فرمادہیت اور مطردیت میں گما ہو رہا گراہا۔
اپنے مختصر جب ۱۹۴۸ء میں رہات آیا تو اس کے مطابق میں اپنے قریبی خیار پر ملا جاتی کہا جاتی کہا جائے کہ مختار تھا۔ وہ جانا تھا کہ کام کرنا بھاگنا کہلی جانا کہا جاتا ساختے تھیں آئے۔ بعد میں اپنے ایک احتجاج کے دروازے پر اس کی رہات کے لئے ۶۰۰۰ احمدی ایسے لئے کر کے پیغمبر تھا کہ الی تجاہانے کی صورت میں پیغمبر مسیحی خدا کے کہانے تھیں کہا جائے گا۔ تاہم کسی دوں تھانوں کو کہا کہیں کے جو پہنچانہ الہام کھاتے ہیں۔ ۶۰۰۰ کہا ہے کہ الی کی خوب صورت پوچھا لیں گے۔ میرے اس کے احوال پر ۷۰۰ کو شہزادیوں کو اچھا ہے کہ میں کلی اگرچہ، اگرچہ کہانے تو کہا جا ہے گا۔ ۶۰۰۰ کے لئے باہم میں اس کا احتمام کرتے ہیں۔ میرے نیال میں تھے میرا اور پیش کیا تھیں بھری اور اسیں چید کر رہا ہے۔

پھر الہام کے بعد حکومت میں رہات میں سیخا کا وجد نہیں تھا۔ ایک جو ہائیکورٹ سے بھاگی کر کے دیا گا ساپ اپنے سیخا کر رہا ہے، پاٹھی کاہی ہے۔ باہمیت کے مطابق اسے اسیاتھ کے پیغمبر آئے گا کہ دیا نکالی جانے والا افسوس ہے اس کا اخاذ کرتے ہوئے کہتی ہیں۔

”بھرپور میکر کے غیر فرمادہیت میں مکمل رہا تھا اس کو گھومنا میں کہلی جو دل کرتے ہے ایسی تھی ایسی۔
باب اس کے کم ایسی کی خوفزدگی کے میں سیخا کو کہا کر کوئی بخوبی تھا۔ اس کا احتمام کرتے ہے اس کا احتمام کرتے ہے اس کا احتمام کرتے ہے۔“

بھولیں گے۔ اس کے باوجود اس وہ بخت نہیں ہے کہ پڑھنے کی بحث کے لئے تھا۔ بلکہ اس کے ساتھ میر، اپنے اگر اپنے آتے کے ساتھ میر کی سوچیں بے شکار پڑھنے کے لئے تھے۔ اس کے باوجود اس وہ بخت نہیں ہے کہ جو اس کے ساتھ میر کی سوچیں بے شکار پڑھنے کے لئے تھے، اس کے ساتھ میر کی سوچیں بے شکار پڑھنے کے لئے نہیں۔

ٹکن = پانچی مارٹنگل، کی جائیں اپنے اپ کے بکریوں کی جنہیں اپنے طریقہ زندگی تھے
امنزج کا شفیع قاسمی سے جنما کروں میں تحریر امداد دے دیں اس لئے کرنے والے کروں نہ پہنچائیں
1985 تک پہاڑ جنما کروں یعنی تھے۔ ایک احمد بن عباس اور ابن حبان

باقہ صاحب کے لامباری میں لگے ہامڑا برابر یا اسکی تجھیں خاتمیں اس کے انتوار سے نہ سے بنا رہے تھے
بند ملائی تھی بدل گئے۔ ملائی کو سیاں لگی ہوں گی زینب نے عطا کی تھی پورا بڑا بانٹے والوں سے غیری خاتمیں تے
ملائی ہی کوہ آنکھہ بڑا بھی گئی تھیں اور جس سے آنکھہ بڑا بھی گئی تو اس کے نام جوتی تھی۔ اس کے باہم
لیکن دنے جاتے تھے دراں سے مالیں ہی نے والی آدمی سر کاری ہوا تو اس نے اخوان کا امرتھ تھی۔ اس تھیکی تھری
کے لئے پڑھتا تھی کتاب ملائی بڑا بھی ہے ملائی بڑا بھی ہے۔ جو ۲۰۱۰ء میں ۲۲ بجے کل کا ہوا تھا اسی ایام
باقہ صاحب کے درمیان تھی۔ اسکل شدید بیکی بیکی تھیں تاکہ خود کا ناز کے لئے اپنی سختہ کردہ بجائے
تھے اس کے بیکیں اسکل اسکل صاحب کے سہ سیل بیکی آدمیوں نے ہوا کیا کہ اسے اسکل ملائی تھیں تاکہ اس کی بیکی
ٹاکے چھپیں اس کی قیمت سے ملائی تھیں گی اس لئے کہ اسکل کی تھیں تاکہ اس کے ایک دوسرے کا دوست ہے اسکل
تھیں۔ جس پر اس نے چھتے ہے لیکن اس کے لگن میں بھی اس کے ایک دوسرے کا دوست ہے

میں کا تیرہ بڑھیں اپنے مختلط طرز کی گز بارے میں مختلط حصیں جیسیں مردوں کے لئے کل ملکی گئے جوں ہے
تجھے سماں بھیں ہیں۔ رہا سکی جانب سے ہر بارے میں کے اپنی کارے پر ہر جو دلخواہیں اُن کے خاتمے
ایک پل کے قریب سوچتے ہوئے سلسلہ احتمالوں کی پاٹھے کا۔ رہا ست کی وجہ سے بکھر جائے گی اُنکی سیں
حدیقے کے لئے آئے تھے جس نہیں کاٹے، والوں کیوں کھل رکھیں تھے کے احوال میں اپنے اپنے اس کا مختاری کر لے
جیا۔

ہاں لگ جان اور نہ بخیگانے کی سرپریز کر کے اخاطط ہلکا۔ اس ویٹ سے مسلک لوگ کچھ قوادر، خداوند کے پابند ہے۔ اگر انہیں اپنے فی کے مظاہرہ کے لئے راست سے باہر لے جلا جائے تو ان کے سبھاں سے گوری خاتمی ل جائیں کہ ان کے ذالیں مال، درخت، دودھ کے قطف کے ذمہ دار ہیں۔ لہلک لہلکی مطریں قدم انہیں تو زکھے تھے۔ بخیگانے کا بیکی خوش تھا جو کہ مال ماسک کی ایک رتھاں سے مٹا دی جی

جیسے جو اس بیان کی سلسلہ میں اپنے انتہا پر اپنے ایک ایسا لفڑی کا نام آیا تھا جو اس کے بعد اس کی کوئی دلچسپی کے علاوہ ایک بھی نہیں۔

بیوں پہلے ۶ میل اگر کی فرسٹ کی جانی تھی تو تاک کے لامبے پٹھر پر ۶ میل بجاتے تھے۔ والی صاحب (ازمی) اور جو بھروسے تھے تو اس کی جو سلطنتی آرتھ تھے۔ کیا بدلتیں، اتنی بات تھی کہ والی بڑھتی کرنے کے لئے ۶ میل اور ۶ بھروسے صاف کر لیں۔ جبکہ عی کم انتہائی صورت کے لئے ۱۰ میل بدلتی دیکھوں ।

سرکاری مدرسہ نہ کی جاتی تھی۔ پس منہن ہرگز میں شائع نہ ہو یہاں تک مکمل ہر چیز کی کوہلا کی بحاجت کے لئے بخیر کوئی سرکاری مدرسہ ازیں ہو یا پھر کوئی کالا قضا۔ والی صاحب طریق طرزیاں کے خواز خواں نے سہے سے سرکاری مدارس، مدد خواں بھی سے فریانی لی۔

جیسا کوئی بھائی کا بھر بارہ ماہ کو لے لئے ہوئے گے۔

3

ڈاکٹر ماری پالانچانگوڑہ بیان کر رکھ آئی، شوالی ۲۰۰۷ء، ۱۶ اگسٹ ۱۹۹۸ء۔ یہی بات طلب ہے مگر کوئی
جس نے تباہی کے عقایق پر سخاں کا صرف ہدیہ بھی کیا تھا اس کی تقدیر مگر جو ۱۰۰ روپیہ دیکھیں ہے ملکہ نمازی مدد و
عون کے نام پر سخاں کا ۱۷۳۵ روپیہ دیکھ دیا۔

تینی میگرفت کے اکھے لمحیں دل میں تھے بچھے ٹھہریں کے وہیں احوال بھی ہان کیا ہے کہ جوست شی

تم نے اس کے لئے قول ہاتھ رکھ لے کر اس سے متعلق کہا ہے کہ بیوی نے اگر خالی دروازے
خدا کیلئے مغلیخانے کے موت پر اپنے ایک کوئتے تھے جیسی۔ مغلیخانے کی وجہ سے علیحدگی کا
امتناع کے بینہ میں اٹھ لے کر قشیر کے لئے اس طبقے کا نہ کام کر سکے۔ بد دعے میں مغلیخانے کو عذاب نہیں لے سکے
جس ساتھ میں اپنے طبیعت کی وجہ سے عذاب ملے گئے تھے۔ (دیکھنے والوں میں جو کوئی کام
کرنے والی اور اپنے بھرپور 1993، صفحہ 159)۔

شیعیان نے اعلیٰ حکام کیس کار، بیکے احمد کاراں کی حوصلہ جات کے لئے وہ ملکہ جوڑی بارہن، اعلیٰ ل کاب۔
میرزا علی بن علی خداوند نے پندرہ جون 1982ء کو اسکے تدارکات میں اضافہ کیا۔

دال سائب کا ایسا جو فریضی اس ہے کہ، اس نے ہمارا دل کرنے لگی کہ یہ چاہا سب سر برداریوں کے۔ جیسی کئی صفت کی مدد ساتھ ہیں اپنے بولائیں گیں، دال سائب نے مجھ کا یہی کہ کہے ہے افرادی ہے۔ جو کہ اپنے یہی صفت نے دال سائب کا کوئی سوچ پڑا تو اس کا کہ کہا ہے جو اس کے لیے یہ کہا گی کہ دال سائب سر برداریوں

۱۰۵۷ء میں پاکستانی اخلاقی کتابخانہ اخلاقی کتابخانہ کے نام سے ایک اخلاقی کتابخانہ کی تاسیس کی گئی۔ اس کا اولین مدیر مصطفیٰ علی خاں تھا جس کی تدبیحی میں اپنے اخلاقی کتابخانہ کی تاسیس کی وجہ سے اپنے اخلاقی کتابخانہ کی تدبیحی میں اس کا اعلان کیا گیا۔ اس کا اولین مدیر مصطفیٰ علی خاں تھا جس کی تدبیحی میں اپنے اخلاقی کتابخانہ کی تاسیس کی وجہ سے اپنے اخلاقی کتابخانہ کی تدبیحی میں اس کا اعلان کیا گیا۔

(۱۰) نمبر ۲۸-۶۷ پر ۱۹۸۸ء میں اسکے بعد ایک کمیٹی تھی کہ اسکی برپا کرنا بھل جائیں گے۔ اس کی کامیابی کا پتہ لگنے کے بعد اس کی تحریک میں مدد ملے۔ اس کی کامیابی کا پتہ لگنے کے بعد اس کی تحریک میں مدد ملے۔

اوغام

روایت ساخت تاہم برحدی ریاستوں میں سب سے زیادہ اتریں کی جانب کا جزو تھی اور نہال سڑکی مرصدی اگلے نکلے اسکے برابر سے سب سے زیاد تاہم برحدی ریاست تھیں جنہیں اس کے لئے اپنے طرزِ خبرافہ کی وجہ سے اپنے دناؤں کی پیداوار سے بچتے تو اور انکا اگلے جو نہیں تھا اور کوئی بدلے ملنا تھا اس کے لئے اندھے ریاستے وجد ہیں آئے وہیں وہیں سے خداوم تھا۔ باکتنی سب مالی خاتمیتیں اپنے والی تبدیلیوں اور وہیات نے بھی جو بھی کیں گل کریں گے۔

3. اس کے سمیں کے اعلان سے اپنے 2 جون 1947ء کی تحریر اسے تکرار کے سمت پر اپنے بھروسے کے
سجادہ پر یک نئے سائیکل اساتھ کی۔ مادر اسے اپنی زبانی پر بہت منسوب کرتے ہیں کہ:
”جب“، اس اس سبب کی تھیں اسے حل اور اس کا بھروسہ بھولے کر کریں ہے اسکا اعلان اسے کی تھیں۔
کھلکھل میں تباہی، باہم کیتے ٹھیک ٹھیکیں ہیں اسکے ساتھ ملکی خاتمیتیں اپنے اعلان کی تھیں اور کوئی کامیابی کے نتالیں وہیں
تھیں کہ اسی سبب کی تھیں اسی اعلان کے ساتھی ملکی خاتمیت کے ساتھیں کیلئے بھول کر دیے گئے۔
جہاں تکہ راستہ اعلان کا تھا اسے اپنے بھروسے کی ٹھیک گولی حرف پر حرف کی ڈیندھل۔ یہ کوئی
تکرار نہیں مل سکتا اور اس کو کوئی جس 1969ء میں اس کے اگلے دور کا نام ہے۔ جب اسے اس نکتے
میں فرم کر دیا گیا اس کے ساتھ اس نے ثبوتی اثیر کی تھیں بھی پہنچا دیں۔

سلمیہ کی تیاریت نے 15 اگست 1947ء کو اگرچہ اس کے پڑی جانے کے بعد ملکی ریاستوں کی ایسی
مدد و مشیت ملڑا اور کئے کی جاتیں پاکستان کے وجود میں آئے کے بعد انہیں لے اپنائے اپنے اعلان کا لف
ست کی طرف مل دیا۔ Oliver J.S. اپنے ایک فتحی کتاب میں یہاں کہتا ہے کہ قاتل کی ریاست کو پاکستان میں
شامل کرنے کے لئے دہلو کے حصہ پر اس کی 24 قسمیں (اسی طبق، خداوند، اور گران جو پہلے ریاست تھات کی طرح بھی تھیں)
تمسک ریاستوں کی جانب سے پاکستان میں شامل کرنے کے لئے قبول کشون کا انتظام کر دیا گیا اور پھر انہیں مدد

کریں اپنے ملک اور ان عجیش و راستوں کی شوریت کا چاقوںی جواز محفوظ ہے۔

پاکستان کے ایجاد میں نے کافر بادشاہ سے پاکستانی حکمرانوں کی ایجاد، ہائیکورس کے ہدایت میں پاکستان میں
کے ملادہ احتجاج کے خلاف تھی۔ ان کی طرف سے غوریات پر بخاطر احمدی کے حوصل کے بعد، وہاں کا پاکستان میں ادیان
ہائجے تھے۔ لیاقت بخشی خاص نے اپنی اس خواہیں کا تقدیر اس اتفاقہ میں کیا کہ وقت آئیا ہے کہ تم ان، ہائیکورس کو فرم
کر دیں۔ اگرچہ اس خواہیں کو حقیقت کا جادہ پیدا نہ ہے پہلے یہ نہ سے آئی کہ پاکستانی حکمران نے اس
کی پاکستانی چاروں گہوارے، پڑھوں کے لامبے تر صدیوں ہائیکورس، ہائیکورس اور ہائیکورس کے ٹھہرے سب کو فرم کر دیں
گے۔ ان تینوں ہائیکورس کے دو قدر کرتے تک جو یورپی کران کی تزویہ میں دیست کی جدید ہے مرکزی حکمران ہے۔
اے اس طبقہ خدمتیہ خداوند پر اعتماد ہیں!

ساخت کے معاویے پر چنانے کے لئے بگیر ریاستوں کے مقابلہ میں دریافت ہوتے ہیں جو اپنی
کل آن۔ اس کا ایک سببہ بیان کے عکس افسوس کا ہے۔ اور اس کی سرحدیں برداشت اقتصادی ہیں
میں تھیں۔ افغان اور پختونخواہ مال نے چڑی ریاستوں کی بہت کامیابی کی۔ وہ حقیقت ان سرحدی ریاستوں کی
دیکھ کی وجہ اس مال کی سفر قرار۔ بولانی کے بیان سے راستہ ہانے کے بعد اقتصادی ہیں سے سرحدی بھرنا
بڑا درد۔ اس حقانیہ دعویٰ تھا کہ اکٹھان کو یہ بیان کیا گئی تھی۔ جوں کہ افغان سرحد گزندھی پر ڈھونڈا
گزیں گے ریاستوں سے بھی جیسا نئے پختونخواہ کے سطح پر کامل کے پیار کرنے کا ہے ان سرحدی ریاستوں کی
ذمہ بانی تھیں جو اسی تھی۔ اس صورت مال نے پاکستان کے داخلی حکام کو اپنی سرحدی ریاستوں کے معاویے میں
حتماً اپنے بیرونی کارکردگی کے لئے۔

مکہ پاکستانی حکومت کا مردمی ریاستیں کے سلطنتی نیشنل بینٹ کا تھا تھے۔ 1962ء میں یونیورسٹی اجنبی کی جانب سے دینے کے اس خواستے پر حقیقت پرداز ہے کہ پاکستانی حکومت کی جانب سے فوجیں کی وجہ سے بیان ہے جو اپنے آگرے کو کروڑوں اقسام پر اس کے عمل بند کی وجہ تھا ہے۔ میں یونیورسٹی اکنے سے اخراج کرنے چاہتے ہیں۔ پاکستانی حکام کے مطابق بھروسے والی صاحب کے درخواست مردم ہے۔ انہیں بار 2 اکتوبر، 1962ء میں اسکلی تھا جس کی وجہ سے دہلی انگلی خانہ تھیں اور اس پرست کو اسی طرح برقرار کر لایا گیا تھا۔

اہل کے ۱۰ بیٹوں کی تعداد اسی ایوب خان کی بیٹوں سے جوئی تھیں۔ مگر کسی کی وجہ سے اہل کی بیٹیت نہیں آئی۔ اہل صاحب نے اسی حالت پر اکٹھیم کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ نعمدین جب بھائی سے کہا کرتے تھے جو اکٹھی آئی پاکستان میں مذہم کر دیا۔ اسی سے تبدیلی بیٹیت پر اثر لے گئی۔ اس لئے مگر اسی بیٹیت کو رہا۔

ریاست کی آئندہ مشیت

توابی، باغوں کی جانب سے مکان ازدواجی کے طور پر کامیاب کئے جاتے کے بعد 15 اگست 1947ء کو
مکومت پاکستان اور پریاست حاصلت نے اپنے مالکین ملکیت کے حقوق کا قبضہ مذاہلہ الائیں لیں گئیں۔ پس جلوہ،
گورنمنٹ آف افغانستان کے 1835ء کے شروٹ کے مطابقت دیکھا تھا جسکی حکومت پاکستان نے قبول کر دیا تھا۔
اس سند میں اپنے اکثر اسلامی اور اسلامیت کے مذہبی پیش کے مطابق اسلامی مذہبی مذاہلہ پر حکومت
پاکستان کا اعتماد کیا تھا اس مذاہلہ کی نیت پر پریاست حاصلت نے صرف پاکستان کے مذاہلے میں اس کے ایک
60٪، دیکھنے سے بعد شامل کر لیا گریخت افغانستان کے 1835ء کے شروٹ میں حصہ 5 کے تحت (۱)۔
عمران خان نے جواب میں جواب لیا۔

ہر کے بعد، مگر واقعی راستوں کی طرح، باستہ سات نے مگر 1954ء تک حکومت خود کا اعلان کر لیا۔ صورت ہی بس کے مطابق، والی نے اپنے اختیارات پاکستان کے والی کارون سازی کے کام پر دیئے۔ اب اسے پاکستان کے ریگ صوبوں کی طرح، اس سہ باستہ کے قبیل میں کارون سازی کا حق واقعی مگر خرچ سیدھا افسوس الامر است۔ الیکٹریسٹیٹیشنیں 1935ء کے بعد میں اکٹھیں گے۔ اسکیلے گیہوں سے انہوں نے باستہ میں اکٹھیں گے۔

کیا جو پیدا کرنے کی کوشش کر رہا تھا، اس کی کوشش کی قدری میں، اسکی کل کامے کی کمی میں سے اس کو کوئی
کمی نہیں ملی۔ اس کی کوشش کے نتیجے میں اس کے لئے ہمارے ہمراں پرنسپل کی تمام تحریکیں لے سکتے کہاں کہاں کیلئے اس کا
جانے پاسوں آئیں کیا تمام تحریکیں اس کے لئے کامیاب تھیں میرے بھائی۔ اس سے خداوند کی تحریک آئی تھیں میرے اس
کو دیکھیں۔

اس طبقے میں اگر مالا کل نے وہ اپنے مالک کر لیا جس کے قبضہ میں اس کو پاکستان کی آنکھ
کھینچ لیتی تھی جو کے عکس پڑھ دیں گے۔ مالا کل نے خدا کی صورت کے 22 قسم تکی کی خوشی
پر بھری۔ اکتوبر میں اس کا نام بانگلہ براٹھیں کی طرح جلد سے کامے میں بھر پا کر صورت پر اس طبقہ مالا
کی طرف سے راستہ لائیا۔ اس کا کام میں بکھر دیتے ہوئے جانے کے بعد اس کی پاٹھ بھرگی۔ اب اگر اسکی
پہلی ریاست مولانا اگر بانگلہ کش کے قبضہ میں ہے تو اس کو دیکھ کر دیا جائے پہلی
طریقہ کام کرنا ہے۔

1956ء کے ایک تکمیل اور اصلاحات نے قلمبندی مدنظر کے لئے قومی کمیٹی، ڈائیکن ساز اسکل کے جو ایک بیکاری مہاذبی نے ساختا تھا، مگر انقلاب کا حصہ بننے والے باشtron کے سنتکل کے ہدایت میں تغیریں رکھائیں گے۔

1962ء کے شعبہ مارچ میں اسٹولن گھبائی ملکہ ترکیہ کی طرف سے آئی تھی جو 223 کے قدر 10 م کریم کا کربلا گھاذ میں کملہ میرزا یا صوبائی گاؤں مدد یا گھر کی مابینت کے لئے تھی اور انہیں کامیابی کی وجہ سے اپنے بھائی کیا جائے گا۔ انہیں پانچ سال کی وجہ سے جہاں کے ادے میں بھائی کے ایک سال کے حساب میں ہجات کیا گیا۔

”کالاں باد پر پس بے کی خود عینکی کار سالانہ میں موت کے کے کی خدا کا اعلان تھا جو جنگل میں
تکہ بے کا لکھا لڑاکی کی کامبیا تھیں اور جو جنگل کی تھی کیسا تھی موتیں اسی کی جنگل میں
اس سالانہ موتی کی موتیں کے کے کیا جو جنگل میں بیدا ہے۔ خدا کے انتہا اس کے بعد موتی کی موتیں ہیں۔
خوبی کا کام اپنے قائم کیں اور ہاتھ مکن کے سچ کر کوئی گھنیں نہ کرو، ایسی کام کا خدا نہ رکارے۔ اسی افسوس
کی وجہ سے جنگل کا ایکیں اور ہاتھ مکن کے سچ کو درہ براں کے خدا کا سالانہ بہت سی خل
مکن خداں خل کے پیچے کو کیا تھا سے اتنا تکبی کا طریقہ پائیں جو ایکیں کی کردیتی موتیں کیا تھیں کیا ہے اور
”کیا ماس اگر کیا نہ کر کے کے ایک طریقہ خوبی کی انتقامات کریں۔

"1962ء میں اسکی بھروسہ اکتوبر کے پہلی تاریخ کے اعلان کے مطابق اس کے سروریکی ایک دفعہ
سست پختہ بھروسہ غیر مخصوص کے اگر عمر اپنے کے درمیان میں بھروسہ اکتوبر ایک دفعہ
اکتوبر کے سروریکی ایک دفعہ۔"

سالان کے مارچی میں ہم اسکریپٹ 1969 کے تحت ریاست سوات کی مشیت کو جعل کیا تھا جس کے بعد اس ریاست کا نام تبدیل کر دیا گیا۔ 1954ء کے ٹینڈنڈلیں اوقات کے تحت محلہ نے اپنے پتوں انتیارات پر کائن کی عالمی سازمان کی ایک ایجاد ہے جسے 26 اگسٹ کے اتحاد کے تحت، ریاست سوات کا الیکٹرانیک ملکیت ہے کی پورا حصی۔ مارچی میں ہم اسکریپٹ 1969 کے تحت یعنی نام بیف برٹل ۱۸، یونیٹریٹڈ ائر سرکل کی مشیت سے ہذون ساز اکسل کے انتیارات استعمال کر لیا تھا۔ اسی انتیار کے تحت والی کے انتہا اور سوات کی، راستی مشیت کے نام کر دیا گیا۔

ادیگم کی روشنائیت:

مطالعات اقتصادی

اب کی تخت سے اس کے لئے ملکی صورت پیدا ہوئے اور اس کے بعد بھائیوں کی بھروسہ بھائیوں کی بھروسہ (1908ء) اور 12 نومبر 1949ء کی تاریخ پر ختم ہوا۔ اس نے ترقیاتی کاموں اور حکومتی امور پر کل رہنماء جاگیری کیا۔
تسلیم، رجسٹر، درستہ اصلاحات اس کی کئی خدمات تھیں۔ تھا کی تسلیم کے بعد جو درستہ اصلاحات اس کی، تھا ان اور ترقیاتی کے امور
کے امور پر اصراری۔ 23 مئی 1949ء کی مطلق امدادان حکومتی بریاست تھی اور تھی ملکی تھی اور تھی ملکی اے ملکی اس کے
12۔ پڑھنے کا کام اس کا ملکی تھا۔

ہاچا صاحب کو بڑھا تو فی الحالوں کے لئے بڑے پر جوش تھے۔ الحسن نے ملکہ انہیں اس کام کی ادائیگی کی اور بڑھا تو فی الحالوں کی مدد سے اسے فیکلی۔ بڑھا تو فی الحالوں میں تکمیلی مشکلہ نے بار بشارٹہ کا ختمہ دل بیانات سے کھوڑا۔ اور بیانات کے پہنچانے والی ارشادگاری کی آئر کے ذریعہ تسلیم کیے۔ صورت حال کی اس حقیقت سے حزیر تکلیف دیدیا تھا

کی خینچیں لے خودی اس پرداشت کو سخت کیا تھی۔ میاں اگلی بیان زیر بنتے سُکھم اور رنگو
اوہ لال سے محنت کی اس ساتھیں کیلی ٹھیک کر دیں۔ استھن و رنگ اور جرال کے عقاید میں پرتوں اور احمد
کا ایک امرتھی تھیں جو راستہ کلی مدد پر ختمی مطلق میان میخانت کے قدر تھی اور نیز پرانا سکھانہ می خورد
تھا، میخانت ی ختروں تھی۔ بیجا بائی نے میاں اگلی بیان زیر کا متابہ ہیں کیا۔

اگر وہی مطلق میان کی اگر پاراداگنی اسی بیان سے کیا کام کر سکتا تھا۔ اسی بیان سے میخانت باحدی
ایک طالب ہے زر مطلق میان کی سرحد تک نہیں پہنچ سکتے۔ یہکے جو اس طالب ہے، میان کا ہے، اور اس طالب پر
پر مطلق میان کے اخراجی صورت میں اسی طالب تحریف اور اسی میں پہنچ گئی ہے۔ پھر کسی احتجاجت میں اسی
میخانت کے بعد میان طالب گئی ہے۔

ایسا بیرونی بیوی کا یہ مشاہدہ میگی، یا بعد سات پر وہ گھر کلکا ہے۔

ایک بیرونی بیوی کے اپنے بیوی کی بھروسہ کی بیانات میخانت میخانت کی بیانات، اسی زندگی سے۔ جوں ٹھیک ہے اسی
میخانت میان کا اپنے ختروں سے مخاطب ہے کہ یہ پیارے میخانتی خدا کی طرف تھا اور جو اس ختروں پر کی
اس سلسلہ میان خلائق کی صورت میں بے ہال تھی اسی طبقاً اس طالب کے بعد میان کے پہنچ گئی۔ جس طالب کے نکاح میں
یہ ختروں میان کا اولیٰ خاتم کی خلبانی صورت میں کلی بیٹھ کی کر دیا گئے کہ میان کے طالب ہیں۔

ظیم بڑے پہلو ایس نے جو اس نے جو اس کے خراہوں کا ایک بہت ہی صائب خبر و راقی کر کر قریم
والدار میان اور اپنے بھیوں کی خروج و خلائق کی سختیں۔ راستہ سات کا بیان وہن کے بدلتے جزوں کو، پھر
ہے میان کوں اس ساتھیں تھیات کے طالب احوال لے لے اچھا ہے۔ اس لئے کران، ہاتھوں کے ہاتم کے اندرا بھی
اپنے طالب میں میخانت کی خلائق اگر اپنے کی خلائق اگر اپنے لے دیتے ہے۔ اس نے میاں اگلی بیان زیر کا اسی پر
کی کرنے کی وجہ سے خروج کیا کہ اسی بھروسہ میخانت کو خلائق کو خلائق کو خلائق کو خلائق کو خلائق کو خلائق
کے نام سماں کلکل میں ایک سارہ تھام کا اکٹھ جائی ہے۔

وہ پاٹھم پاکتاں بیانات میں نہیں نہیں کے اسہر میں میان کے لاگوں کی گلی حصہ اوری کی
خروج پہنچ دیا۔ 2 اکتوبر 1949ء تک، اسیں جو جھا، بھلی کی تحریک بیش تحریک کرتے ہے اسے بھیوں نے کہا
”آج کی بھوسک کر کہ راستہ کل کرنے کا کہو۔ بھی کے لاگوں کی میخانتی، اسے پھر میخانت میں ہی کی صورت میں کی
جا گا۔ کی طبقاً اس کل مرکز اس صورت میں سکھم بہتری یا اون کرنا چاہا ہے جس بھی بھی کے اون مرکز میخانتی میں
ختمی نہیں بلکہ، پھر اسکے انتها ہے اس میں کلی مدد پر صورت ہے۔“

اول صاحب نے اپنے پرے، میخانت میں اگرچہ اس دریافت میں اسی طالب اس ساتھی اس کے مطہر و راقی، اسی دوں کا خلائق ادا

ہے۔ اس نے دو ماہلاگوں کا سماں میڈر خوشحال ہاتے کی طرف زیادہ تبدیلی نہیں انجام ریا اسی صورت میں شریک

ہے لیکن اپنے تھے رائے۔ حالاں کیا ایک طرف سے تحریک ائمہ مسیح صدراوی کے لئے مدد و نفع کر کر بخوبی باقاعدہ جب کہ 1954ء میں اُس سے خود پر اعلیٰ کیا تھا کہ اُس کی بخشیدہ سے یا اپنلی بخشیدہ ہی ہے کہ ایک ترقی اور نفع مدد تحریک کے مقدمے کے حوصلے کے لئے ہامہ اُگر کر پڑتی ہوں میں زندہ ہے تذہیہ اور تحریک کر دیں۔

فوسدا اور نماہنگہ حکومت کی عدم موجودگی

آل اٹیا اٹھیں سلمیگ نے 25 جون 1948ء کا ایک تجسسی اجلاس کے ساتھ سے بارے بارے والی پانچ قراردادوں میں سے اس سے 1 اکتوبر اور وہ میں پاکستان میں اس خدمہ بایخ من ایک دسدار حکومت کے قیام کا مطالبہ کیا اور اس میں پاکستان کی ہمارتے ناوجوں کی اخراجی و زندگی تاجیک اسے بے کل پر فخریں کیا تھیں اور اس کی اپنی پوری تحریک اور غیرہ شباب اور یونیورسٹیز اور اسٹوڈنٹس میں دسدار حکومت کے قیام کے سلطنت میں کافریں کی تاریخ اور حلقہ نزدیک بیکھانے کا بھی کیا۔

یوں کی آل اٹیا اٹھیں سلمیگ دن خالیوں میں ہوتی تھی۔ پاکستان ایک کے آئین کی نمائی ترین حکومت اُس کا یہ بھان تھا کہ پاکستان میں خالی ہوئے رالی قائم ہاؤخوں میں دسدار حکومت کا قیام۔ نہ یہ زبان نے ان قائم ہاؤخوں میں موجود بیانیں بھر کر پڑیں، لیکن کے بعد اپنے تصریح میں کیا کہ اسے ہے کوئی لیگ ہائی کورٹ کو حقیقتی اعلیٰ میں بدل کر لے کر اُس کی تواریخ کر کے ان کی تاریخیں کافریں کافریں کرنے کا گھر بن دیا گی۔ عمر ادوں کے لئے صلاحیت ہے کہ اس قریب کے ساتھ تھا کہ کریں۔

حالاں کوہ راست حدادت میں اُسی ساری اُنیں کی اپنے بندیں جسیں جسیں پیر اُنلیوں نے 1948ء میں راست حدادت سلمیگ کی والی اعلیٰ ایک چون کو خبر ان کی آرڈر فوری کی کوہ داشت کرنے کے لئے چہ تمیں خیال میں یہ راست حدادت سلمیگ کو والی اعلیٰ داشت دیکریں۔ حدادت میں ساری سرگرمی اور سکل ملاپ کے لئے کوئی بجائی نہیں تھی اس لئے اُنکی اعلیٰ داشت کو خیال پہنچی تھی کہ اُنکی داشت

1951ء میں تحریک پاکستان نے مرصدی ریاستوں کے حکام کی اپنی طور پر حادثت میں خاتم شوریت کے مقدمے کے حوصلے کے لئے اعلیٰ اقدامات کا ارادہ کیا۔ خیال ہوا کہ خبر ان کی جاہب سے ہے لئے خطراء کے مطابق خور کو اصلاح کرائیں ایک تحریک کی مثبت تولی کرنے پر خاصہ ہوئے خبر کی متحقیق ترقی کا حوصلہ تھی تھی ہے۔ مزید پر خبر ان اس طرح اپنے حکام کے مقابلے میں صرف اپنی مثبتتی سُکھنی کر دیں گے بلکہ اپنے اُگر میں اعلیٰ اساقری کے اقدامات پیارے کا سب بنتے ہیں اُنکی کے گھر مسلسل پاکستان کے

وہیں تھنہ ہے پاٹ خانہ تھا تھے جو بکر کے نہیں ایک سال میں جو عینہ کئے سے ان علاقوں میں پہنچا اور اسی پر
بیٹھنے والے سوات کے اور اسے میں بھسا کیا گیا۔
ہلے نے سوچ دیکی تھی، صوف کے سارے اسیں کام کی طرف ٹھاکی توجہ کی ہے۔ لحدہ اس کو سنی
ہو گی۔ اپنے اگر کوئی سب نہ سمجھی، یعنی کہ اسال میں اس کا کام کیا گی۔ ایک غیری خبر ہے کہ اس کو اس کے کام کی طرف
آتی ہے۔ لیکن یقین۔

گھر لے کی گئی موصیٰ، بست میں بیٹھ رہتے کی طرف پڑھنے کے لئے واحد امداد کی تھیں
ٹھنکیں کی۔ میں پہلے کوئی نصیحت آپ سے پڑھنے کا خلاف کرنے کے لئے وہ قدم ٹھاکی گئے۔ حکومت پاکستان
نے اس کی بائی سے اتفاق کیا۔ دکاں کی پیکھتہ بالکل باز ٹکڑا ہے کہ جسمی مصالح میں بالکل بروزرسان
حالت ٹھاکر ہے۔ جیسا وہ اندھی ہی اسی دلماں کے لئے شرطہ اعلیٰ ہو رہیں اکتوبر کو کیے ہوئے بیانات کیا ہاں کیا ہے۔
بیٹھ، بست کی ہاتھی ساخت کا چڑاہا اس سماں میں سوات کا مردیں ہوتے۔ اس میں ایک جگہ نہ اکیتہ میں
کرنے، بہہ ہاں کڑھنکی بھرالی کا خواب کیے ہوئے ہکتا ہے۔

ٹھنکے پاکستان کے کمی طبع کی ناکامی، حکومت وہ کر لے کے لئے ٹھنکے خالق خیل کیا گی،
ناپڑی کے ٹھنکے، بکریاں بھرالوں نے دھکا کر دیے۔ والی صاحب نے 12 فروری 1954ء کو اس پر بھرال
کے ٹھنکے بکریاں کے ٹھنکے ان کا کٹلیں کیا جانے والی فڑکا جویں فناہ کا دھمکی۔ جہاں کی اسے ایک مختاری
کا کٹلیا ہم کر لے کے لئے کہا گیا جس کے پھر دہکانی ٹھنکے اسی دہکانی ہم بھرالیں ٹھنکے اس کا صدر بوزیری کی
ہم بھرالیں دہکانی، اس بھرالیں کا نیا ہی فریدی ٹھاکر کی دہکانی، نہ تیال سخونیں بوزیری کا نہیں بوزیری کی
چوری کے بادے میں مھل بھی کے گھن میں بھرالی کا ٹھنکے دے گیں ان ساختات کے بادے میں اسے کہ
کیجئے اتنی رہا میں بھرالیں تھیں میں وہ اپنی صوبہ جو اپنی رائے سے قصیر کر سکتا ہے۔

اس کا کٹلیا ٹھنکت کیلی اعیار میں بھن کیا تھا اس ساخت میں مطلق المذاہن میں حکومت اور ہاتھی احصار
میں کی جسم کی کٹلی تھیں تھیں آئی۔ میں کٹلی بالکل فیرا ہم وہی نہ کٹلی جسی نھیں کردا کرنے کی وجہ یہ اس کی
کوئی کاریں اگر کس کے ہوں میں کھلکھلی، ہی۔ تھیا ایک دسواریاں تھیں، حکومت تھاں کرنے کے مطلوب میں کی جنم
کی کٹلی وہ نہ تھیں تھیں۔ تھیا اسی کے چار اندر اس امراء طرزِ تھکست میں کٹلی بھرالی کی بھرستی میں دو گھن کی
ٹھنکت کا کٹلی ازور کرگی جو اس بھرالی کو بد لے کے خوبیں ہے۔

سماش روکا جا گیر را نہ حانچی اور جا گیر دار طبقہ کی ترا مٹکی

روجت سماں کا بہلی معاشری احبابی اپنی خوبیت کے لئے جا کر رہا تھا تو اس کے
ماں کی بہت قدر و محبت تھی۔ مٹا کی ملک اور بارہ سو حصہ اور جوں کی اگلیت میں تھے جس میں سارے بھائیوں کی کو
ماملہ تھا، بعد خواس اپنی چھٹکی تھا۔ میدا اور جوں، جو ایک ہوا اک سماں است رہیں اور جو اپنے کی پڑھتے ہیں تھے
کی تام و جیو کیوں سے ملک تھے۔

۱۰۔ اگرچہ رائی مخالفت کے سامنے آئی تھی اور لکھا۔ مگر ان پر یونانیوں کے ماتحت ہوا تو اس نے اپنے یونانیوں کی دعویٰ کی تھیں مگر ان کو اپنے اسلامی چیزوں کا اعلیٰ چیز لگایا کیونکہ جو اسکی دعویٰ تھیں اس کی ایک زیر دلخیل تھیں۔

کام کی بہترین زیر بھی جیسیں کہ جا کیوں اپنی کے سخن پر اپنے اپنے اپ کے سامنے نہ لٹک کر بچتا رہے۔ 12 دسمبر 1949ء کو اقتدار سنبھالنے کے بعد 1950ء کا بدل تھے 1950ء میں ایسیں نہ اس ہمارے درد نکام کرنے کا آغاز کیا۔ جا کیوں درجہ پہلی ہی پانچ بیڑی کی کوئی جیشیت اور پانچ سن کے خاتر سے ایسا درد صبہ ہوا کہ آخر اور طرف طحیت سے تخلیف کرسی کرنا تھا۔ جب بہانہ زیر بھی تھے مکمل ان ظیہ اور جا کیوں رہا تو اسکی ختم کرنے کی کوشش کیا۔ جو گھر افسوس

حلاں کو پہلی طور پر اول (دھرم) میں بنے ہوئے تھے لیکن خود چلے ہوئے ہب ان کا کوئی
مشترک سناو خطرہ نہیں ہوتا۔ اُنکے حکم ہو جاتے تھے۔ اس سے پہلے 1863ء کی حدود تک 1895ء اور
1897ء کی 9 کڑی تک 1915ء میں فراہم کی خلاف بیک، روسی صفات کی تکمیل کے بعد اسے اپنی
1915ء میں مہاباد خدا کو محروم تھک کرنے 1917ء میں اسے تھک کرنے کا خواہ 1917ء تک میں
ہب اسکی مدد اور کوئی تھک کرنے کے ساتھ پر اسیں نہیں دیکھیں کیونکہ

حالت میں بھائیوں (وزراء) سے خوشی، کچھ اس لئے رکھ دیا جائیں گے خیر و کار خوشی کر کے اس سے خوشی ختم کرنے والیں کے لئے اکناف کرنے اور بادستہ بیکی جانے والی تحریکت کے اکناف کو بے کاری کر دیا جائے۔ مخصوص کا پڑھ مل گیا۔ تینجا کچھ خوبیں خود ساختے جاؤ۔ اعلیٰ القید کر کر بادستہ سے پڑھ لے گے۔ جو لوگوں کے انہوں نے اپنی بوسیلی ایک عکت مل لے تو اپنا کپڑا کو کارہے جاؤ۔ مل ساقیوں کی مدد و کریم۔ اس کے علاوہ انکی حیثیت اور اپنی اسرائیلی مذہبی میثاقیں بھی کرنا چاہا۔

پھر پہلے کام ہو گیا تو بیان کی جانشنب نے اسے پہنچا کیا اور بھارت فوج کے کردار ادا کیا اور کم خواہیں نے انہیں پاک کرنے کا حصہ ٹھاکر اتحادیں اس پر سالم رہنے میں مدد کیا۔

سرائی اللہ علی خان نے اپنے پاکستان بیان کے ۲۳ مارچ پر ایک علامی مکالمہ کر رکھا تھا جس کی محکمتوں پر
اپنے بانی تھامہ پاکستان کا ملک بنیا تھا۔ فلم کردی گئی تھی، اور پرہیز میں اپنے بانی تھام کے ساتھ اپنے قوم کے بارے میں
بڑی آنکھات غصیں بھیں۔ اپنے پاکستان کے دو اکابر خواجہ کے درمیں (عمر، والی کے سر) بگزی باتی گی۔ والی کے لئے
خالب پر تھا کہ، محکمتوں کا بڑا کاروبار اپنی تحریر کرنے کا پہنچا ہے۔ فرمایا گیا۔ وہ کافی تھا۔ اور اس کے بعد کاروبار کرنے کے لئے
خالب اور کے ایک علاوہ اسی میں شایعہ بودا۔ اس کے بعد اس سفر میں کی طبقہ مذاقہ ہوتے۔²

والی کو اس حم کے طبقہ اور اقبالی بیانات سے چھپی۔ اسی ہماری میں صراحت کے وان کے مطابق ان سے
خطفہ زبان سے مقابلہ کی گئی۔ والی کا ہمیں اس کے برعکس ہے۔ والی پر ٹھکل ایک نے (زینتیں میں تسلی
کے لئے اشtron کا آنا) اپنی بیانیں پہلی مذہبے چھپ دی گی۔ 1953ء میں خالب نیمیں وہیں لوٹتا ہے اور والی صاحب
نے خود حکیم کیا کہ ایک بڑا مذاقہ کر دے۔ خالب نے اسکے بعد خداوندی کا حصر پر یادوں پر تھد کے لامبا سے بھیں۔ ایک اڑ رہا ہے
کے لامبا سے بھیں ماضی مذاقہ۔ نہ اسی مذہبے پر اسی وفات پر بندی مذاقہ کے صاحب میں نہ کام ہے بلکہ ان کے
حصہ میں خوب کوئی نہیں کیا جاسکا۔ بعد میں ان اکوں نے امریت اور والی کا اتفاق اپنے اور اپنے برادر جسوس میں چھپ دی
گر حصہ یا۔ والی اکثر مذاقہ میں کامیاب ہوتے تھیں اس کے ساتھ فرمہ رہا ہے۔

اصلاحات کا مظاہر

سرائی اللہ علی خان والی کے اتریں ماضی مکالمہ کے چیزوں اور خان کا پاتا تھا۔ ایک میں والی اور رسید بخاری
رسیدی کی قبریں سے ممتاز تھے اور اپنے بھدکی پر اپنی بھروسہ تھیں۔ والی سے مرتک کا میال تھا۔ اپنی
فضلہ ماری کے بعد والی اور والی کی مشتملہ مذاقہ کے باوجود اصلاحات کے لئے کوشش رہی۔ تھی اس نے اپنے بھدک
سے افضلی اور رسید بخاری ایک سرکاری و پورت کے مطابق اسے کری سے کالدیا کیا تھا۔ اس لئے کمزور کمزوری
تھا۔

سرائی اللہ علی خان و پہلا میں تھیں نے کلمہ کلاعہ میں سے اصلاحات کا مظاہر کیا۔ وہ اس نے سماں کی
بھان نزدیک اصلاحات کی اپنی پورا اشت اس کی تھی تھی سے وہ اس پہلے خوشی کی تھی۔ اس پورا اشت میں کہا گیا تھا
کہ پاکستان بننے کے بعد بھی خالب پاکستان کا دو جواہر ملک کے نام پر ایک دھر ہے۔ اساتھ میں اسے جبریت اور
خدمت کا نام اور پوری مصالی نظام کے نام کے ذریعہ سماں کیا جاسکا ہے۔ (اکوں کی اکثریت ان پر چھپتے ہیں)
سے جبریت نام کا مدلیل ہے جبکہ اسلامی نظام کا نام خالب پاکستان کے نام پر اسی پر جھپٹتے ہیں۔ اسی توجہ کو

مراجع اللہ یہ مختصر نے خاتمین کی ہادیت کے صورت پر حکم ہائیکورٹ کے ۲۳ اگسٹ ۱۹۸۶ء کا حکم ہائیکورٹ میں
شائع ہو گیا۔ ۱۰ فنڈس کے ام سلسل نمودار کے درمیان مغل نہیں ایسا استعفیٰ میں مدد و معاون کے خلاف
استعفای مدد کرنے کے لئے اپنا ہے۔ جو اس میں بھائی مخفون کھل کی وحدت خارج کے خلاف اس نے
وزیر امور خارجہ کا ایک مذکور کس سکھل کی کیفیت کا نام میں دستی کی تحریک کی۔ پوچھا گیا کہ اس کے لئے
ایک بخش میں ۵۰ اکڑی اسہ پہنچی بخشن میں ۲۷ اکڑ ۱۹۸۲ء کی پہاڑ اس کے نئی میں مراد اللہ یعنی خان کو بھی
کے خرچ کر پہنچی ہے وہ اپنے تھال کے لئے قبول ہی ہے۔

اسی افسوس سے بہت ہوا تھیں مگل اگر مدد کا استعفای مدد کے لئے قریب ۴۰ ایکڑی مدد کی مددیں مدد کے
دوسرے دوست کے بھائی مسدوس امرداد کے لئے قریب ۴۰ ایکڑی مدد کے خلاف استعفای مدد کی دوسری
زندگیوں کے خلاف ہم ہلاتے رہے۔ مراد اللہ یعنی خان کے ایک دوست مدد کا دوست مدد کے خلاف ہائیکورٹ کے
استعفای مدد میں اس تھوڑے خلاف ایک مدد کی داشت تھی تھی۔ جو پہنچنے والے مخفون اور بخشن جاہب تھے اور یہ
مخفون دوچھانی ۱۴ ستمبر ۱۹۸۲ء کی تھیں اس کے لئے قریب ۴۰ ایکڑی مدد کے خلاف استعفای مدد کے لئے خود کر لیا۔ یہ
خداوند مکمل بار بار کر اپنی کوہت نے ۲۰۱۳ء کا اس کے ایک مدد کے کارپوری ڈائریکٹری کا مذکول کیا۔
بہادروال نے یادوں میں اسکل ایک مدد کی اس اسکل میں اسرا کو اس کے برپا ہونے والے مخفون کو مذکول کیا۔
سندھی کے لئے مراد اللہ یعنی خان کے اور میں ۱۵ ستمبر ۱۹۸۲ء کو مخفون اور تھاں کی مدد کی اسکل میں ایک تریک ۱۷۰
تھیں کی وجہ کر دی جاؤں کی تھاں کے بہادروال کے لئے خود کر لیا۔ مراد اللہ یعنی خان کو مخفون اور کوئی کمی
۱۰ ایکڑی مدد کر دیا گیا تھیں اس سے مدد اور اس کے استعفای مدد اور زندگیوں کے خلاف جاہی مخفون اور
نیابت میں ہوا تھی کی تباہت ہو گی۔ اسی افسوس کے بعد ایک بخشن جاہب خان نے ایک تھیم کے ذریعہ دوست ہو ہیں
کوہت کے دائرہ انتظامیہ کو اکٹھ کر دیا۔

مراجع اللہ یعنی خان نے اپنی جدید بھروسے اسی کی مدد کی مدد کی مدد کی مدد کے ایک تھیم کو کرائے
1986ء میں پہنچو ہجس میں اس نے اپنی بخشن کی مشیخت بخانی مختار جان کے اور میں بخشن بخشاں
کی پانچیں اور راستہ میں کمال مختار جان کے اس نے ۲۰۱۳ء میں ایک دوسرے کتاب
کھسی اور اسے جنی مخفون سے مدد کے بخشن ایک جنی مخفون کتاب کی تھیم سے اسی نے اپنے والد کا اکٹھا نے اس کا
کے مخفون کے اور میں نئی تھیں اس کی تھیم اس مخفون نے مراد اللہ یعنی خان کو مخفون میں مذکول دیا اس نے کسی اس میں کب
کی تھیم اس کا اس نے اپنی کتاب تھیم کی تھیم اس کے پہنچے خان کو مذکول دیا اس نے کسی اس میں کب

پڑے گا۔ سرجن اور جن میں کتاب کی مدد فراہم کیا جائیں یعنی کی خواہ نہ ہے۔ کتاب کی فراہمی جل کیسی
جیسی خواہ کی اس کی آٹھلی ڈکام بھیگی۔ بعد میں ان نے سرگزشت حدت کے ہم سے ایک کتاب بھی جس میں
بہت سی کتاب کے تقریباً نامہ میں مذکور کیا گیا۔ اس نے حادثت میں اس احتجاج کے لئے اپنی کاروائیوں کو جاری رکھی
جس کے نتیجے میں اسے شدید مشکلات اور تشدد کیا گیا۔ اس کی اگرچہ اس کا درجہ جدا ہے پیغمبار پرست
حدت کے ناقصی ایک ایام کرنا ہوا گیا۔

رہاست کا نہیں بھی جو یہ تضمین ادا کرے اس طبق مطلقاً ملک میں ملکیت ہے اس ختنی تھا۔ سو وہ
عمران کی ایک سرکردگانہ بخشی اسے اپنے این نے جو دماغ اپنے ایک اگر بھری تجویز میں کیا کہ تمہاری صدی کے درمیان
حالت کے ساتھ عمران سے زیادہ احتیات کا حامل کیلئے پڑھوادھ بخشی، جو کہ لوگ والی کی جانب سے ملازمنی
ہے میں انتیڈیٹر اسکے پہنچنے والیں کم تضمین ادا کرے اس کے لامبے انتقالی مددوں پر فنازیز ہے اور اتراب پر بھی سے ہی
اونٹنگی ہے بلکہ اس ختنی کے بعد احمد حنفی کے مگی شاگرد تھے۔ یہاں کسی کی ملکیت کا قائم از ملکہ ماروادی کی مسی
مرشی پر یہ تھا۔ اس طبق میں وہ کم خدا ملک کا باخندگی تھا۔

جنوب 1981، میں نوئی کم سے حد کے ۲۳ سے ایک نوئی ترکیہ ترویج کیا۔ دسمبر 1984، میں راستے پر بھرپوری کا اعلان کیا۔ اس سے بعد کل ۱۳ میں سے حد تکیہ ترکیہ نامی ترویجی مدارسی (اساتذہ اخوت) کا اعلان کیا۔ ۱۹۸۷ء میں اسے نوئی ترکیہ (آئی اخوت) کا نام دے دیا گیا۔ اس کی پہلی کالہ اسے اسلام پاکستانیہ کا نام تھے جو سیدھا شریف میں پہلو لکڑا میں احمد اخوت نزیٰ نے میں نوئی ترکیہ کی طرف سے تقدیر کیا۔

اس کے بغایہ مخصوص اور جل بھی کے امور میں سختی اور نیت کا ناتھ، جل پر صداقت، خداگان کو
سجدہ خوار کرنے، جسمی طرز تکمیل کے تاثر کے لئے دھنیاداگوں کی ارتقا و ترقی کا جلیل، سچے دشمنی
حرب کا لکھنال تھا۔⁸ اُنکل کے لوازم تھے مولوی افضلی، احمدی، مارف، بالتری، اس کے پیلے صدقات بزرل
بیکری مانے گئے۔ ساری افضلی، اپنے دوستی کے مطابق انکرائی اعتماد کی جو سعدی، بہدھے سخن
جسے ادا ایک ماہر کی حیثیت سے سخنم سے دیتے رہے۔ بہب کو مادرف اس عرض میں کچھ چیز کا سے تھم
کی اُنل نے کرپ بخوبی کرنے کے الام میں صداقت سے بنا دی تھا۔ اس کے بعد بہان زوب کانی کے ایک
پورٹر اس الحکم صدقة پے ادا اُنل اس بندو چڑھا رہا ہے۔

یا ایک جان جو کھلن والا کام تھا۔ جن اخبار میں جیسے کہ معاشرت کو براست کی صورت میں خام کی جائے تو اسیں عین گھر میں کمپ کر گھر میں سے نجٹ کا رکھنے کے پڑھنے کی ذات، مازامت اور قاتم انسان کے لئے ایک بڑا بھائی میں اپنے بھائیوں کے کاروں پر اعتماد کا درجہ تسلی کے، 1951ء کے لئے ایک بھائیوں کے درمیان میں بھائیوں کی معمولی بحث میں اپنائی گئی اور ایک بیوی نے میں پر پیش کیا، کہ شروع کر دیں گے۔ اتنے وقت تک سے بحث کے چاند پر ایک چار میں اصل بھلک اور اصل بگوش کی صورت میں کام کیا ہے۔ میں اپنے کاروں کی برف پر اگھر راستہ اپنی ہوئی تھا اس سرکاری ادارے کی امداد پر پہنچ کیا ہے۔ اپنی اصولیں کے ادارے پہنچ کیا ہے بگھڑتی کے لیے کاروں میں بھی نہیں کیا گیں ہے افریکے لے جو میں کے ذریعہ پہنچتا ہے۔ 1965ء کے پانچ سالی صدر میں پہنچنے سے اس قریب کے نتیجے میں پہنچنے کے لئے ہم کا اپنی جانشی میں جگہ ناچرخی، ایک بھائی کے کاروں کے ساتھ ناگزیری تھیں۔

وہ خواہیں جنہوں نے 1951ء میں وال کے خلاف ایک کاٹش کی جسی اور ان کے خاصہ اگی کے پرے
ٹھیک ہوئے تھے اُریک نے ان کی حادثت بھی مامنوس کر لی۔ اس سے اُریک کے بعد مختصر ہو گئی۔ یہ دوستے کے
ہاتھوں بکھر گئی اور جو پولیس کے لئے اُنہیں مکمل اس کی حادثت پیدا ہو گئی۔ وال کی ذاتی زندگی کے کاٹش میں ملائی ہے تراپ

پھر ایک رہنمائی سے اُس کی شادی ہے جو اُس کی مامہ گاؤں میں ہائندیگی کی تحریت کے بجائے ہے۔ مہنگے نہیں کہاں میں اُس کے بجائے کہاں کاروبار کی شادی اُس کا ذاتی مالک تھا اور ہر صرف ناموں کے لئے ہر اقدام پر صرف اُس نام کے مالک تھا اور جو اُس کے بغیر پر عقول اُس کی ایک طبقی خاتمی کی تھیں مامہ گاؤں میں ہاتھل اُسی تھی۔ ایک دی ہے جو اُس کے مالک سے مالک ہے کہ اُنکی خاتمی پیشہ ہے (جس کی پیدا صرف اُن کی پیدا ہوتی تھی) اُنکوں تکید ہر بخش تھے۔ پھر اُنکا تھا مامہ گاؤں کی اپنے ہمراں کے ساتھ اُس کا بھول بھک آپر وی ہی اُس کی ہاتھ تھیں میں اضافہ کا ایک سبب تھا۔ روز اخوند اپنے اپنے احتیاطی، احتیاطی، حاکمیتی اور شہروں کی جانب سے رحمت کی گرم بازاری اور پعد میختیں اور سرکاری حکام کی مدد سے جنکوں کا سنا بھی مامہ گاؤں کی طرح لازمیوں میں اصرار اور قوں کے لئے نہ کوئی مصالح پڑھتا تھا اور نہ سیارہ اورتی خالیہ کے لذات کو کلی تصور تھا۔ ان ساری ہاتھوں نے اُن کو اُن کے ایک نام صرفیں (جس میں نیکی یا نور اور آن پڑھیوں مثالی تھے) اُن کے خلاف شدید تھیں کہیں بھائیں پیدا کر دی تھیں اور اس پیشکوئی میں اُنکی نامی احتیاط کی کامیابی کو دیکھ لے۔

جماعتِ اسلامی کا کردار

جماعتِ اسلامی جو اُنکا نام کی ایک نسبی سیاسی و اجتماعی سطہر جماعت ہے اور اُس کا اپنا پروگرام اور اپنے اصل پیرویوں کے کچھ احمدیہ اس سے جائز ہو کر اس میں شامل ہو گئے۔ ایک بے پُل طلاق اعلان تحریک کی تینیت سے، اُن کی تھیں کہ اُنکی پر گزیں پروداشت کرنے کے لئے چند بھی تھامہ اس کر 1954ء میں تینی خاص بیان پر دھکا کرنے کے بعد پر گزیں اپنے پروڈکٹس دیجیں۔ اُن نے طلب ہوان کیا ہے کہ جماعتِ اسلام پر اپنے ہیں ملک کے سایی معاہدوں نے ایسا کیا ہی۔ اُنکی تینیت یہ تھی کہ جماعت میں دو اُس نے اُنکی اجتنی کی اپنے تسلیم اور گزیں کی۔

جماعت کے اصل ادکان کو افتتاح کیا گیا تھا 1952ء میں، مخاب میں آئے ہوئے میلاب میں وہاں پہنچنے کے لئے جب اُس کے ادکان نے لڑاکھی کرنے کی کوشش کی تو اُن میں سے بعض کو اگر لگدہ کر کے خلیل میں وال رہا گیا۔ کچھ کفردار ہاتے ہیں کامیاب ہوئے۔ جماعتِ اسلامی نے اُنکے پر ہمیں مطلق العلامیت کے خلاف ایک پروپیگنڈا کام چالا۔ اُس نے اُن کی پڑھائیں کو بہت قصان پہنچایا۔ جماعت کے گزارا رکان کو تھوڑہ دیا گیا۔ اُن میں درادت ہر قرآنی۔ جماعت اور اس کے اخبارات نے اُنکی تحریر پر اسٹاف لاف پہنچا۔ کوچاری، رکھاگی کو

سائی اور معاشرتی عروال

درستی نہیں ملائیں معاشری قائل رہتے صورتی رہنگی کیوں اپنے دالی طالیں کا تھیں ہم تھا۔ میرا آدمیوں کے خیزیوں پر
بیدار ہے تھکس کی چھوٹ کی بھروسے یعنی بہت کم لگات پر بہترین کیوں اچھا کرنے تھکس۔ تھک کے نگر صورتیں وہ اور
تھکس کی وجہ سے ملائیں کے منصب کا ہالا دھنیں اور کی طالیں میں پورا کر کر پڑھتا تھا لیکن کر کر کے تھے۔ جو
کے لعلیں، باقان کی تھک کے نگر صورتیں بھی یعنی بھی۔ ملائیں کے ہم پورا کر کر دھماکا سمجھ کر جو
ملائیں سے ہوئیں، خشن کرتے تھے۔ تھک کے منصب کا جانیں سہیلیات سے ہو گرم تھے، مگر جو، جو ان خرفاوں
کے مقابل پر بیکھڑے میں شریک ہو گئے۔ تھکس نے اپنے تھکانے و تھکت کے سامان ساموں جناب سے ملئے تھے
وہ لئے نگر صورتیں دھراں کے درجہ بھی اس پر بیکھڑے گئے تو تھک کر کہا۔ پورے سے معاشرت اسلامی پہلے تھی معاشرت ملکیں
تھے۔ ملک کیس محدود کے تھے اسکیل کردی جی۔

یادداشت انواع کاگزین

پاکستان کے بعض یادگاروں اور گورنمنٹ میں مثال دلکش ہے بیدا قائم رہائی، خود پر شبابِ الرین، معلمِ نسل، خلیلِ بھائی، دریابِ سکھ رخان، معلمِ اور و فضلِ عالیٰ ان سرداری، یادگاروں سے مثال بھیگتے۔ بیدا قائم رخان ہو کر مثال بخوبی موصیٰ حب کے ذریعہ اعلیٰ تھے خصوصاً ان یادگاروں کے سلسلہ، جو کسی خاتم طائف تھے۔ ۱۹۴۷ء پر اختری، عیں پر ۱۹۷۳ء قائم بنا کر کے کسی حساب کا سوالی کے لئے زمینی ہم وادکر رہا ہے تھے۔ صفات کے والی

عوام خواجہ کا خوبی نے اپنی حکومت کی تحقیقی بانی کرائی تھی جس میں وکیل نے 1951ء میں جلدی مخفی حکمرانی کی ذمہ دہیوں نے اپنے سکریٹری میں اپنے نزدیکی مددوں سے اتفاقی اختیار کر لی۔ جس اپنے والی حکومت کی تحقیقی بحث کے بعد میں ماحصل کے لئے ایک عوامی کارگر تھے۔ جب وہ حکومت سے مرکزی حکومت کے تو بحث کے لئے اپنے اپنے بڑے بڑے میں اپنی قانونی حکومت کا خواجہ دی جی۔ اون کے عذر سے بحث چانسے کے پڑھنے کے بعد یہ اخراج ہو گیا۔

چنان سمجھا جاتا ہے کہ عوامی شہاب الدین کا ماحصل ہے تھا۔ مولیٰ عکر خون سے اون کی اگرچہ حکومت ملک کو
مزید اور اسی طرز کے لگانے سے اون کے انتہائی تعلق ہے؛ تو اسی تھے۔ اور اس کے انتہائی اور اثرورس اور
تمہارا ہائیکوئٹ کی پابندی پر تھی کہ ریاستی عکر خون سے حتیٰ خالد الال کی کوئی مخصوصی ماحصل
کر لے۔ والی سے دھکا لیئے میں شہاب الدین کے مخصوصی کو رد نے بھت اکام کیا۔ اس لیے کہ والی کے اپنے
ہدایات کے مطابق اس کی مخصوصی کی کوئی اور گلی اور سب جانتے تھے کہ اب بحث کا کسی بھی وقت دہام
ہو سکتا ہے۔ شہاب الدین کی کئی تھے سے والی سے جوچے فیصلہ کو رہا ساست میں پر اون چھ ملا جو فیصلہ باخ خود میں
بصحت و میتوپا اور نے کا سب تھا۔

عمل نظر نہ ہونے کا غرف فیصلہ میں مددوں کے بھکاری مالی تھے۔ اس کے لئے بحث اگلے ہائیکوئٹ
کا سے پیدا پہنچتے خوبیوں سے میں اگر کیا تھا۔ تھی۔ اسی اعلیٰ سادت پر میں مددوں کی کوئی عمل نظر کی تھی۔
حکومت مددوں کی۔ عمل نظر مددوں کا مددوں کا مددوں کا مددوں کا مددوں کی بھکاری اور
حکومت کا مددوں کا مددوں کا مددوں کا مددوں کا مددوں کی بھکاری۔ اس سے پہنچنا اور اس کی خوبی اسی مددوں کی بھکاری اور
حکومت کا مددوں کا مددوں کا مددوں کا مددوں کا مددوں کی خوبی آسان ہوئی۔

طلباءِ عضر

پاکستان میں صدر ایوب کی عکریانی کے خلاف فلم، صدر 1968، میں اپنے ہومن پر تھی کیا ہو، اکثر
1968ء میں ڈے کائے پر بھائی مقابرے ہے۔ طلباءِ عضر کی سیماں کے میں خالی ہو گئے۔ اسی تھی میں خالی
ہوئے ہو جانے کی وجہ کا کام کے طلباء کو کہ طلباء کی طرف سے سطل مطلع ہے تھے۔ اسی حکم میں نہیں ایک تحریر
آئی تھا کے ساتھ پڑیاں بھی گئی۔ حالانکہ بحث میں طلباء ساست اور اجتماعی پراندی تھیں میں اس نوادر
پڑھنے نے اپنا کام کھلا دیا۔ طلباء نے اپنے خلاف مظاہرہ اور طلباء کا انتقام کیا۔ اس سے حکومت میں کی مددوں کی
حکومت کے طلباء کو پا گئا۔ کوئی کام کا سے مددوں کو دینے کے لئے کوئی کارندی سے بھی کے لئے نہ ہونے میں

کامیاب ہو گئے۔ ان جاتی تبلارے پر مکانیزیں منتظر کیسیں اور لفڑی کے طور نے ان کی حادثت میں اچھائی کیا اور اخراجی طاقت خارجی کیے۔

ٹلہ، میں سے انخل نان، ملی خیر (ساقی قابِ علم)، صداقت نان، حضرت جم کے اسرائیل، جنگ اعلیٰ،
پرکش کا افسوس، دلباری، پاکات اور دیانت کے باہر سے کچھ جانے والے پرکش سے نہ پہنچنے کا نام کے لئے
تجویز کرد، بادیں تھے سات ہزار فروخت کے نام سے ایک عظیم گل مالی تھی۔ وہ را پیش کیے تھا، کہ تھاں سے اپنی
سر بر میاں جاری رکھے جائے گے۔ ان میں ٹلہ نامہ جائیسے نہ عالم، شیخ دشید (بودھ) تھے لارفیض، پورجھ شرف،
سین محکر ارشاد نامی، عمال، پورجھی ثقافت سے کہیں اور شرکت میں جو کوئی تھوڑاں تھکنے والی، دیواری میں ٹھیکست سے کام کرے
رسے، ہماری بیانوں میں تھے۔ را پیش کیے ہیں کلب لے بھی لیں کی بھروسی۔

سواء لبریشن موونٹ کا کردار

اس تک اور ای مسجد میں حال تک اس نے اپنے اذان، بخوبیں بتا دیا اسلام آئندی کے گروں کی خوشی کا حمایہ
رہا۔ جس کے سب کی وقت اس کے تریجی ہم شکری ہے تھے تھی جو اپنے اس کے لفاف تھے۔ یہیک تحفہ بخوبی
کا سلسلہ تھی۔ امان افغانستان، بخوبی امن بتا سرین ارب (سالی)، ایسا ہیں ملکان، قلعہ، شہر ہے ہاں، رانی گل، شیر زادہ
(چیخہ) اور دوسروں نے مار پڑنے میں ملا کات کی (بت کر گزیل ہو چکا ہے نے آگے جو حالات اور حدود برلن
برونڈ کی تکمیل کریں گی جوں تھاںت کے سطح پر آ کر سول ایک گل۔ سب کا پہنچ مل کر تھاںت کے تھنا کا طرف
واکن گئے تھا۔ ادا خرچ پھٹک دیا گیا کہ افریقی ناچ ناچیں یہیک شخص کو (جو کہ چندی کے لیک فیر سرفٹ ملاظ میں دیدا
تھا) جیزیرے میں ٹالیا جائے۔ وہ اس مدد کے لئے تھکل فر رکھا۔ اس نے کیاں کا سارا خاتمہ ان چندی میں شتم قدر
انے پکوئی سمجھوئے کا کوئی خطرہ ملاں نہیں تھا۔ تاہم از را بھیں کا اعتماد ہے پس کافر لشہر انبہدکی بیانات دیئے
اعظم آئندی کے اسقد۔ یہیک تحریر کیا گیا۔ افریقی ملک کو اخندی سرخیوں کے درجے سے مسلم ہوا کیا تھے جو اس
ریاست سرخیوں کی وجہ سے ہے۔ جو فیر جیزیرے پہنچی (وہ حقیقت اسلام آئندی) کے طبق افریقی کا مقصود

دیاست کا نام بگزینیں تھا بلیں پتھر کر ملیں، باہم کو گئی تھا اس کا اکٹھا جاتے اور اسی میں دیاست کے لئے ایک گول ہوتا تھا اس کا اکٹھا جاتے اور اسی پر ایک سیل کے سارے چوتھائیں، اسی پر اسے چکر کر کر اس کا اکٹھا جاتے اس کے سارے چوتھائیں کو اس کے لئے اس کا اکٹھا جاتے اور اسی پر دیست، کوئی عیسیٰ گیرا نہیں بھٹکتی تھی بلکہ اس کے سارے چوتھائیں اس کے سارے چوتھائیں کے وہیں تھیں۔

”دیاست پر قریب المیادین میں مل دیتی تھی۔ عامو گوس میں اس کا کوئی اٹھکنے قادر نہ تھا (ساقی)“ دیست سیم کرنے والے کئے ہیں کہ پایک ٹھوڑا سا خوبی ملیں، سو سخت قش قریب تھیں تھیں۔ صافی حکام نے فریضان کی جانب سے 28 جون 1969ء کو پاکستان ہائیکورٹ پذیری کی اثاثت میں ایک اخباری پاک چھائی پر پاکستان پر یعنی اندر پہنچ کے غیر کائن الطلاق پر متعلق ذہنی بھاجد۔

”کب ہذاں پر کہاں پر لے گئی را بے شکر اطمین کرنے کے لئے ہی حدود اس سے مطابک رکھ کر جائز ہے اسی میں ہے۔ میں مطابق کے مطابق یا کمتر آئی ہے۔ میں مطابق ہوں مطابق کو اپنے کو سمجھتے ہوں“ (ساقی) اسکا ایک اٹھکنے والے ایک کبل کبلہ ہے ہیں۔ اگر ہڈی، اسکی کبھی کبھی اسی کو اپنی کاموں میں اپنے کام کرے۔

سات بیانیں سو سخت کی جانب سے اپنے اس میں ہذاہ سے متعلق اثاثت کے خلاف کیا جانے والا پہنچنے والے اس کے ملک اکٹھ کرنے میں پھیپھی جاتی صنگت ہے اور ثابت ہوا۔

پاکستان کی سیاست میں آنے والی تبدیلیاں اور جریز اور اکٹھ کا کردار
والی صاحب نے ہذاہ بیان کی جانب سے سیاست کا صورت پر صحت میں کوئی تسلیم نہ کیا اس بھروسی
اور سا سست کو اس سکے خاتمہ تھیں ملکے بلنے مطہرہ کوئی مدد ہو جائیں میں تسلیم کی، جس سے بے شریعت
میں اضافہ ہو جائیں کی محکمل کے خلاف ایک زیادہ مختریک کا ابانت ہے۔ اس نے جریز اور کوئی صرف فرم
کیا اس کا خصوصی کردار اس طبقہ میں والی اسلامی سیاست میں کے لئے بھلک ہاتھ ہے
ایک اٹھکنے والے کی افواج پاکستان میں ایسی طاقت کے درمیان والی کے بیٹے اور والی بھروسی
میں اور ملک دیوبندے کے جریز اور اس کی قدر اس کے جریز اور اس کی قدر اس کی قدر میں اور پر کامیابی میں اور
سیاست کے درمیان اس کو خطرناک کر کے اس کی جگہ کی دوسری اتنی بھی قدر اس کی قدر اس کی قدر اس کے خلاف اس کا
صدرانی تکرار ہے جریز بیان کو اور اس کو اپنے کامیابی افواج میں اور اسلامی سیاست جات کو فری دہم کر کے چھاپا

کل اپنے بیک اور کوہ دال بخے سے سد کا چاپتا تھا۔ جب وہ پنجی خان کا پیچ آئے تو اس کے سامنے کھڑا کر دیا۔ اس کا اسرار مدت کے لحاظ پر پوچھا گردے، کرنے کے لئے کہا۔ اپنے بڑا ساتھے کہا کہ دال کے لئے میں کوئی خاص درجہ بخوبی نہیں۔

سونا گل دلہن مگر مذہب کئے ہیں کہ نہ میں نے کسی بزرل ہونے والوں کی تھی۔ نہیں نے فخر کر رکے کیا، کہ اتنی بھی کی تھی۔ حقیقت میں اس بخان نے میں کا اس سے مطہر بیماری کو اپنے لئے اور جو اسے ترقی دیتی تھی۔ اس پر کہ مراتب کا کام ہوا تھا۔ چون کہ تاہم ہر اس توں کو کہا کہ اس نے صرف مراتب کا استحقاق صورت پر نہیں دلی جائی تھی۔ ہم بخان میں کہ مذہب سے صرف کے بزرل ہوں، اور انکے لئے بزرگ بھائی گھنے گئے اس مراتب کا نامزد ہوا۔ اٹکل نہیں کہ بزرل ہونے والوں میں کہ دوست کے بخان کو کہی کوئی شرط تھی۔ والد صاحب کی اس بادتھے میں اس بخان کی قدر این بخانوں کے بزرل ہونے والوں کے مقابلے اٹکل نہیں تھے۔

دیگر دو اہل

بزرل اس بخان کے دو اہل سے اُنیں بخانی، بخاست و بخاباد بخاست کے بخانوں کو دیے گئے تھے۔ اس اہل اٹکل معاصر اور اس نہیں ساخت لے رہیں تھے۔ اس کی مرگ بیوی اور پر دیکھا، اس کی بہت خوبی آگئی۔ دل کے مقابلے بزرل پنجی خان کے دو اہل سے اٹکل اسے اس کے مقابلے کو اٹکل ہے۔ اس سے اسراہیکی تھیں نے کی کہ نقل پر دھکا کے۔ اس خم کے طبق اس اہل اس بخاست کے مقابلے اٹکل کے دیگر صورت سے بخانوں کے مقابلے کے۔

دال نے خان بخادر سلطنت خان آف خود کے پیچے گئی۔ خانوں اور اس کے بخاخوں کا درج بخان کے مقابلے تھے۔ خانوں اور اس کے بخاخوں کی مرگ کیا تھی۔ اس پر دھکا کی خصوبہ مدد ہے تھے۔ خالان کو خان بخادر کی اولاد میں اس کے پاس گئی۔ ہماضاب کا دوست بخاست ہوا کرتا تھا۔ اس نے پہلے قیچی دوست بخاست خان کی نازدیک خم کی تھی۔ اس نے اسکی سوتھی کے مقابلے ایکان اور اس کے مقابلے اٹکل کے مقابلے کے تھے۔ اٹکل مرگ بیوی اسے اس بخاست کے مقابلے سے دیگر اور کوئی دھکی نہیں کیا۔ اس کی بخاست خم کی تھی۔

دال اٹکل بخاست رکھنے کے اڑام میں امان اٹکل خان بخادر نکل۔ شیر خوار خان اس ساتھ بخاست و بخاخوں کے مقابلے تھے۔ اس کی موت کا حکم بخادر اسی میان اٹکل خان نے ہمارے خود کو اگر کوئی تھیں کے مقابلے تھے۔ اس کے مقابلے شیر خوار خان کی مرگ اور اس کا اٹکل اسے کھلے کر دیا گیا۔ اس کے مقابلے کے مقابلے اس کی موت کی تھی۔

پڑی کہ اور قبول نہیں اس سا بھر پڑھ کا ایک ملازم (جو کہ اپنے ناٹک کے ساتھ ساتھ ہر ہزار سے ملا کرتے ہے لئے) نہیں۔^{۲۰}

اس اوقت کی اطاعت میں تھے حقیقتی واقعات اور حقیقت کے بیان کرنے آئیں ملائیں تھے خدا بنا جا اور جا پڑاں گی
مدد گئی سے فرمی ہو گئی کہ کے ائے سعادت کی انجام اور صورتِ حال تابے مل جائے۔ وہ چون کہ چڑی ہی
سچی دلکشی تھا اس نے اس کے بخوبی ایک ریل بلندی کیلی مارف (الحمد لله) جزل مارف اسے راستی کیا کیا اس نے
سرہلی حکام سے کیا کہ وہاں کا یہی واقعات کے بواب میں لئے کرے۔

عمل بھل، افضل بھل، ارب بھکر خان مغل، وجہ فضل خان، بھل خان کے ایک بھائی اور بھوڑ، بھر
بیان میں پہلے عیاریں ایسا فخر تھا کہ سادھو ہے۔ ہے ہے۔ بھکر خان نے کھوڑی صورتی اور واقعہ اور بھنوٹے
مل کر ان سے تھاں اٹھا کر بے اٹھا پیارے کی جیجن و حمال کرائی تک صورتِ حال کو ایلی طور پر جانچے کے لئے
آفرین خان کے سہرا و ساتھی کے لئے پیدا ہو گیا۔ سڑستہ را پیٹے کی سماں نے آفرین خان کو خوار کیا کہ جو
اکھات دے لے جلا جائے۔ وہ صورتِ حال بے صرف اپنے بھائی کی بھوڑ کی سائل ہو جاؤ جائیں گے۔ جس کے
تجھیں پہر کام بھال فری لوئیں خسروں کو رہا۔

وہ ساری ملاقاتِ بھل کے بھوڑ اپنے بھال کے طاف پر حصے کھیر ڈھل ہتھیار کر لیں۔

یا افریدواں مل جائی۔ ہاں کلی کامی ایسی ہے جو اظہروں نے جو خسر کی ملاقات سے انجام دیجی ہو گئی تھی
حصہ کیلیں کھانا کھاتے ہو گئے کیونکہ مرغیں ملاد کے تجھے علی تھریواں سے سر کا لدھن اور کھل دی جانل جو
کہ کپے کے۔ ۱۰۰ کے کوئی ملاد خسر کے لئے بیویوں کو کہا۔ اسکے بعد اسکے بھوڑ کی بادیم جانل پر جا کر م

لے۔

لگائے اس سے بھی اس بیان کے ادھام کے بھل پر اثر پڑے گا۔

نال کرنی تھی وہی اس سخن پر اپنے کو اکٹھا تھا۔ یقین ر 28 جولائی 1969ء، گلشنِ اقبال۔ ۲۔ سہمِ اعلیٰ صاحب کے
سلام:

”جب، راست کے لئے ہمارا ہم اپنے بھائیوں کی راہ پر نہ چل سکتا تو اپنے اپنے بھائیوں کے لئے اپنے بھائیوں کے لئے نہ
چلا، اسے دیکھا... پا 25 جولائی، نہ اسکا کوئی تھب کی کہوتا ہے ان 20 جولائی 1969ء، اور راست 20 جولائی“

اگر اعلیٰ کی پادگان بجھے کہا تو اس سے خلیل ماہر علی اللہ بے شکار ہمارا ہم اپنے بھائیوں کی تحریر سے پہلے
کر لانا کا حق۔ جیسا کہ لڑکاں نے پہلے علی اللہ کی ننان سے کہا تھا کہ وہ کامیاب کرنے والے ہیں۔

ارقام کا فوری روپیل

وہی کہنا شکن نے، راست کے درمیان کا طبقہ میں ایسی اس کے مخصوص اور مطہبہ حفاظتیں نے اسی
ہدایت کا انعام کیا۔

وہی کے مخصوص نے اس خط پر اچھی کی اور سمجھا کہ اس کی پاکیں اپنی گھریلوں، گھر کو پڑا کر ادا
ہوں ایک بیرونی قرار دیں اور اس کے سے ایک قدر دو پہلاں قسم اسیں نے اس کے ادامے کے مطابق
کے بعد پاکیں اپنے کھان کا سختاً بروایا تھا۔ پہلی دوستی میں ہیں نے، میں مراتحت کا تقدیم کئے
لئے اچھا کیا تھا، بخت میں سے کام لپٹتے ہے اور نامہ مذاق اگوں کا سخت خدا کیا۔ اس لئے اسکی میں مراتحت
کا سختی کیا تھی، اسے ہے کہ اپنے اچھی تھکری کی جائیں کہ اس صاحب کو اپنے دیانت کے خلاف فتنی کاموں میں کامیاب
ہونے جاتے۔ اس نے اپنی خود کو اکرہ اس طبقہ میں اس کے خلاف مظلوم اور مرضی والوں کی ہمدردی کر کی
تصدیقی خواہ کے قابل کیا ہے۔

راست کے ایسی خرے کا ہے طبع، وہی کے باقاعدگی ایجادیں اپنے نے ساختے اکر لوگوں کو چھکوں
دیتے کے لئے کہا۔ اس کی چاہ سے کچے جانے والے اس دلیل پر کہ وہ اپنے لئے اپنے اپنے اچھی کی
سایہ بھیں کرتے مراہی شان کیا ہیں تھی۔ اچھی قسم اور گل۔ کچے کئے مظلوم اور حکم کے حس میں ایک بھت
سرزف، حکمکوں کی تقدیمات کیں اکل آہوی سے ہی تھی۔ پہلی بھل مازی بھنی ننان بھنی بھنی اچھی اس لئے کہ
اپنے ننان نے خوبی اس کو جزا۔

اللان بحکمت نے ان تکیے درجی دیا تھا، صفات، درجہ اور جرال کے درمیان پر اچھی کیا۔ ایک تر جوان
نے اس میں کیا اس سمعت تھے اس ایجاد کا اکل جو اپنے بھنی بھنی میں میں میں کی تھی تھی کہو ہی۔ اس

اوغاام میں والی کا کردار

پہلے اسی بیک جواب ہے کہ والی صاحب خود کیاں بھکھ پاست میات کے اوغاام کے اس سارے ہیں۔
جاگیر باری کے خاتر کے مدد میں بھی کوششوں کی مثالی تحلیل کرنے والی صاحب بھئے ہیں کہ نہرِ اپنا نہیں
چکر میات کے لوگوں کا یہ ؎ کیمی حکومت کے لئے ترتیب دی جاتے۔ اگر آپ لوگوں کو فہمیں دیں۔ میران
کے خود دستیں صراحت کے لئے کافی نہیں۔ میران بھی حقیقتی نہیں۔ میران اجتنام کرتے ہیں۔ اگر آپ لوگوں کو فہمیں
دے ری تھے کہ غیر قائم باخواہی میات کے کریں گے تو ہم کہتے ہیں۔

ایک نہر سے ہڈے بے کار کر رہے تھے اور طراز میں ہے جو دوسرے کاں کا نام دے رہا ہے۔ اس کا نام طریقہ
ٹول قدر میں لے لگیں ہیں لیکن کچھ بخدا کریں دیکھ دیا۔ کہا کہیں کہیں کہیں کہیں کہیں کہیں۔ نہتیں
کے سوچ پڑھ کر ٹھیک ہی سکون کا معاشر ہیں کیونکہ اس کا نام اسی کا نام پڑھ کر کہا جائے کہا جائے کہا جائے کہا جائے۔ نہتیں
میں گوہاں میں نہتیں کے احیاد پڑھوائی کر رہے ہیں، اسی پر بعد ازاں اس کی ملکی ہے جوہداں
اصحاد کے لئے اس میں اس احیاد پڑھوائی کر رہے ہیں۔ اس لئے وہ میں بھروسہ میں نہ رہتا اس احیاد
اں جا گیوں کو کہا جائے کہ بکالا فرمائیں۔

والی صاحب کا پوتا زادہ نیز والی اپنی احیاد اپ کرتا ہے۔ جاگیر باری کے خاتر کے لئے کھٹک کرنے
ہے اگر برخلاف ایک کی حکومت کو تعارف کر لے آؤ تو ہم اپنے قیاد کی ایک لائی کمی میں اپنی اُنہل
ہا کو صرف ایک کمی لپھایا ہی سے کام لیا۔۔۔ الگستان کی محل کی علیٰ کر کر چڑھے چھٹے میں صرف خوبیں اور
رسوں کی وجہ وہیں کے جو تھے کی تھیں۔ میں کے احیاد پڑھ پہلے اُنم کے جائیے ہے۔ جو اس کی کارروائیں
احیاد پڑھیں۔ اس کے لئے اگر کوں کوں یون ہانے کی کھٹک کی اور اس کے ساتھ ساتھ دوسری قیادت کے
احیاد کو پڑھ کر یعنی اسی کی مدد میں حکومت تعارف کرنے اور اپنے احیاد کرنے سے اکارہ ہے۔

والی صاحب جو وہی، باست سے آئے والے ملا کا تھوں سے تباہت زخم اور بالآخر انہوں سے خلیفہ
اپنی رہائی سے خلیفہ کے والے ملا کا تھوں اور اپنے کام سے اپنے رہائی میں وہ تھے تھیں لا سکے۔ وہ اپنے کام سے
بھت کہل کر رکھے تھے جن خروج سے ان کی بات اور دعماجات کے لیے زوال ہے پھر کے بھائے سرکی بھٹک

ہے کرتے تھے۔ بے انتہا اور بے اصلیتیں کے ملاؤں بچوں کے لئے جذبات کرنے والوں کی ہے، جنہاں نے پیدا۔ اگر قاتل اور اذیت کا سلطنت ہادی، رہا۔ وہ کسی حکم کی نا صحت، محکومت ہجوم کرنے والوں کو کسی چاروں سوچ، خدا بنا کر پیدا کرنے کے لئے جو گزینیں تھیں ملکی اکتوبر ۱۹۴۷ء پر فرمان کا لگی، جو اپنے دنیا کی تھیں۔

وہی صاحبِ نسلِ امت کا پہلے سے اعلان کرنے میں مددگار ہے اس کا تجھیہ یا کاروائی تجوید پر بھر جائے۔ ابھیوں نے کسی حکم کی نا صحتیے، مصالحات خلاف کرانے والے اپنے انتیارات میں نہ کوئی کاروائی کرنے پر کسی شکل کا نامگی نہایت چکری کی تک دلائی باتِ حکومت کے لئے اسرائیل کا اکثریت کا طور پر ایک ایسا نیال تھا۔ اس کا نیال تو کہ جو اسی طرزِ عملِ انتیارات کے ساتھ خبریں کریں گے۔

پاکستانی جماعت کا خواستہ بدلے کے ساتھی دلی کے پانے والوں، میراثی انتدابوں نے سچا کر اپنے اندھے ہوال کے لئے خود وہی کامیاب رہتی ہے۔ کامران ننان میراثی انتداب (اٹھ میل ان) (۱۰۰ میل) نے موجودہ طرزِ حکومت کو بدلے کے لئے کمزور مصالحات پر متحمل ایک بادشاہیت پیدا کی۔^{۱۱} اسے ہماری ملک اور اسکے زیرب کی مصالحت سے والی صاحب کی خدمت میں قائم کر دیا گی۔^{۱۲} اس بادشاہیت کا جواب اخنوں نے اس طرز پر کوئی خاموشی کی تھی۔ قاتل کی انتیارات تھیں کہیں کہیں کوئی نہ ہے، جو اس بادشاہیت کے لئے کمزور ہے اور جو اس طرز کی بادشاہی پر بہت اور بہت بھی راست و نام کے کارے سمجھا جائی گی۔ اسکی کوئی ایکی اور بھی خالی تھی۔ وہی صاحب اپنی اس پروپرٹی میں تھے کہ حساب اپنی اور امانت اخانتے مصالحات خلاف کرتے طرزِ حکومت میں تبدیلے کے ارادہ نام سے پڑھ کر پہنچتے۔

وہی صاحب خود کہتے ہیں: آدمی کا اصل صورت ممال جاگی اُس کے مطابق اتنا تالیقی ہے۔ جو الیور یا ایک اس کا سوت اُن کے پاس بیٹھ رہا، اس کا کہنا تھا؟ نہیں۔ اسے صدرِ ایک ایسا نہیں سے کہ کہا کر ریاست پر پیدا کر دیا اس طرز اخنوں نے اپنا پھل دیا۔ جس کے تجھے تکہ بادشاہیت جاتی تھی، اسے جاتی تھی۔ اُن کا سب سوچا جاتا ہے، اُن کی ریاست سے خوب ہوگی۔ اُنکی کام کے ہاتھ مطالبات اُن بیٹھے چاہنے میں ملکی تھی، اسکی انتیارات کی اولاد کر کے سوات کی ملکیت کا خاتمہ بردار، کچھ کی حقیقت اکٹھ کر جا بچتے ہیں۔ ایک اخنوں نے اُن کی کوئی سبزی پا لیتی تھی کہ بیٹھنے کا کاموں اور اپنی جدا گاتھت کو لے کر کوئی کوئی دھرمی نے اُن کے اور ان کی حکومت کے کھافی ہمچنانے اور پہنچنے کو کھٹکے ہوئے کے لئے جو بھی مصائب فراہم کئے جو صرف ان کے نہ مل کی بادعت ہی نہیں بلکہ ایسے عی کا خاتمہ ہو گیا۔

اوٹا ہوا مطابق جو کہ اپنے اخنوں کا اولی صاحب اپنی مدد سے انتیارات کے اونک تھے، اس نے اس کی اولاد

نہ اونگی با اقصیٰ مطہری اور جاری روانہ جعلی اقتصادی تحریک سے اختیارات لے لئے جائے کی کلی ری کیوں ای سر ایسا کوئی بھی نہیں نے پرستی کیے تھے اسے اپنے اختیارات استعمال کرنے اور سرکاری فرمانخواہ مراجع میں نہیں ختم کر دیتے کیونکہ اسلام آرٹیکل کے دریافت کا امام کر دیتا ہے۔ اس نے سیرے پاس کوئی اختیارات نہیں دیتے۔ ایسا مذکورہ ایسا کوئی بھی، جو اس لئے کردار نہیں ادا کی سکتے ہے۔ یہ رادیو ایک انتقال انجمن اور نمودار اور مخالفین کی سیم نے ان افراد کو بیان کر دیا تھا جو نے کسی دیگر میں ہلکا لفاف سر کریں میں حصہ لیا تھا جو ایک ایسا کوئی مرضی کے لئے اپنے ایجاد کے لئے انجمن نے باندھ دیا تھا اور حکام سے رابطے کے ہمارے

جزءی اساتذہ کے مکالمہ آٹ 1989ء (جس کے تحت جرال، اور اساتذہ کے محض اخون سے ان کے اقتدارات لے لئے گئے) بالآخر خاطر نہ کام کیا جائے گی اسی سال تحریک اتحاد بیان کیا ہے اور اسی اس میں ان تحریک اتحاد کے دو قسم کی باتیں کی گئی ہے۔ اس کا معنی ہے جرال، اور اساتذہ (اتظام) خاطر نہ 1989ء اس میں کہا گیا ہے کہ یا ایک خاطر نہ کوئی ہے جس کے تحت ان تحریک اتحاد کی اتفاقیں میں جلد پیش کروئی گی یہی خاطر نہ کام کی اور صفات ہے مخصوص تھا۔ ہم اس خاطر نہ کے حق میں ذکر کردیں رہاتھوں کے محض اخون کے اقتدارات کے استعمال اور انتظام اسرار کی انجام رہی کے نتائج کی بات کی گئی ہے۔ اور ان رہاتھوں کی ای وحشت اور جرال کے ساتھ رہاتھوں کے مطود پر ذکر کیا گیا ہے۔ اس خاطر نہ کے تحت رہاست صورت 15۔ اسٹ 1989ء میں احمد علی ختم ہو گئی۔

3

- کوئنڈریں اپنے سطح پر تکمیل کیں جائیں۔ مختصر ساز اکٹ پاکستان سطح 2۔ ایک
جگہ کے پڑھنا نہ فکر کریں بلکہ اس ساتھ کل لفڑیاں اور آنکھیں بخوبی ادا کیں جائیں۔ مختصر ساز اکٹ پاکستان سطح 2۔ ایک
دیے ہے گی اعلان دار کے اگر کسی کریٹریکلے 2۔ بھیں پہنچنے والے کمپنیز پر، اسلام آباد پاکستان مختصر
ساز اکٹ پر، نمبر 1137، PUSL/13/1827۔

برائی کو ہی میں بالآخر نکتہ اور بھیجا گئے تھے، تحریر میں 11۔ 2003ء۔ جعلی دیکھنے والی کے طبق میں گھر
بینک ایجاد کے 2000 روپے کا (کوئی بھی برائی کو ایک میں لے لے گا) جس میں بھارت میں تراویث تحریر کی
اگلے گھنٹے میں اے لے کیا گی تو اس کا پابندی دے جائے۔ خاص تر پہنچنے والے سکھ، مسیحیوں، چاہیوں اور نمازیوں

دہلی کی بانی مہاراجہ رام سنگھ دہلی کے اعلیٰ حاکم تھے۔ اس کے بعد راجپوت راجہ نے دہلی کو اپنے ساتھ لے کر اپنی پادشاہی کی۔ پھر اس نے اپنے ساتھ اپنے بھائی جیجہ دہلی کو بھی لے کر اپنے ساتھ لے دیا۔

وہی سف نے اپنے بھائیوں کے ساتھ پریس ملکہ نیشنز کے خلاف کھڑا کیا۔

تو کہے ملک، کجھ لالہ بڑوں سے صرف نے بالکل رکھ دیا گیا ہے اور پاکیزے تھیں جیسے۔

اس پروگرام کی خوبی اسکرپٹ کی اچھی تحریر کرنے سے مل گئی تھی لہجے میں۔ جزو یوں ہے اسکے باعث ہے کہ اس نے اس کا نام پریم پروگرام کیا ہے۔

صل کے حصے خلیکی کے مالک کو جعل میوال تھا اور کنگریز اپنے نیوپورٹ میں بھی اس کے ذریعہ سے حاصل کیا۔ ایسا مسئلہ تھا کہ اپنے ایک ایسا کام کیا کہ اسکے بعد اس کو اپنے دشمنوں کے ہاتھ میں پہنچانے کا کام کیا۔

بیرون مانیں اور برادریاں عین کہری ادا و پیش کیے جائیں۔ اسے سوچنے کا کام کیا جائے کہ اس کی وجہ سے اس کی بھروسہ بخوبی کیا جائے۔

سیمین خوشبختانه ۱۵ آبان ۱۳۹۸

کامنڈم کے ہدایتی خیز جعلی کے تباہ و لبادے علاجی سماں بھی سرکاری طور پر دعویٰ کی جاتی ہے اور اس کا مکمل انتظام.....
علمی، صحت اداری اور اخلاقی کتب و مقالے جمعت ملک 2.

گیارہواں باب

بعد از ادغام

ریاست سواد اور ولی کی حکمرانی کا 15 اگست 1969ء کو با تابعه اختتام ہو گیا لیکن اس علاقہ کو دن یونٹ کی تفکیل کے وقت جو خصوصی حیثیت دی گئی تھی، ابھی تک برقرار ہے۔ اس وقت سے آئینی و تادیعیات میں اسے جوں کا توں رکھا گیا ہے۔ اسے لوگوں کی مرضی کے بغیر فتح نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے یہ خصوصی حیثیت ابھی تک قائم ہے اور یہ علاقہ صوبائی زیر انتظام قبائلی علاقہ (پانا) کا حصہ ہے۔

ادغام کے اثرات

ریاست سواد کے ادغام کے فوائد و نقصانات کا فیصلہ آدمی کے نقطہ نظر اور طرزِ فکر پر محصر ہے لیکن یہاں دو غیر ریاستی باشندوں کی آراء بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ دونوں کا تعلق چار سدہ سے ہے۔ عبدالولی خان اور پرفضل خان۔

عبدالولی خان کے مطابق ریاست کے دور میں اسکن و امان تھا۔ فوری انصاف تھا۔ سڑکوں کی مناسب دیکھ بھال تھی اور قیمتیں کم تھیں۔ ریاست کی پہنچنے شاخت، اس کے جھنڈے پر اس کی علامت اور پشتوز زبان سرکاری زبان تھی۔ اس نے یمنگورہ کے شیرزادہ خان کے مجرمہ میں ولی کے عناشیں سے کہا کہ پاکستانی نظام حکومت کی برائیوں سے وہ خوبی و اتفاق ہیں۔ ریاست سواد سے اس کا مقابلہ ہرگز ممکن نہیں۔ اگر ادغام ہو گیا تو پاکستانی نظام کی تین برائیاں یعنی پذیرا دری، پولیس اور وکیل بھی سوات میں داخل ہو جائیں گی اور لوگوں کے دکھوں میں بے پناہ اضافہ ہو جائے گا۔ ہم پرفضل خان کا اس سلسلہ میں کہنا تھا کہ ریاست سواد میں مقدمات اور فیصلے بغیر دلیل، بغیر وکیل، اور بغیر اجیل (بے دلیل، بے وکیل، اور بے اجیل) کے کئے جاتے ہیں۔ یعنی ولی کے سامنے دور ان مقدمہ جوست کی اجازت نہیں۔ فربقین وکیلوں کی خدمات سے محروم ہوتے ہیں اور ولی کے فیصلے جسمی ہوتے ہیں اُن کے خلاف کوئی

آمریت کا خاتمہ

ادعام سے اس آمریت کا خاتمہ ہو گیا جس میں پیر ماں کے بقول انگر حکمران چاہتا تھا لاشاتمل اپنے عوام میں سے کسی کا سرکالت کھانا تھا اور جہاں حکمران پر کسی اپنے حکم کا لاملاڑ رکھنا بھی لازم نہیں تھا۔ مثال کے طور پر ان کا ایک حکم یہ تھا کہ سید و شریف کے سرکاری گھروں میں رہائش پر یا انگر کسی ملازم کو نوکری سے نکال دیا گیا تو حکمر خانی کرنے کے لئے اُسے ایک ہفت کی مہلت دی جائے گی اس درود ان اُسے گھر سے نہیں نکالا جائے گا۔ اُس نے افضل خان کے ایوب مختلف طلبہ تحریک میں اہم کردار ادا کرنے کی وجہ سے اُس کے بھائی کو نوکری سے برخاست کر دیا اور فوراً اُس کے گھر کا سارا سامان باہر پھینک دیا۔ اُسی طرح پروفیسر عبدالواحد خان کو 18 مارچ 1969ء کو جہاں زب کانٹ کے وائس پرنسپل کے ذریعہ والی کائیز بانی حکم ستایا گیا کہ تمہاری ملازمت ختم کر دی گئی ہے، ایک محدث کے اندر اندر سرکاری حکمر خانی کرو۔ انہوں نے اُس دن شدید بارش کے باوجود اس حکم کی تھیں۔

ادعام سے ان لوگوں کی ہتھیں قلب ہوئی تھیں ریاست کے دروان ریاستی حکمرانوں کی ذائقہ پسند ہا پسند یا چند لوگوں کی بے جا سرپرستی کی وجہ سے جسمانی، نفسیاتی اور مالی مشکلات و مصائب کا سامنا کرتا ہے اتنا۔ وہ لوگ جو والی کے ہمیشہ رہے تھے مگر ان پھر اُس کے خلاف ہو گئے تھے، انہیں بھی تسلیم نصیب ہوئی۔ درآں حالیہ وہ والی کو اصلاحی احوال پر مجبور نہیں کر سکتے تھے لیکن اُسے اقتدار سے الگ ہوتے دیکھ کر انہیں اطمینان ضرور نصیب ہوا۔ اسے انہوں نے اپنی کامیابی کا پہلا درود قرار دیا۔

سیاسی آزادی

والی کی جانب سے ضمنی ضابطہ الماق کی منظوری کے باوجود ریاست میں نتو انتہار رائے کی آزادی تھی اور نہ ہی کسی سرگرمی کی اجازت تھی۔ ادعام کے ساتھ ہی سیاسی سرگرمیوں پر سے پابندی ہٹ گئی اور قانون کی نظر میں کم از کم اصولی طور پر سب مادوی ہو گئے۔ زین العابدین کے کتبے کے مطابق دوٹ ڈالنے کے لئے حق دار ہونے کی سابقہ شرائط اتنی تخت تھیں کہ بہت کم لوگوں کو یہ حق حاصل تھا۔ اب ادعام کے بعد وہ سب کچھ بدال گیا۔ اب سب کو انسان گردانا جانے لگا۔ جب کہ والی کے عبد حکومت میں بہت کم افراد کو انسان سمجھا جاتا تھا اور اکثریت کو دوچالوں والا جانور سمجھا جاتا تھا۔ ضمیر، اظہار اور سیاسی سرگرمیوں کی آزادی اب ایک حقیقت ہے چیز تھی۔

ملازمتیں

پہلے یا سی انتظامیہ اور دیگر عبادوں کے لئے مقابلوں کے امتحانات نہیں ہوتے تھے۔ نہ ملازمت کو کوئی تحفظ حاصل تھا، نہ ملازمت کے لئے مسادی موقع تھے۔ نہیں دوران ملازمت ترقی کے لئے کوئی یکساں نظام رائج تھا۔ تمام تقریباً، ترقیاں اور برخواہیاں حکمران کی مرشی پر موجود تھیں۔ اب مقابلوں کو یکساں موقع کفراء ہی کا اہتمام تھا۔ یا سی ایسی دوڑ میں ملازمت صرف اپنی کسی کو تھا یا غلطی کی وجہ سے ملازمت سے باتھنیں دھوپیٹھا تھا بلکہ کسی رشتہ دار کے کئے کافیزہ بھی اُسے بھٹتا پر سکتا تھا۔ یہ عدم تحفظ ختم ہو گیا اور اب حکام اور ملازمین کو ایک معلوم پالیسی کے تحت ترقی ملے کا ایک یقینی نظام مل گیا۔

جائیداد کا تحفظ

عبدالودود اور جہان زیب کی حکومتوں کے دوران ایک بڑا مسئلہ ان کی ناراضگی کی صورت میں جائیداد سے محروم کا تھا۔ کسی کو بھی ریاست میں جاری بدنام ہمان طریقوں سے حکمران یا اُس کا کوئی منظور نظر اپنی جائیداد سے محروم کر سکتا تھا۔ فتح محمد خان کے مطابق یہ سب اب ختم ہو گیا۔ اب کوئی حکمران بھی نہ تو کسی کو جائیداد سے محروم کر سکتا ہے اور نہ یہ سوات سے باہر نکال سکتا ہے۔

سوات پر افغانستان کے دعویٰ پر ایک ضرب

یوں تو سوات نے کئی صدیوں تک اپنی آزادانہ حیثیت کو برقرار رکھا، تاہم برطانیہ اور افغانستان دونوں کی سوات، دری، بارجوڑا اور سرحدی قبائلی علاقہ پر حریصانہ نگاہیں گی ہوئی تھیں۔ تاریخی پس منظر بیان کرتے ہوئے اس مسئلہ کا تجزیہ کرتے ہوئے اسلام آنندی کہتا ہے کہ آمریت اور ولی خالق خریک نے اونٹ کی پیٹھ پر آخری شکل کی صورت اُس کی کر بھی تو رذولی اور نہ تو "ریاست سوات وغیرہ کی" "متاز علاقہ" والی حیثیت چاری رہتی۔ وہ مزید کہتا ہے: "افغان حکومت نے شدید احتیاج کیا تھیں حکومت پاکستان نے ایک اچھی دلیل کے ساتھ اس کا جواب دیا کہ ادغام کا فیصلہ لوگوں کی خوبیات کے میں مطابق کیا گیا ہے۔ پچھلے مظراں کو ہم میں رکھتے ہوئے سوات کا پاکستان کے ساتھ ادغام کوئی معمولی تاریخی واقعہ نہیں۔ اس لئے کہ یوسف زلی قبائل نے جو بنیادی طور پر افغانی تھے اس ادغام کے ذریعہ رضا کاران طور پر خود کو پاکستان کا حصہ بنا دیا.... اور ایک زمانہ کے بعد بالآخر ان افغان یوسف زلی قبائل نے پاکستان کے حق میں ووٹ دے کر اس علاقہ پر افغان حکومت کے دعویٰ کو ختم کر دیا۔"

امتشار اور بے نقیضی

ادغام کا اعلان 28 جولائی 1969 کو ہوا۔ اس کی شق 3 پر عوامی حکمران انتظامی و نمائندگان ختم کر دیں وغیرہ میں کہا گیا تھا کہ اج 15 اگست 1969 کو ہوا۔ اس کے بعد اس سے پہلے کے قانون، ضابطہ، حکم، روان، احکامات یا مددیات کے باوجود اس کے آغاز سے

(الف) صراحت شدہ علاقوں (دیوبی، پرچار اور سوات) میں سے ہر ایک کھرمان اپنے اختیارات پر مل دیا دعائم کر دے اور وہ تمام معاملات جو کہ موبائل قانون ساز ادارہ کے تحت آتے ہیں یا ان علاقوں کی انتظامی سے متعلق ہیں ان کے پار سے میں وہ کوئی کارروائی نہ کرے۔

(ب) اختیارات اور نمائندگان کا جزو (الف) میں جو والدیا گیا ہے، جن پر اس ضابطہ قانون کے اُو ہونے سے پہلے نہ کرو بala علاقوں میں سے کسی کھرمان مل دیا دکر رہا تھا، اب موبائل حکومت کی عمومی و کچھ بمال اور ہمایت کے مطابق اس کا مقرر کردہ افسر فوجی یا با اختیار جیسا کہ موبائل حکومت چاہے مل دیا دکر گا۔

اس کے باوجود بھی کوئی افسر، شخص یا با اختیار ان کھرمانوں کے اختیارات و نمائندگان سر انجام دینے کے لئے متعددیں کی گیا۔ 16 اگست 1969 کو اس ضابطہ قانون کو قابل مل بنانے کے لئے یہ حکم جاری ہوا۔

”مفری پاکستان کی حکومت پر خوشی طالکنہ ڈوڈن کے کشز کو اختیارات تفویض کرتی ہے کہ وہ موبائل حکومت کی عمومی و کچھ بمال اور ہمایت کے مطابق وہ تمام اختیارات استعمال کرنے اور نمائندگان سر انجام دیا شروع کر دے جو کہ اس ضابطہ قانون کے میں پہلے ان صراحت شدہ علاقوں کے کھرمان استعمال کرتے تھے یا سر انجام دیتے تھے۔“

اس طرح ادغام کے اعلان نے دور دور تک ایک امتحار اور ابھسن کی کیفیت پیدا کر دی اور سوات پر بے بیتی کی سیاہ چادر تھی۔ والی صاحب نے اپنے سرکاری و نمائندگان کی ادائیگی بند کر دی لیکن ان کی جگہ کوئی ایسا با اختیار شخص بھی موجود تھا جو ان و نمائندگان سر انجام دے۔ ریاست کے انتظامی حکام بھی ابھسن کا شکار تھے۔ ادغام کا اعلان آئندہ حکومت کے لئے مناسب منصوبہ بندی اور اس کے عاقب و نتائج کا اندازہ لگائے بغیر کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد میں کافی مخفی اثرات اور متنازعہ فیتنامیں سامنے آئے۔

ملازمتوں کا مشکل مسئلہ

ضابطہ قانون آف 1969ء کے تحت ریاست سوات کے سابق ملازمین میں حکومت مفری پاکستان کے ملازمین بنائے گئے جیسا کہ اس ضابطہ کی ایک شق کی ذیلی شق پر عوامی سابتہ، ریاستوں کے ملازمین کی ملازمتوں کا

بادل میں بیان کیا گیا ہے۔

”وہ تمام افراد جو کسی اس مطابق کے آغاز سے قبل کوئی شیری عبد یا ملازمت رکھتے تھے۔ اس میں وہ ملازم ہمیشہ شامل ہیں جو اس دامان قائم رکھنے کے لئے موجود فوج کے ملازم تھے اور صراحت شدہ خاتون کی اختلاصی کے تحت خدمات بھالا رہے تھے۔ ان سب کو مطابق کے لاگو ہونے سے مفری پا کستان کے ملازم گردنا جایا جائے گا۔“

لیکن آنے والی ذیلی ثق (2) میں اسے مشروط کر دیا گیا تھا۔

”بادل جو دیکھ کر قانون، مطابق، حکم یا پدراست، حکم کا اخلاق، اُپنی ہو یا ملازمت کی میں شہنشہرانکا اس کے خلاف کیوں نہ ہوں مجھ بھی دلوں جن کا حوالہ ثق (1) میں دیا گیا ہے ان کی ملازمتوں کے بارے میں صوبائی حکومت ایسے شرائیا کارٹے کر سکتی ہے جن کا اخلاق اُن پر ہو گا۔“

ملازمین کی ملازمتوں کی بیت بد نے اور نئے قوانین و ضوابط کی تکمیل اور نیا معیار بنانے سے پہلے ہی ذپی کمیٹری سوات نے 9 نومبر 1970 کو پاکستانی قانون کو آڑ بنا کر مختلف شعبوں میں مختلف عہدوں پر تعینات ملازمین کی ایک بڑی تعداد کو جبراً ریٹائر کر دیا۔ سابق ریاستی قوانین کو بہانہ بنا کر پاکستانی قوانین کے مطابق پیش اور دیگر فوائد کے ان کے حق سے بھی انہیں محروم کر دیا گیا۔ کچھ لوگوں کو بغیر کسی مناسب وجہ کے ان کی ملازمتوں سے محروم کر دیا گیا۔ ایسا سب کچھ بھی خان کی اُن بیانیں دھانیوں کے باوجود کیا جا رہا تھا جو کہ اداماں کے وقت اُس نے کرائی تھیں۔

سرکاری ملازمین کو صوبائی منتظم میں کھلانے میں تاخیر سے لوگوں میں خوف اور بے چینی پھیل گئی۔ کسی دل جلطے کا یہ بنا لکھ چکا تھا کہ حکومت نے اسکول، کالج، اپنال اور ڈپنسنریوں کو تو اپنے قبضہ میں لے لیا ہے لیکن ان بھروسوں پر ملازمت کرنے والوں کو ابھی پاکستانی تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔ یوں گویا سرکاری اداروں میں پرائیوریت اساتذہ خدمات انجام دے رہے ہیں جو کہ تمام منتظم اصولوں کی خلاف درزی ہے۔

1971ء میں مندرجہ ذیل اطلاع نامہ کے ذریعہ کم جنوری 1971ء سے سابق ریاستی ملازمین کو صوبائی ملازموں میں شامل کر لیا گیا۔ دیکھئے اطلاع نامہ نمبر پی ایس ر او ایس ر این ذیلیو ایف پی 17-1/70/17-1/01/01/1971 کا ہے اگراف 11۔ لیکن سب ریاستی ملازمین کو صوبائی ملازمتوں میں جذب نہیں کیا گیا تھا۔ ایسا کرنے میں بھائیز کر کے کچھ کو برخواست اور بہت سوں کو جری ریٹائر کر دیا گیا اور جن کو صوبائی ملازمتوں میں جذب کیا گیا ان کی وجہ بندی مقرر کرنے میں تاخیر سے ان کو زیر پریشانی میں بھلا کر دیا گیا۔

سابق ریاستی ملازموں کو موجودہ کے ساتھ ساتھ مزید حقوق، سہولیات اور رعایات دینے کی بیانیں دھانیاں غلط ثابت ہوئیں۔ انہوں نے اپنے مقادرات کے تحفظ کے لئے مختلف قائمیں قائم کیں۔ ان تمام انجمنوں کو ایک پیٹ فارم کے تحت لا کر متعدد جدوں جہد کے لئے سوات ایسپلائز ایسوسی ایشن قائم کی گئی۔ جلوں نکالے گئے۔ احتجاج کیا گیا۔ یاسٹ میٹھا نے ملک دوست مارچ کیا۔

نیا ڈھانچہ، نئی طرز انتظامیہ اور شکایات

سوات کے باشندوں کو ادغام کے بعد نیا ڈھانچہ اور نئی طرز انتظامیہ کی وجہ سے عجیب صورت حال سے گزرا پڑا۔ نوکر شاہی کی ایک نئی تنظیم آمدورہ ہوئی جو ایک مشترک طریقہ میں کے تحت کام کرنے لگی تھیں اس نے لوگوں کے سائل حل نہیں کئے۔ ان میں کوئی جواب دینہیں تھا اور ہر ایک مدرسہ میں کرنا تھا کہ یہ بیرے دائرہ اختیار میں نہیں اور یہ میری ذمہ داری نہیں۔ کسی حد تک یہ بات صحیح تھی اس نے کہ مرکزی اور صوبائی گرفت اور اختیارات کی وجہ سے ان کے اختیارات محدود تھے۔ اور شروع طور پر اس بات سے بھی اختلاف کیا جاسکتا ہے کہ نئی انتظامیہ کی راہ میں رکاوٹ نہیں موجود ہیں اس نے کہ بنیادی قانونی اور انتظامی ڈھانچے توہنی کا وہی رہا۔ لیکن اب انتظامیہ کے پاس نہ تو سائل ہیں اور نہیں وہ حق پیارہ پر اصلاحات کرنے کے لئے مشیری موجود ہے۔ لیکن نئی انتظامیہ کا طریقہ اور پالیسی سائل کو حل کرنے کی جگہ وقت گزاری پرمنی تھی۔

نیجباہ طرف وحیث پیارہ پر بد نظری، عدم تحفظ، پہلے سے بڑھ کر بدعنوائی، بے انسانی اور قدرتی دسائل کا قتل عام نظر آنے لگا۔ لوگوں میں غصہ پیدا ہوا با الخوض ان لوگوں میں جو ایک نیک مقصد کے لئے خلوص کے ساتھ آمریت کے خلاف سرگرم رہے تھے اور دوسال کے اندر انہوں نے آواز اخافی شروع کر دی۔ مثلاً انہیں (جو کہ آمریت خلاف ہم کی صعب اوقیل سے تعلق رکھتے تھے) کی قیادت میں ایک وفد نے جو ایک سکریٹری صیغہ انور کے سوات کے سرکاری دورہ کے دوران انہیں ایک یادداشت چیز کی۔ یہ دورہ وہ دوستیر افسران کے خلاف شعب جاتی کارروائی کے سلسلہ میں کر رہے تھے جس کی تفییض ریاضہ جس عباد الجید نے زمرہ کان فائزگ کے سلسلہ میں کی تھی۔ جس میں چار افراد بہاک اور 18 دیگر رہنی ہو گئے تھے۔ اس یادداشت میں پیارہ کو ہدھنکایات کا نجہ ہے۔ یہ تھا۔

”عجیب بات ہے کہ جب سے ریاست سوات کا ادغام مغربی پاکستان کے ساتھ ہوا ہے کسی ایک شکایت کا ازالہ بھی صحیح انداز میں نہیں کیا گیا ہے۔ انساف کا حصول صرف ان کے لئے ہے جو اتو انتظامیہ میں وہیں رکھتے ہیں یا رہتے ہے کہے ہیں۔... ریاست کے ادغام کے بعد نئی انتظامیہ بیان ہونے والے کسی ایک ترقیاتی کام کی مثال ہیں نہیں کر سکتے۔“

موجدو انتظامیہ کے پاس فتنہ کی موجودگی کے باوجود اپنے ہائلوں، اسکلوں، ہرگز کوں اور مستانی وغیرہ کی صورت حال میں ہے۔ تر ہوئی جاری ہے۔ جنکروں کے لئے فراہمی آب کا منسوبہ ایک سکنی نہ گورہ ہے۔ پاکستانی گھروں کی تحریر کے لئے لکھنی، یاب ہے۔ حالانکہ سابق ریاست نے گھروں کی تحریر کے لئے خواہش مند لوگوں کو یہ سہولت دے دی تھی۔“

ای طرح پروفیسر عبید الواحد خان جو کہ پہلے ان زیاد، خالد ناصر اور ابو ہمارق کے نام سے لکھا کرتے تھے اور جنہوں نے اس سے پہلے آمریت کے خلاف ”سوات: زیادتیوں کا گوارہ“ کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا۔ انہوں نے بھی ادغام کے بعد نئی انتظامیہ کی پیارگی والے روایہ اور سوات کی افسوسناک صورت حال کا روشن دیا۔ انہوں نے

لوگوں کی شکایات کو یہ عنوانات دیئے۔ یہ سوات ہے اور ہم کو ہر کے رہے۔ سراج الدین خان جنہوں نے آمریت کے خلاف لکھ کر سب سے زیادہ اذیتیں برداشت کی تھیں، انہوں نے بھی اس موضوع پر ان عنوانات کے تحت لکھا: خصم شدہ قبائلی ریاستوں کے سائل اور سوات حال کے آئینے میں۔

ایم ایس انور نے کئی وفود سے ملاقاتیں کر کے اور اپنے سامنے پیش کرده یادداشتوں، پہنچوں اور خطوط کا جائزہ لینے کے بعد صورتِ حال کو اختصار کے ساتھ بیان کیا۔

"میرناٹر یہ ہے کہ سوات کے لوگوں پر ریاست کے ابتدائی طور پر مغلی پا کشان اور بعد میں صوبہ سرحد کے ساتھ ادغام کا کچھ اچھا اثر تھا جیسی ہوا ہے۔ تھی انتقامی کو کاڈوں کا سامنا ہے۔ چون کجناہی قانونی انتظامی ڈھانچا تو ہی کا ہے، جب کہ انتظامی کے پاس نہ تو مسائل ہیں اور نہیں ویچیاں پر اصلاحات کرنے کے لئے مشیری موجود ہے۔ اگرچہ یہ بات غیر منصفانہ تھی ہے لیکن سوات کے عام لوگوں کا یہ خیال ہے کہنی انتقامی کاروباریان کے سائل کے عمل کرنے اور ان کی شکایات کا ازالہ کرنے کے لئے غیر ہمدردانہ ہے۔ اور یقیناً والی کی آمرانہ حکومت سے کسی طرح بھی یہ بجزیں۔"

انسوں کی بات یہ تھی کہ صوبائی نوکر شاہی نے ایم ایس انور کی بیان کردہ شکایات کا ازالہ کرنے کے لئے قدم اٹھانے کے پہ جائے اس پر اعتراضات کے کہ اس نے وفود سے ملاقات کیوں کی اور ان کی درخواستیں کیوں وصول کیں۔

ریاستی دور میں دفتری سرخ فیٹہ نہ ہونے کی وجہ سے معاملات بہت جلد نہ تائے جاتے تھے اور ترقیاتی کام اور منصوبے مقرر وہ وقت میں کمل کرنے لئے جاتے تھے۔ اب فیصلہ سازی، منصوبہ بندی، فن و مختصر کرنے اور اس کی ادائیگی کے سارے اختیارات سوات سے مرکزی اور صوبائی حکومتوں کو منتقل ہو گئے تھے۔ ذپی کشر سوات ارشاد فاروق ریاستی دور اور بعد از ریاست دور کی تضمیم، اس وقت کے والی اور اب اس کی جگہ لینے والے کے اختیارات کا موازنہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ

"ریاست سوات کا ادغام تین سال پہلے ہوا۔ سابق والی انگلی ہے ایک جابر آمر تمکم کا محترم ہو گیں اس کی تھیں حکومت میں نیچے بہت جلد ہو جاتے تھے اور کسی ترقیاتی کام کمل کئے گئے تھے۔ اب ذپی کشر سوات کی کری پر بیحتا ہے تو لوگ ہر قرین قیاس مسئلہ لے کر اس کے پاس آتے ہیں۔ لیکن اس کے پاس ان کے سائل کا ازالہ کرنے اور ان کے فائدے کے منصوبے چار کرنے کے لئے دو ماں ہے صد مدد و دیں۔"

تنے تخفیفیں کے لئے از خود اقدامات کرنے کی راہ میں یقیناً کچھ قانونی رکاوٹیں حاصل تھیں لیکن اپنی برطانوی نوآبادیاتی تربیت اور سوچ نے انہیں ترقیاتی منصوبوں یا سوات کی مجموعی ترقی کے لئے بالکل بہرا بنا دیا تھا۔ وہ اگر چاہے تو اپنے ضلع کی ترقی کے لئے صوبائی اور مرکزی حکومت سے اپنے قلم کے زور پر لڑ جگڑ کر بہت کچھ کر سکتے تھے۔ کام کرنے میں وہ بری طرح ناکام رہے بلکہ ملا کندڑ ڈویژن کے پہلے کشر سید نسیر حسین نے یہ تحریر کیا کہ

اسوات میں مزید کسی ترقیاتی کام کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں پہلے ہی ضرورت سے زیادہ کام ہو چکے ہیں۔ تھا را کام اب صرف انہیں برقرار رکھنا ہے۔

اس سوق اور طرزِ عمل کی وجہ سے مزید کمی ترقیاتی کام تو کیا ہوتا سڑکوں اور دیگر موجود ترقیاتی کاموں کی مناسب دیکھ بھال بھی رکھنی۔ صحت کی مفت بولتے ہم تو رُنگی اور یہ احساس پیدا ہوا کہ پاکستانی حکومت کی چھتری کے نیچے آنے سے امیدوں کی بھتی ہری ہو جائے اور ایک بہتر نہیں کا آغاز ہونے کی جگہ سوات ایک اندھی کھائی میں گزپڑا ہے۔ صورت حال ہر لفڑا سے ابھر ہوتی چل گئی۔

یہ تہذیلی اتنی اچانک آئی کہ ساری آبادی ایک قسم کے صدر سے دوچار ہو گئی۔ پہلے غیر سواتیوں کو انہیں غیر قانونی سرگرمیوں سے روکنے کے لئے یہاں رہنے کے لئے تحریری خصایض دینی چلاتی تھی۔ حکمران یادی عہد کی اجازت کے بغیر انہیں یہاں زمین خریدنے کی اجازت نہیں تھی۔ یہ اجازت بہت ہی خاص صورتوں میں دی جاتی تھی۔ یہاں کا دربار کرنے یا صنعت لگانے کے لئے بھی خصائص دوکار تھی۔

والی کی اجازت کے بغیر سوات کی عورتوں کی غیر سواتی افراد سے شادی منوع تھی۔ عورتوں سوات سے بغیر راہداری لئے نہیں جا سکتی تھیں جیسے کہ علاج کی غرض سے جانے کے لئے بھی راہداری درکار تھی۔ یہ بات مقابی اور غیر مقابی دونوں قسم کے باشندوں پر لا گوہی تھی۔ راہداری کی زر خانات یکساں شرح سے نہیں تھی۔ سوات سے عورتوں کی سیکنگ روکنے کی غرض سے بھی خصائص لی جاتی تھیں۔

ادغام کے ساتھ ہی ان پابندیوں اور اجازت نہ لیے کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ لیکن غیر سواتی سوات میں بس گئے جس کی وجہ سے طاقت کے ڈھانچے میں ہی تہذیلی نہیں آئی بلکہ نئے سائل نے جنم لیا۔ آبادی میں تجزی سے ہوئے اضافہ اور ٹکوڑہ اور اس کے مضافات میں تجزی اور بغیر کسی منصوبہ کے پھیلاؤ نے سوات کے لوگوں اور نادوں کیمی پر بے حد دباوہ بڑھا دیا۔ ملک کے ہر طرف سے لوگوں کی آمد نے زمین کی قیمتوں میں بے تحاش اضافہ کر دیا اور سراج الدین خان کے مطابق سواتی معاشرہ نے دور کی براستیوں کا آسان ہدف بن کر ان میں لپٹ پت ہو گیا۔

ملکیت زمین کے تنازعات

مختلف لوگوں کی طرف سے اس بات کی سفارش کے باوجود والی صاحب نے جدید خطوط پر بندوبست اراضی کا کام نہیں کیا۔ اسی کا متبہ تھا کہ ادغام کے بعد زمین میں کی ملکیت پر جھٹکے شروع ہو گئے۔ وہ لوگ جن کی زمینیں شاید خانہ ان یا دیگر طاقتوں خوانین نے بزرگ یا کسی اور طرح سے قبضہ میں لے لی تھیں، انہیوں نے اپنی زمینوں کا قبضہ اپنے

لئے کے لئے کوششیں شروع کر دیں۔ کچھ نے عدالتوں میں درخواستیں دائر کر دیں۔ گور جو اکٹھ و پیشہ مزاریں تھے اور اس خاص نسب کی وجہ سے ملکیت زمین کے حق دار نہیں تھے، انہوں نے انتقالی تبدیلی اور پاکستان چیلز پارٹی کے غروں سے شپا کر جن زمینوں پر وہ کام کرتے تھے، ان پر اپنی ملکیت کا دعویٰ کر دیا بلکہ وہ لوگ جنہوں نے اپنی زمینیں پھر دی تھیں ان میں سے بعض نے یہ کہہ کر کہ یہ ان سے ضبط کرنی ممکن تھیں ان پر دوبارہ دعویٰ کر دیا۔ کچھ بہت پرانے زمینیں جھڑے دوبارہ زندہ ہو گئے۔ اس تمام سے صورت حال بے حد تغیر ہو گئی اور تصادم کے نتیجے میں جانی اور مالی تصادمات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

اس بھاری کیفیت سے لئے کے لئے شال مفری سرحدی صوبہ کی حکومت نے اکتوبر 1970ء میں اطلاع نامبر 66/امس او (ایس پی ایل) ائچ ڈی 70/ہارنگ 18 اکتوبر 1970ء کے ذریعے ایک کیشن کی تکمیل کر دی جس کا کام تھا اصل سو سال میں زمینیں الاک کے سلسلہ میں سراخانے والے جھڑوں کی کیت اور کیفیت معلوم کرنا۔ نصوصاً (الف) والی اور بے دھل کئے گئے دھویں اور (ب) زمیندار اور مزاری میں (الف) تم کے کیسوں کی تعداد 469 تھی جب کہ (ب) تم کے کیسوں کی تعداد 26 تھی۔ کیشن نے اپنی رپورت حکومت کو پیش کر دی۔ اور دستاویزی صورت میں کمکتی کے آن ارکان کو جن کو کیشن کی سفارشات پر غور و خوض کے لئے اجلاس میں حاضر ہوئے تھے اگر کہ

”کیشن نے ہر دھوی کا فراہم کردہ مذوق کی روشنی میں پوری طرح جائزہ لیا ہے۔ یہ ایک انتہائی دقت طلب کام تھا جو پہنچن و خوبی انجام دے دیا گیا ہے۔ اس مرحلہ پر ہر سفارش کی جانچ پر تالیم سوابی یا مرکزی سطح پر کسی اور با اختیاردار اور سے کہا تھا کہ کیشن نہیں ہو گا۔ علاوه ازیں ایسا کوئی قدم تھا زراعت کی پاری دوبارہ کھول دے گا۔ اس لئے یہ بے حد اہم ہے کہ کیشن کی ساری سفارشات کو سن و میں قبول کرنے کے لئے اپناہ ہن بنائیں۔“

اس سلسلہ میں مزید یہ تجویز کیا گیا کہ حکومت کی طرف سے قانونی فیصلہ اور اس کے اعلان کے بعد اس پر کمل مل دیا آمد انتہائی اہم ہو گا۔ اس لئے اس باب کو کیشن کے لئے بند کرنا ہو گا اور تعمیر شدہ تھا زراعت کے سلسلہ میں از سرفہ تفہیش کی اجازت کی صورت نہیں جائے گیں اس سلسلہ میں اصل ملکی مل دیا آمدی کا تھا۔ اس لئے کہ سفارشات کی کافی مختوری اس پر درحقیقت مل دیا آمد سے بالکل مختلف چیز تھی۔ یہ قانونی فیصلہ اور رپورت بے نتیجہ ہی رہی اس لئے کہ اس پر بھیت بھوٹی مل دیا آمدی نہ ہو سکا۔

جنگلات کی بے در لفظ کشائی

جنگلات کی منسوبہ بند ناروا کنائی کا کام ریاستی دور ہی میں شروع ہو گیا تھا۔ والی کی طرف سے جنگلات کو

ایک سیاسی رشوت کے طور پر استعمال کیا جانے والا تھا جنگ عالمی لوگوں پر والی کی جانب سے اس سلسلہ میں تھامی پاندہ یاں عائد تھیں۔ ادغام کے ساتھ ہی یہ پاندہ یاں ہشت گنیں اور مٹے والی آزادی کا بہت بڑی طرح استعمال کیا گیا۔ جنگلات کو فیکیداروں نے سرکاری حکام کے گئے جوڑ سے قتل عام کر کے جاؤ کر دیا تاکہ زمین کا حکم خد تک خون کر کے اپنی جیسیں بھری جاسکیں۔ اس سے علاقہ اپنے جنگلات سے محروم ہو گیا۔ سوات کے اکثر دیہش پہاڑیں جنگ رہ گئے۔ قدرتی ماخول بر باد ہو گیا۔ منی کی فرسودگی کا عمل تیز ہو گیا۔ وادی کا قدرتی حسن تدو بالا ہو گیا اور ماخول بر باد ہونے سے آب ہوا میں خوفناک تبدیلیاں پیدا ہو گئیں۔

تحریک بھائی ریاست

پہنچنکل ایجنت ہالیوں خان نے ادغام کے وقت ادغام مختلف جذبات کو قتلی طور پر خندا کر دیا تھا جنگ سید شریف سے قتل رکھنے والے ایک طالب علم محمد ابرار (المعروف ابرار چنان) نے تحریک بھائی ریاست کے ہم سے ایک تحریک شروع کی۔ وہ نفرہ بازی کرتا تھا۔ پہنچنکیم کرتا تھا۔ ڈپی کشنز سوات نے فرشتہ کرائنز روپویلشن کے تحت اُس کی گرفتاری کا حکم جاری کیا۔ وہ ناکام رہا۔ والی صاحب کے حاوی لائلق رہے اور تحریک بھائی حمایت نہ ہونے کی وجہ سے اپنی موت آپ مر گئی۔ اس بات سے اسلام آنندی کے اس دعویٰ کی توہین ہو جاتی ہے کہ سوات کے یوسف زیوں نے پاکستان کے حق میں ووٹ دے دیا ہے۔ ابرار چنان نے ہمیں بعد میں اپنی اُس تحریک کو مانتے ہے انکار کرتے ہوئے کہا کہ یہ ریاست کی بھائی کے لئے نہیں تھی بلکہ سابقہ شاہی خاندان کو خوش کرنے کی ایک کوشش تھی۔ اس تحریک کے صرف تین بنیادی ارکان تھے (ابرار چنان، میاں گل فروش، آف قدمیں اور ایک کوئی اور اس کا مقدار ریاست کی بھائی نہیں بلکہ سابقہ حکمرانوں کی خوش نو دی تھی۔

انتظامیہ کے لئے چیجید گیاں

ڈپی کشنز سوات نے 1972ء میں اضافی چیجید گیوں پر بحث کرتے ہوئے بتایا۔ "سوات ملیٹھا کا سوال، کalam کے لوگوں کے لئے جگلائی لکڑی کے آمدی میں ان کے حصہ میں اضافہ کا مطالبہ، سوات پہنچنکا ایک جبری نظام، مومن خانوادگی اور جیریں بھی حصی طور پر تلقین طلب ہیں۔ مسائل کی موجودہ صورتے حال راتھات یافتہ طبقہ کو بھائی ریاست اور اس طرح کی دوسری باتیں کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔"

معیار تعلیم کا زوال

طلباہ اور اساتذہ پر قلم و مطب کی کڑی پابندیاں بٹھنے سے معیار تعلیم اور تعلیمی اداروں کی مجموئی فضائی ادغام کے بعد خراب ہو گئی اساتذہ طلباء کو احتیاج پر اکساتے تھے۔ جہاں نصیب کالج کے طلباء نے الگی کلاسوں میں جانے کے لیے جانے والے سالانہ امتحان کا بائیکاٹ کر کے بلا امتحان ترقی کا مطالبہ کر دیا۔ طلباء یونین کی جانب سے جری بائیکاٹ کی وجہ سے فضائیں تاؤ پپڑا ہو گیا۔ پہلے نے کالج کے ضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تمام طلباء کو ترقیاں دے دیں۔ ان کے نمبروں کی پروانیں کی۔ اس طرح مستقبل میں اپنے تعلیمی اداروں کی تعلیمی زیبوں حالی کی راہ ہم وار کر دی۔ اس معاملہ پر تبرہ کرتے ہوئے ذپنی کشہروں نے تیالیا بدمعاملتی کی کیا عجیب صورت ہے کہ جہاں ضلعی انتظامی نے طلباء کو امتحان دینے کی پوری کوشش کی، وہیں اقلیمی حکام نے خود اپنے وضع کردہ قوانین و ضوابط کی پروانہ کرتے ہوئے امتحانات کے پورے ٹیکل کو بے معنی بنا دیا ہے۔¹⁴

معاشری پہلو

معاشری نقطہ نظر سے ریاست ہوائی کا کدر ارتابل تعریف نہیں رہا۔ اسلام آنندی نے ادغام کے اعلان کے بعد کہا تھا کہ یہ ہماری جیت کا صرف پہلا درر ہے۔ اصل جیت جب نصیب ہو گی جب سوات کے لوگوں کو غربت سے نجات حاصل ہو گی۔ یہاں جیت کا یہ خواب صرف خواب ہی رہا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے حکومت پاکستان نے کبھی کوئی سنجیدہ قسم کے اقدامات نہیں کئے۔

ادغام کا فوری نتیجہ لوگوں کے لئے زیادہ ثابت ثابت نہیں ہوا۔ سابق ریاستی ملازمین کے ایک حصہ کو پہنچ کے فوائد کے بغیر جری طور پر ریڈار کر دیا گیا۔ آنے والے ہر سووں میں سوات کی ریاست ملیٹیا کو بھی درہم کر دیا گی۔ سلسلہ ہزار لاکوں اور ملیٹیں بند ہو جانے اور تازیعات سے مصنوعی ریشی کپڑے کی صنعت بری طرح متاثر ہوئی جس سے دہاں کام کرنے والے مزدور بے روزگار ہو گئے۔ البتہ کسانوں، مزارعیں اور غریب طبقہ پر سخت پابندیاں ختم ہونے سے انہیں اپنی مرخصی سے روزی کمانے کے موقع میر آگئے۔

عدالتی پہلو

ادغام سے پہلے فیصلے منصانہ ہوں یا نہ ہوں لیکن بہت جلد ہو جاتے تھے۔ فریقین کو نہ تو غیر ضروری اخراجات

کرنے پڑتے تھے اور نہیں انہیں مقدمہ بازی میں عمر عزیز بنا لیا چکی۔ اور فیصلوں پر مناسب اور کامل طور پر عمل در آمد کیا جاتا تھا۔ 1969ء کے ضابطہ اکے نتیجہ میں صرف یہ تبدیلی آئی کہ حکمران کے اختیارات اور وظائف ختم کر کے ان کو صوبائی حکومت کی جانب سے با اختیار بنائے جانے والے کسی شخص، افسر یا ادارہ کو سونپ دیا گیا لیکن تمام سابقہ قوانین و ضوابط جوں کے توں برقرار رہے۔

اس سے انتشار اور بے قیمتی کی کیفیت پیدا ہوتی۔ اس لئے کہ باقاعدہ طور پر مرتب شدہ شکل میں قوانین و ضوابط کا ایسا کوئی جمود سوجو نہیں تھا۔ یہ بات انتظامی مع عدالتی افران کے ہاتھ میں چھوڑ دی گئی تھی کہ وہ اپنی صوابید اور عقل کے مطابق روایت² کی تعریف اور توجیہ کریں۔ اس لئے 1971ء کے شروع میں ایک انجمن کی تشکیل ہوئی جس کا نام ”جسٹس لیگ“ رکھا گیا۔

27 جون 1970ء کو 1925ء کے کوآپ نیو سائیٹز ایکٹ کو سوات تک توسعہ دے دی گئی۔ 31 دسمبر 1970ء کو پریم کورٹ آف پاکستان اور صوبائی ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار صدارتی حکم نمبر 28 کے ذریعہ سوات تک بڑھادیا گیا۔ اسی دن گزٹ اطلاع نام برائے (قبائلی علاقہ جات (اطلاق قوانین) ضابطہ قانون 1970ء کا بھی اجراء ہوا، جس سے سوات میں فوجداری عدالتی ان قوانین کے خلاف کے ساتھ تعارف کرائی گئیں: پولیس ایکٹ، 1861ء کا (1861ء کا)، فوجداری قوانین، 1898ء کا (1898ء کا ایکٹ 7)، تجزیات پاکستان (1860ء کا)، ایکٹ 7 (XLV)، شہادت ایکٹ، 1872ء کا (1872ء کا) اور فرنگی کر انگریز گیوشن، 1901ء کا (1901ء کا ریگیوشن III)۔ پرانے قوانین کو صرف اس حد تک ختم کیا گیا۔

پورے ملکہ ڈویشن کے لئے ایک سیشن عدالت قائم کی اور 1972ء کے ریگیوشن 1، محریہ 30 مارچ 1972ء کے ذریعہ لوکل گورنمنٹ آرڈری نیس 1972ء کو سوات تک بڑھادیا گیا۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عبوری آئین کو 15 اپریل 1972ء کو نافذ کیا اور قبائلی علاقوں کی وضعیت کی گئی۔ عبوری آئین کی دفعہ 260 میں قبائلی علاقہ جات کے بارے میں بیان کیا گیا کہ (الف) (ii) ”سابقہ ریاستیں اس، چترال، دریا اور سوات؛ (ب) ”صوبائی زیر انتظام قبائلی علاقہ جات“ کا مطلب ہے (i) چترال، دریا اور سوات (جس میں کالام شامل ہے) کے اطلاع۔ اس طرح پہلی بار صوبائی زیر انتظام قبائلی علاقہ جات (پانچ) کی تشکیل اور کامل وضعیت کی گئی۔ اس طرح عزیز خیل والا ذله (دھڑا) کی جانب سے کشتر ملکہ ڈویشن کو پیش کیا گیا ملکہ ڈویشن کو پس مانندہ علاقہ قرار دینے کا مطالبہ کی جدیک تسلیم ہوا۔

عبوری آئین کی دفعہ 261 کے تحت یہ بیان کیا گیا کہ⁽¹⁾ اس آئین کے دائرہ کاریا اس آئین میں تفویض کردہ اختیار کے تحت، وفاق کا انتظامی اختیار مرکز کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات کو دفعہ ہوگا اور صوبے کا انتظامی

اختیار صوبہ کے ذریعہ تھام قبائلی ملاد جات کو۔ اس کے بعد والی ذیلی شروں سے 7 تک میں کسی قانون و آرڈی نسخہ غیرہ کو قبائلی ملاد جات تک توسعہ اور پریم کورٹ کے دائرہ اختیار کی توسعہ کے سلسلے میں درکار طبق کارکی تفصیلات بیان کی گئی تھیں۔

ان القدامات سے نام لوگوں کی شکایات کا ازالہ اس وجہ سے نہ ہو سکا کہ اصل ہر سے علاقوں میں اب بھی رواج کا ظہر تھا۔ اس کی کوئی مرتب کردہ مکمل موجود نہیں تھی بلکہ یہ اصطلاح ہی غیر واضح اور بہم تھی۔ دیوانی اور فوجداری معاملات کی بالکل صاف حد بندی بھی نہیں تھی جس کی وجہ سے اس ابہام کو خنثی مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ مددودوں نے مطالبہ کیا کہ رواج اور ایف سی آر (فرینچر کر انسر گولیشن) کو ختم کر دیا جائے۔ اور کچھ دیگر لوگوں نے مطالباً کیا کہ کسوں میں پاکستانی قوانین کو نافذ کیا جائے۔

1973ء میں 1970ء کا صدارتی حکم نمبر 28 منسوخ کر دیا گیا۔ اور پشاور ہائی کورٹ اور پریم کورٹ آف پاکستان کے دائرہ اختیار کو 9 فروری 1973ء کو 1973ء کے ایکٹ XXVII کے تحت توسعہ دی گئی۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے 1973ء کے آئین کی دفعہ 247 کی ذیلی دفعہ 7 کے مطابق:

”نے پریم کورٹ اور نہیں ہائی کورٹ آئین کے قوت اپنے دائرہ اختیار کو قبائلی علاقوں میں استعمال کرے گا۔ جب تک ... (پارلیمنٹ) کسی قانون کے ذریعے اخراج نہ دے۔ پہنچ طریقہ کی دفعہ کسی صورت میں پریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے آس دائرہ اختیار کو مجاہدین کرنے گا جو کب قبائلی علاقوں کے تعلق سے اس دفعہ کے یوم آغاز سے پہلے استعمال کیا جا پکا ہے۔“

17 اپریل 1974ء کو گولیشن آف 1974ء کے ذریعہ سول اور یونیورسٹی علاقوں کا قیام مندرجہ ذیل پائی گئی: ہاشمی ایکٹ، 1940ء، (1940ء کا ایکٹ X)، شمال مغربی سرحدی صوبہ کا کرایہ داری سے متعلق ایکٹ، 1950ء (این ذیلی ایف پی کا 1950ء کا ایکٹ XXVII)، مغربی پاکستان سول کوڈس آرڈی نسخہ 1962ء، (ذیلی پی کا 1962ء کا آرڈی نسخہ ۱۱)، کوڈ آف سول پرو ہجرز، 1908ء، (1908ء کا ایکٹ ۷)، مغربی پاکستان لینڈ روینو ایکٹ، 1967ء، (ذیلی پی کا ایکٹ XVII آف 1967ء)، کے گولیشن ۱۱ کے ذریعہ 20 مئی 1974ء کو 53 قوانین کو سوات تک توسعہ دے دی گئی۔

لیکن اصل میں یہ تبدیلی 1975ء کے گولیشن، پاکستان فوجداری قانون (خصوصی قوانین) گولیشن (جسے فی الفور نافذ کر دیا گیا) اور 1975ء کا گولیشن ۱۱، پاکستان سول پرو ہجر (اچش پرو ہیز) گولیشن، 26، جولائی 1975ء، تھی جسے صرف شائع کر دیا گیا اور جس کے سیکھن 3 میں یہ کہا گیا کہ یہ اس تاریخ سے نافذ اعمل تصور ہو گا جو حکومت (صوبہ سرحد کی حکومت) سرکاری گزٹ میں اس کے لئے مقرر کر دے گی۔ 9 مارچ 1976ء کو 1976ء کے گولیشن ۱۱ کے نفاذ کی تاریخ 25 مارچ 1976ء دی گئی۔

29 دسمبر 1976ء کو جاری کردہ ریگولیشن ۱۷ آف 1976، کے ذریعہ 1975ء کے ریگولیشن اور 1975ء کے ریگولیشن ۱۱ میں تراسم کردی ہیں۔ اس نئی ریگولیشن کو صوابیٰ زیر انتظام قبائلی علاقہ جات کے لئے خصوصی قوانین (تراسی) ریگولیشن 1976ء کا ۳۴ دیا گیا اور اس کے ذریعے فوجداری اور بادیٰ امنی مقدمات میں زیادتہ اختیارات عدالتی سے لے کر انتظامی کو دے دئے گئے۔ انتظامی مقدمات کو جو گون کے حوالے کر دیتی ہیں جو گون اس ضمن میں اس لئے زیادہ موثر ہیں ہوتے تھے کہ ان کے فیصلے بھی انساف کے پہ جائے اکثر بروپی دباؤ کے تحت کے جاتے تھے۔ اس تبدیلی کا ایک دوسرا پہلو یہ تھا کہ مقدمات نئانے میں بہت وقت لگنے کا جس سے لوگوں میں شدید ناراضگی پیدا ہو گئی۔ لوگوں کی شکایات کا ازالہ کرنے کی جگہ ان پاکار گولیشنز (1975ء کے ریگولیشن) اور 1975ء کے ریگولیشن ۱۱ کو عام طور پر پاکار گولیشنز کہا جاتا ہے) کی وجہ سے حالات احترے سے احترہوتے چلے گئے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے 1973ء کے آئین کی دفعہ 175(3) کے تحت عدالتی کا انتظامی سے علاحدہ کیا جانا لازمی تھا۔ جب 1985ء میں وزیر اعظم پاکستان محمد خان جو نجوب نے ایرپسی قسم کی تو پہنچ فریقون نے پاٹا ریگولیشنز کو پشاور ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا۔ پشاور ہائی کورٹ کی ڈویژن قیچ نے 24 فروری 1990ء کو ائمہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی آئین کی دفعہ 25 کے خلاف قرار دے دیا۔ اس طرح عام طور پر جانے جانے والے پاکار گولیشنز غیر موثر ہو گئے۔

صوبہ سرحد کی حکومت نے اس فیصلے کے خلاف پریم کورٹ میں درخواستیں دائر کیں۔ جنہیں 12 فروری

1994ء کو وضع حکم ادا ہیکی اخراجات خارج کر دیا گیا۔

لازاں موجود عدالتی کا روایتوں، غیر ضروری تا خیر، ناقابل برداشت اخراجات، رشوتوں، رواج کا غلط استعمال اور پاٹا قوانین کے تحت حالات کو مزید احتری نے سو سال کے لوگوں کو پہلے ہی بے حد را فروخت کر دیا تھا۔ انتظامی حلقة پریم کورٹ کے فیصلے کو اپنے لامحدود اختیارات کے خلاف ایک ضرب بکھر کر تباہ میں آگئے۔ وہ اپنے ان اختیارات کو بچانا چاہتے تھے۔ انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ شریعت کو صرف ملائکہ ڈویژن میں نافذ نہیں کیا جاسکتا۔ حکومت مجبور ایسا تو پاٹا قوانین دوبارہ نافذ کرے گی یا اسی قسم کے دیگر قوانین کو نافذ کیا جائے گا۔ جس میں انہیں بے پایاں اختیارات حاصل ہوں گے۔ اسی امید پر انہوں نے تحریک نفاذ شریعت محمدی (لی این ایس ایم)³ کو اپنی کارروائیوں کے لئے کھلی چھوٹ دی۔ دراصل وہ اس کی خاموش تائید کر رہے تھے۔ سو سال میں لی این ایس ایم کو ملنے والے انتہائی عروج اور شریعت کے نفاذ کے مطالب کی مبنی گرج کے پیچھے ان تدابیر کا ماتحت درہ ہا ہے۔

جنوں 1971ء میں دانی مغل نے کہا تھا کہ سو سال کے تمام سائل کا حاصل اسلامی شریعت کے نفاذ میں ممکن

ہے۔ یہ بیان کے لوگوں کے مزاج کے بالکل مطابق ہے۔ سوات کے سائل کے حل کی اس کلید کا پہلا خیال سراج الدین خان نے 1949ء میں پیش کیا تھا جب انہوں نے سوات کے تکرمان سے شریعت نافذ کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ اس لئے نفاذ شریعت کے مطالبہ میں پہل کرنے کا اعزاز اگر کسی کو دیا جاسکتا ہے تو وہ سراج الدین خان اور وائی گل ہیں جنہوں نے صوفی محمد سے بہت پہلے یہ مطالبہ پیش کیا تھا۔ ہم تمہوں کے نقطہ نظر میں ایک فرق ضرور ہے۔ پہلے دونوں کی تجارتیں کاروباری است سوات کے علاقوں تک محدود تھے جب کہ تیرے کی تحریک کا پھیلاؤ پورے ملک کندڑ دوڑن اور خلیع کو ہستان تک ہے۔

نوٹس

1. مطلع سوات کی پندرہ روزہ سیاہی رواداد، جون 1972ء کا پہلا حصہ ناٹک آف گورنمنٹ سینے ہے، شمال مغربی سرحدی صوبہ، صوبائی ارکانجور، پشاور، بندل نمبر 10، بیر کل نمبر 84۔ ۸۰ سال میں طلبہ کے بایکاٹ اور احتجاج کی تفصیلات اس میں جا پڑ جاتے ہیں۔ اس وقت کا جو میں طلبہ کے لئے ناٹک آف گورنمنٹ اور فری پروٹوکن کو جائز قرار دینے کی اپنی ہی سکی کرتے ہیں۔ ملی جمیر، بالاشاز گفت گورنکارڈ شدہ، بیگنور، ہوات، 5 ستمبر 2000ء۔
2. رواج کا مطلب یہ توہین، فیشن، یام، قاعدہ، اور ٹیکن ہے۔ یہاں اس سے مراد وہ سرمدی، روایات، استعمال اور ریتوانیں کے ساتھ سماحت ریاست سوات کے حکام کے لیے اور ادا کام گئی ہیں۔
3. تحریک نفاذ شریعت محمدی کا مطلب اسلامی قوانین کے نفاذ کی تحریک ہے۔ اس تحریک کا قیام جون 1989ء میں میدان، مطلع دیر، میں گل آیا۔ اور صوفی محمد کو اس کا سربراہ نامزد کیا گیا۔ اسے مرطودار ملکانڈڑیوں کے دیگر حصوں تک پھیلایا گیا۔ اس کا مقصد پاکستانی حکام کو بجبور کر کے ملکانڈڑیوں میں شریعت کا نفاذ تھا۔ جب تک 1994ء میں اس نے ملکانڈڑیوں سے گرفتے والی مشورہ شاہراہ کو ایک ہفتے کے لئے بند کر دیا تو اسے بہت شہرت لی اور عالمی اسلامی عوام نے اسے بڑھاچڑھا کر پیش کیا۔ آخر میں اس نے نومبر 1994ء میں تین دن تک سوات میں حکومت کی مشینی کو بالکل مظلوم کر دیا۔ اگرچہ اس تحریک کا آغاز دیر میں ہوا لیکن اسے قوت سوات میں تھی۔ اسی کے نتیجے میں یہاں سرکشی ہوئی۔ حالانکہ اس تحریک پر پابندی ہے اور اس کے سربراہ میں میں یہیں تھیں جسے لوگ اب بھی اس سے متاثر ہیں اور اس کی سرگرمیاں کسی نکی صورت جا رہی ہیں۔ (2005ء کی بات ہے)۔

اختتامیہ

ارضی حکمت محلی کے لحاظ سے انجامی اہم علاقوں میں واقع تاریخی وادیٰ سوات ایک عظیم تہذیب کا گیوارہ رہا ہے۔ یہاں جا پڑا موجود آثار قدیمی کی دولت اسی بات پر شاہد ہے کہ یہاں کے باشندوں کی زندگیاں بار اور صرفوفیات میں گذری ہیں۔ اپنی معلوم تاریخ کے زیادہ تر عرصہ میں سوات نے اپنی جدا گانہ نیشنیت کو برقرار رکھا ہے۔ اچھے جغرافیائی ملک و قوع اور ایک بہرہ ان دست قدرت نے اسے اردو گرد کے علاقوں کے مقابلہ میں زیادہ ترقی یافت۔ تہذیب کی آماجگاہ بنائے رکھا ہے۔ اس کا حال اور ماضی دونوں اس بات کے گواہ ہیں۔ یوسف زئی قبائل کے اس پر قبضہ کے بعد سے یہ علاقہ غیر ملکی یا نوآبادی ایسی استمار کے چکل سے بیٹھا آزاد رہا ہے۔ یہاں کے پختونوں نے اپنی آزاد نیشنیت کو برقرار رکھا ہے۔

جب 1849ء میں برطانوی حکومت نے پشاور اور انڈیا کے شمال مغربی سرحد کے میدانی علاقوں پر قبضہ کر لیا تو اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے بارے میں انگریز سواتیوں نے اپنی ایک ریاست بنا کر اس کا ایک بادشاہ تقرر کر دیا۔ 1857ء میں اس بادشاہ کی موت کے بعد یہ ریاست تو قائم نہ رہ گئی لیکن 19ویں صدی کے دورے نے نصف حصہ میں سواتی برطانوی استمار کے لئے درود سربنے رہے۔ انہوں نے پہلے تو اسے 1863ء میں اسپلی کی جگہ میں چلتی کیا۔ پھر 1895ء اور 1897ء کی ملائکہ جنگوں میں اس عظیم طاقت کو پریشان کئے رکھا۔ زیریں سوات کو تو برطانوی حکومت نے پشاور چڑال گذرگاہ کو محفوظ بنانے کی خاطر ایک ڈھیلے ڈھالے نظام کے تحت اپنے زیریں لیکن رکھا تاکہ زیریں سوات اور دیر میں سے گذر تاریخ کا راستہ کھلا رہے لیکن انہوں نے نہ تو زیریں سوات کے داخلی امور میں مداخلت کی اور نہیں سوات بالا کی طرف کی توسعی کی کوشش کی۔

داخلی ہم آہنگی کی کمی، گروہی سیاست اور سواتی علاقوں پر قبضہ کے لئے دیر اور سوات کے ماہین ایک طویل جنگی کوشش نے سوات بالا کے قبائل کے کچھ حصہ میں ایک قسم کی بے یقینی پیدا کی۔ اس لئے انہوں نے کئی بار

برطانوی حکومت سے استدعا کی کہ وہ ان کے علاقوں کو بھی زیر اس سوات کی طرح ایک خلافی چھتری کے نیچے لے۔ انہوں نے اپنی یہ پیش کی افراد کی پہنچائی۔ برطانوی حکومت نے ضبط کی پالیسی اپنائے رکھی لیکن اس کے ساتھ ہی 1914ء میں سوات میں حکومت بننے کی راہ میں روزے انکائے اور عبدالجبار شاہ کو منصب کیا کہ وہ سوات کی طرف نہ بڑھے۔

دیر کی غارت گری سے بچنے، اپنی مشکلات پر قابو پانے اور اپنے مفادات کی حفاظت کے لئے دریائے سوات کے دائیں جانب مقام سوات بالا کے قبائل، شامیزی، سیبو جنی اور نیک پلی میں سنڈا کنی بابا کی زیر سرپرستی 1915ء کے شروع میں تھد ہوئے اور کامیابی نے ان کے قدم چھے۔ اپنی پوزیشن کو مزید متحكم کرنے کے لئے دوبار انہوں نے میان ملک عبدالودود کو تخت نشین ہونے کے لئے کہا لیکن وہ پہنچا ہٹ کا شکار ہے۔ انہوں نے دوبارہ عبدالجبار شاہ سے رجوع کیا۔ اور تھانے سے اُسے لاکر سوات کا بادشاہ ہنا دیا۔ اُس نے دو سال تک حکومت کی لیکن کمی عاصر نے مل کر اسے اپنی حکومت متحكم کرنے کا موقع نہیں دیا۔ ستمبر 1917ء کو جگہ کرنے اُسے تخت سے ہٹا دیا۔ اُس کی جگہ جرج کرنے میان ملک عبدالودود کو سوات کا نایاب داشا ہنا دیا۔

ریاست سوات کو متحكم بنایا دوں پر قائم کرنے کا سہرا کرشمہ ساز قائد 1 میان ملک عبدالودود کے سرہند ہتا ہے۔ ہاتھم یہ کام انہوں نے سیاسی قیادت² کے ایک مضبوط گروہ کے تعاون اور دریادی اور حسد³ کی مدد سے کیا۔ ہاتھم عبدالودود کی بیانات اور بہت ای کارگر اقدامات نے اتحاد کے اس عمل اور ریاست کی توسعہ میں انجامی اہم کردار ادا کیا۔ یہ مقصود اندر ورنی دیر ورنی رکاؤں، نامساعد حالات، رقباؤں اور سازشوں کے باوجود انتہائی ماہراستہ انداز سے حاصل کیا گیا۔

اگر یہ دوں سے عبدالجبار شاہ کی وفاداری گو بہت گہری تھی لیکن ریاست سے اُس کے عہد میں برطانوی حکومت سے تعلقات زیادہ دوستانتیں تھے۔ اس کی وجہ ریاست میں سنڈا کنی بابا کی موجودگی اور اثر و رسوخ تھا۔ جب کہ عبدالودود کے عہد حکومت میں تعلقات بہت دوستانتے تھے۔ اس کی اگر یہ دوں کے تعلق پالیسی اس کے دادا سید و بابا کی طرح مفاہمت اور اطاعت پر استوار تھی۔ سوات اور دیر کے درمیان تعلقات عبدالجبار شاہ کے عہد میں تباہ کا شکار تھے۔ اکثر دیشتر جنگ و جدل کا بازار گرم رہتا تھا۔ عبدالودود کے عہد میں بھی دونوں ریاستوں کے درمیان تعلقات اسی ذہنگ پر چلتے رہے۔ بالآخر برطانوی حکومت نے مداخلت کر کے 1922ء میں دونوں میں شراکٹ طے کر دیں۔ پہر حال دونوں میں تباہ کی کیفیت برقرار رہی۔ دونوں ریاستوں کے حکمران ایک دوسرے کے علاقوں پر لپھائی نظریں کاڑے رہے اور ایک دوسرے کے اندر ورنی دیر ورنی دشمنوں سے چلتیں بڑھاتے رہے اور ایک دوسرے کے خلاف حکم کھالا سازشوں کے ذریعے اپنی بد نیتی کا اعلیٰ ہمارتے رہے۔

جبکہ ریاست اب سے تعلقات کا عملی ہے تو مشترک سرحد نہ ہونے کی وجہ سے عداوت اور ریاست کی کوئی فوری وجہ نہیں تھی لیکن تعلقات اس وقت کشیدہ ہو گئے جب عبدالجبار شاہ مائن وخت بھروسے کے بعد دوبارہ آئے حاصل کرنا چاہتا تھا اور جب بوئرپر قبضہ کے لئے اب اور سوات کے درمیان کوشک میں جاری تھی۔ نواب دیری کی جانب سے اب اور عبدالجبار شاہ کے ساتھ سوات مختلف معاہد بنانے کے لئے کی گئی خط و کتابت اور پھر عبدالجبار شاہ اور نواب اب اسوات کے خلاف گھٹ جوڑ مزید عداوت کی آگ بھر کانے کا سبب ہے۔ بات جگہ تک پہنچی اور تعلقات کشیدہ ہو گئے۔ کامیابی سوات کے حکمران کوئی۔ بیان بھی برطانوی حکومت نے داخلت کر کے دونوں ریاستوں کے درمیان سرحد کی حد بندی کروی اور دونوں پر پابندیاں عائد کر کے انہیں مستقبل میں جگ و جدل کا بازار گرم کرنے سے روکا گیں دونوں ریاستوں کے درمیان تعلقات بھی بھی دوستائیں رہے۔

جب برطانوی ہند کا ہوا اور دنے ملک معرض وجود میں آگئے تو سواتی حکمران نے پہلے حکومت پاکستان کے ساتھ میزدھ اجل ایگر بیٹھ کیا اور پھر 3 نومبر 1947ء کو پاکستان کے ساتھ مصالح ہونے کی مکوری دی۔ اس بات کو 24 نومبر 1947ء کو گورنر ہرzel آف پاکستان نے باقاعدگی کے ساتھ منظور کر لیا۔ انہوں نے تحریک پاکستان کے دروان سلمی ہیک کے ساتھ تھاون کیا۔ سواتی حکمران دل کی گہرائیوں کے ساتھ اس نئی مملکت کے فقار اور اس نئے ملک کی اخلاقی اور مالی امداد کرتے رہے۔

کalam پر قبضہ کا معاملہ دونوں کے درمیان وجہ زیاد بنا رہا تھا لیکن اسے بھی 1954ء میں دوستائی نہماز سے حل کر لیا گیا۔ کلام اور جوڑاں (دارول اور ناگنیہ کی سرحد پر) جیسے تازعات کے باوجود پاکستان کی مرکزی حکومت اور ریاست سوات کے درمیان تعلقات 15 اگست 1947ء سے لے کر مارچ 1969ء میں الیوب کے اقتدار سے دست برداری تک بے حد خوش گوارا در دوستائی رہے۔

ریاست سوات کے انتظامی ڈھانچی کا معاملہ اول تو عبدالجبار شاہ تھا لیکن اسے اس کی فراہم کردہ بنیادوں پر استحکام کے عروج تک میاں گل عبدالودود اور میاں گل جہان زیب نے پہنچایا۔ اس میں ان دونوں کی طرف سے تعارف کرائی جانے والی تراجم و اصلاحات نے شہم پشت ڈھانچی کو انتظام و انصرام کا جیہی جامگان نہ نہیں بنادیا۔

انتظامیہ میں تقریر، ترقی اور طالازمت سے برخواہی کی تھام تراخیت حکمران کے پاس ہوتا تھا۔ عبدالودود کے عبدالجبار حکومت کا آخری دور اور میاں گل جہان زیب کا پورا دور حکومت مکمل مطلق الحاکمیت پرمنی تھا۔ تاہم دونوں ہی مستعد اور نجتی تھے اور مجھوٹی طور پر حکومت پر ان کی گرفت مجھوٹ تھی۔ دونوں کا انداز حکمرانی رفاقتی تھا۔ وہ ذاتی طور پر امور مملکت اور انتظامیہ کی کمزی نگرانی کرتے تھے اور تطبیلات کے علاوہ روزانہ کی بنیاد پر عدالت لگاتے تھے۔ چھوٹے بڑے معاملات سے خود کو آگاہ رکھتے تھے۔ با اثر اور بے اثر دونوں قسم کے لوگ ان سے مل سکتے تھے لیکن حظیراً تباہ کا

باہمی خصوصیات جہان زیب کے زمانہ میں بہت خیال رکھا جاتا تھا۔

انتظامی ڈھانچو اور پر سے یونچ تک انتہائی مستعدی، بجلت اور موثر انداز میں کام کرتا تھا۔ اس طرح کی دیگر ریاستوں میں اس کی مثالی مثالی مشکل ہے۔ جہان زیب کے عبور حکومت میں برآور راست تفصیل داروں، حاکموں، مشیروں اور وزیروں کی تقرریاں نہیں کی جاتی تھیں بلکہ حکمران کے سکریٹریٹ میں کام کرنے والے کلرکوں کو مرحلہ دار ان مناصب پر تعینات کیا جاتا تھا۔ بعض صورتوں میں تقرر فتاری سے ترقیاں دی جاتی تھیں۔

عبدالودود نے مقامی روایات و خواہشات کی بنیاد پر قانون سازی کا جو طریقہ اختیار کیا اور اسی طرح انتظامی مشیری چلانے کے لئے مقامی افراد سے جو کام لیا گیا یہ طریقہ بہت ہی کارگر ہا۔ معاصر برطانوی رپورٹوں میں بھی ریاست سوات میں متعارف کرائے گئے قوانین و خواہیں اور تقرریات اور ان پر عمل در آمد کو کامیاب اور انتہائی موثر قرار دیا گیا ہے۔

ایک باقاعدہ مؤثر تجھے جاسوی نہ ہونے کی وجہ سے خصوصاً جہان زیب کے دور حکومت میں بہت سے انتہائی غیر دانش مندانہ اقدامات کئے گئے جن کی وجہ خاص مقاصد رکھنے والے لوگوں کی فراہم کردہ غلط معلومات تھیں۔ اس خامی کی وجہ سے ادائی یقائف اور آمریت یا یقائف تحریک میں شاہل بہت سے اپنے قریبی لوگوں کے بارے میں اسے کچھ اندازہ نہ ہوسکا۔

بھرم کو حوالہ کرنے یا اس کی نشان دہی کرنے کی اس کے پورے علاقت کی اجتماعی ذمہ داری کے طریقہ کارنے مجرموں کا صنایا کرنے میں حرمت اگینز کمالات دکھائے۔ بھرم حوالگی یا اس کی نشان دہی میں ہاتھی کی صورت میں پورے علاقت کو جہان مکھتنا پڑتا تھا۔ یا امریکی دل ہمیں سے خالی نہیں کہ عبدالودود کی حکمرانی کے ابتدائی دور میں چوروں کو دیکھتے ہی گولی مار دی جاتی تھی۔

شہری انتظامی کی طرح ریاست کی فوجی تنظیم بھی اپنی امتیازی خصوصیات کی حامل تھی۔ اس کا مالی نظام بھی عبدالودود اور جہان زیب دو نوں کے دور حکومت میں اپنا ہی ایک ضابطہ کار رکھتا تھا۔ حکمران ہی دراصل خزانہ کا مالک و ہماران ہوتا تھا۔ حکمران کی اجازت اور دستخط کے بغیر وزیر مال اور مشیر مال ایک روپیہ بھی خزانہ سے نہیں نکال سکتے تھے جب کہ حکمران خزانہ سے حصی رقم چاہتا کمال سکتا تھا۔ اس کا کوئی ماحسب بھی نہیں ہوتا تھا۔ سرکاری اور خجی آمد فی اور حکمران کے منافع کو خصوصاً عبدالودود کے دور میں ایک ہی تصور کیا جاتا تھا اور اسے اسی طرح خرچ کیا جاتا تھا۔ بھاری بھر کم خصوصیات وصول کی جاتی تھیں۔

عدالتی نظام اسلامی نہیں تھا جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ یہ رادیٰ ضابطوں، اسلامی طرزِ عمل جو کہ روایتی طور طریقہ کے مطابق ہو، فرماں، احکامات اور حکمران کے منزے نہ لکا ہو، اکوئی لفظ ان سب کا ایک ملغو ہے تھا۔ حصی اختیار

اور فیصلہ حکمران کا ہوتا تھا اور رواتی ضوابط کی عالیوی دلیلت تھی جب کہ اسلامی قانون ان دونوں کے ہمچنین تباہی میں مبنی تھا۔ حکمران رواتی ضوابط اور شریعت دونوں کے مطابق فیصلہ کرنے کا پابند نہیں تھا۔ ہم یہ نظام انجامی سوچتے ہیں۔ مقدمات کے فیصلوں میں نہ تو زیادہ وقت صرف ہوتا تھا اور نہ ہی اس پر پیسہ خرچ کرنا پڑتا تھا اور فیصلوں پر سمجھ اندماز سے عمل درآمد ہوتا تھا۔ مقدمہ کا فیصلہ یا تو پہلی ہی ساعت میں ہو جاتا تھا یا زیادہ سے زیادہ بات دوسرا ساعت تک جاتی تھی۔

دیگر پڑوی ریاستوں کے بعدت پسنداد روپیوں اور انجامی بری کا کردگی کے مقابلہ میں ریاست سوات میں تعلیمی میدان میں پہلی نقدی بہت ہی قابل تعریف اور نایاں رہی ہے۔ ریاست کے دورانہ خریں میں تعلیم بالاعوام منت ہتھی۔ مسکن طلباء کو تائیں اور یونی فارم ریاست کی جانب سے فراہم کی جاتی تھی۔ ہم تعلیم شتوپوری آبادی کو مفت فراہم کی جاتی تھی اور نہ ہی تعلیم کا حصول سب کے لئے لازمی تھا جیسا کہ بعض پوچھنڈہ ٹھاروں کا کہتا ہے۔ جس وقت تعلیم کو بوری حد تک مفت کیا گیا تو اس وقت تعلیمی اداروں کی تعداد اتنی نہیں تھی کہ پوری آبادی کے لئے کافی ہوئی۔ ریاست کے دور روز علاقوں میں تعلیمی ادارے کافی تعداد میں موجود نہیں تھے۔ اسکوں کی زمین اور کھیل کے میدانوں کے لئے زمین علاقے کے لوگ دیتے تھے۔ تعمیر کا کام ریاستی ملیشا اور علاقہ کے لوگ کیرتے تھے۔ البتہ ریاست کے آخری دور میں تعمیراتی کام ٹھیکیدار کرتے تھے اور ریاست اپنیں اس کام کے لئے پیسہ دیتی تھی۔ عمومی اندماز میں پہلی نقدی تھا۔ سوات میں جدید تعلیم کے فروغ کے لئے پہلے برطانوی اور بعد میں پاکستان کی مرکزی اور صوبائی حکومتوں کی جانب سے بھی خاطر خواہ ادا فراہم کی جاتی رہی ہے۔

ریاست سوات کو دنیا میں یہ بھی ایک امتیاز حاصل تھا کہ یہاں کی سرکاری زبان پشتو تھی۔ علاوہ ازیں اس زبان میں تالیف اور دیگر زبانوں سے پشوٹ میں ترجیح نہیں کیا تھا اور ریاست اپنی ترجمہ اور ادب کو بڑھا وادینے میں اہم کردار ادا کیا۔

چار ہزار مرلیج میل پر پھیلی ہوئی ریاست کے لئے جس کا ایک بڑا حصہ دشوار گزنا در اور پہاڑی علاقے پر مشتمل تھا، علاج معاملوں کی سہولیات ناکافی تھیں لیکن دیگر ریاستوں بلکہ خود پاکستان کے زیر انتظام اضلاع کے مقابلہ میں بھی یہاں صحت کی سہولیات قابل تعریف حد تک بہتر تھیں۔ سریضوں کو دوائیں مفت فراہم کی جاتی تھیں چاہے وہ اسپتال میں داخل ہوں یا روزانہ کی بیٹیا دپ آئنے والے مرلیج ہوں۔

قبل از ریاست دور میں زیادہ تر لوگ مذہبی نہیں بلکہ تو ہم پرست تھے۔ اور اصل مذہب جس کے وہ پیروکار تھے وہ پختون یا پختون ولی، یعنی پختون ضابطہ اخلاق تھا۔ جدید تعلیم کے فروغ، یورپی دنیا سے رابطوں اور ایک نوثر نظام مواصلات کی وجہ سے لوگوں کے طریقہ اور طرز بودو باش میں نایاں فرق آگیا لیکن ریاست نے جدید تعلیم کے مقابلہ میں مذہبی تعلیم کے فروغ کے لئے کچھ زیادہ مسائی نہیں کیں۔

سوات میں ایک زمانہ سے رائج ویش (تقریب) کا نظام جدید دور کے معماٹی، سیاسی اور سماجی تقاضوں کا ساتھ دینے میں تکام رہا۔ عبدالودود کی جانب سے مستقل بنیاد پر بندوبست اراضی نے سوات کو اقتصادی اور سماجی پیش قدمی کی خلی را درپردازی کیا۔ مستقل بندوبست اراضی کے تائی کو کسی طور گھٹایا نہیں جا سکتا۔

مواصلات کے سلسلہ میں حاصل ہونے والی کامیابیاں شاندار ہی ہیں۔ اس سے ریاست اور حکمرانوں کو دہان اپنی پوزیشن مضمون کرنے کے موقع میر آئے۔ اس سے تجارتی سرگرمیوں میں تیزی آئی۔ ہبہ دنیا سے ریاست کا رابطہ بڑھا اور ریاست کے دور روزانہ علاقوں کا ریاست کے ترقی یافتہ علاقوں سے تعلق استوار ہوا۔ ریاست عموماً ترقیاتی کاموں کے لئے اپنے وسائل پر انحصار کرتی تھی۔ صرف فناگٹ کے تربیت کی سڑک اور بونیر کے لئے سڑک کی تعمیر کے لئے برطانوی حکومت کی جانب سے اُسے خصوصی المادی۔ بونیر کی سڑک کا کڑ دردہ میں سے کالی گنی یعنی زیادہ تر سڑکوں اور پلوں کی تعمیر عام لوگوں سے جبری مشقت کے ذریعے اور ریاستی ملیشا سے کرائی جاتی تھی۔ زمین لوگوں سے مفت لی جاتی تھی۔ صرف کوہستان میں سڑکوں کے لئے لی گنی زمین کی قیمت ادا کی گئی۔ یا ایک افسوس ہاک امر ہے کہ ترقیاتی کاموں میں سڑکوں، اسکولوں، اپٹالوں اور پلوں کی تعمیر میں عام لوگوں نے جتنا بڑا حصہ لیا سے بالعموم آج تک نظر انداز کیا گیا ہے۔

اقتصادی میدان کی ترقی اور منطقی شعبہ کے فروغ میں حکمرانوں کی کارکردگی بالعموم اتنی قابل تعریف نہیں

رہی۔

ریاست سوات جن علاقوں پر مشتمل تھا، ہاں سماجی تغیری اور کچھ تینی اصلاحات متعارف کرائے جانے سے شروع ہیں جو تبدیلی آئی۔ اس عمل میں اہم کردار روانی ڈول (دھرم) نظام کو کمزور کرنے کی کوشش، مجرہ اور جرگ کی اہمیت کم پڑ جانے، روانی قیادت کے اختیارات اور طاقت کو گام دینے اور قیادت کی سرپرستی نے ادا کیا۔ لوگوں سے جدید برطانوی قسم کے تھیاراکٹھ کر کے انہیں غیر مسلح کرنے کو یقیناً ایک بہت بڑا کارنامہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کو برطانوی حکومت نے عبدالودود کی زندگی کامیاب ترین کام قرار دیا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ لوگ بالکل ہی غیر مسلح ہو گئے تھے۔ وہاب بھی سرکاری لاٹنس کے تحت اسلحہ کھکھتے تھے جس کے لئے انہیں حکومت کو سالانہ خاص فیس دینی پڑتی تھی۔ وہ حقیقت یہ کہ روانی اسلحہ ختم کرنے کی جگہ اسلحہ کو ایک نظام کے تحت لا کر اُسے باقاعدہ بناتا تھا۔ اس سے غیر لاٹنس یافتہ اسلحہ ختم ہو گیا لیکن یہ اقرباً پروردی اور حیات حاصل کرنے کا ایک بڑا ذریعہ بن گیا۔ وفادار تو ہتنا چاہیے اسلحہ لاٹنس کی آڑ میں رکھ کر کتے تھے جب کہ غیر وفاداروں کو ان کے اسلحہ سے محروم کر دیا گیا۔ اس وقت کے مختلف مزاج اور قابلی سواتی معاشرہ میں اس القدام کے سماجی اور سیاسی اثرات کو یقیناً کم نہیں کیا جا سکتا۔

خان اور ملک کی طاقت کو کمل طور پر تو زندگیں گیا۔ بعض کو منہبہ کر کے ان کی وقارواری سے ریاست کے اختیار و اقتدار کو برقرار رکھنے کا کام ہیلا گیا۔ حالاں کہ وہ بالکل غیر احمد تو نہیں ہوئے لیکن ان کی حیثیت میں ایک بنیادی نویسیت کی تبدیلی ضرور لائی گئی۔

مفریت اور سکولار طرز زندگی کی میاں گل عبدالودود اور میاں گل جہان زیب دونوں نے حمایت چاری رکھی۔ خصوصاً جہان زیب اس سلسلہ میں اپنے باپ پر بازی لے گیا۔ اس معاملے میں بھی ریاست سوات اپنی پڑی ریاستوں سے بہت آگے کلک گئی۔

میاں گل عبدالودود اور میاں گل جہان زیب دونوں کے عہد حکومت میں ان وامان کی صورت حال مثالی تھی۔ ان لوگوں کے علاوہ جنہوں نے کسی وجہ سے عکرانوں کو تاریخ کر دیا ہوا تھا سب لوگ عدم تحفظ کے احساس سے ناواقف تھے اور پر اسکن زندگی گذار رہے تھے۔ تاہم قوانین و ضوابط لاگو کرنے کے سلسلہ میں صوابدید، اور امتیازی سلوک کا استعمال عامہ بات تھی۔ حکمران، ان کے اہل خاندان اور رشتہ دار قانون سے بالآخر کجھے جاتے تھے۔

ریاست سوات نے وجود میں آنے والی ذی ملکت پاکستان سے بھی انہی خطوط پر تعلقات قائم کئے جن پر اس نے پہلے بر طานوی ہند کی حکومت سے استوار کئے تھے۔ پاکستانی حکام نے ان ریاستوں کے بارے میں اپنے قبل از تقسیم موقف کو تبدیل کر دیا تھا۔ ضمنی ضابطہ الماق پر دستخط کرنے کے بعد دیگر ریاستوں کی طرح ریاست سوات کی پوزیشن بھی ناکر ہو گئی تھی۔ تین سرحدی ریاستوں کے علاوہ دیگر قائم ریاستوں کو پاکستان میں مغم کر دیا گیا۔ ان تین ریاستوں کو پاکستانی آئین میں خاص علاقہ کی حیثیت دے کر برقرار رکھا گیا لیکن مرکزی حکومت کسی بھی وقت ان کے ادغام کی مشروط بجا رکھی۔

ضمنی ضابطہ الماق پر دستخط کرنے کے بعد سے ریاست سوات کے سر پر بھی ادغام کی تکویر سلسلہ نکل رہی تھی۔ یہ ہر صورت بدلتے منظر تھے اور حقیقتوں کا احساس و اعتراف کر کے آئئی اصلاحات، نمائندہ اور ذمہ دار حکومت تعارف کرائے اور سیاسی آزادیاں دے کر اس ہوتی کو کچھ عرصہ کے لئے ضرور تالا جا سکتا تھا۔ حکمران اور مطلق العنان طرز حکومت کے لامدد و احتیارات میں کمی لانا ناگزیر تھا۔ میاں گل جہان زیب نے وقت اور لوگوں کے بد لے مزاج کے مطابق خود کو بدلنے سے انکار کیا جس نے آمریت خلاف اور والی خلاف عناصر کے لئے صرف ایک بنیادی فراہم نہیں کی بلکہ ناراضی کی ہوا اُن کو اتنا تجزیہ کر دیا کہ ریاست کا وجود برقرار رکھنے والے عناصر مغلوب ہو گئے۔ والی کی ہٹ دھری اور ضد صورتے حال کو بدترین انجام کی طرف لے گئی۔ اس سے پاکستان کے حکمران حلقہ میں شامل مخصوص مفادات دا۔ لے گرده کو انتہائی القدام کرنے کے لئے راست ہم وار ہو گیا۔ جس سے صرف یہ ریاست ہی ختم نہیں ہوئی بلکہ سوات کی صدیوں سے قائم علاحدہ امتیازی حیثیت بھی ختم ہو گئی۔

کچھ اندر وی اور بیرونی عوامل کے پیش نظر 1950ء کے عشرہ میں دیر، چرال اور سوات کو دمگردیاں توں کے ہمراہ پاکستان میں مدغم نہیں کیا گیا تاہم چرال اور دیر کے حکمرانوں سے ان کے اختیارات تقریباً پہلے ہی پاکستانی حکام نے لئے تھے۔ صرف والٹی سوات ہی کے پاس ادغام کے وقت تک کمل اختیارات تھے۔

بڑے پیمانے پر آمریت مخالف اور والی مخالف احتجاج کہیں نہیں ہوا۔ اس احتجاج میں اگرچہ آبادی کے ایک چھوٹے سے حصے نے حصہ لیا لیکن ان کی پروپیگنڈہ مہم اور موثر کوادر کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس تاثیر کا اندازہ اس بات سے ممکن لگایا جاسکتا ہے کہ حکومت پاکستان نے ادغام کے اعلان کے بعد افغان تربجان کے اعتراضات کے جواب میں ادغام کے حق میں کسی آئینی یا قانونی میں کا حوالہ دینے کے بجائے صرف یہ کہنا کافی سمجھا کہ یہ قدم لوگوں کے اس مطابق پڑھایا گیا ہے جس کا وہ ایک عرصہ سے مختلف طریقوں سے اظہار کر رہے تھے۔

والی مخالف اور آمریت مخالف تحریک میں شامل لوگوں کے مقاصد اور انداز میں یہ رنگی نہیں تھی۔ تاہم ان کی اکثریت ریاست کے خلاف نہیں تھی۔ ان کا اصل مقصد انکی اصلاحات کا خاتمہ تجان کے تحت ایک آئینی حکومت کی تکمیل ہوا رہی مسٹر طاقت ور شادر تی کو نسل کا قیام عمل میں لایا جائے۔ چاہے برطانیہ کے طرز پر اس کا آئینہ برداشتی خود ہو۔ ان کی اکثریت ریاست کے ملازمین کی تھی جو خیر طور پر اس زیریز میں تحریک کا حصہ تھے۔ وہ ادغام بعد بھی ملازمت کرتے رہے اور کبھی کھل کر سامنے نہیں آئے۔ اس لئے آمرانہ طرز حکومت کے خلاف تحریک بانے کا سہراں کے سروں پر چاہ جو بعد میں میاں گل عبد الدوود اور میاں گل جہان زیب کے دفادار رہے لیکن بعد میں کہیں جا کر اس سے غیر مطمئن ہوئے اور ان کے سروں پر کبھی جو ریاستی ملازمت کا کبھی حصہ نہ بنے تھے۔

16 اگست 1969ء کو افغان حکومت کے تربجان کے بیان کا جواب دیتے ہوئے حکومت پاکستان نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ادغام سے ترقی کی رفتار تیز ہو جائے گی۔ صدر بھی خان نے بھی وعدہ کیا کہ موجودہ کبولتوں اور مراعات کو نہیں چھیڑا جائے گا اور سابقہ حکمرانوں نے لوگوں کو جن حقوق سے محروم رکھا تھا، وہ انہیں دی جائیں گی۔ تاہم جب یہ سب کچھ نہیں ہوا تو لوگوں کی وہ امید ہیں اور توقعات دم توڑ گئیں جو انہوں نے ادغام سے وابستہ کر کر کی تھیں۔

ادغام سے بہت بڑی تبدیلی تو یہ آئی کہ آمرانہ طرز حکومت کا خاتمه ہو گیا اور سیاسی آزادی آئی اور پہلے کے مقابلہ میں لوگوں کو زیادہ مساوی موقع سے استفادہ کرنے کی اجازت ملی۔ قانون کے مطابق ملازمتوں کو تحفظ نصیب ہوا اور یکساں پالیسی کے تحت سب کو دران ملازمت ترقی کے موقع ملنے لگے۔ یہ تو ادغام کے ثبت پہلو تھے۔ جہاں تک اس کے متعلق پہلوں کا تعلق ہے تو سب سے پہلے تو ریاستی ملازمین کو ایک انتہائی مشکل صورت حال سے دوچار کیا گیا۔ ایک اپنی انتقالی نظم و نسخ اور ایک نامنوس طرز حکمرانی کی کوکھ سے انتہائی بد نظمی، سوات کے قدر تی وسائل کی

لوٹ مار، سماجی ڈھانچے میں ایک شورش کی کیفیت، رفاه عام کے اداروں میںے بڑکوں کی دلکشی بحال اور سخت عائد میں
نکست وریخت جیسے مسائل نے جنم لیا۔ نظامِ عدل میں طولِ عدالتی کا ردوانی، غیر ضروری تاخیر اور مقدمات پر
اشتبہنے والے اخراجات نے لوگوں میں شدید بدلتی اور بے زاری کی کیفیت پیدا کر دی۔

حالاں کردیا ساست کے ادغام کے بعد بھی علاقہ کی خصوصی خصیت برقرار رہی تھیں منصوبہ بندی بریخجات کے
تعین، نئے مختص کرنے اور فیصلہ سازی کے اختیارات اور اس سب کچھ کی ذمہ داری علاقے سے نکل کر صوبائی اور مرکزی
حکومتوں کے ایک اپنی انتظامی تنظیم کے ہاتھوں میں منتقل ہو گئی۔ اس طرح سوات ایک بڑے نوا آبادیاتی نظام کا حصہ
ہن کر رہ گیا جس سے اُس نے اپنی وہ الگ شناخت کھو دی جو اگر ہزاروں نہیں تو سیکھروں برسوں سے تینا اُس نے
برقرار کی تھی۔

نوٹس

- 1 - اکبر لش احمد نے اپنی کتاب مسلمان اینڈ کرز ماں میں بگل میدال الدود کو کرشمہ ساز قائمیتی کرنے کا چن کیا ہے۔
- 2 - اس کا اشارہ سوات کی روانی میاںی تیاری کی جانب ہے جس کا فریڈرک بارٹھ نے اپنی کتاب پولنکل لیزڈ ٹپ انگریز سوات
پہنچنے میں بھرپوری کیا ہے۔
- 3 - اس کا اشارہ سواتی معاشرہ کی خصوصیات دریافتی اور حدد، کی طرف ہے جس پر چارلس لینڈ مائز نے اپنی کتاب ٹھرڈ ٹی اینڈ
جلی میں بحث کی ہے۔

مَا خذ

غیر مطبوع

سُوادت

پشتو اکیڈی لایبریری، پشاور پنجور سنی
سوادہ نمبر ۵۶۹۔ سوات نامہ خوشحال خان خنک۔ (تاریخ ندارد)
ضیام اللہ خان (گل کندہ سوات) کا ذائقہ کتب
سوادہ جنگ نامہ (فارسی شاعری) عبدالحق (؟) تاریخ چھاڑی گئی ہے۔

سرکاری ریکارڈ

ٹرائبل اف گیر زیر سرج سیل، پشاور

دیر ڈسٹرکٹ ریاست کی فائلیں

سواد کی فائلیں

صوبائی آرکیو، پشاور (ریکارڈ سینکشن)

ٹرائبل ریسرچ سیل (ایجنسیاں) کی فائلیں۔

چیف کشنز آفس پشاور کی فائلیں۔

دستاویزات کی مکمل فہرستوں کی فائلیں۔

ڈپی کشنز آفس پشاور کی فائلیں۔

صوبہ سرحد کی اجٹش برائی پولیس کی فائلیں۔

صوبہ سرحد کے قانص ڈسپارٹمنٹ کی فائلیں۔

صوبہ سرحد کے گورنیکٹریٹ کی فائلیں۔

کشنز آفس پشاور کی فائلیں۔

فضلی ریکارڈ روم، گلکنڈہ، سوات

ریاست سوات اور ضلع سوات کار ریکارڈ

فضلی صدر قانون گوا فس، گلکنڈہ، سوات

بندوبست اول کی روپورٹ، ضلع سوات

فضلی مال خانہ، سید و شریف، سوات

ریاست سوات کار ریکارڈ

گورنمنٹ بہانہ نیب کانٹی، سید و شریف، سوات

طلبا کے داخل خارج رجسٹر۔

معنف (سلطان روم) کا ذاتی ذخیرہ کتب، ہزارہ، سوات

ریاست سوات کے مختلف علاقوں کے دستور اعلیٰ

حکمران ریاست سوات کے فرمان، احکام اور فیصلے

حکمران ریاست سوات کی ہدایت پر جاری کئے گئے فرمان و احکامات

غیرقات

میں ڈاکوٹھین منیر، یونیٹ ڈویلن، اسلام آباد

انڈیا آفس ریکارڈ (ماں کسکر فلم کا پیاس)

نجی کاغذات و دستاویزات

بھادر خان (چپر، سوات) کا ذاتی ذخیرہ کاغذات و دستاویزات

عبدالواہب خان (روزیال، سوات) کا ذاتی ذخیرہ کاغذات و دستاویزات

فضل میعود عرف بابو (سید و شریف، سوات) کا ذاتی ذخیرہ کاغذات و دستاویزات

معنف (سلطان روم، ہزارہ، سوات) کا ذاتی ذخیرہ کاغذات و دستاویزات

شخصیات جن سے مصنف نے اس صحن میں ملاقاتیں کیں

نوٹ: بالشاذ نکتوں میں شامل افراد کی عمر، اور دیگر تفصیلات پہلی ملاقات کے وقت کے مطابق دی گئی ہیں۔ وفات کی تاریخیں مصنف نے بعد میں معلوم ہونے پر شامل کی ہیں۔

ارزومند خان (عمر 59 سال۔ سید و شریف، سوات، کاربندے والا۔ جہان زیب کانچ کا سابق اکادمیک۔ مکمل روروی کی والی خالص تحریک میں متحرک۔ حالیہ دکالت کے پیش سے مسلک۔ وفات 2011ء، 17 جون 1998ء۔

اسلم (عمر 105/110 سال۔ ہزارہ، سوات، کاربندے والا۔ بعض اہم واقعات کا عین شاہد۔ ریاست کا پورا دورہ کیتھے والا۔ ملاقات کے وقت ذاتی اور جسمانی لحاظ سے تن درست۔ وفات 1998ء، 15 نومبر 1991ء۔

اسلم افندی (عمر 75 سال۔ حالیہ لندن کیس، بیکوورہ، کاربندے والا۔ والی کا ایک دوست جو بعد میں ناراض ہوا۔ سوات لبریشن مودومنٹ کا سیکرٹری۔ وفات 2006ء، 3، 4، 5 جون 1997ء۔

فضل خان (عمر 50 سال۔ بازار کوت، شانگل پار، کاربندے والا۔ حالی خوب آباد، بیکوورہ، سوات۔ جہان زیب کانچ کا سابق طالب علم وہما۔ ہیروں سوات بحیثیت طالب علم والی خالص تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حالیہ استنسٹ پروفیسر آف بائیوئی، 28 جون 1998ء، 3، 18 اکتوبر 2000ء۔

اکبر خان (عمر 60 سال۔ سیل باغی، سوات، کاربندے والا۔ والی کے بڑی گارڈ دوست اور ریاست سوات میں کمی دیگر حیثیتوں میں کام کیا)، 22 نومبر 1998ء۔

اماں الشاک (عرف جاجا) (عمر 74 سال۔ پروزرا، سوات، کاربندے والا۔ مکمل روروی کا دوسرا اور آخری صدر۔ سابق پروفیسر آف ریاضی اور پرنسپل جہان زیب کانچ۔ وفات 2003ء، 19 اگست 2000ء۔

امیر زمان (عمر 66 سال۔ ہزارہ، سوات، کاربندے والا۔ مصنف کا باپ۔ ریاست سوات کی فوج میں خدمات انجام دیں۔ وفات 1994ء، 15 مارچ 1987ء۔

اویاء خان (عمر انداز 78 سال۔ بیکری پالم، سوات، کاربندے والا)، 30 اپریل 1997ء۔

بادر خان (عمر 83 سال۔ سید و شریف، سوات، کاربندے والا۔ ریاستی فوج میں خدمات انجام دیں، وفات 2007ء، 26 فروری 1997ء۔

بخت زمین خان (ہزارہ، سوات، کاربندے والا۔ آئندی عزم و ہمت کا ماں لک۔ ریاست اور بعد از ریاست ادوار میں بے پناہ تکالیف برداشت کیں۔ وفات 1999ء، 16 مارچ 1987ء۔

بوبنگ خان (عمر 68 سال۔ او ڈیگر ام، سوات، کار بنے والا۔ انسپکٹر اسکولز ریاست سوات، سابقہ ڈوچ ٹول ڈائریکٹر ایجنسی۔ وفات 2004ء)، 16 جون 1998ء۔

بہادر (عمر انداز 95 سال۔ ٹنکوئی، سوات، کار بنے والا۔ وفات 2001ء)، 16 مارچ 1997ء۔
بہادر خان (عمر 57 سال۔ فتح پور، سوات، کار بنے والا۔ میاں دم خان کا پوتا۔ والی خالف تحریک میں شامل)، 30 اپریل 1998ء۔

پر دل خان لا لا (عمر 79 سال۔ گل کدہ، سوات، کار بنے والا۔ باچا صاحب اور والی صاحب کا پرائیویٹ سکرٹری۔ وفات 2002ء)، 19، 14، 19 مئی 1997ء۔

ناج محمد خان (عمر 70 سال۔ ناگیانے، سوات، کار بنے والا، ریاست سوات کا مشیر مال، سابقہ سکرٹری داخلہ و قبائلی امور، صوبہ سرحد۔ وفات 2006ء)، 16، 9 مئی 1999ء۔

ناجونو (عمر 53 سال۔ سید و شریف، سوات، کار بنے والا۔ ریاست سوات میں ملازمت کی۔ حالیہ انجمن ڈسٹرکٹ مال خانہ، سید و شریف، سوات)، 24، 27، 28 فروری 1997ء۔

ان زیب پاچا (عمر 82 سال۔ جہان آباد، سوات، کار بنے والا۔ دورانی ریاست سوات نائب سالار۔ وفات 2002ء)، 31 اگست 2002ء۔

جیب الرحمن (عمر انداز 107 سال۔ فتح پور، سوات، کار بنے والا)، 25 جولائی 1992ء۔
زین العابدین (عمر انداز 75 سال۔ چنداخورہ، سوات، کار بنے والا۔ طبیب، جماعت اسلامی سے تعلق کی بناء پر والی نے ریاست پدر کیا، وفات 2011ء)، 21، 27 جون 1998ء۔

سراج الدین خان (عمر انداز 76 سال۔ سکونی، سوات، کار بنے والا۔ ریاست سوات میں اصلاحات کا مطالبہ کرنے والا پہلا شخص۔ امریت کے خلاف آواز اخانے پر شدید مصائب و آلام برداشت کئے۔ سراج الدین سوانی کے ہاتھ میں کام سے لکھتے ہیں۔ وفات 2006ء)، 11، 27 جون 1998ء۔

سرن زیب (عمر 65 سال۔ لیلوڑی، شانگلہ، کار بنے والا۔ سوات لبریشن مودومٹ میں متحرک۔ وفات 2003ء)، 15 اکتوبر، 25، 26 نومبر 1998ء۔

سید عبداللہ شاہ لا لا (عمر 69 سال۔ تندوڈاگ، سوات، کار بنے والا۔ دورانی ریاست سوات تکمیل دار، اور سابقہ ایکٹریشن ٹکٹشنسٹ کشنز)، 12 اکتوبر 1998ء۔

شاکرا شد (عمر 59 سال۔ چنداخورہ، سوات، کار بنے والا۔ ریاست سوات میں ملازمت کی۔ ملکی رورولی کے بنیادی ارکان میں سے ایک، والی خالف تحریک میں متحرک۔ حالیہ پیشہ کالت)، 1، 27 جون 1998ء۔

شاہ سلم نان (عمر 49 سال۔ گل کدہ، ہوات، کاربئنے والا۔ بذات خود والی صاحب کا انتزاع یا لیا۔ پیٹ، دکالت سے تعقیل ہے)، 10 دسمبر 1999ء، 5 جولائی 2000ء۔

شجاع اللہ نانک (عمر 68 سال۔ میکورہ، ہوات، کاربئنے والا سابقہ ایس پی)، 10 نومبر 1998ء شیر افغان (عرف کا کا) عمر 57 سال۔ میکورہ، ہوات، کاربئنے والا۔ وزیر مال شیر محمد خان کا بیٹا۔ حالیہ پروفیسر پیغمبل سائنس، 24 جون 1998ء، 13 اکتوبر 2000ء۔

شیر باچا (عمر 86 سال۔ سمل باٹھی، ہوات، کاربئنے والا۔ باچا صاحب کا قریمی ساتھی۔ وفات 2005ء)، 16 اکتوبر 1998ء۔

شیر بہادر خان (عمر 72 سال۔ میکورہ، ہوات، کاربئنے والا۔ ریاست ہوات کا مشیر، سابقہ ایکٹریشن اسٹٹ گشٹر۔ وفات 2010ء)، 7 مئی 1998ء۔

ضیاء اللہ خان (عمر 69 سال۔ گل کدہ، ہوات، کاربئنے والا۔ ریاست ہوات کے چیف سکریٹری کا بیٹا)، 6 جون 1998ء۔

طائع مند خان (عمر 79 سال۔ ملک آباد، شہوڑی، ہوات، کاربئنے والا۔ باچا صاحب کا پرنسپل سکریٹری۔ وفات 2001ء)، 16 مئی 1998ء۔

عارف حسن (عمر 55 سال۔ کراچی کاربئنے والا۔ مشہور ماہر تحریرات و مشیر، ریاست اور بعد ازاں ریاست ادوار میں سوات آئے۔ سوات سیر ہائوس میں ملاقات کی)، 2 مئی 1999ء۔

عبد الالمیں (عمر 61 سال۔ غانلیگے، ہوات، کاربئنے والا۔ اسٹٹ گشٹر کم انفار میشن افسر ریاست ہوات۔ حالیہ وکیل)، 6 جولائی 1998ء، 7 اگست 1999ء، 5 اگست، 7 اکتوبر 2000ء، 29 اپریل 2002ء۔

عبد الرشید خان (عمر 75 سال۔ ڈھرمی، ہوات، کاربئنے والا۔ سرکردہ شخصیت، ملکی روروی کی تھیصل یونٹ کا صدر)، 12 جولائی 1998ء، 8، 30 نومبر 2001ء۔

عبد العبد قریشی (عرف طوطا باچا) (عمر 68 سال۔ ٹانلوئی، ہوات، کاربئنے والا۔ ملکی روروی تحریک میں تحریک رہا۔ وفات 2007ء)، 12 جولائی 1998ء۔

عبدالمنان (عمر 64 سال۔ اخون کلے، ہوات، کاربئنے والا۔ ریاست ہوات میں ملازمت کی۔ ملکی روروی کی بنیاد رکھنے والوں میں سے ایک۔ سابقہ سب انجینئر)، 27 جون 1998ء۔

عبد الواحد خان (عمر 66 سال۔ روڑیاں، ہوات، کاربئنے والا۔ ملکی روروی کے ابتدائی ارکان میں سے ایک جو کہ اُس کی اگری یونٹ کا بھی رکن رہا۔ والی مختلف کرواردا کرنے پر والی نے ملازمت سے برخواست کیا۔ سابقہ

پروفیسر پٹنی کل سائنس اور سابقہ پرنسپل جان زیب کالج، 25 مئی 1998ء۔

عبدالولی خان (عمر 81 سال۔ ولی باغ، چارسدہ، کاربیہے والا۔ مشہور سیاست دان، مطاقت جسے سو سال میں کی۔ وفات 2006ء)، 21 مئی 1998ء۔

عقل مند (عمر 80 سال۔ سید و شریف، سوات، کاربیہے والا۔ باچا صاحب کا دست راست۔ وفات 2003ء)، 9 فروری، 11 اپریل، 15 مئی 1998ء۔

علی حیدر (عمر 51 سال۔ کوزہ باغی، سوات، کاربیہے والا۔ بیرونی ریاست والی خلاف تحریک کی صفت اول میں شامل۔ جان زیب کالج کا سابقہ طالب علم رہنمای (حاليہ کل)، 5 ستمبر، 17 اکتوبر 2000ء۔ فتح محمد خان (عمر 65 سال۔ بیشتر بام، سوات، کاربیہے والا۔ ملکی رورولی اور سوات لبریشن مودمنٹ میں شمولیت اور اس کی حمایت کی۔ سابقہ رکن دستور ساز اسلامی مفرغی پاکستان، رکن مجلس شوریٰ پاکستان، سینئر اور صوبائی وزیر۔ حالیہ صوبائی وزیر)، 31 مئی 1998ء۔

فتح اللہ خان (عمر 70 سال۔ کوزہ باغی، سوات، کاربیہے والا۔ مشیر ریاست سوات اور سابقہ ایکٹریشن اسٹینٹ کشنز اور پٹنی کل الجت۔ وفات 1999ء)، 21 جون 1998ء۔

ل ربل (عمر 62 سال۔ بلورگرام، سوات، کاربیہے والا۔ حاليہ راولپنڈی، ریاست میں اسکول استاد۔ ملکی رورولی کے ہانی اداکین میں شامل اور اس کا پہلا صدر۔ دعوه اکیڈمی، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد، میں پروفیسر رہا، وفات 2002ء)، 7 ستمبر 1998ء۔

کامران خان (عمر 74 سال۔ گل کده، سوات، کاربیہے والا۔ ولی سوات کا قریبی ہم نشیں، بعد میں خلاف۔ سوات لبریشن مودمنٹ کی حمایت کی۔ سابقہ سینئر، وفات 2012ء)، 14 ستمبر، 17 اکتوبر 1998ء۔

گل حیدر (عمر انداز 75 سال۔ گل باغی، سیل باغی، سوات، کاربیہے والا۔ باچا صاحب کا طالزم خان، جحدار اور ملک)، 17 اکتوبر 1998ء۔

گل محمد (عمر 69 سال۔ سید و شریف، سوات، کاربیہے والا)، 27 مئی 1999ء۔

لاجر (عمر 95 سال۔ اشڑیے، سوات، کاربیہے والا۔ وفات 2000ء)، 30 اپریل، 1 مئی 1998ء۔ محمد ابرار چنان (عمر 45 سال۔ سید و شریف، سوات، کاربیہے والا۔ تحریک بھائی ریاست کے تین بانیوں میں شامل)، 13 ستمبر 2000ء۔

محمد آصف خان (عمر 72 سال۔ سید و شریف، سوات، کاربیہے والا۔ باچا صاحب کی خوفزشت کا مصنف۔ اس کا پہلا، پوچھا و پانچواں حصہ خود لکھا۔ ایک عالم فاضل شخص، تجزیہ اور تقدیمی اور اکیڈمیک صلاحیت سے بہرہ دو، لیکن

درہاری مصطفیٰ ہونے کی وجہ سے قانون کو توڑنے کے مرکب ہوئے۔ مذاقات کے دران انہیوں نے خود اس حقیقت کو تسلیم کیا۔ وفات 2002ء، 17، 24 مئی، 14 جون، 9 اگست 1998ء۔

محمد آفرین خان (عمر انداز 70 سال۔ خواز کلے، شانگر پار، کاربیٹ والا۔ سوات لبریشن مودمنٹ کا چیئرمین)، 26 نومبر 1998ء۔

محمدفضل خان (عمر 70 سال۔ بندہ ڈرچیلہ، سوات، کاربیٹ والا۔ ریاستی حکمرانوں کے خلاف سرگرمیوں اور اپنے خاندان کے آن سے کشیدہ تعلقات کے باوجود ولائی سے دوستانہ مراسم استوار کئے۔ سابقہ صوبائی اور وفاقی وزیر)، 7 جون 1998ء۔

محمد ایوب (عمر 92 سال۔ غور بکو، سوات، کاربیٹ والا۔ تعلیم مرزا (تھیل میں لکرک) ریاست سوات۔ وفات 2003ء، 16 ابریج 1997ء۔

محمد سید (عمر 54 سال۔ گالوچ، سوات، کاربیٹ والا۔ تیز حافظہ کا ماں۔ اپنے دادا کی باتیں محمدی سے بیان کرتا ہے)، 10 جون 1998ء۔

محمد سعید خان (عمر 86 سال۔ چکانی (حالیہ چن لانی)، سوات، کاربیٹ والا۔ ایک سرکرد شخصیت۔ وفات 2000ء، 14 جون 1998ء۔

سید محمد (عمر 72 سال۔ گل کدہ، سوات، کاربیٹ والا۔ ریٹائرڈ لیفٹینٹ کریٹ)، 27 مئی 1999ء۔

محمد عارف (عمر 66 سال۔ سید و شریف، سوات، کاربیٹ والا۔ ملکی روروی کے ابتدائی ارکان میں سے ایک اور اُس کا جزو لیکر رہی۔ سابقہ ڈی پی ای جہانزیب کالج، رابطہ لیکر ری سوات ایکسپلائائز ایشیش۔ ڈائریکٹر چیئر ال ایریا ڈی ڈی پی نیٹ پرو جیکٹ (سی اے ڈی ڈی)، حالیہ گلکیل)، 4، 14 جولائی 1998ء، 19، 30 ستمبر 2000ء۔

محمد علی خان (عمر 50 سال۔ خوازہ ڈیلہ، سوات، کاربیٹ والا۔ ولی مخالف تحریک میں تحرک طالب علم)، 7 جولائی 1998ء۔

محمد فاروق سواتی (عمر 44 سال۔ پشاور کاربیٹ والا۔ ایسوی ایسٹ پروفیسر، ڈنپارٹمنٹ آف آرکیلوگی، یونیورسٹی آف پشاور)، 8 فروری 1999ء، 20 نومبر 2000ء۔

محمد نواز طاڑ (عمر 64 سال۔ تھانہ، سوات، ملکنڈ ایکٹنی کاربیٹ والا۔ سابقہ ڈائریکٹر پشوک ایشیی، یونیورسٹی آف پشاور)، 24 اپریل 1998ء۔

مدار خان (ریگا، بونیر، کاربیٹ والا۔ سرتو نقیر کے بھائی کا بیٹا)، 6 ستمبر 1992ء۔

میاں گل اور نگریب (عمر 71 سال۔ سید و شریف، سوات، کاربیئنے والا۔ والی صاحب کا ولی عہد، سابق رکن مجلس شوریٰ اور قومی اسمبلی پاکستان۔ حالی گورنر بلوچستان، 3، مارچ 1999ء۔)
میاں گل شیرین (عمر 55 سال۔ مکلی روروی اور جنسی لیگ میں تحرک رہا۔ حالی چیف آفسر میونیشنل کمیٹی یونیورسٹی)، 18، 25 جون 1998ء، 6 فروری 2000ء۔

میاں نوثر وان پاچا (عمر انداز 75 سال۔ شوخدڑہ، سوات، کاربیئنے والا۔ وفات 2001ء)، 17 مارچ 1997ء۔
نجیب اللہ ایف آری پی (عمر 74 سال۔ گل کردہ، سوات، کاربیئنے والا۔ سابقہ محکمہ صحیت ریاست سوات کا سربراہ اور سید و گروپ آف ہائیکورٹ کا ایم ایس۔ حالی پیش طب سے نسلک 16، 9، 16 مئی 1999ء۔)
ندیم محمد نو (عمر 55 سال۔ فیصل آباد کاربیئنے والا۔ ایک سماجی کارکن۔ پہلی بار سوات 1970ء میں آیا، بعد میں بھی آتا رہا۔ سوات سیریا ہوٹل، سید و شریف، سوات، میں مقامات کی)، 2 مئی 1999ء۔
ضیام الہادی (عمر 65 سال۔ کابو، سوات، کاربیئنے والا۔ ریاست سوات میں تحصیلدار، حاکم خزانہ اور سابقہ ایئر شلڈ پیٹریشن)، 9، 6، 5 جولائی 1998ء۔

روان خان (عمر 75 سال۔ خوازہ خیل، سوات، کاربیئنے والا۔ ایک سرکردہ شخصیت)، 7 جولائی 1998ء۔
(فوج پور، سوات، کاربیئنے والا۔ سرتو روپر کا پوتا)، 25 جولائی 1992ء۔

اردو کتابیں

احماد حسن دانی۔ شاہزادی خان کی تاریخ گھنکت۔ لاہور: سگ میل پلی کیشن، 2000ء۔
اختر علی۔ انسانی حقوق اور ریاست سوات کا حکمران۔ لاہور: مکتبۃ الممتاز، 1963ء۔
الله بن علی یوسفی۔ یونفرگی۔ کراچی: محمد علی الجوہری کیشن سوسائٹی، 1960ء۔
_____ انغان یا پھان۔ چیل لفظ شیخ محمد شفیق۔ تیرالیٹیشن، کراچی: محمد علی الجوہری کیشن سوسائٹی، 1960ء۔
_____ سرحد اور جدوجہد آزادی۔ 1968، نظر ثانی و اضافہ شدہ ایٹیٹیشن۔ کراچی: نیس اکیڈمی، 1989ء۔
اولف کیرد۔ پھان۔ ترجمہ سید محمد علی، مع ترجیح اختصاری اشرف عدیل، مقدمہ عبدال قادر اور چیل لفظ راجح ولی شاہ۔ تیرالیٹیشن، پشاور: پشاور اکیڈمی، 2000ء۔
پریشان خنک۔ پشوون کون؟ (تاریخ، تحقیق، تقدیر)۔ ظریٹیانی، محمد نواز طاڑا اور جہان زیب نیاز۔ پشاور: پشاور اکیڈمی، 1984ء۔

- چارچ میکن۔ شہل غفرنی پاکستان اور برطانوی سامراج۔ ترجمہ ایم اور دہمان کوئن: نساء تریمیرز، 1979ء۔
- بیبل یوسفی۔ دریک مختصر تاریخ۔ (قلم ارشد سے عبدالگنی یونیٹس)۔ دی: العبد ربک بیشنز، 1994ء۔
- خوبی و نعمت اللہ ہر دی۔ تاریخ خان جہانی و خزان افغانی۔ ترجمہ محمد بشیر حسین۔ لاہور: مرکزی اردو پورڈ، 1978ء۔
- ڈبلیوڈ بایوڈ بیشنز۔ ہمارے ہندوستانی مسلمان۔ ترجمہ صادق حسین۔ لاہور: قوی کتب خانہ، تاریخ ندارد۔
- رضاعلی عابدی۔ شیروریا۔ لاہور: سنگ میل ہیلی کیشنز، 1998ء۔
- روشن خان۔ ملکہ سوات۔ کراچی: روشن خان اینڈ کو، 1983ء۔
- تذکرہ: (پھانوس کی اصلیت اور ان کی تاریخ)۔ چوچا ایمیش، کراچی: روشن خان اینڈ کو۔
- 1983/1980

- یوسف زکی قومی سرگزشت۔ کراچی: روشن خان اینڈ کو، 1986ء۔
- سطح حسن۔ سوئن سے ما رسک سک۔ ساتواں ایمیش، آٹھویں اشاعت، کراچی: مکتبہ دانیال، 1986ء۔
- پاکستان میں آنہ دیہ کا ارتقا۔ جھٹی اشاعت، کراچی: مکتبہ دانیال، 1986ء۔
- سراج الدین حوالی (سراج الدین خان)۔ تباہی علاقہ اور ریاست۔ لاہور: پاکستان پرنٹنگ پرس، 1966ء۔
- سرگزشت سوات۔ لاہور: احمد اکیڈی، 1970ء۔
- سوات حال کا آئینہ میں۔ جگورہ، سوات: مصنف خود، تاریخ ندارد۔
- خصوصی و تباہی ریاستوں کے سائل۔ جگورہ، سوات: مصنف خود، تاریخ ندارد۔
- سلطان محمد خان۔ پختونوں کا تاریخی ضروری اسراستکل کے تناول میں۔ کراچی: پاکستانی ادب ہیلی کیشنز، 1997ء۔
- سید میاں گل فروش۔ ریاست سوات کا قیام و جتاب تبرہائی نسخ والی صاحب سوات کا مختصر نامہ۔ زندگی۔ مقام اشاعت و تاریخ ندارد۔

- شیخ نویل اسلام۔ شہل علاقہ جات اور پاکستان۔ لاہور: سنگ میل ہیلی کیشنز، 2000ء۔
- شیرفضل خان برکوٹی۔ تعاریف سوات۔ کراچی: مصنف خود، 75/4 لیگ ہاؤس، 1955ء۔
- چکر بابا۔ جگورہ، سوات: شعیب سز پلشڑی اینڈ بک سلزر، 1999ء۔
- شیر بہادر خان۔ تاریخ ہزارہ۔ 1969ء، دوسرا ایمیش، نظر ٹانی و اضافہ شدہ۔ ایسٹ آباد: دارالشنا، 1980ء۔
- ظہیر الدین بابر۔ ترکو بابری۔ ترجمہ رشید اختر ندوی۔ لاہور: سنگ میل ہیلی کیشنز، تاریخ ندارد۔
- عبد الحمید ترین۔ فقیر ایمی۔ کراچی: تاج کمپنی لیمیٹڈ، 1984ء۔
- عبد الرشید۔ سلامی تصوف اور صوفیائے سرحد: دویں صدی ہجری میں علمی و اولی خدمات۔

- اسلام آباد: تصوف فاؤنڈیشن، 1988ء۔
- عبدالرحمن۔ مشاہیر سرحد۔ لاہور: فیروز سز، لینڈ، 1977ء۔
- عزیز جاوید۔ سرمد کا آئینی ارتھام۔ پشاور: ادارہ تحقیق و تصنیف، 1975ء۔
- عقلی عباس جعفری۔ پاکستان کے سیاسی و ذریعے 1993ء۔ نظر ہائی و اضافہ شدہ ایڈیشن، کراچی: بک میکرز، 1994ء۔
- علی حسن چہاں۔ تاریخ گوجر (حالات حاضرہ)۔ حصہ چہارم۔ تاریخ و مقام اشاعت ندارد۔
- عنایت الرحمن۔ سوات کی لوک کہانیاں۔ چیل انظار محمد فواز طاوسی۔ پشاور: پشوکینڈی، 1993ء۔
- غلام رسول میر۔ 1857ء: پاک و ہند کی پہلی جنگ آزادی۔ لاہور: شیخ غلام علی ایڈنسز (پرائیویٹ) لینڈ، تاریخ ندارد۔
- سرگزشت بخاری۔ لاہور: شیخ غلام علی ایڈنسز (پرائیویٹ) لینڈ، تاریخ ندارد۔
- جماعت بخاری۔ لاہور: شیخ غلام علی ایڈنسز لینڈ، تاریخ ندارد۔
- سید احمد شبیر۔ تیرا ایڈیشن، لاہور: شیخ غلام علی ایڈنسز، 1981ء۔
- روز۔ تاریخ تحریری پنجاب۔ اشاعت ہائی، لاہور: دوست ایسوی ایش، 1996ء۔
- ناجفاری اور صاحبہ اُنی (دیران) کا کمک کئے اُس پار۔ اشاعتی معلومات پھاڑے گئے ہیں۔
- مل رہی راہی۔ سوات تاریخ کے آئینہ میں۔ دوسری ایڈیشن، یونگورہ، سوات: شبیب سز پبلیشورز ایڈنڈ میکسلز، 1997/1993ء۔
- سوات: سیاحوں کی جنت۔ یونگورہ، سوات: شبیب سز پبلیشورز ایڈنڈ بک سلزر، 2000ء۔
- ریاست سوات: تاریخ کا ایک ورق۔ یونگورہ، سوات: شبیب سز پبلیشورز ایڈنڈ بک سلزر، 2000ء۔
- نووض الرحمن۔ مشاہیر علماء سرحد۔ کراچی: مجلس تحریات اسلام، 1998ء۔
- قابل خان خٹک۔ سر اور سوات۔ طباعت: جدون پرس، پشاور، 1992ء۔
- قاری جاوید اقبال۔ ثقافت سرحد: تاریخ کے آئینہ میں۔ اسلام آباد: لوک ورثا اور لاہور: لفیصل ناشران، 2002ء۔
- قدرت اللہ شہاب شہاب نامہ۔ بیسوال ایڈیشن، لاہور: سیکھ میل جلی کیشن، 1999ء۔
- قیام الدین الحمد۔ ہندوستان میں وہابی تحریک۔ ترجمہ محمد مسلم عظیم آبادی۔ تیرا ایڈیشن، کراچی: نیس اکیڈمی، 1980ء۔

- محمد اختر ہے بچ سواتی و ملکت گھر: (تاریخ کئے ہیے ہیں)۔ ایجتاد: سردار داکٹری، 2002ء۔
- محمد ارشاد خان۔ تاریخ پڑا رہ: ترکوں کا عہد۔ پشاور: احباب پرنسپلز اور پبلیکریز، 1976ء۔
- محمد اسماعیل ذیع۔ مناظر سوات۔ مقام اشاعت ندارد (1954ء)۔
- محمد امیر شاہ قادری۔ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد۔ جلد اول۔ پشاور: مکتبہ الحسن، تاریخ ندارد۔
- محمد پرویز شاہین۔ کالا سکوہستان: (لوگ اور زبان)۔ مکتووہ، سوات: شیعیب نیز، پبلیکلریز، 1989ء، کلام سے کافرستان بھک۔ لاہور: لکھن ہاؤس، 1993ء۔
- مشرق کا سونگھر رائینڈ (وارکی سوات)۔ لاہور: غریبی کیشن، 2004ء۔
- سوات کوہستان۔ لاہور: ظفر بیل کیشن، 2004ء۔
- کافرستان کے سکر دروازج۔ لاہور: مکتبہ جمال، 2004ء۔
- محمد خواص خان۔ رو سیدیاد خاہد کیں ہند۔ لاہور: مکتبہ رشید یار لیڈنڈ، 1983ء۔
- محمد شفیع صابر۔ تاریخ صوبہ سرحد۔ پشاور: یونیورسٹی بک ایجنسی، 1986ء۔
- تذکرہ سرفراز شاہنہ سرحد۔ پشاور: یونیورسٹی بک ایجنسی، تاریخ ندارد۔
- شخصیات سرحد۔ پشاور: یونیورسٹی بک ایجنسی، تاریخ ندارد۔
- محمد عزیز الدین۔ تاریخ چرال۔ لاہور: سیکھ میل بیل کیشن، 1991ء۔
- محمد علی قصوری۔ شاہدات کامل و یادعنیان۔ کراچی: انجمان ترقی اردو (پاکستان)، تاریخ ندارد۔
- محمد یوسف حضروی۔ سیر صوات: حصہ اول۔ لگات: خیبر کسراہ، ہندوستان، (1944ء)۔
- محمد دانشور کافرستان اور چرال۔ دری سوات کی سیاحت۔ ترجمہ میل احمد۔ فروری 1953ء، دوسرا نظر ثانی شدہ ایڈیشن۔ لاہور: دیست پاک پبلیکیشن کمپنی لیڈنڈ، اکتوبر 1953ء۔
- معار مسعود۔ غرفیہ۔ نواں ایڈیشن، لاہور: نقوش، 1999ء۔
- مرزا محمد غفران اور مرزا غلام رضا۔ نئی تاریخ چرال۔ ترجمہ: وزیر علی شاہ۔ طباعت: پیلک آرٹ پرنس، پشاور، 1962ء۔
- مستنصر حسین تاریخ سوات و خجراہ۔ سفر شاہ کے۔ لاہور: سیکھ میل بیل کیشن، 1997ء۔
- مولوی عبدالملک۔ شاہان گورج۔ لاہور، 1986ء۔
- میراحمد خان صوفی۔ خازی سعیز سید محمد امین الحسات اگھی شریف۔ جی: صوفی میڈیا بلکل ہال، 1987ء۔
- ہیرالدین سعیف۔ باہر ترجمہ ٹمکی فریڈ آبادی۔ لاہور: لکھن ہاؤس، 1998ء۔

ہیون ساگر۔ ہیون ساگر کا سفرنامہ بند ترجمہ یا سر جواد۔ لاہور: تخلیقات، 2001ء۔
اردو اکرڈ معارف اسلامی۔ جلد دوم۔ لاہور: یونیورسٹی آف دی بخاب، 1975ء۔
انسانیکو پڑی یا پہنچتا ہے۔ کراچی: سید کاشف گورد، مارچ 1989ء۔

اردو اخبارات

بدایت اختر۔ سو اسات میں کیا ہو رہا ہے۔ لوائے وقت۔ 2 فروری 1970ء۔
سرحدی ریاستیں بلا خیر ختم کی جائیں۔ (اداریہ لوائے وقت۔ 26 اپریل 1967ء۔
باقی حرم۔ 14 اگست 1967ء۔ 13، 12، 11، 8، 7، 6، 3۔ فروری 1969ء۔

شوق کتابیں

۱) دروزہ۔ مخزن۔ (پشتو، فارسی)۔ مقدمہ محمد تقیم الحق کا خیل۔ دوسرا یہ نیشن، پشاور: پختو اکیڈمی، 1987/1964ء۔

خان خلک۔ تاریخ مرتع۔ قابل صحیح، حاشر از دوست محمد خان کامل مومند۔ پشاور: یونیورسٹی بک ایجنسی، تاریخ ندارد۔

اکبر ایں احمد۔ سلسلہ اکرم زاد سو اسات پختو کے۔ ترجمہ اور نظر ثانی سید محمد تقیم الحق کا خیل اور جیب الرحم قلندر مومند۔ پشاور: پختو اکیڈمی، 1978ء۔

مغلظم شاہ۔ تواریخ حافظ رحمت خاں۔ (پشتو، فارسی) مع دیباچہ محمد نواز طائز۔ دوسرا یہ نیشن۔ پشاور: پختو اکیڈمی، 1987/1971ء۔

ماج محمد خان زیب سر۔ عروج افغان (شعر)۔ دو جلدیں میں۔ جلد اول: مقام اشاعت ندارد، 1360 ہجری۔ جلد دوم: ریاست سو اسات، 1361 ہجری۔

جیز انولڈن۔ سپر گریئر ساگر و صدر راضیو: (پشتو ضرب الامثال اور پھول کا مجموعہ مع انگریزی ترجمہ)۔ دوبارہ اشاعت، پشاور: انٹرلیٹ فاؤنڈیشن، یونیورسٹی ناکن، 2004ء۔

خوشال خان خلک۔ کلیات خوشحال خان خلک سرہ و مقدہ اور حاشیے دوست محمد خان کامل۔ پشاور: ادارہ اشاعت سرحد، 1960ء۔

سوات نامہ خوشحال خان ننگک۔ معنی مقدمہ، تحقیقی اوسون، بیش غلیل۔ اکوڑو ننگک: مرآزی خوشحال ادین، شفافی جرگ (رجڑا)، 1986ء۔

بہستار نامہ۔ معنی پیدونگزو پر دل خان ننگک۔ پشاور: پختو اکیڈمی، 1991ء۔

کلمیات خوشحال خان ننگک۔ جلد اول۔ نظریات۔ مرتبہ شیر شاہ ترخوی۔ جلد دوم۔ قصائد، ریاضیت، تھنھات اوتھر تھات۔ پشاور: عظیم پبلشگ ہاؤس، تاریخ ندارد۔

سرن زیب سوائی۔ تاریخ ریاست سوات۔ پشاور: عظیم پبلشگ ہاؤس، 1984ء۔

سید بہادر شاہ ظفر کا خیل۔ عثمانی تاریخ پر نزاکے۔ پشاور: یونیورسٹی بک ایجنسی، تاریخ ندارد۔

سید عبدالغفور قاسمی۔ تاریخ ریاست سوات۔ پشاور: طباعت، ہندیہ پرس، 1939ء۔

سید علی شاہ۔ درسیت کاروان: منزل پیزار۔ لاہور: عختار حمد سوائی، 1995ء۔

صفی اللہ۔ درسیت داسان (علانک ندوی چن) 1995-1996ء۔ مقام اشاعت، تاریخ ندارد۔

عبدالجلیم اثر۔ روحاںی رابطہ اور روحاںی تروں۔ دوسرا ایڈیشن، باجوہ، این ڈیلیو ایف ٹی: دارالاشاعت، 1967/1966ء۔

سوات تاریخ پر نزاکے۔ باجوہ، این ڈیلیو ایف ٹی: دارالاشاعت، تاریخ ندارد۔

عبدالجی نفاذستان اور سرحد: یورپ تاریخی جائزہ۔ پشاور: حاجی فقیر محمد ایڈنر، 1988ء۔

عبد الرحمن شباب۔ دکھر یونی: دسالان عبد القادر و ضمیونو ہجوم۔ دوسرا ایڈیشن، پشاور: یونیورسٹی بک ایجنسی، 1997ء۔

عبدالرؤف نوہری۔ گلہر سفر۔ حصہ دوم۔ پشاور: اکیڈمی سائنس، 1988ء۔

عبد القادر نرام اور زندگی و حب و جہد۔ کامل: دویتی مطبع، 1983ء۔

عبدالولی خان۔ رقصیا، رقصیاری۔ کامل: دقومنو اوقاب کیلو وزارت، دفتر اموریات، 1987ء۔

عنایت اللہ۔ دریافت سوات تاریخی اور قیادی جائزہ۔ مقام اشاعت ندارد: دسوات دون گلہر خواہ تاریخ ندارد۔

فضل محمود دخان۔ سحر یونہرے خوبی درود۔ ارب سرے؟ تقدیری مقامے۔ از محرومیت زے، 1967ء۔

تیرالیٹیشن، یونگورہ، سوات: شعیب نز پبلشرز ایڈنڈ بک سلزر، 1996ء۔

محمد آصف خان۔ تاریخ ریاست سوات و سوانح حیات بانی ریاست سوات حضرت مسیٹنگ کل شہزادہ عبدالودود خان بارشاہ صاحب۔ معنی دیباچہ، حصہ اول، چہارم و ختم از محمد آصف خان۔ مقام اشاعت ندارد، (1958ء)۔

محمد پریش شاہین۔ سوات گلوونہ۔ یونگورہ، سوات: شعیب نز پبلشرز ایڈنڈ بک سلزر، 1988ء۔

- گل درینے سوکے۔ میکورہ، سوات: شیعہ سنپلشرز ایڈ بکٹلرز، 1989ء۔
- سوات: دوسرو ڈھن۔ میکورہ، سوات: شیعہ سنپلشرز ایڈ بکٹلرز، 1993ء۔
- محمد نواز طارز۔ دریاں: ٹالیم لے سوات۔ پشاور: مخلوق عام کتب خانہ، 1967ء۔
- میاں عبدالرشید تکر و علامہ کبار و مشائخ عظام مسوب برحد پاکستان۔ مدین، سوات: مکتب غوثیہ، تاریخ ندارد۔
- نصرالله خان نصر۔ اخون صاحب سوات۔ 1950ء، دوسرا یہ ٹھن۔ پشاور: دارالقینیف، 1964ء
- سوات۔ پشاور: عظیم پبلیشگ ہاؤس، 1963ء۔
- نور محمد شاد غوبہ جان۔ مخصوصہ تاریخ سوات۔ (شرمیں) طباعت: احمد پرنٹنگ پرنس، میکورہ، تاریخ ندارد۔
- تھاولی و درویس۔ دو جلدیں میں۔ مرتبہ مولوی محمد ابراء تم۔ جلد اول، میکورہ، سوات: اسلام بک اشور، تاریخ ندارد۔
- جلد دوم، پشاور: اسلامی کتب خانہ، تاریخ ندارد۔

نحو جامد

- اٹاہار تھم۔ ملکنڈ داریخ پر نواکے۔ پختو (پشاور)۔ جلد 20 (جولائی 1988ء)، صفحات 43ء 28۔
- سوات پٹھون کے۔ پختو (پشاور)۔ جلد 20 (جولائی 1988ء)، صفحات 10ء 19ء۔
- سلطان روم۔ سید و بابا جی نہ تر والی سوات پورے: یونہ تنیدی جائزہ۔ پختو (پشاور)۔ جلد 29 (نومبر۔ دسمبر 1997ء)، صفحات 12ء 23ء۔
- سوات غردنہ اوک دازادی داریخ بایونہ: یونہ تجزیہ۔ پختو (پشاور)۔ جلد 30 (نومبر۔ دسمبر 1998ء)، صفحات 44ء 57ء۔
- عبد الرحمن تھم۔ سوات سیندھ۔ پختو (پشاور)۔ جلد 19۔ 20 (نومبر۔ فروری 1988-87ء) صفحات 23ء 25۔
- عبد الروف نوش روی۔ میاں گل جہان زیب والی سوات۔ پختو (پشاور)۔ جلد 21 (اکتوبر۔ دسمبر 1989ء)، صفحات 48ء 52ء۔
- فضل زمان ھلمن۔ دپاکستان د جوڑ یہ دہنزوں لکھنے او قیا کو دغرا گا نوسل کھن۔ پختو (پشاور)۔ جلد 30 (ستمبر۔ اکتوبر 1998ء)، صفحات 41ء 51ء۔
- محمد اسلام اجھی۔ سید و بابا جی نہ تر والی سوات پورے۔ پختو (پشاور)۔ جلد 29 (جولائی۔ اگست

-175ء 171ء، صفحات 1997

محمد پریش شاہین۔ 'جو نور'، پختو (پشاور)۔ جلد 21 (جولائی۔ ستمبر 1989)، صفحات 46-60ء 64ء۔
دسوات غروہ اوسکے دارادی دتارخ بابو نہ، پختو (پشاور)۔ جلد 29 (جولائی۔ اگست 1997ء)، صفحات

-284ء 289ء

محمد نواز طاڑ، 'حضرت شیخ ملی بابا'، پختو (پشاور)۔ جلد 16-18 (1987-85)، صفحات 32ء 38ء۔
پختو، دسوات بابا جنی سبر (پشاور)۔ جلد 13 (فروری۔ مارچ 1982ء)، صفحات 6ء 178ء۔

فارسی کتب

اخون دروینہ تذکرۃ الابرار والاشرار۔ پشاور: اسلامی کتب خانہ، تاریخ نمادو۔

Unpublished Dissertation and Theses

- Ahmad, Aftab. *Government Jahanzeb College: History and Achievements* MA thesis, Department of Pakistan Studies, Government Post Graduate College Mansehra, Session 1992-94
- Ahmad, Mahmood. *Socio-Economic Conditions of the People of a Rural Village Naway-Kalay in District Swat.* MA thesis, Department of Sociology, University of Karachi, 1979.
- Aslam, Muhammad. *The Rulers of Amb State.* MA thesis, Department of Pakistan Studies, Government Post Graduate College, Mansehra, Session 1992-94.
- Begum, Haizal. *The Akhund of Swat: Abdul Ghafoor (A Biographical Sketch).* MA thesis, Pakistan Study Centre, University of Peshawar, 1992.
- Dirvi, Abdul Halim. *The Life and Achievements of Ghazi Umra Khan.* MA thesis, Pakistan Study Centre, University of Peshawar, 1989.
- Hassan, Noor. *Dir-Swat Relations.* MA thesis, Pakistan Study Centre, University of Peshawar, 1991.
- Hussain, Hazrat. *Tourism in District Swat.* MA thesis, Pakistan Study Centre, University of Peshawar, Session 1993-95.
- Hussain, Naheed. *Swat State Through the Ages.* MA thesis, Pakistan Study Centre, University of Peshawar, Session 2000-2002.
- Islam, Fakhrul. *Swat under Jehanzeb.* MA thesis, Pakistan Study Centre, University of Peshawar, n.d.
- Khan, Abdul Wahid. *Administrative System of Swat State.* MA thesis, Department of Political Science, Government College Lahore, 1959; retyped by Abdul Wahab Khan, 1986.
- Khan, Buner. *Growth of Modern Education in Swat State.* M.Ed. thesis, Institute of Education & Research, University of the Punjab, 1963
- Khan, Shakeel Ahmad. *Swat Nama of Khushal Khan Khattak (Edited & Translated into English).* M.Phil. Thesis, Area Study Centre (Central Asia), University of Peshawar, 1981.
- Mabood, Abdul. *(The) Causes of Migration of Swat Residents to Karachi.* MA thesis, Department of Sociology, University of Karachi, 1981.
- Naz, Muhammad Saleem. *Education in Ex- State of Swat.* M.Ed. thesis, Faculty of Education, University of Peshawar, 1996.
- Rehmat, Robina. *Tahrik Nifaz-i-Shariat-i-Muhammadi (TNSM).* MA thesis, Pakistan Study Centre, University of Peshawar, Session 1994-1996.

- Shahabuddin. *Miangul Abdul Wadood (Badshah Sahib): The Founder of Swat State*. MA thesis, Pakistan Study Centre, University of Peshawar, n.d.
- Shah, Feroz. *Attitude of the People of Rural Area towards Female Education in a Village of Swat*. MA thesis, Department of Sociology, University of Karachi, 1978
- Shah, Rahat. *Education in Private Sector (A Case Study of District Swat)*. MA thesis, Pakistan Study Centre, University of Peshawar, Session 1997-98
- Swati, Muhammad Farooq. *Gandhara Art in the Swat Valley, Pakistan: A Study Based on Peshawar University Collection*. Vol. 1, (Text). Ph.D. Dissertation, Faculty of Oriental Studies, University of Cambridge, 1996
- Yousafzai, Rafiullah. *Journalism in Swat*. MA thesis, Department of Journalism, University of Peshawar, Session 2002-2003.
- Zada, Rahim. *The Battle of Ambela [1863] Against the British in NWFP*. MA thesis, Pakistan Study Centre, University of Peshawar, 1995.
- Zubair, Muhammad. *Causes-Effects of Migration and the Problems of Ruralities Settlement in Urban Area: (A case Study of Mingora Swat)*. MA thesis, Department of Sociology/Anthropology, University of Peshawar, 1996

Unpublished Papers

- Personal Collection of Abdul Wahab Khan, Ronryal, Swat.
 Personal Collection of the author (Sultan-i-Rome), Hazara, Swat.

OFFICIAL WORKS

Confidential Reports of the British Indian Government

- Administration Reports of the North-West Frontier Province.*
Punjab Frontier Administration Reports.
Reports on the Administration of the Border of the North-West Frontier Province.
Reports on the Administration of the Punjab and its Dependencies.
Summary of Events in North-West Frontier Tribal Territory, 1 January 1930 to 31 December 1930. Simla, 1931.

Confidential Gazetteers and Who's who

- (Confidential), *Central Asia. Part I. A Contribution towards the Better Knowledge of the Topography, Ethnography, Statistics, & History of the North-West Frontier of British India*. Vol. 3. Compiled for Military and Political Reference by C.M. MacGregor. Calcutta: Office of the Superintendent of Government Printing, 1873.

Confidential Gazetteer of the North-West Frontier: From Bajaur and the Indus

Kohistan on the North to the Man Hills on the South. Vols. 1 & 4. Compiled for Political and Military Reference in the Intelligence Branch of the Quarter Master General's Department in India. Completed and edited by A. L'e. Holmes. Simla: Printed at the Government Central Branch Press, 1887
Confidential. Who's Who of the Dir, Swat and Chitral Agency Corrected up to 1 July 1950. Peshawar, 1950

Census Reports

- Census of India, 1941. Vol. 10-Appendix. Trans-Border Areas: Report and Tables.* By I.D. Scott. Delhi: Manager of Publications, 1942
Census of Pakistan, 1951. Vol. 4. North-West Frontier Province, Reports & Tables. Karachi: Manager of Publications, Government of Pakistan, n.d.
Population Census of Pakistan 1961: Census Report of Tribal Agencies. Part 1 & 3. General Descriptions, Population Tables and Village Statistics. Karachi: Manager of Publications, Government of Pakistan, n.d.
Population Census of Pakistan 1972: District Census Report Swat. Karachi: Manager of Publications, Government of Pakistan, 1975.

Other Official and Semi Official Works

- Hay, W.R. *Notes by Captain W.R. Hay, I.A., Assistant Commissioner, Mardan on his visit to Mahaban, Nagrai and Chamla in September 1929.* n.p., n.c
 ———. *Monograph on Swat State.* Simla: Government of India Press, 1934
 ———. *Monograph on Utman-Khel.* Simla: Government of India Press, n.d.
 Keen, W.J. *The North-West Frontier Province and the War.* Peshawar, 1928.
 Khan, Gul Wali. *Manual of Land Reforms.* Peshawar: NWFP Land Commission, 1979.
 Khan, Khan Malik Allah Yar. *Report on the Swat Valley Kohistan Forests.* Peshawar, North-West Frontier Province Govt. Printing and Stationary Office, 1926
 McMahan, A.H., and A.D.G. Ramsay. *Report on the Tribes of the Malakand Political Agency (Exclusive of Chitral).* Revised by R.L. Kennion. Peshawar: Government Press, North-West Frontier Province, 1916.
 Mohammad, Nazir and Shamsul Wahab under the guidance of Beat Stucki, Ali Akbar Khan, and Christoph Duerr. *Working Plan for Kalam Forests of Upper Swat Forest Division (1987-88 to 2001-02).* Peshawar: NWFP Forest Department; NWFP Forestry Pre-Investment Centre, and Pak-Swiss Kalam Integrated Development Project, n.d.
 Plowden, T.J.C. *Report on the Leading Persons and State of Affairs in Swat* Simla: Government of India Press, 1932.
 Stein, Aurel. *An Archaeological tour in Upper Swat and Adjacent Hill Tracts.* Calcutta: Government of India, Central Publication Branch, 1930.
 Constitution of the Islamic Republic of Pakistan: Being a Commentary on the

- Constitution of Pakistan, 1973.* 2 Vols. By Justice Muhammad Munir, ed. by Mian Bashir Ahmad. Lahore: P.L.D. Publishers, 1996.
- Extract from Civil and Military Gazette dated 6 March 1898, 'The Rising in Swat State [sic].' *Civil & Military Gazette, 1898*
- Frontier and Overseas Expeditions from India.* Vol. 1. *Tribes North of the Kabul River.* 1910; reprint, Quetta: Nisa Traders, 1979.
- Gazetteer of the Peshawar District 1897-98.* Reprint, Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1989.
- Imperial Gazetteer of India, Provincial Series, North-West Frontier Province.* Reprint, Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1991.
- List of Members of the Constituent Assembly of Pakistan.* n.p., n.d.
- List of Members of the Constituent Assembly of Pakistan (Showing Permanent Addresses).* n.p., 8 December, 1955.
- Malakand 1958-68: A Decade of Progress.* Foreword by Muhammad Humayun Khan, Political Agent Malakand. n.p., n.d.
- Memorandum on Federated States of Pakistan.* By Abdul Hamid, Joint Secretary, Constituent Assembly of Pakistan. Karachi: Printed by the Manager, Govt. of Pakistan Press, n.d.
- Military Report and Gazetteer on Buner and Adjacent Independent Territory.* General Staff India, 1926. 2nd edn. Delhi: Government of India Press, 1926.
- Military Report and Gazetteer on Dir, Swat and Bajaur. Part II, Military Report.* General Staff India, 1928. 2nd edn. Calcutta: Government of India Press, 1928.
- Military Report and Gazetteer of Indus Kohistan, Black Mountain and Adjacent Territories.* 1940, General Staff India. 2nd edn. Simla: Government of India Press, 1941
- Mutiny Reports from Punjab & NWFP.* Vol. 2. 1911; reprint, Lahore: Al-Biruni, n.d.
- Pakistan Information 1956-57.* Reference Series No. 2. Karachi: Press Information Department, Government of Pakistan, n.d.
- Report of Dir-Swat Land Disputes Enquiry Commission.* Part II. Swat. Vol. 2. Peshawar: Government of North-West Frontier Province, Home, Tribal Affairs and Local Government Department, 1973.
- Riwaj Nama-e-Swat.* Compiled by Ghulam Habib Khan, Superintendent, Deputy Commissioner Office, Swat. n.p., n.d.
- (i) *Supplementary Instrument of Accession.* (ii) *Agreement with the Wali of Swat Regarding the Privy Purse, Private Property and Rights and Privileges.* (iii) *Government of Swat (Interim Constitution) Act, 1954.* n.p., n.d.
- Supplementary Report of Dir-Swat Land Disputes Enquiry Commission.* Part II. (Swat). Vol. 3. Peshawar: Government of North-West Frontier Province, Home, Tribal Affairs and Local Government Department, n.d.
- The All Pakistan Legal Decisions (PLD).*
- The Indian Independence Act, 1947 and Orders Issued thereunder.* n.p., n.d.

Year Book of the North-West Frontier Province 1954. Peshawar: Secretary to Government, NWFP, Information Department, n.d.

OFFICIALLY ENDORSED WORKS

Da Isqat Murawija Mutaliq Fatwa, 11 June 1965 (The Fatwa bears names and signatures of six Ulama from the Darul Ulum Islamia, Saidu Sharif, and of four Qazis of the Mehkama Qaza, Saidu Sharif, and has been counter signed by Hukamran Riyasat-e-Swat)

Da Qurbanai Masail, 30 May 1968 (Signed by five Qazis of Mehkama Qaza, Saidu Sharif and seven Ulama of Darul Ulum Islamia, Saidu Sharif, and counter signed by His Highness Hukamran Swat)

ORGANISATIONS' WORKS

All India Muslim League, Central Board Policy and Programme n.p., n.d.
Constitution & Rules of the Pakistan Muslim League. Karachi: Qazi

Mohammad Isa, Honorary General Secretary, Pakistan Muslim League, n.d.

Constitution & Rules of the Pakistan Muslim League. Karachi: Mohammad Yusuf Khattak, General Secretary, Pakistan Muslim League, n.d.

Manshoor, Swat Employees Association. District Swat, 1974,

Resolutions of the All India Muslim League: From December 1938 to March 1940. (Nawabzada) Liaqat Ali Khan, Honorary Secretary: All India Muslim League, n.d.

The Constitution and Rules of the All India Muslim League. Nawabzada Liaqat Ali Khan, Honorary Secretary, All India Muslim League, n.d.

The Constitution and Rules of the All India Muslim League (as amended upto the end of 1919). Syed Zahir Ahmad, Honorary Secretary, 1920

The Constitution and Rules of the All-India Muslim League: Passed at the session at Lucknow on the 18 October 1937. n.p., n.d

The Constitution and Rules of the All-India Muslim League (as amended upto date). n.p., n.d

The Constitution and Rules of the Frontier Muslim League (Provincial Muslim League NWFP). Muhammad Ismail Khan Ghaznavi: Honorary Secretary, n.d

BOOKS

Books in English

Adamec, Ludwig W. *Afghanistan, 1900-1923: A Diplomatic History*. Berkeley University of California Press, 1967.

- Adamson, Hilary, and Isobel Shaw. *A Traveler's Guide to Pakistan*. Islamabad: The Asian Study Group, 1981.
- Afzal, M. Rafique, collector & ed. *Speeches and Statements of Quaid-i-Millat Liaqat Ali Khan [1941-51]*. Lahore: Research Society of Pakistan, 1967.
- Ahmad, Khwaja Nizamuddin. *The Tabaqat-i-Akbari: (A History of India from the Early Musalman Invasions to the Thirty-Eighth Year of the Reign of Akbar)*, Vol. 2. Translated and Annotated by Brajendranath De; and Revised, Edited, and Completed with Preface and Index by Baini Prashad. 1st edn. 1936; Reproduced, Delhi: Low Price Publications, 1992.
- Ahmad, Makhdum Tasadduq. *Social Organization of Yusufzai Swat: A Study in Social Change*. Lahore: Panjab University Press, 1962.
- Ahmad, Qeyamuddin. *The Wahabi Movement in India*. Calcutta: Firma K.L. Makhopadhyay, 1966; reprint, Islamabad: National Book Foundation, n.d.
- Ahmad, Ziauddin, ed. *Quaid-i-Millat Liaqat Ali Khan: Leader and Statesman*. Karachi: The Oriental Academy, 1970.
- Ahmed, Akbar S. *Millennium and Charisma among Pathans: A Critical Essay in Social Anthropology*. London: Routledge and Kegan Paul, 1976.
- _____. *Social and Economic Changes in the Tribal Areas, 1972-1976*. With a Foreword by Nasirullah Khan Babur. Karachi: Oxford University Press, 1977.
- _____. *Pukhtun Economy and Society: Traditional Structure and Economic Development in a Tribal Society*. London: Routledge & Kegan Paul, 1980.
- _____. *Religion and Politics in Muslim Society: Order and Conflict in Pakistan*. Cambridge: The Press Syndicate of the University of Cambridge, 1983; 1st Pakistani edn. Karachi: Royal Book Company, 1987.
- Ali, Ishfaq. *Laws Extended to the Tribal Areas with Jirga Laws*. Peshawar: Printed by New Fine Printers, n.d.
- Ali, Muhammad. *Guide to Afghanistan*. With Maps and Illustrations. Kabul, 1938.
- Allami, Abu'l-Fazl. *The Ain-i-Akbari*. Translated by H.S. Jarrett. Second edition corrected and further annotated by Sir Jadunath Sarkar. Vol. 2. *A Gazetteer and Administrative Manual of Akbar's Empire and Past History of India*. 3rd edn. reprinted from 2nd edn. of 1949. New Delhi: Oriental Books Reprint Corporation, 1978.
- Antonini, C. Silvi, and Giorgio Stacul. *The Proto-Historic Graveyards of Swat (Pakistan)*. Part 1. *Description of Graves and Finds: Plates*. Rome: Istituto Italiano per il Medio ed Estremo Oriente, 1972.
- Ashraf, Khalid. *Some Land Problems in Tribal Areas of West Pakistan: A Study of the Selected Farms in Kurram, North Waziristan, Malakand, Kalam and Swat*. Tribal Areas Studies-2. Peshawar: The Board of Economic Enquiry, North-West Frontier, Peshawar University, 1963.
- Ashton, S.R. *British Policy Towards the Indian States, 1905-1939*. London: Curzon Press Limited, 1982.
- Babur, Zahiruddin. *Babur-Nama: (Memoirs of Babur)*. Translated from the

- Original Turki Text by Annette S. Beveridge. 1st Pakistani edn. Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1975.
- Baha, Lal. *N.-W.F.P. Administration Under British Rule, 1901-1919*. Islamabad: National Commission on Historical and Cultural Research, 1978.
- Balala, Abdul Qayum. *The Charming Swat*. Lahore: Maqsood Publishers, [2000].
- Balneaves, Elizabeth. *The Waterless Moon*. 1955; 2nd Impression. London: Lutterworth Press, 1956.
- Barger, Evert, and Philip Wright. *Excavations in Swat and Explorations in the Oxus Territories of Afghanistan*. Calcutta, 1941; reprint, Delhi: Sri Satguru Publications, 1985.
- Barone, Nessim, and Usma Hachima. 'Creativity within Confinement: The Role of Art in the Lives of Pukhtun Women of Pakistan'. *Creativity, Femmes et Development*. Berne: Commission nationale suisse pour l'UNESCO; Berne: DDC, Direction du développement et de la corporation Department federal des affaires étrangères; Geneva: Institute University D'études du Development, 1997.
- Barth, Fredrik. *Indus and Swat Kohistan: An Ethnographic Survey*. Oslo: Forenede Trykkerier, 1956.
- _____. *Political Leadership among Swat Pathans*. London: The Athlone Press, 1959.
- _____. *Features of Person and Society in Swat: Collected Essays on Pathans, Selected Essays of Fredrik Barth*. Vol. 2. Edited by Adam Kup. London: Routledge & Kegan Paul Ltd., 1981.
- _____. *The Last Wali of Swat: An Autobiography as told to Fredrik Barth*. London, 1985; reprint, Bangkok: White Orchid Press, 1995.
- Barton, William. *The Princes of India with a Chapter on Nepal*. Reprint, New Delhi: Cosmos Publications, 1983.
- Barua, Beni Madhab. *Asoka and His Inscriptions*. 1946; 2nd edn. Calcutta: New Age Publishers Ltd., 1955.
- Bellew, H.W. *A General Report on the Yusufzais*. 1864; 3rd edn. Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1994.
- _____. *An Inquiry into the Ethnography of Afghanistan*. London, 1891; reprint, Karachi: Indus Publications, 1977.
- _____. *The Races of Afghanistan: Being a Brief Account of the Principal Nations Inhabiting that Country*. Reprint, Lahore: Sh. Mubarak Ali, n.d.
- Biddulph, John. *Tribes of the Hindoo Koosh*. Preface to the 1971 edition by Karl Gratzl. Reprint, Lahore: Ali Kamran Publishers, 1986.
- Bokhari, Syed Abid, ed. and compiler. *Through the Centuries: North-West Frontier Province*. Quetta: Mr Reprints, 1993.
- Bridget and Raymond Allchin. *The Rise of Civilization in India and Pakistan*. Cambridge: Cambridge University Press, 1982.
- Bruce, Richard Isaac. *The Forward Policy and its Results or Thirty-Five Years*

- work amongst the Tribes on Our North-Western Frontier [of India]. London: Longmans, Green, and Co., 1900; 2nd edn. in Pakistan. Quetta: M/S Nisa Traders, 1979.
- Caroe, Olaf. *The Pathans, 550 BC-AD 1957*. London: Macmillan and Company Ltd., 1958; reprint, Karachi: Oxford University Press, 1976.
- Chandra, Moti. *Trade and Trade Routes in Ancient India*. New Delhi: Abhinav Publications, 1977.
- Chauhan, Rana Ali Hasan. *A Short History of the Gujars (Past and Present)*. Gujranwala: Chauhan Publications, 1998.
- Cheema, Shahbaz Ahmad. *The Land of Beauty: Valley Swat, Valley Chitral, Pakistan*. Mingawara, Swat: Shoaib Sons Publishers and Booksellers, 2003.
- Churchill, Winston S. *The Story of the Malakand Field Force: An Episode of Frontier War*. Longmans, Green & Co., 1898; London: Leo Cooper in Association with Octopus Publishing Group Plc, 1989.
- [Cunningham, Alexander]. *Cunningham's Ancient Geography of India*. Edited with introduction and notes by Surendranath Majumdar Sastri. Calcutta: Chatterjee & Co. Ltd., 1924.
- Dani, Ahmad Hasan. *History of Northern Areas of Pakistan*. 1989; 2nd edn. Islamabad: National Institute of Historical and Cultural Research, 1991.
- _____. *Peshawar: Historic City of the Frontier*. [1969; 2nd edn.] Lahore: Sang-e-Meel Publication, 1995.
- _____. *New Light on Central Asia*. Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1996.
- d'Auvergne, V. *Zindani: A Daughter of the Indian Frontier and other Thrilling Tales of the Indian Frontier*. Reprint, Karachi: Indus Publications, 1982.
- Davies, C. Collin. *The Problem of the North-West Frontier, 1890-1908*. Cambridge University Press, 1932; 2nd edn. rev. and enlarged, London: Curzon Press Ltd., 1975.
- Deambri, B.K. Koul. *History & Culture of Ancient Gandhara and Western Himalayas from Sarada Epigraphic Sources*. New Delhi: Ariana Publishing House, 1985.
- Dichter, David. *The North-West Frontier of West Pakistan: A Study in Regional Geography*. London: Oxford University Press, 1967.
- Dodwell, H.H., and R.R. Sethi, eds. *The Cambridge History of India*. Vol. 6, *The Indian Empire, 1858-1918, with Chapters on the Development of Administration 1818-1858 and the Last Phase 1919-1947*. Published in India, Delhi: S. Chand & Co., 1964.
- Dupree, Louis. *Afghanistan*. Princeton: Princeton University Press, 1973.
- Effendi, Aslam, and Mahmud Butt. *Swat: Dreamland of Tourists [Brochure]*. Karachi: Swat Tourist Agency Ltd., n.d.
- Elliott, J.G. *The Frontier, 1839-1947: The Story of the North-West Frontier of India*. With a Preface by Olaf Caroe. London: Cassell & Company Ltd., 1968.
- Embree, Ainslie T., ed. *Pakistan's Western Borderlands: The Transformation*

- of a Political Order. 1977; reprint, New Delhi: Vikas Publishing House Pvt Ltd., 1985.
- Erskine, William. *A History of India under the Two First Sovereigns of the House of Taimur: Baber and Humayun*. Vol. 1. London, 1854; 2nd edn Shannan: Irish University Press, 1972.
- _____. *A History of India under Baber*. London, 1854. With an Introduction by P. Hardy. Reprint, Karachi: Oxford University Press, 1974
- Faccenna, Domenico. *A Guide to the Excavations in Swat (Pakistan) 1956-1962*. Rome: Department of Archaeology of Pakistan, and Istituto Italiano per il Medio ed Estremo Oriente, 1964
- _____. *Butkara I (Swat, Pakistan) 1956-1962. Part 2. Text*. Rome: Istituto Italiano per il Medio ed Estremo Oriente, 1980
- _____. *Butkara I (Swat, Pakistan) 1956-1962. Part 5.1. Plates*. Rome: Istituto Italiano per il Medio ed Estremo Oriente, 1981.
- _____. *Butkara I (Swat, Pakistan) 1956-1962. Part 5.2. General Plans*. Rome: Istituto Italiano per il Medio ed Estremo Oriente, 1981.
- Faccenna, Domenico and Giorgio Gullini. *Reports on the Campaigns 1956-1958 in Swat (Pakistan); Mingora: Site of Butkara I; Udegram*. Rome: Istituto Poligrafico dello Stato, 1962
- [Fa-Hein]. *The Pilgrimage of Fa Hian: From the French edition of the Foe K Ki of M.M. Remuset, Klaproth, and Landresse with Additional Notes and Illustrations*. Translated and ed. by Anonymous. Calcutta, 1848; Calcut Bangabasi Office, 1912.
- _____. *A Record of Buddhistic Kingdoms*. Translated and annotated with Corean Recension of the Chinese Text, by James Legge. Oxford: Clarendon Press, 1986; reprint, New Delhi: Munshiram Manoharlal, Publishers Pvt. Ltd., 1991.
- Faiz, Ashraf. *The Parachgan*. Lahore: The Frontier Post Publications, 1994.
- Faroosh, Syed Mian Gul. *The Wali of Swat: Mian Gul Shahzada Mohammad Abdul Haq Jehanzeb*. n.p., n.d.
- Feldman, Herbert. *The Land and People of Pakistan*. London: Adam and Charles Black, 1958.
- Ferishta, Mahomed Kasim [Muhammad Qasim]. *History of the Rise of the Mahomedan Power in India, till the year AD 1612*. Translated by John Brigge. Vol. 2., reprint, Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1977.
- Fisher, Robert E. *Buddhist Art and Architecture*. Reprint, London: Thames and Hudson Limited, 1996.
- Foucher, A. *Notes on the Ancient Geography of Gandhara: (A Commentary or a Chapter of Hiuan Tsang)*. Translated by H. Hargreaves. Calcutta: Superintendent Government Printing Press, India, 1915.
- Getley, George. *Swat: Switzerland of the East*. n.p., n.d.
- Grima, Benedicte. *The Performance of Emotion among Paxtun Women*. Austin: University of Texas Press, 1992; Karachi: Oxford University Press, 1993.

- Habib, Mohammad. *Sultan Mahmud of Ghazni: A Study*. 1st Pakistani edn, Lahore: Universal Books, 1978
- Hamilton, Angus. *Afghanistan. With a Map and numerous Illustrations*. London: William Heinemann, 1906
- Haq, Syed Moinul. *The Great Revolution of 1857*. Karachi: Pakistan Historical Society, 1968
- Haque, Mian Manzoorul. *Around Khyber. A Brochure on the Physical, Economic, Agricultural, Industrial, Social and Cultural aspects of the North-West Frontier Province, the Frontier States & the Tribal Areas*. n.p., A Pie Publication, n.d.
- Harvi, Niamatullah. *History of the Afghans: Translated from the Persian of Neamatullah*. Translated by Bernhard Dorn. 3rd edn. Karachi: Indus Publications, 2001.
- Hisam, Zeenat [ed.], and Alain Viaro. *Mingora: The Unplanned City, Dynamics of Development and Public Participation*. Karachi: City Press, 2002.
- Hodson, H.V. *The Great Divide: Britain-India-Pakistan*. Karachi: Oxford University Press, 1969.
- Holdich, T. Hungerford. *The Indian Borderland, 1880-1900*. 1st reprint in India, Delhi: Gian Publishing House, 1987.
- Hunter, W.W. *The Indian Musalmans*. 2nd edn. London: Trubner and Company, 1872.
- Ibbetson, Denzil. *Punjab Castes*. 1916; reproduced, Delhi: Low Price Publications, 1993.
- _____. *Punjab Castes*. 1882; reprint, Lahore: Sh. Mubarak Ali, 1974.
- Inam-ur-Rahim and Alain Viaro. *Swat: An Afghan Society in Pakistan; Urbanisation and Change in a Tribal Environment*. Karachi: City Press, 2002.
- Inayat-ur-Rahman. *Folk Tales of Swat*. Part 2. Peshawar: n.p., 1984.
- Jairazbhoy, R.A. *Foreign Influences in Ancient India*. Bombay: Asia Publishing House, 1963.
- Janjua, Ziaul Islam. *The Jirga Laws*. Lahore: Lahore Law Times Publications, n.d.
- Jettmar, Karl. *Bolor & Dardistan*. Reprint, Islamabad: National Institute of Folk Heritage, 1980.
- Kakar, M. Hasan. *Afghanistan: A Study in International Political Developments, 1880-1896*. Kabul, 1971.
- Kalter, Johannes, ed. *The Arts and Crafts of the Swat Valley*. London: Thames and Hudson Ltd., 1991.
- Keay, John. *The Gilgit Game: The Explorers of the Western Himalayas, 1865-95*. Jhon Murray (Publishers) Ltd., U.K., 1979; Karachi: Oxford University Press, 1993
- Keepel, Arnold. *Gun-Running and the Indian North-West Frontier*. 1911; 1st edn. in Pakistan, Quetta: Gosha-e-Adab, 1979.
- Khan, Abdul Wahab, Bakht Jehan, and M. Usman (eds.). *The River Swat*.

- Experiences of River Swat Conservation Project* Saidu Sharif, Swat Environmental Protection Society (EPS), 2003
- Khan, Abdul Wali. *Facts are Sacred*, Translated by Aziz Siddiqui. Peshawar Jaun Publishers, n.d.
- Khan, Ahmad Nabi. *Buddhist Art and Architecture in Pakistan*. Islamabad: Ministry of Information and Broadcasting, Directorate of Research, Reference and Publication, Government of Pakistan, n.d.
- Khan, Ghani. *The Pathans: A Sketch*. 1947; reprint, Islamabad: Pushto Adabi Society, 1990
- Khan, Makin. *Archaeological Museum Saidu Sharif, Swat: A Guide*. Saidu Sharif: By the author, Archaeological Museum, Saidu Sharif, 1997
- Khan, Mohammad Afzal. *Chitral and Kafiristan*. 1975; Peshawar: Reprint at Printing Corporation of Frontier Ltd., 1980
- Khan, M. Ashraf. *Gandhara Sculptures in the Swat Museum*. Saidu Sharif, Swat: By the author, Archaeological Museum, Saidu Sharif, 1993.
- _____. *Buddhist Shrines in Swat*. Saidu Sharif, Swat: By the author, Archaeological Museum, Saidu Sharif, 1993.
- Khan, M. Ashraf, Tahira Tanweer, and Abdul Nasir. *The Ethnological Galleries in the Swat Museum*. Swat: By the authors, Archaeological Museum, Saidu Sharif, 1994
- Khan, Mohammad Said. *The Voice of the Pukhtuns*, n.p., n.d.
- Khan, Mohd. Ayub. *The Evolution of Judicial Systems and Law in the Sub Continent*. n.p., 1987.
- Khan, Muhammad Asif. *The Story of Swat as told by the Founder Miangul Abdul Wadud Badshah Sahib to Muhammad Asif Khan*. With Preface, Introduction and Appendices by Muhammad Asif Khan. Trans. Preface and trans. by Ashruf Altaf Husain. 1962; Printed by: Ferozsons Ltd., Peshawar, 1963.
- Khan, Muhammad Nawaz. *Pakistan: The Evolution of NWFP and the Tribal Area: In Historical, Constitutional, Judicial Retrospect; Also Containing Studies in the PATA (Nifaz-e-Nizam-e-Shariah) Regulation 1994 with Act IV 1995*. Mardan: Radiant Publishers, 1996
- Khan, Sultan Mahomed, ed. *The Life of Abdur Rahman: Amir of Afghanistan*, With a new Introduction by M.E. Yapp. Vol. 2. London: John Murray, 1900; reprint in Pakistan, Karachi: Oxford University Press, 1980
- Khattak, Khushal Khan. *Swat Nama of Khushal Khan Khattak*. Edited and trans. by Shakeel Ahmad. With Preface by Raj Wali Shah Khattak. Peshawar: Pashto Academy, n.d.
- Khattak, Muhammad Habibullah Khan. *Buner: The Forgotten Part of Ancient Uddiyana*. Karachi: By the author, Department of Archaeology and Museums, 1997.
- Khilji, Jalaluddin, ed. *Muslim Celebrities of Central Asia*. Peshawar: Area Study Centre (Central Asia), n.d.
- Lamb, Harold. *Babur the Tiger*. Karachi: Pak Britain Publication, 1989

- Linck, Orville F. *A Passage Through Pakistan*. Detroit: Wayne State University Press, 1959.
- Lindholm, Charles. *Generosity and Jealousy: The Swat Pukhtun of Northern Pakistan*. New York: Columbia University Press, 1982.
- _____. *Frontier Perspectives; Essays in Comparative Anthropology*. Karachi: Oxford University Press, 1996.
- Lumby, E.W.R. *The Transfer of Power in India, 1945-7*. London: George Allen & Unwin Ltd., 1954.
- Macmunn, George. *The Romance of the Indian Frontiers*. 1st edn. in the second decade of the twentieth century. 1st Pakistani edn. Quetta: Nisa Traders, 1978.
- _____. *Afghanistan: From Danus to Amanullah*. London: G. Bell & Sons Ltd., 1929.
- _____. *The Martial Races of India*. 1st edn. in the second decade of the twentieth century; 2nd Pakistani edn. Quetta: Nisa Traders, 1982.
- _____. *Vignettes from Indian Wars*. Reprint, Quetta: Nisa Traders, 1982.
- Mahmood, Safdar. *Constitutional Foundations of Pakistan*. Lahore: Publishers United Ltd., n.d.
- Majumdar, R.C., H.C. Raychaudhuri, and Kalikinkar Datta. *An Advanced History of India*. 1946; last reprint in Pakistan, Lahore: Famous Books, 1992.
- Marsh, John. *The Young Winston Churchill*. London: World Distributors, 1962.
- Marshall, John. *The Buddhist Art of Gandhara: The Story of the Early School, Its Birth, Growth and Decline*. Cambridge: The Syndics of the Cambridge University Press, for the Department of Archaeology in Pakistan, 1960.
- Marwat, Fazal-ur-Rahim and Sayed Wiqar Ali Shah Kakakhel, eds. *Afghanistan and the Frontier*. Peshawar: Emjay Books International, 1993.
- Mayne, Peter. *The Narrow Smile: A Journey Back to the North-West Frontier*. London: John Murray (Publishers) Ltd., 1955.
- McMahon, A.H. and A.D.G. Ramsay. *Report on the Tribes of Dir, Swat and Bajour together with the Utman-Khel and Sam Ranizai*. Superintendent of Government Printing, India, 1901; reprinted with an Introduction and ed. by R.O. Christensen. Peshawar: Saeed Book Bank, 1981.
- M'Crindle, J.W. *The Invasion of India by Alexander the Great: As Described by Arrian, Q Curtius, Diodorus Plutarch and Justin*. With Introduction by J.W. M'Crindle. 1896; reprint, Karachi: Indus Publication, 1992.
- Miller, Charles. *Khyber: British India's North-West Frontier; The Story of an Imperial Migraine*. London: Macdonald and Jane's Publishers Limited, 1977.
- Mills, H. Woosnam. *The Pathan Revolt in North-West India*. Lahore: The Civil and Military Gazette Press, 1897; reprint, Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1996.
- Mishra, Yogendra. *The Hindu Sahis of Afghanistan and the Punjab, AD 865-1026*. Patna: Sm. Sushila Devi, 1972.

- Mookerji, Radhakumud. Asoka. London, 1928; reprint, Delhi: Motilal Banarsi das, 1986.
- Moon, Penderel, ed. *Wavell: The Viceroy's Journal*. 1973; reprint, Karachi: Oxford University Press, 1997.
- Morgenstierne, Georg. *Report on a Linguistic Mission to North-Western India*. Norway, 1932; reprint, Karachi: Indus Publications, n.d.
- Narain, A.K. *The IndoGreeks*. 1957; reprint, London: Oxford University Press, 1962.
- Nazim, Muhammad. *The Life and Times of Sultan Mahmud of Ghazna*. With Foreword by Thomas Arnold. Cambridge, 1931; reprint, Lahore: Khalil & Co., 1973.
- Nevill, H.L. *Campaigns on the North-West Frontier*. London: John Murray, 1912; reprint, Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1977.
- Nichols, Robert. *Settling the Frontier: Land, Law, and Society in the Peshawar Valley, 1500-1900*. Karachi: Oxford University Press, 2001.
- Obhrai, Diwan Chand. *The Evolution of North-West Frontier Province*. Reprint, Peshawar: Saeed Book Bank, 1983.
- Oliver, Edward E. *Across the Border or Pathan and Bilooh*. London: Chapman and Hall Ltd., 1890; Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2000.
- Pennell, T.L. *Among the Wild Tribes of the Afghan Frontier: A Record of Sixteen years close Intercourse with the Natives of the Indian Marches*. With an Introduction by Earl Roberts. London: George Bell & Sons, 191.
- Popowski, Joseph. *The Rival Powers in Central Asia*. Translated by Arthur Baring Brant. Edited with Introduction by Charles E.D. Black. Westminister: Archibald Constable and Company, 1893; 1st edn. in Pakistan, Quetta: Gosha-e-Adab, 1977.
- Powell-Price, J.C. *A History of India*. London: Thomas Nelson and Sons Ltd., 1955.
- Qasmi, Muhammad Abdul Ghafoor. *The History of Swat*. Peshawar: Printed by D.C. Anand & Sons, 1940.
- Quddus, Syed Abdul. *The Pathans*. Lahore: Ferozsons (Pvt.) Ltd., 1987.
- _____. *The Cultural Patterns of Pakistan*. Lahore: Ferozsons (Pvt.) Ltd., 1989.
- _____. *The North-West Frontier of Pakistan*. Karachi: Royal Book Company, 1990.
- _____. *Pakistan from Khyber to Karachi*. Lahore: Islamic Book Centre, n.d.
- Qureshi, Ishtiaq Husain. *Ulema in Politics*. 2nd edn. Karachi: Ma'aref Limited, n.d.
- _____. ed. *A Short History of Pakistan*. 2nd edn. Karachi: University of Karachi, 1961/1984.
- Qureshi, Mohammed Ibrahim. *The First Punjabis: History of the First Punjab Regiment, 1759-1956*. Aldershot: Gale & Poden Ltd. 1958.
- Rapson, E.J., ed. *The Cambridge History of India*. Vol. 1. *Ancient India*. 1st Indian reprint, Delhi: S. Chand & Co., 1955.

- Rashid, Abdur. *Civil Service on the Frontier*. n.p., n.d.
- Rehman, Abdur. *The Last Two Dynasties of the Sahis: (An analysis of their history, archaeology, coinage and palaeography)*. Islamabad: Director, Centre for the Study of the Civilizations of Central Asia, 1979.
- Reventlow, Count Ernst Zu. *India: Its Importance for Great Britain, Germany and the future of the World*. Berlin, 1917. Translated into English in Central Intelligence Office, Simla, 1918.
- Raverty, Henry George. *Notes on Afghanistan and Baluchistan*. 2 Vols. 2nd edn. in Pakistan. Quetta: Nisa Traders, 1982.
- Rhys-Davids, T.W. *Buddhist India*. 1903; 3rd Indian edn. Calcutta: Susil Gupta (India) Ltd., 1957.
- Richards, D.S. *The Savage Frontier: A History of the Anglo-Afghan Wars*. London: Macmillan London Limited, 1990.
- Roberts, Lord. *Forty-One Years in India: From Subaltern to Commander-in-Chief*. New edition in one volume, London: Macmillan and Co. Limited, 1898.
- Roberts, P.E. *History of British India: Under the Company and the Crown*. 1921; 3rd edn. London: Oxford University Press, 1952.
- Robertson, George S. *Chitral: The Story of a Minor Siege*. 2nd edn. London: Methuen & Co., 1899.
- Rose, H.A., comp. *A Glossary of the Tribes and Castes of the Punjab and North-West Frontier Province*. Based on the Census Report for the Punjab, 1883, by Denzil Ibbetson; and the Census Report for the Punjab, 1892, by E.D. MacLagan. Vol. 3. 1911; 1st Pakistani edn. Lahore: Aziz Publishers, 1978.
- Sarkar, Jadunath. *History of Aurangzeb*. Vol. 3. *Northern India, 1658-1681*. 1928; newedn. reprinted, Karachi: South Asian Publications, 1981.
- Savill, Agnes. *Alexander the Great and His Time*. 1951; 3rd edn. London: Barrie and Rockliff (Barrie Books Ltd.), 1959.
- Scott, George B. *Afghanistan and Pathan: A Sketch*. London: The Mitre Press, 1929.
- Shaw, Isobel. *Pakistan: Handbook*. Hong Kong: The Guidebook Company Limited, 1989.
- [Shui-ching-chu]. *Northern India According to the Shui-ching-chu*. Translated by L. Petech. Oriental Series 2. Rome: Istituto Italiano per il Medio ed Estremo Oriente, 1950.
- Singer, Andre. *Lords of the Khyber: The Story of the North-West Frontier*. London: Faber and Faber Ltd., 1984.
- Singer, Andre, et.al. *Guardians of the North-West Frontier?: The Pathans*. Reprint, Karachi: Liberty Books (Private) Limited, 1991.
- Skeen, Andrew. *Passing it on: Short Talks on Tribal Fighting on the North-West Frontier of India*. 1932; 1st Pakistani edn. Lahore: Aziz Publishers, 1978.
- Smith, Vincent A. *Asoka: The Buddhist Emperor of India*. 2nd edn. revised and

- enlarged. 1st Indian reprint. Delhi: S. Chand & Co., 1957.
- _____. *The Early History of India: From 600 BC to the Muhammadan Conquest, Including the Invasion of Alexander the Great*. 1924; 4th edn revised by S.M. Edwards. London: Oxford University Press, 1957.
- _____. *Akbar: The Great Mogul, 1542-1605*. 2nd edn. revised. Indian reprint. Delhi: S. Chand & Co., 1958.
- Spain, James W. *The Way of the Pathans*. Great Britain, 1962; 7th Impression, Karachi: Oxford University Press, 1994.
- _____. *The People of the Khyber: The Pathans of Pakistan*. 1962; New York: Frederick A. Praeger, Inc., 1963.
- _____. *The Pathan Borderland*. 1963; reprint, Karachi: Indus Publications, 1985.
- _____. *Pathans of the Latter Day*. Karachi: Oxford University Press, 1995.
- Stacul, Giorio. *Prehistoric and Protohistoric Swat, Pakistan (c.3000-1400 BC)*. With Foreword by Karl Jettmar, and contributions by Bruno Compagnoni and Lorenzo Costantini. Rome: Is MEO, 1987.
- Stacul, Giorgio, and Sebastiano Tusa. *Report on the Excavations at Aligrama (Swat, Pakistan)*, 1974. Rome: Is MEO, n.d.
- Stein, Aurel. *On Alexander's Track to the Indus: Personal Narrative of Explorations on the North-West Frontier of India*. 1928; reprint, Karachi: Indus Publication, 1995.
- Stephens, Ian. *Horned Moon: An Account of a Journey through Pakistan, Kashmir, and Afghanistan*. Bloomington: Indiana University Press, 1955.
- Sultan-i-Rome. 'Merger of Swat State with Pakistan: Causes and Effects.' *MARC Occasional Papers No. 14 - April 1999*. Edited by Alain Viaro and Arlette Ziegler. Geneva: Modern Asia Research Centre; Graduate Institute of International Studies; Graduate Institute of Development Studies; The University of Geneva, 1999.
- _____. 'Role of Jirga in the Formulation of Laws in Swat State.' *Proceedings of the International Workshop on Urban and Environmental Management Local Dynamics in Intermediary Cities in the situation of Centralised Governments*. Edited by Alain Viaro, and Arlette Ziegler. Geneva: Graduate Institute of Development Studies, June 2000.
- _____. 'Land Ownership in Swat: Historical and Contemporary Perspective.' *Land Tenure and Resource Ownership in Pakistan*. editors Zabta Khan Shinwari and Asiq Ahmad Khan. Peshawar: By the Editors, WWF-Pakistan, 2002.
- _____. *Forestry in the Princely State of Swat and Kalam (North-West Pakistan): A Historical Perspective on Norms and Practices*. IP6, Working Paper 6. Zurich Swiss National Centre of Competence in Research (NCCR), North-South, 2005.
- _____. 'Miangul Abdul Wadud.' *Celebrities of NWFP*. Vol. 1 & 2. Peshawar: Pakistan Study Centre, University of Peshawar, 2005.
- _____. 'Governance of Forests in Swat since sixteenth Century.' *Troubled*

- Times: Sustainable Development and Governance in the Age of Extremes*
 Sama Editorial and Publishing Services, Karachi, and Sustainable
 Development Policy Institute (SDPI), Islamabad, 2006
- Swati, Muhammad Farooq. 'Recent Discovery of Buddhist Sites in the Swat
 Valley.' *Athariyyat*, Vol. 1. A Research Bulletin of National Heritage
 Foundation Peshawar, September 1997
- Swinson, Arthur. *North-West Frontier: People and Events, 1839-1947*.
 London: Hutchinson & Co. (Publishers) Ltd., 1967.
- Tarn, W.W. *The Greeks in Bactria & India*. 1938; reprint, Cambridge: The
 Syndics of the Cambridge University Press, 1966
- Taylor, Meadows. *A Students Manual of the History of India*. London:
 Langmans, Green, and Co., 1895
- Thomson, H.C. *The Chitral Campaign*. Reprint, Lahore: Sang-e-Meel
 Publications, 1981.
- Trotter, Lionel J. *The Life of John Nicholson, Soldier and Administrator: Based
 on Private and Hitherto Unpublished Documents*. London: John Murray,
 1905; 1st edn. in Pakistan, Karachi: Karimsons, 1978
- [Tsiang, Hiuen]. *Chinese Accounts of India: Translated from the Chinese of
 Hiuen Thsiang*, Vols. 1 & 2. Translated & annotated by Samuel Beal. New
 edn. Calcutta: Susil Gupta (India), Limited, 1957.
- Tucci, G. *Travels of Tibetan Pilgrims in the Swat Valley*. Calcutta: The Greater
 Indian Society. Also in G. Tucci. On Swat: Historical and Archaeological
 Notes. Rome, 1997.
- Verma, H.C. *Medieval Routes to India, Baghdad to Delhi: A Study of Trade
 and Military Routes*. Lahore: Book Traders, n.d.
- Warburton, Robert. *Eighteen Years in the Khyber, 1879-1898*. 1900; reprint,
 Karachi: Oxford University Press, 1975
- Wheeler, J. Talboys. *A Short History of India and of the Frontier States of
 Afghanistan, Nepal, and Burma. With Maps and Tables*. London: Macmillan
 and Co., 1884.
- Wilcox, Wayne Ayres. *Pakistan: The Consolidation of a Nation*. New York:
 Columbia University Press, 1963.
- Williams, L.F. Rushbrook. *The State of Pakistan*. London: Faber and Faber,
 1962.
- Woodcock, George. *The Greeks in India*. London: Faber and Faber Ltd., 1966.
- Wylli, H.C. *The Borderland: The Country of The Pathans*. [First published
 under the title From the Black Mountains to Waziristan, 1912]. Reprint,
 Karachi: Indus Publications, 1998.
- Yosufzai, M. Saeedullah Khan. *Attractions of Swat*. n.p., 1996.
- Younghusband, G.J. and Francis Younghusband. *The Relief of Chitral*.
 October 1895; reprint, Rawalpindi: English Book House, 1976.
- Yunus, Mohammad. *Frontier Speaks*. With Foreword by Jawahar Lal Nehru.
 Preface by Khan Abdul Ghaffar Khan. Lahore: Minerva Book Shop, n.d.
- Yusufi, Allah Bukhsh. *The Frontier Tragedy*. All India Khilafat Committee,

- 1930, 2nd edn. Karachi: Mohammad Ali Educational Society, 1986
A Glossary of the Tribes and Castes of the Punjab and NorthWest Frontier Province. Vol. 1. Reprint, Lahore: Aziz Publishers, 1978.
- Durand Line*. n.p., n.d.
- Guide to Pakistan*. Karachi: Ferozsons Limited, n.d.
- Italian Archaeological Mission, (ISMEO) Pakistan, Swat, 1956-1981: Documentary Exhibition*. Rome: Istituto Italiano per il Medio ed Estremo Oriente, 1982
- Jinnah: Speeches and Statements 1947-1948*. With Introduction by S.M Burke. The Millennium Series. Karachi: Oxford University Press, 2000
- Pakistan Miscellany*. Vol. 2. Karachi: Pakistan Publications, 1958.
- Struggle for Independence, 1857-1947: A Pictorial Record*. Karachi: Pakistan Publications, 1958.
- The Risings on the North-West Frontier*. Compiled from the Special Correspondence of the Pioneer. Allahabad: The Pioneer Press, 1898.

JOURNALS

Journals in English

- Agrawala, R.C. 'An Interesting Relief from the Swat Valley (I).' *East and West* (Rome). Vol. 16 (March-June 1966), pp. 82-83
- Ali, Usman and Mohammad Aslam Khan. 'Origin and Diffusion of Settlement in Swat Valley.' *Pakistan Journal of Geography* (Peshawar). Vol. 1 (June-December 1991), pp. 97-115.
- Ansari, Arif A. 'The North-West Frontier Policy of the Mughuls under Akbar.' *Journal of the Pakistan Historical Society* (Karachi). Vol. 4 (January 1956), pp. 36-63.
- Antonini, Chiara Silvi. 'Swat and Central Asia.' *East and West* (Rome). Vol. 19 (March-June 1969), pp. 100-115.
- Asad, Talal. 'Market Model, Class Structure and Consent: A Reconsideration of Swat Political Organization.' *Man* (London). Vol. 7 (March 1972), pp. 74-94.
- Barth, Fredrik. 'Ecologic Relationships of Ethnic Groups in Swat, North Pakistan.' *American Anthropologist*. Vol. 58 (December 1956), pp. 1079-89
- _____. 'Segmentary Opposition and the Theory of Games: A Study of Pathan Organization.' *The Journal of the Royal Anthropological Institute of Great Britain and Ireland* (London). Vol. 89 (1959), pp. 5-21
- Burton-Page, John. 'Muslim Graves of the Lesser Tradition: Gilgit, Punial, Swat, Yusufzai.' *Journal of the Royal Asiatic Society of Great Britain & Ireland* (London). [Vol. not given] (1986), pp. 249-54.
- Dupree, Louis. 'On Two Views of the Swat Pashtun.' *Current Anthropology* Vol. 18 (September 1977), pp. 514-18.
- Fahim, Mohammad. 'Afghanistan and World War-I'. *Journal of the Pakistan*

- Historical Society (Karachi).* Vol. 24 (April 1978), pp. 107-15.
- Gullini, Giorgio. 'Marginal Note on the Excavations at the Castle of Udegram: Restoration Problems.' *East and West (Rome)*. Vol. 9 (December 1958), pp. 329-48.
- Hassan, Syed Minhajul. 'The Impact of Mountbatten-Nehru Relationship on the Partition of India.' *Journal of the Pakistan Historical Society (Karachi)*. Vol. 44 (July 1996), pp. 229-42.
- Hay, W.R. 'The Yusufzai State of Swat.' *The Geographical Journal (London)*. Vol. 84 (September 1934), pp. 236-46.
- Jaffar, Ghulam Muhammad. 'The Ambella Campaign and the Followers of Sayyid Ahmad.' *Journal of the Pakistan Historical Society (Karachi)*. Vol. 40 (July 1992), pp. 289-97.
- Khan, Aftab Ahmad. 'Field Research in Swat.' *Journal of the Pakistan Historical Society (Karachi)*. Vol. 35 (October 1987), pp. 285-96.
- Khan, Javed Ali. 'Two Historical Works on Punjab: Gulshan-e-Punjab and Makhzan-e-Punjab.' *Journal of the Pakistan Historical Society (Karachi)*. Vol. 44 (October 1996), pp. 309-34.
- Khan, Munawwar. 'Swat in History.' *Peshawar University Review (Peshawar)*. Vol. 1 (1973), pp. 51-63.
- _____. 'Swat.' *Peshawar University Review (Peshawar)*. Vol. 1 (1974-75), pp. 57-77.
- Khurshid. 'Sandakai Mullah: Career and Role in the Formation of Swat State, Pakistan'. *Journal of the Pakistan Historical Society (Karachi)*. Vol. 47 (April-June 1999), pp. 77-81.
- Lindholm, Charles. 'Contemporary Politics in a Tribal Society: Swat District, NWFP, Pakistan.' *Asian Survey*. Vol. 19 (May 1979), pp. 485-505.
- _____. 'The Structure of Violence Among the Swat Pukhtun.' *Ethnology (Pittsburgh)*. Vol. 20 (April 1981), pp. 147-56.
- _____. 'Leatherworkers and Love Potions' *American Ethnologist (Washington D.C.)*. Vol. 8 (August 1981), pp. 512-25.
- Meeker, Michael E. 'The Twilight of a South Asian Heroic Age: A Rereading of Barth's Study of Swat.' *Man (London)*. Vol. 15 (December 1980), pp. 682-701.
- Menon, M.M. 'Swat: Some Aspects of its Geography.' *Pakistan Geographical Review (Lahore)*. Vol. 12 (1957), pp. 58-64.
- Muncherji, D.H. 'Swat: The Garden of Asoka.' *Pakistan Quarterly (Karachi)*. Vol. 9 (3, 1959), pp. 40-45.
- Niazi, Shaheer. 'The Origin of the Pathans.' *Journal of the Pakistan Historical Society (Karachi)*. Vol. 18 (January 1970), pp. 23-38.
- Oman, Giovanni. 'On Eight Coins of Akbar Found in a Rock-Shelter near Ghaligai, Swat.' *East and West (Rome)*. Vol. 20 (March-June 1970), pp. 105-107.
- Paine, Robert. 'The Stamp of Swat: A brief Ethnography of Some of the Writings of Fredrik Barth.' *Man (London)*. Vol. 17 (June 1982), pp. 328-39.

- Pardini, Edoardo. 'The Human Remains from Aligrama Settlement (Swat, Pakistan)' *East and West* (Rome). Vol. 27 (December 1977), pp. 207-26
- Ptech, Luciano. 'A Kharosthi Inscription from Butkara I (Swat).' *East and West* (Rome). Vol. 16 (March-June 1966), pp. 87-81.
- Raverty, H.G. 'An account of Upper and Lower Suwat, and the Kohistan, to the source of the Suwat River; with an account of the tribes inhabiting those valleys.' *Journal of the Asiatic Society (Calcutta)*. Vol. 31 (1862), pp. 227-81.
- Rehman, Abdur. 'The Zalamkot Bilingual Inscription.' *Lahore Museum Bulletin (Lahore)*. Vols. 10 & 11 (1997-1998), pp. 35-40
- _____. 'Ethnicity of the Hindu Shahis.' *Journal of the Pakistan Historical Society (Karachi)*. Vol. 51 (July-September 2003), pp. 3-10.
- Srinivasan, Doris Meth. 'The Tenacity of Tradition: Art From the Vale of Swat.' *Aramco World (Houston)*. Vol. 48 (January/February 1997), pp. 2-15
- Stacul, Giorgio. 'Preliminary Report on the Pre-Buddhist Necropolis in Swat (W. Pakistan).' *East and West* (Rome). Vol. 16 (March-June 1966), pp. 37-79.
- _____. 'Notes on the Discovery of a Necropolis near Kherai in the Ghorband Valley (Swat-West Pakistan).' *East and West* (Rome). Vol. 16 (September-December 1966), pp. 261-74.
- _____. 'Excavations in a Rock Shelter near Ghaligai (Swat, W. Pakistan): Preliminary Report.' *East and West* (Rome). Vol. 17 (September-December 1967), pp. 185-219.
- _____. 'Discovery of Four Pre-Buddhist Cemeteries near Pacha in Buner (Swat W. Pakistan).' *East and West* (Rome). Vol. 17 (September-December 1967), pp. 220-32.
- _____. 'Excavation near Ghaligai (1968) and Chronological Sequence of Protohistorical Cultures in the Swat Valley (W. Pakistan).' *East and West* (Rome). Vol. 19 (March-June 1969), pp. 44-91.
- _____. 'An Archaeological Survey near Kalam (Swat Kohistan).' *East and West* (Rome). Vol. 20 (March-June 1970), pp. 87-91.
- _____. 'The Gray Pottery in the Swat Valley and the Indo-Iranian Connections (c.1500-300 BC).' *East and West* (Rome). Vol. 20 (March-June 1970), pp. 92-102.
- _____. 'Dwelling and Storage-Pits at Leoban III (Swat, Pakistan) 1976 Excavation Report.' *East and West* (Rome). Vol. 27 (December 1977), pp. 227-53.
- Stacul, Giorgio and Sebastiano Tusa. 'Report on the Excavations at Aligrama (Swat, Pakistan) 1974.' *East and West* (Rome). Vol. 27 (December 1977), pp. 151-205.
- Stein, Aurel. 'From Swat to the Gorges of the Indus.' *The Geographical Journal (London)*. Vol. 100 (August 1942), pp. 49-56.
- Sultan-i-Rome. 'Abdul Ghaffur (Akhund), Saidu Baba of Swat: Life, Career and Role.' *Journal of the Pakistan Historical Society (Karachi)*. Vol. 40 (July

- 1992), pp. 299-308.
- _____. 'The Sartor Faqir: Life and Struggle against British Imperialism.' *Journal of the Pakistan Historical Society* (Karachi). Vol. 42 (January 1994) pp. 93-105.
- _____. 'The Malakand Jihad (1897): An Unsuccessful Attempt to oust the British from Malakand and Chakdarah.' *Journal of the Pakistan Historical Society* (Karachi). Vol. 43 (April 1995), pp. 171-86.
- _____. 'Bayazid Ansari and his Khairul Bayan.' *Hamard Islamicus* (Karachi) Vol. 20 (July-September 1997), pp. 87-95.
- _____. 'Jirga: Its Role in the Formulation of Laws in Swat State.' *Udyana Today* (Saidu Sharif, Swat). Vol. 6 (April-June 1999), pp. 2-4.
- _____. 'Merger of Swat State with Pakistan: Causes and Effects.' *Journal of the Pakistan Historical Society* (Karachi). Vol. 47 (July-September 1999), pp. 53-64.
- _____. 'Judicial System, Judiciary and Justice in Swat: The Swat State Era and the Post-State Scenario.' *Journal of the Pakistan Historical Society* (Karachi). Vol. 49 (October-December 2001), pp. 89-100.
- _____. 'Mughals and Swat.' *Journal of the Pakistan Historical Society* (Karachi). Vol. 50 (October-December 2002), pp. 39-50.
- _____. 'The Durand Line Agreement (1893): Its Pros and Cons.' *Journal of the Research Society of Pakistan* (Lahore). Vol. 41 (July 2004), pp. 1-25.
- _____. 'The Role of the North-West Frontier Province in the Khilafat and Hijrat Movements.' *Islamic Studies* (Islamabad). Vol. 43 (Spring, No. 1), pp. 51-78.
- _____. 'Swat State's Relations with the British: An Appraisal of Miangul Abdul Wadud's Reign.' *Journal of the Pakistan Historical Society* (Karachi). Vol. 53 (April-June 2005), pp. 65-85.
- _____. 'Geography of North-West Frontier Province in Historical Perspective.' *Pakistan Perspectives* (Karachi). Vol. 11 (January-June 2006), pp. 113-32.
- _____. 'Origin of Pukhtuns: The Bani Israelite Theory.' *Journal of the Pakistan Historical Society* (Karachi). Vol. 54 (October-December 2006), pp. 73-104.
- _____. 'Administrative System of the Princely State of Swat.' *Journal of the Research Society of Pakistan* (Lahore). Vol. 43 (December 2006), pp. 181-99.
- _____. 'Pukhtu: The Pukhtun Code of Life.' *Pakistan Vision* (Lahore). Vol. 7 (December 2006), pp. 1-30.
- _____. 'Education in the Princely State of Swat.' *Hamard Islamicus* (Karachi). Vol. 30 (July-September 2007).
- Taddei, Maurizio. 'An Interesting Relief from the Swat Valley (II).' *East and West* (Rome). Vol. 16 (March-June 1966), pp. 84-88.
- _____. 'A Problematical Toilet-tray from Udegram.' *East and West* (Rome). Vol. 16 (March-June 1966), pp. 89-93.
- Tucci, Giuseppe. 'Preliminary Report on an Archaeological Survey in Swat.'

- East and West* (Rome). Vol. 9 (December 1958), pp. 279-328
- _____. 'Oriental Notes V: Preliminary Account of an Inscription from North-West Pakistan.' *East and West* (Rome). Vol. 20 (March-June 1970), pp. 103-104
- _____. 'On Swat: The Dards and Connected Problems.' *East and West* (Rome). Vol. 27 (December 1977), pp. 9-103.

MAGAZINES

- Khan, Zaigham. 'The Lost World.' *Herald* (Karachi). Vol. 28 (December 1997), pp. 116-18.
- _____. 'The Beginning of the End.' *Herald* (Karachi). Vol. 28 (December 1997), pp. 121-22.
- Sufi, Sultan-i-Rome. 'Shaikh Mali Baba.' *Amn* (Weekly [Pukhtu]), Peshawar, 7 March 1992.
- Swat Adabi Series* [Urdu]. Mingawara, Swat, February-March 1987.
- Rah-e-Wafa* [Urdu]. Vol. 4, No. 13. Karachi, July 2004.

NEWSPAPERS

Newspapers in English

- Jillani, Anees. 'Forgotten Tribal Areas'. *The News International*. Islamabad, August 1998
- Khan, Amir Zaman. 'Law that Governs the People of Malakand Division'. *The Frontier Post, Weekend Post*. Peshawar, 15 July 1988.
- Khan, Munawwar. 'Chitral Expedition & the 1897 Uprising-I.' *The Frontier Post*. Peshawar, 15 March 1995.
- Kiani, Khaleeq. 'Mallam Jabba Hill Resort: Glaring Example of Negligence.' *The News International*. Islamabad, 4 August 1998.
- Mahiyuddin, Umar. 'Saidu Baba of Swat.' *The Frontier Post, Weekend Post*. Peshawar, 19 February 1988.
- Sultan-i-Rome. 'Saidu Baba and the Spread of Islam.' *The Frontier Post, Weekend Post*. Peshawar, 15 July 1988.
- 'Politics of the Tribal Kind' (Excerpts from *Frontier Perspectives: Essays in Comparative Anthropology* by Charles Lindholm). *Dawn*. Karachi, 2 March 1996
- Dawn*. Karachi, 2 January 1996.
- Khyber Mail*. Peshawar, 11, 12 June 1963; 21 October 1974; 18 March 1976; 12 February 1979
- Pakistan Times*. Rawalpindi, 6, 15 December 1962; 22 October 1969



This book is scan & Compiled By:

www.kitaboona.blogspot.com

[Like Facebook Page](#)

[Join Facebook Group](#)

[Follow Twitter](#)

[Visit Blog](#)

مصنف کے بارے میں:



ڈاکٹر سلطان روم سوات کے ملادت بیگ بی خل (عجمیل بیل) کے گاؤں ہزارہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ پاکستانی اور سینئری تعلیم پڑا رہا اور کبل میں سرکاری مکملوں سے حاصل کی۔ چار سال عک گورنمنٹ جہان زیریں کاٹ سید و شریف، سوات میں زیر تعلیم رہے۔ انہیں شہزادہ تاریخ نامہ، پرانی و رشی آپ کا پرانی اور فی الحال ایجی ذی، شہزادہ تاریخ یونیورسٹی آپ پشاور سے کی۔ آج گل گورنمنٹ جہان زیریں کاٹ سید و شریف، سوات میں اسٹاٹ پر فیفر آف سسری کی ہیئت سے فرانش انجام دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر سلطان روم پاکستان پس از لیکل سوسائٹی کے نایابات رکن ہوئے کے ملادوں اس کے ایگزیکٹوی کمیٹی کے مدبوو رکن بھی ہیں۔ آپ کی دوسرا اداروں کے بھی رکن ہیں۔ آپ کے میدانِ ذوق میں اسلامی کالیگیا، سماجی اور معاشری تاریخ اور شریعت و قدرتی وسائل شالیں ہیں۔

ڈاکٹر سلطان روم کے بہت سے تحقیقی مصنفوں میں جہاں اور کتابوں وغیرہ میں شائع ہوئے ہیں۔ آپ نے متعدد قوی اور مبنی الاقوای سینئریوں اور کافلسوں میں شرکت کی ہے جن میں اپنے مقامے بھی پوش کیے ہیں۔ آپ کی دوسری کتابوں میں "دی نارخ" ویسٹ فلمز (جنہرے بختوں خوا) ، "لیز آن سسری" ، "ایڈن ایڈن" فارست گروپس ، "فرانز شن فرام فریائل سٹم" نامہ سوات میٹنگ نو پاکستان اور پتوہ ضرب الامثال کی ایک کتاب "تلون" شامل ہیں۔

☆.....☆.....☆

مترجم کے بارے میں:



احمد فواد کا صل نام فرمیا احمد ہے۔ آپ 1954ء میں گلشن سوات (اب طلح شاہک) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم شاد ولی اللہ اور پنڈ کالج خصوصہ (سنده) سے حاصل کی۔ حیدر آباد پورہ سے سفر کیا، پس اے آئے زیر تاریخ اور انگلی ادب میں ایم اے کریمی بھی یونیورسٹی سے کیا۔ پتوہان کی ماوری زبان ہے جب کہ اردو، عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں پر بھی احتمی درجس حاصل ہے۔ احمد فواد پتوہ کے بہت اچھے شاعر ہیں۔ اپنی مندرجہ عربی کی بیان پر اپنی ادبی طقوں میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ زبانی طالب علمی میں آپ کراچی سے نکلنے والے اخبارات روزنامہ "جمارت" ، "زواں و وقت" اور پندرہ و زدہ "وقت" سے ملک رہے۔ جب وزراء نام کراچی سے نکلنے والے کچھ عرصہ کے لیے اس کے ادبی محتوى کے اخخار بھی رہے جس کے دو دن انھوں نے بڑی بڑی ادبی شفہیات کے نام کئے اور بعض کے انترو یو یو کے۔ ان کے نام کے ادائیوں میں اپنے اونکھا ندازی کی وجہ سے بہت پسند کئے گئے۔ احمد فواد کراچی کے کچھ انشا اخبار و زمانہ "امت" میں ایک عرصہ کام لکھتے رہے۔ انھوں نے ایک ناول بھی لکھا ہے۔ احمد فواد کی تین کتابیں "یہ کوئی کتاب نہیں" ، "اول ورقی خیر" اور "ایک جاپ چاندی" اردو میں جب کہ ایک شعری مجموعہ "کردا رانے دل پکی شم" شوتوز بان میں زیور طبع سے اراستہ ہو چکا ہے۔ سوات میں جب شوش پاچی تو ان حالات سے متاثر ہو کر انھوں نے ایک طویل تکمیل "سوات زخموں سے ڈھال" ، "لکھی جتنے تو قی اور عالمی اخراج پر غاسی پیری کی حامل ہوئی۔ آپ جہان زیریں کاٹ سید و شریف کے انگلی اس پیارہ میں پڑھنے سے ملکی خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ اس وقت آپ گورنمنٹ کاٹ مدد (سوات) میں انگریزی پڑھاتے ہیں۔

☆.....☆.....☆